قال رسول الله الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة

الحمد لله که این زمان سیمنت اقتران ترجمہ اردو با تکملہ موسوم

مصائب الشهدا

بحسن سعی و اہتمام مرزا محمد مہدی بن مولوی مرزا محمد علی صاحب مرحوم

در مطبع جعفری لکھنؤ بمحلہ نخاس جدید طبع شد

اشتہار کتب مطبوعہ مطبع جعفری واقع نخاس جدید شہر لکھنؤ مع تفصیل

۱۔ عمدۃ الطالب فی نسب آل ابیطالب۔ یہ کتاب نسب سادات میں بزبان عرب نہایت معتبر ہے اسمیں کل سادات کا شجرہ بتصحیح سے ملتا ہے اور حالات تاریخی اولاد ائمہ مع اولاد محمد حنفیہ و اولاد حضرت عباس وغیرہما بتفصیل مندرج ہے مع دو رسالہ دیگر در اصطلاحات نسابہ۔ یہ کتاب دو قسم کے کاغذ پر طبع ہوئی ہے۔ قسم اول نہایت اعلیٰ مجلد للعہ قسم ثانی عہ

۲۔ مطالب السئول فی مناقب آل رسول از محمد بن طلحہ شافعی مجلد عہ

۳۔ صادح و باغم از ابویعلی ابن الہباریہ در مناظرہ طیور بطرز کلیلہ دمنہ در نصائح بطرز لطیف۔ ۴ر

۴۔ مقامات بدیع الزمان ہمدانی نہایت واضح۔ ۶ر

۵۔ رطب العرب دیوان عربی جناب مفتی سید محمد عباس صاحب قبلہ شوستری طاب ثراہ۔ ۱۲ر

۶۔ موجہ کوثری شرح قصیدہ سید اسمعیل حمیری از جناب مفتی سید محمد عباس صاحب موصوف۔ ۶ر

۷۔ تخریج الآیات موسوم بہ نجوم الفرقان در استخراج ایات قرآنی ۸ر

۸۔ تفسیر امام حسن عسکری ع - عہ

۹۔ من لا یحضرہ الطبیب از محمد بن زکریا رازی در طب۔ ۸ر

۱۰۔ جلد اول و جلد دوم ضربت حیدریہ بجواب شوکت عمریہ از مولوی رشید الدین خان دہلوی۔ للعہ

۱۱۔ نزہۃ اثنا عشریہ جلد اول بجواب تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز دہلوی در حدوث مذاہب۔ عہ

۱۲۔ استبصار از شیخ ابوجعفر طوسی علیہ الرحمہ

۱۳۔ من لا یحضرہ الفقیہ از شیخ صدوق علیہ الرحمہ در دو جلد۔

۱۵۔ زبدۃ الاصول۔ از شیخ بہاء الدین

۱۶۔ آداب التعلیم اردو ترجمہ رسالہ محقق علیہ الرحمہ در آداب تعلیم و ذکر مناہی

۱۷۔ بحور الغمہ جلد اول و دوم۔

۱۸۔ مصائب الابرار اردو ترجمہ جلد احوال مختار بن ابو عبیدہ ثقفی و دیگر احوال جناب سید الشہدا علیہ السلام ظاہر شد ایضاً جلد دوم احوال جناب سیدہ از تا وفات زیر طبع۔

۲۰۔ رسالہ رجعت از اخوند ملا محمد باقر مجلسی

۲۱۔ رسالہ جزیرۂ اخضر و بحر ابیض در ذکر جناب صاحب الامر ع

۲۲۔ صراط النجاۃ ترجمہ حدیث اعرابی

۲۳۔ مجموعۂ ہفت رسالہ مجلسی مشتمل بر رسالہ ... و رسالہ صفات ذاتی و صفات فعلی باری ... جبر و تفویض و رسالہ بداء و رسالہ شکیات ... ملا محمد تقی مجلسی۔

۲۴۔ سفینۃ النجاۃ در علم کلام و اثبات

۲۵۔ ابواب الجنان جلد دوم از ملا رفیع

مصائب اون ...

ان حالات اور مصائب کی حسب موقع اور محل مصائب مظلوم کربلا جناب سید الشہدا الطور رثہ
شامل کیے تھے اوسکی نثر کا ترجمہ زبان اردو مین کیا اور نظم کو بدستور رہنے دیا تاکہ جو مومنین
فارسی دان ہین وہ نظم سے فیضیاب ہون اور جو زبان فارسی نہین سمجھتے وہ نثر سے
فیضیاب ہون اور اس مذنب کے لیئے دنیا مین باعث یادگاری اور عقبی مین ذریعہ رستگاری
ہوا اور یہ بھی واضح ہو کہ اصل کتاب مین مصائب جناب مظلوم کربلا کے بہت کم لکھے تھے
اس حقیر نے اور کتابون سے نکالکر ہر ایک مقام پر بڑھا لیئے تاکہ مجالس مین پڑھنے کے لائق
ہو جائے۔ اب ناظرین شائقین اور ذاکرین صداقت آئین کی خدمت مین عرض یہ ہے کہ
بوقت مطالعہ کے اگر کسی مقام پر غلطی دیکھین تو براہ لطف و عطا چشم پوشی کرین اور
بعوض اعتراض کے اس مذنب کے حق مین دعاے آمرزش فرمائین باللہ التوفیق و ہو المستعان
بخیر رفیق پوشیدہ نہ رہے کہ یہ کتاب شامل ہے چند ماتمکدون پر۔ پہلا ماتمکدہ
شامل ہے اوپر چند مجلسون کے۔

مجلس پہلی بیان مین اون ظلم و ستم کے جو کہ مکہ معظمہ مین اون حضرت پر گذری لطور اجمال کے حیز تحریر مین آتے ہین

شد ز لطفِ خالقِ کون و مکان
ساطع انوار شد روے زمین
مژدہ باد اے عاصیان ناامید
گفت ای صل علی روحی فدا

شد عیان مہر رسالت در جہان
حامل وحی خداے دو جہان
شافع روز جزا اینک رسید

سر بسر از پرتو نور جبین
گفت ما بین زمین و آسمان
ہر کہ بشنید این نوید جانفزا

مومنین چونکہ اقتضای آفتاب محبت یہ ہی کہ جس کاشانی
مین پرتو ڈالا اوسکو باید گنج محبت ویران کیا باین وجہ کہ آفتاب ہمیشہ سایہ در تقا ہے
لہذا دل اہل محبت کا بھی ہمیشہ طالب نزول بلا ہی ہیں بفحواے البلاء موکل

للانبیاءِ والاوصیاءِ جب وہ گوہرِ بحرِ عمان حضرت سبحان زیب بخش دستار امکان ہوا

اور وہ آفتاب اوج رسالت شمع شبستان ایمان ہوا ہنوز لب جان بخش اوس فخر مسیح کے

شیر مادر سے سیر آشنا نہوے تھے کہ اوس جناب کے پدر بزرگوار حضرت عبداللہ کو ساقی

اجل نے شربت موت کا چکھایا اور اوس گوہر دریاے رحمت ایزدی نے خطاب یتیمی کا

پایا بعد چند مدت کے جناب آمنہ بنت وہب نے کہ مادر اطہر اوس جناب کی تھین اس

عالم فانی سے طرف سراے جاودانی کے رحلت فرمائی ہ

تھا صدف مین لبطن مادر کے وُہ درِ بہا	جب گئے دنیا سے عبداللہ سوے دار البقا
چھہ برس کا جب ہوا افسوس وُہ مقبول رب	آمنہ کی بھی ہوئی رحلت جہان سے غضب ہی
تھے ابھی مان کے لیے فرط الم سے اشکبار	غم مین عبدالمطلب کے جو ہوا دل بیقرار
کیا کہون مین آہ اس رنج و الم کے ماسوا	دیتے تھے ایذا یہ ایذا کافران بیحیا

چنانچہ اون حضرت کے مصائب سے اعظم ترین مصیبت یہ تھی کہ اون کافران جفاکار کے

درمیان مین گرفتار تھے اور وہ لعین بیدین ہمیشہ درپے آزار تھے کبھی وہ اشقیا اون حضرت

کو ساحر اور سفیہ بتاتے تھے اور کبھی انواع انواع کے ایذا پہونچاتے تھے منجملہ اون کفار اشرار

کے ایک ابولہب اور دوسرا عقبہ بن معیط اور حمالۃ الحطب زن گیسو بریدہ ابولہب

کے ہروقت اوس سید ابرار کے درپے آزار رہا کرتے تھے کبھی تو جس راہ سے حضرت نکلتے تھے اوسمین

خار اور خاشاک بچھاتے تھے اور کبھی بام خانہ سے انواع اقسام کے کثافات سر پر اون سید الانبیا

کے گراتے تھے اور حضرت عوض نفرین اور بددعا کے فرماتے تھے کہ اے قوم آیا حق خویشی

اور قرابت اور ہمسائگی یہی ہے جو تم میرے ساتھ کرتے ہو اگر لطف و مروت سے نہ پیش آؤ

تو میرے ستانے سے تو ہاتھ اوٹھاؤ ہ

بے جرم کیون ستاتے ہو تم مجھ یتیم کو	حق سے ڈرو ہلاؤ نہ عرش عظیم کو

...اہ مومنین کہان تھے جناب رسول خدا ... گوشوارہ کہ جو پہنے تھے ... یہان معلوم
کربلا کا کہ بعد شہادت فرزند رسول مختار نالان و بیقرار دروازہ خیمہ پر اشکبار تھے کہ ناگاہ
...فیان گمراہ اور شامیان روسیاہ ننگی تلوارین ہاتھون مین لیے ہوے دڑانہ خیمون مین
...آئے پس وہ یتیم اونکو دیکھکر ڈر گئے اور جا کے اپنی ماؤن سے لپٹ گئے اہ آہ مومنین
...دا لعنت کرے اون اشقیا پر رحم کرنا تو ایک طرف اون یتیمون کا زیور لوٹنے لگے جب
شمر بد گہر یتیم حسینؑ کے کانون سے گوہر اوتارنے لگا تو مومنین اوس یتیم نے بمنت اوس
سنگدل سے کہا کہ اے شمر یہ گوہر میرے باپ نے مجھے پہنائے تھے یہ میرے مظلوم باپ
کی نشانی ہین ان کو تو نہ لے جب اوس سنگدل نے یہ سُنا تو عوض رحم کرنے کے اس زور
سے اون گوہرون کو کھینچا کہ اوس یتیم کے کانون سے خون بہنے لگا آہ آہ مومنین اس ظلم
ہی اوس شقی نے اکتفا نہ کی جب وہ معصوم رونے لگے تو اس زور سے اک طمانچہ
رخسار پر مارا کہ اوس یتیم کے رخسار پر نشان اونگلیون کا بنگیا اوسوقت اوس معصوم نے
بنظر حسرت اوریا اس طرف قتلگاہ کے دیکھا اور کہا کہ اے بابا کہان ہو جلد تشریف لاؤ اور
اپنے پیارے بیٹی کا حال دیکھو اے بابا جو موتی کہ آپ نے بعد محبت اور شفقت میرے
کانا مین پہنائے تھے وہ شمر لعین نے چھین لیے اور جب مین روئی تو مجھے طمانچے مارے
...اے بابا اگر آپ نہین آسکتے تو میرے چچا عباس سے فرمائیے کہ وہ تشریف لائین اور
...اس پیارے بھتیجی کو ظلم اشقیا سے بچائین اے بابا خیمون مین ناریون نے
...لگا دی ہے وہ جل رہے ہین ہم کدھر بھاگ کے جائین یقین ہے کہ تھوڑے دیر مین
...بھی اس آگ مین جلجائین الحاصل مومنین بقولے تین سال اور ایک روایت سے
...برس اون حضرت کو وحی آتی رہی مگر حضرت نے اون کفار اشرار سے پوشیدہ رکھا
...بکمال خوف اور ہراس مین بسر کی اور اس مابین مین کسی نے حضرت کا دین نہین اختیار

کیا مگر مردون مین جناب امیر علیه السلام نے اور عورتون مین جناب خدیجه کبری نے الغرض
جب وه حضرت خدا کے جانب سے مامور ہوے که باعلان تمام دعوت کرو ہمارے بندون کو
طرف دین برحق کے پس جب ایام حج مین مردم اطراف وجوانب جمع ہوے تو حضرت بہر اظہار
صدق وصفا کوه صفا پر رونق افروز ہوے اور خطاب کیا طرف انبوه خاص وعام کے
که ایها الناس آیا سنا تمنے مجھسے کبھی کوئی کلمه دروغ یه سنکر تمام حضار نے عرض کی که
حاشا وکلا نہین سنا ہمنے آپ سے کوئی دروغ سواے کلام صدق التیام کے پس فرمایا
حضرت نے که اے جماعت سنو تم گوش دل سے که پہونچاتا ہون مین طرف تمہارے پیام
خدا کا که بھیجا ہے اوسنے مجھے طرف تمہارے واسطے رسالت کے ہر آئینه طلب کرتا ہون
مین تمکو طرف دین برحق اور راه راست کے جب زبان معجز بیان رسول انام سے یه کلام
گوش زد خاص وعام ہوا اوسوقت سردار گروه مشرکین اور سرخیل طایفه منافقین یعنے
ابوجہل لعین نے مثل مار خشمگین کے پیچ وتاب کہاکر ایک پتھر دست نجس مین اوٹھایا
اور اوس پیشانی پرنور پر که جو آئینه صورت نماے معرفت سبحانی تھے اس زور سے لگایا
که جسکے صدمه سے ملائکه مقربین تھرائے اور آسمان چکر مین آگئے۔

عرش لرزید چو از سنگ ستم — جبهه احمد مختار شکست
عارضش گشت زخون چون گلگون — رنگ خورشید برخسار شکست
کرد بوجہل چو انکار سبے — پشت اسلام ازین کار شکست

الحاصل اور لعینون نے بھی متابعت اوس شقی ازلی کی کی یعنے پتھر اوس گوہر
صدف رسالت پر مارے پس اوس روز سے مابین منافقین بیدین یه امر قرار پایا که
جو شخص کلمه حق زبان پر لاوے وه سنگسار کیا جائے ایساہی کوفی مین جب مسلم ابن
عقیل ایلچیٔ امام جلیل فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین ع نے اہل کوفه کو وعظ

نائب حیدر کرار سے پہر گئے اور چار طرف سے مسلم پر زغہ کیا تو راوی کہتا ہے کہ اوس
شیر بیشۂ شجاعت نے بضربِ شمشیر برق بار بہت سے نامردون کو داخل نار کیا۔ بس
مومنین اوس مظلوم پر بام خانہ سے پتہر اور تیر مارنا شروع کیے۔ راوی کہتا ہی کہ حضرت مسلم
پتہرون کے ضرب سی ایسا زخمی ہو گئے تھے کہ اگر تیر و تبر اور نیزۂ و خنجر بہی نہ مارتے تو بہی وہ
جناب زندہ نہ بچتے فائز بدرجہ شہادت ہوتے اور مومنین نے لکہا ہی کہ روزِ عاشورہ
جناب سید الشہدا مظلوم کربلا جب اشقیا کو وعظ و پند فرماتے تھے تو وہ ملعون اون
حضرت پر بہی دور سے پتہر برساتے تھے اے محبان رسول مختار دو بار پیشانی نورانی
نبی کے سنگ جفا سے افگار ہوے ایک مرتبہ مکہ معظمہ مین کہ جسکا ذکر مومنین نے سنا
اور دوبارہ غزوۂ اُحد مین مگر مومنین بجز ایک اوس زخم پیشانی نورانی کے اور کوئی
زخم جسم اطہر پر نتہا اور تین دن کے بہوک اور پیاس بہی نہ تہی فکر اسیری عیال کا بہی
ملال دلبر نہ تھا مگر قربان جان شیعون کی مظلومی مظلوم کربلا پر کہ اوس جناب کے
جسم نازنین پر۔ سے

روایت است کہ بر پیکر شہ ذیجود ۔۔۔ ہزار و نہصد و پنجاہ و یک جراحت بود

علاوہ اسکے مومنین او دہر اسیری اہلبیت کا خیال ادہر ہر فرزند نوجوان کے مرنے کا
ملال وہ تین دن کی بہوک اور پیاس ہجوم رنج و الم نہ کوئی مونس نہ ہمدم چار طرف سے زغہ
سپاہ دلمین در دلب پر آہ کبہی وہ اشقیا دور سے تیر برساتے تھے اور کبہی پتہر اور کبہی قریب
آکے نیزے لگاتے تھے اور کبہی خنجر کسی خودسر نے چوب دستی سر پر لگائی اور کسی سنگدل
نے بازو پر تلوار آزمائی کما قال الباقر علیہ السلام لقد قتل جدی الحسین بالسیف
والسنان والحجر بالحجارۃ والعصا جیسا کہ فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے ہمارے

اور پتھر اور عصا کے ۵

پھر بیان کرتا ہون حال مصطفی	غیر ممکن شرح حال کربلا

غرض مومنین جب جناب سید المرسلین سنگ زنی منافقین بیدین سے مجروح ہوے
حزین اور ملول روتے ہوے طرف کوہ بوقبیس کے تشریف لیگئے۔ راوی کہتا ہی کہ اوس زمانے
مین جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام گوکہ بہت کم سن تھے مگر یہ خبر وحشت اثر سنکے روتے ہوے
جناب خدیجہ کی خدمت مین گئے اور کہا کہ مین نے ابھی سُنا ہی کہ ابوجہل ملعون نے ربیع اور
کفار اشرار کے حضرت کو پتھرون سے مجروح کیا تمام بدن زخمون سے چور ہی نہین معلوم
کہ کس طرف تشریف لیگئے آو کچھ کہانا اور پانی لیکے چلین دیکھین کہ وہ حضرت کس حال مین
ہین یہ سُنکے جناب خدیجہ روتی ہوئین جناب امیر علیہ السلام کے ہمراہ طرف کوہ بوقبیس کے
روانہ ہوئین اور اودہر جبرئیل حکم رب جلیل سے حضرت کے پاس نازل ہوے اور
سلام اون حضرت پر کیا اور خدا کی جانب سے درود پہونچایا حضرت نے فرمایا کہ اے
جبرئیل دیکھو میرے خویش اور اقارب نے میرا یہ حال کیا اے جبرئیل جو دل کہ مخزن
اسرار الٰہی تھا اوسے زخمی کیا اور وہ پیشانی کہ محل سجود واجب الوجود تھی اوسکو سنگ جفا
سے توڑا پس جبرئیل یہ سنکر بہت روئے اور حضرت کو مثوبات الٰہی امیدوار کیا ناگاہ
چند ملک اور خدا کی جانب سے نازل ہوے اور خدمت بابرکت مین عرض کی کہ یا رسول اللہ
ہم خدا کی جانب سے مامور ہین کہ اسوقت جو آپ ارشاد فرمائین ہم اوسکو فی الفور بجالائین
اگر ارشاد ہو تو ان کافرون کو داخل جہنم کرین حضرت نے اونکے جواب مین فرمایا کہ اے
فرشتو مین ہر وقت راضی برضاے الٰہی ہون چھوڑ دو تم مجھکو درمیان مین ان کفار کے جو
چاہین وہ میرے حق مین کرین یہ فرماکر سر طرف آسمان کے بلند کرکے عرض کی کہ یا ۵

...رحمت گشتہ ام ماموس نے بہر غضب	عذر سنجو اہم اگر طغیان ظلم از سر گذشت
...ر الہا این زحق وا ماندگان در غفلت اند	چون نیند آگہ زحق میباید از اکثر گذشت
عذر خواہم از جفا ہائے کہ بر سن کردہ ام	یا الٰہی خواہم از عصیان ایشان در گذشت

آہ آہ مومنین یاد آگیا مجھے اس مقام پر صبر کشتہ تیغ جفا مظلوم کربلا کا لکھا ہو کہ جب وہ حضرت
بعد شہادت اقربا اور انصار کے تنہا رہگئے اور کفار نے چہار طرف سے اوس جناب پر نرغہ کیا
تو اون حضرت نے اتمام حجت کے لیئے آواز استغاثہ بلند کی کہ ہے کوئی ایسا اسوقت کہ جو فرزند
رسول کی مدد کرے تو اوسوقت جبرئل اوس امام جلیل کے پاس آئے اور بعد ... کے
کہ ... اے نائب رسول یہ خادم آپکا حاضر ہے اگر حکم ہو تو ابھی اس قوم جفا کار کو مثل قوم عاد
برباد کر دون اور زمین کا تختہ اولٹ دون کہ یہ سب اہل ستم ابھی جہنم واصل ہون یہ سنکر حضرت
نے ارشاد کیا اے جبرئیل مین ان اشقیا پر اتمام حجت کرتا ہون ورنہ حسینؑ بجز خدا کے اور
کسی سے اعانت نہین چاہتا سوا اسکے اے جبرئیل گو کہ یہ سب مجھپر ظلم کرتے ہین مگر میرے
نانا کی امت ہین مین نہین چاہتا کہ میرے نانا کی امت برباد ہو اور ایک روایت مین ہے
کہ جب حضرت نے آواز استغاثہ بلند کی تو اوسوقت لاشہاے شہدا سے تا بسینہ اوٹھی آواز
دی کہ لبیک لبیک یعنے حاضر ہین یہ غلام آپکے جو حکم امام ہو اوسے بجا لائین مومنین
کیا وقت بیکسی اور تنہائی تھا مظلوم کربلا پر ایک راوی نے لکھا ہے کہ جب آواز استغاثہ
امام علیہ السلام خیمۂ اہلبیت مین پہونچی تو حضرت علی اصغر فرزند شیر خوار مظلوم کربلا کہ سن
اوس بچے کا چھ مہینے کا تھا اور شدت تشنگی سے جھولے مین بیہوش پڑا تھا صداے استغاثہ
سنکر اوس عالم بیہوشی مین چونک پڑا اور جھولے سے تڑپکر زمین پر گرا مومنین مقصود اوس
معصوم کا یہ تھا کہ اے بابا مین آپ کی مدد کو حاضر ہون یہ حال اوس بچے کا دیکھکر اہلبیت
مین اک قیامت برپا ہوئی ہر بی بی باواز بلند فریاد و بکا کرنے لگی - المختصر جب جناب سوکندا

درگاہ کبریا مین دعا کر چلے تو جبریل نے کہا کہ اے سالک راہ رضا جناب علی مرتضی اور حضرت خدیجہ کبری آپکی تلاش مین گریان اور نالان گھر سے آئی ہین آپ اونکو تشفی دین اونکے رونے سے ملائکہ بیتاب ہین یہ سُنکر حضرت اونکے پاس گئے اور اونکے ساتھ دولتسرا مین تشریف لائے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابو طالب اور حضرت حمزہ یہ دونون بزرگوار جناب رسول مختار کے کما ینبغی حفاظت کرتے تھے اور مخالفین اون دو شیر نیستان شجاعت کے ڈر سے اون حضرت پر کسیطرح کی تعدی اور جفا نہ کر سکتے تھے - ایک دن جناب حمزہ شکار کو گئے تھے اور حضرت ابو طالب اپنی دنبیان چرانے گئے تھے پس ابو جہل نے جو اون دونون شیرون سے آنحضرت کو خالی دیکھا مع ایک جماعت مشرکین کے مسجد الحرام مین آیا کہ وہ جناب اوسوقت وہان تشریف رکھتے تھے ایکبار وہ سب اشرار اوس برگزیدہ خدا پر گرے چونکہ اوسوقت اوس رسول کردگار کا وہان کوئی یار و مددگار نہ تھا ھ

یکے پیچید در گردن ردائش	یکے مجروح کرد از سنگ پایش
یکے زد لطمہ بر رخسارۂ پاک	یکے کردہ گریبان قبا چاک
یکے دستش بسوی خود کشیدہ	یکے داماں آنحضرت دریدہ
یکی مجروح از تیغ زبان کرد	یکی از ضرب دستی خستہ جان کرد

غرض اوس در یتیم نے جب اون سنگدلان لئیم کے ظلم سے نجات پائی تو مسجد الحرام سے بابدن مجروح نالان اور گریان طرف بیابان کے روانہ ہوے جب اون حضرت کے عم بزرگوار یعنی حمزہ نامدار شکار سے مراجعت کر کے طرف مکہ معظمہ کے آئے تو دروازے پر کنیز عبد اللہ بن جدعان کو دیکھا کہ مانند ابر بہار زار زار رو رہی ہے حضرت حمزہ کا دل اوسکے رونے پر بھر آیا فرمایا کیون تو اسقدر روتی ہے کسنے تجھپر جفا کی وہ جاریہ یہ سنکر اور زیادہ روئی پھر بعد ضبط گریہ کے کہنے لگی کہ خدا کسی لڑکی کو ایسے بد نہ کرے کیا تو پوچھتے ہو اے حمزہ حال میرے رونے کا مین اوس یتیم کی مصیبت

ہون بیقرار اس دنیا مین سواے خدا کے کوئی یار اور آشنا نہین ہی جناب حمزہ
فرمایا اے جاریہ خدا کے لیے مفصل بیان کر کہ دلکو تاب ضبط نہین ہے وہ جاریہ
لگی کہ آپ تو سیر وشکار کی جانب مائل ہین اور اپنے یتیم بھتیجے سے غافل آج ابوجہل لعین
مع ایک گروہ بیدین کے اوسپر وہ ظلم وستم کیا کہ عرش خدا لرز گیا ۔ ہ

کے دیکھو تو ذرا حال تم اوسکا اور	چوب اور سنگ سے زخمی ہے بدن سر تا سر
تیغ غم سے نہ چگونہ دلم دو نیم شود	کجا رواست چنان ظلم بر یتیم شود

حضرت حمزہ یہ حال سنکر محزون اور ملول داخل خانہ ہوئے صفیہ کہ اون جناب کی زوجہ
تھین دیکھا کہ رو رہی ہین حمزہ نے جب سبب گریہ پوچھا تو وہ اور زیادہ رونے لگین اور
بعد گریہ وزاری کے کہا اے حمزہ خوب تم اپنے بھتیجے یتیم کی حفاظت کرتی ہو آج ابوجہل بیحیا
نے ساتھ ایک گروہ اشقیا کے اوس یتیم پر ایسا ستم کیا کہ تمام چہرۂ نورانی لہو سے بھر گیا حمزہؓ
سنکر نہایت غمگین ہوئے اور باوصف اسکے کہ نہایت گرسنہ اور تشنہ تھی مگر اوسیوقت
اوس یتیم جگر پاش پاش کے تلاش مین طرف کوہ قبیس کے روانہ ہوئے جب قریب اون
حضرت کے پہونچے کہا السلام علیک یا ابن اخی کیف حالک حضرت نے جواب مین باواز محزون
کہا کہ اے عم بزرگوار کیا پوچھتے ہو بس مجھکو میرے حال پر رہنے دو حمزہ نے اون حضرت
کو بہت تشفی دی اور نہایت دلجوئی کے بعد اوس بیحیا کی تلاش مین چلے دیکھا
کہ ایک مقام پر وہ بدانجام مجمع قریش مین بیٹھا ہی حضرت حمزہ کے ہاتھ مین ایک کمان تھی
اوس سے اوس بے ایمان کو ایسا مارا کہ وہ کمان ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور فرمایا کہ او بیحیا اگر پھر
بار دیگر میرے برادر زادے کی نسبت کوئی بے ادبی کی تو شمشیر آبدار تجھکو داخل نار کر دنگا مومنین
دو عم بزرگوار نے اپنے برادر زادے کی حمایت کی۔ ایک تو حمزہ نے اور دوسرے مظلوم کربلا جناب
سید الشہدا نے ... آدمی رکتا ہے کہ کربلا مین جب قاسم ابن حسنؑ نے اپنے عم بزرگوار کو آواز دی

کہ یا عماہ ادرکنی حضرات جب یہ آواز مظلوم کربلا نے سنی عمامہ سر اطہر سے زمین پر پھینکدیا اور ذوالفقار
حیدر کرار کھینچکر مانند شیر غضبناک فوج نابکار پر حملہ کیا اور پہلے قاتل قاسم کو ڈھونڈھکر قتل کیا
مگر اوس جنگ وجدال مین حضرت قاسم کی لاش گھوڑون سے پامال ہوگئی جب وہ سپاہ
فرزند حیدر کرار کے سامنے سے بھاگ گئے پس حضرت اپنے برادر زادے کے بالین سر آئے
تو دیکھا کہ جسم نازنین اوس فدیۂ راہ خدا کا گھوڑون کے ٹاپون سے پامال ہوگیا ہے
جناب اوس اپنے فرزند خوشجمال کا یہ حال دیکھکر ذوالجناح سے اُترے اور اوس ٹکڑے
پارہ سے لپٹ کے بہت روئے اور اوس جسد پاش پاش کو ایک ردا مین باندھکر خیمہ
مین لائے اور مضمون ان اشعار جگرخراش کا زبان پر جاری فرمایا۔

سرو باغ حسن امروز در افتاد زپائے
وقت بیتابی دلہاے پریشان آمد

بر باد گلستان حیات قاسم
داد بیداد کزین غم بلبم جان آمد

از ازل آہ بخوان غم و محنت گویا
قسمت آل نبی دیدۂ گریان آمد

المختصر حمزہ اوس ملعون کی تنبیہ قرار واقعی کرکے اپنے برادر زادہ عالیقدر کو گھر مین لائے

مجلس دوسری بیان وقایع عام الحزن اور جو کہ بسبب ارتحال حضرت خدیجہ کے رسول ذوالجلال کو ملال ہوا

دوستان در جوی آب دیدہ کردم شست وشو
تا شوم از شہر یثرب سوے بطحا بادہ نو

بر مزار مادر زہرا روان سازم ز اشک
دجلۂ جاری کہ پیش او نماید بحر

بر کسی گریم کہ غیر از دخترش مانند وے
کس ندارد از زنان در درگہ حق آبرو

بر کسی گریم کہ روز ماتم وے مصطفیٰ
کرد جاری از برائش آب چشم تر

بر کسی گریم کہ ... خیر ... زنان مصطفیٰ
در جمال صورت و معنی نبودہ ...

بود مریم دختر کس را همه جلبابش بکاخ	بود عیسی شوہر کس را محفل آرائی بکو

حضرات مومنین پر مخفی نہ رہے کہ جملہ مصائب عظیمہ سے کہ جناب رسولخدا بر مکہ معظمہ مین گذرے سانحہ عام الحزن تھا کہ اوس سال مین جناب ابو طالب اور جناب خدیجۂ کبریٰ کی وفات پائی فی الحقیقت ماتم ایسے مونس باوفا کا کہ جسکے ساتھ برسون بلطف و محبت بسر کرے سب ماتمون سے سخت تر ہوتا ہی۔ راوی نے لکھا ہے کہ جناب خدیجۃ الکبری بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصّی بن کلاب کی ہین کہ نسب اونکا بہ نسب جناب سید الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ متصل ہے اور کنیت خدیجہ کی اُمّ ہند تھی اور مادر جناب خدیجہ کی فاطمہ بنت بنی عامر بن بنی لوی ہین کہ وہ بھی اجداد حضرت مین داخل ہین اور قبل اسکے کہ حضرت کے نکاح مین آوین عتیق بن عائذ مخزومی کے عقد مین تھین اونسے ایک بیٹی تھی اور ایک بیٹا اور وہ معظمہ درمیان قریش کے نہایت مالدار تھین اور حسن وجمال اور مراتب وجاہ مین محسود خواتین عرب راوی کہتا ہے کہ اسی ہزار فقط شتر باردار تھے اور اکثر سروران روزگار اون مخدومہ کے مہتمم کار تھے اور ہمیشہ اون معظمہ کے مجلس مین مجمع علما اور دانایان روزگار رہتا تھا الغرض بعد وفات شوہر اول کے اونکی خواستگاری کی ابو ہالہ تیمی نے مگر اون معظمہ نے قبول نکیا اور سبب انکار کا یہ تھا کہ بعد مرنے عتیق بن عائذ کے ایک روز خواب مین دیکھا تھا کہ میرے مکان مین آسمان سے ماہ اوترا اوسکی روشنی اوسکی چار طرف منتشر ہوئی اور کوئی جگہ مکہ معظمہ مین ایسی نہ تھی کہ اوس کے نور سے منور نہوئی ہو جبکہ خواب سے بیدار ہوئین تو اپنے عمزادے ورقہ بن نوفل سے کہ علم تعبیر خواب مین اوسکو مہارت کامل تھی اوس خواب کو بیان کیا اوس مرد کامل نے کہا کہ پیمبر آخر الزمان تمہارے شوہر ہونگے پوچھا کہ وہ جناب کس قریہ کے لوگون سے ہونگے

کس نسل سے اوسنے کہا کہ بنی ہاشم سے جبکہ یہ خوشخبری اوس مرد معتبر سے سُنی تو وہ مخدومہ
شاد ہوئین اور قید فکر مُزاوجت دیگر مردم سے آزاد آخرکار بہ رہبری طالع بیدار عقد
رسول مختار مین آئین ۔ ۵

نہ تنہا از سلیمان حاجت بلقیس شد حاصل	خدیجہ ہم رسید از وصل پیغمبر بکام دل
طریق جہد را پیمودان از سعی بی پایان	زلیخا سان کہ یوسف را نمود آخر بخود مائل

تفصیل اس اجمال کی راوی معتبر یون لکھتا ہے کہ جب وہ زمانہ آیا کہ صحبت جناب سرور سے مشرف ہون تو مجلس مزاوجت مین حضرت عباس اور حضرت حمزہ اور ابو طالب اعمام حضرت خیر الانام اور بعضے اکابر اور اعیان قریش حاضر تھے اور ابو جہل لعین بھی شریک محفل تھا اس بیحیا نے چاہا کہ کوئی کلمہ خلاف موقع زبان زبانہ نشان سے نکالے لیکن حمزہ نے اوسکا ہاتھ پکڑکے اس زور سے دبایا کہ اوسکے ناخنون سے خون نکل آیا پس ابو طالب نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اے جماعت آگاہ ہو کہ مین نے خدیجہ دختر خویلد کو عقد مین اپنے برادر زادہ محمد بن عبد اللہ کے بمہر چار سو دینار کے دیا پس عمران بن اسد عم خدیجہ کبری نے بوکالت خدیجہ کہا کہ راضی ہون مین بمواصلت محمد بن عبد اللہ بمہر معینہ پس خدیجہ کبری نے اپنی کنیزون سے فرمایا کہ دف بجاؤ اور خوشی کرو اور حضرت نے اپنے عم ابو طالب سے فرمایا کہ اے عم نامور چند شتر ہمارے مال سے نحر کرکے اہل مکہ کی دعوت کیجیے چنانچہ حضرت ابو طالب فرمودہ رسول مقبول کو بجا لائے یعنی چند اونٹ نحر کرکے کھانا تیار کیا گیا اور اہل مکہ کی دعوت کی پس اون سب نے برغبت تمام کھانا کھایا اور اپنے گھرون کو لیگئے ۔ مومنین اوسی شب کو اسرار الطیبات للطیبین کے ظاہر ہوئے ۔ ۵

بران زہرۂ آسمان عفاف	چو شد خاتم انبیا مشتری

زلیخا یکے یوسف آن دیگرے	نخواہم ازین ہر دو راکے روایت
فلک زد دگر مہر انگشترے	حدیث سلیمان و بلقیس را
کہ خلعت ازان بود زین ہاجرے	بگویم ز ہاجر سخن و ز خلیل
کہ بروی شدہ ختم پیغمبرے	نبی الورا سید المرسلین
بخیر البشر لایق ہمسرے	ز وصف خدیجہ ہمین بس کہ شد

ے شیعیان جناب امیر المومنین الدان غور کرو تمام عالم مین ابتداے آدمؑ سے
اسوقت تک یہی دستور ہے خصوصاً عرب مین کہ روز عقد خوشی کرتے ہین اور دف بجاتے ہین
جیسا کہ ذکر ہوا کہ کنیزان خدیجہ نے خوشی کی اور دف بجایا ہے اور جناب ابو طالب عم رسول
نے بھی مسرت کی اور اہل مکہ کی دعوت کی مگر قربان جان زائرے کے عروسی حضرت قاسم پر

ہمہ شربتش زآب شمشیر بود	سر دوشش صغیر پر تیر بود
سرگشتگان بود نگران ز دور	در آمدم سوے بزم عیش و سرور
برون کرد با صد نوا و فغان	ملایک سر از غرفہاے جنان
تماشاے آن بزم وان رزمگاہ	نمودند یک بحسرت نگاہ
یکے گفت گرد اسیر این عروس	یکے بہر داماد رخ سندروس

آہ آہ مومنین عروسی قاسم مین عوض کھانے اور شربت کے اہلحرم فرط رنج و الم سے
لخت جگر کھاتے تھے اور خون دل پیتے تھے بھوک اور پیاس کی یہ شدت تھی کہ غش
پر غش آتے تھے اور رسوم دف زنی کے عوض مین بیبیاں اہلحرم مین سینہ زنی کی دھوم
تھی کوئی ناشاد نوشاہ کی نامرادی پر روتی تھے اور کوئی بی بی دولھن کی کم سنی کے بیوہ
ہونے پر جان کھوتے تھے آہ آہ مومنین دولھن حنا کے بدلے کف افسوس ملتے تھے
ا... لکھتے تھے تو فاطمہ عروسی اوس

ناشاد کے دل پر چھری چلتے تھے سو میں نے سُنا کہ حضرت ابو طالبؑ نے تو اپنے بھتیجے کی عروسی میں اہل مکہ کی دعوت کی اور طرح طرح کے کھانے کھلائے اور شربت پلایا مگر جناب مظلوم نے اپنے بھتیجے کی عروسی میں خود دو دن سے بے آب و غذا تھے مہمانوں کو کھان سے کھلاتے قربان جان زائر کی تشنگی مظلوم کربلا پر چنانچہ شمر سے روایت ہے کہ ہنگام ذبح میں نے دیکھا کہ لب مبارک حضرت کے ہلتے ہیں وہ شقی سمجھا کہ وہ جناب اوس لعین کو بددعا دیتے ہیں جب وہ بیحیا اپنا کان قریب لب مبارک کے لیگیا تو سُنا اوس شقی نے کہ وہ جناب آہستہ فرماتے ہیں کہ اے شمر اگر تو میرے قتل کا مصمم ارادہ رکھتا ہے تو پہلے مجھے تھوڑا پانی پلادے کہ گلا میرا اسقدر خشک ہے کہ اگر تو پانی ندیگا تو خنجر تیرا چلنے میں رکیگا حضرات ایک راوی معتبر نے لکھا ہے کہ اون حضرت نے وصیت بھی کی تھی اپنے فرزند دلبند امام زین العابدین علیہ السلام سے کہ اے بیٹا جب تم مدینہ میں پہونچنا تو ہمارے دوستوں سے کہدینا کہ جب موسم گرما میں آب سرد پئیں تو اس تشنہ لب کی پیاس بھی یاد کریں المختصر

بازای محنت کشان درد و غم	بیکسم حال خدیجه را رقم
خانهٔ ختم الرسل معمور شد	القصال نور حق با نور شد
مشتری با زہرہ آمد ہمنشین	مهر و مه گردید در یکجا قرین

راوی کہتا ہے کہ جناب خدیجۂ کبریٰ میں دس خصلتیں تھیں کہ وہ کسی اور زوجۂ رسول میں نہ تھیں اول یہ کہ جب تک وہ جناب زندہ رہیں حضرت نے دوسرا نکاح نہیں کیا دوسرے حضرت مکرر اون معظمہ کے نزدیک تشریف لیجاتے تھے تیسرے عورتوں میں سب سے پہلے وہ معظمہ اسلام لائیں۔ چوتھے جبرئیل علیہ السلام نے اون معظمہ کو ام المومنین کہا۔ پانچوین تا حیات کسی امر میں جناب رسولخدا کو آزردہ نہیں کیا۔ چھٹے اولاد اون حضرت کی کیا دختر [illegible]

... کی ... ہے کہ یہ اون جناب کے اعظم خصایص
مین سے ہی- آٹھوین یہ کہ تمامی اموال اور اثقال اپنا راہ خدا و رسول مین صرف کیا
چنانچہ معارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ ایک سال مکہ معظمہ مین قحط عظیم واقع ہوا پس تمامی
اہل مکہ خدمت مین اون حضرت کے حاضر ہوے اور حال اپنی عسرت کا عرض کیا حضرت
یہ سنکر غمگین اور ملول خانۂ خدیجۃ الکبریٰ مین تشریف لائے اون مخدومہ نے عرض کی کہ
یا رسول اللہ آپکے چہرہ مبارک سے آثار غم و ملال کے ظاہر ہین جلد اس کے سبب ملال ارشاد
ہو حضرت صلعم نے فرمایا اے خدیجہ زمانہ قحط سالی کا ہے بندگان خدا شدت گرسنگی سے بیقرار
ہین اور پریشانی عسرت مین گرفتار اگر ان بندگان خدا کی دستگیری کرون تو تمہارے مال
کے تلف ہونے کا ڈر ہے اور جو انکی دستگیری سے دست بردار ہو جاؤن تو اوسمین عتاب خدا
کا خطر ہے پس اون مخدومۂ عالم نے جب یہ سنا تو اپنی کنیزون کو حکم دیا کہ جسقدر زر سرخ
ہمارے یہان ہو کل نکال کے یہان جمع کر دو پس بموجب حکم کے کنیزون نے کل مال لا کر
وہان جمع کر دیا- راوی کہتا ہے کہ اسقدر مال وہان جمع ہوا کہ مین جسطرف بیٹھا تھا وہانسے
دوسرے طرف کے آدمی نظر نہ آتے تھے الغرض جبکہ سب مال جمع ہو گیا تو اون معظمہ نے
باواز بلند کہا کہ ایہا الناس تم گواہ رہنا کہ تمام یہ مال حق اور ملک رسول ذوالجلال ہے
یہ کہکے وہ سب مال راہ خدا و رسول مین فقرا اور مساکین پر تقسیم کر دیا پس تونگری اون مخدومہ
کی مبدل بگدائی ہوئی اور لباس دیبا مبدل بپوست گوسپند اور بوریا اور لیف خرما ہوا
نوین یہ کہ وہ حضرت اونکو بہترین زنان عالم فرماتے تھے اور دسوین یہ کہ منتہاے درجہ
وہ حضرت اونکو دوست رکھتے تھے ہمیشہ اونکے لیے دعا مغفرت کی فرماتے تھے چنانچہ حضرت
امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے فرماتے تھے کہ جسوقت نام اون معظمہ کا کوئی حضرت
کے سامنے لیتا تھا تو حضرت بے اختیار روتے تھے یکبار عائشہ دختر خلیفہ اول نے

گستاخانہ حضرت سے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کیون ایک زن پیر قریشیہ سرخرو کو اکثر
یاد کیا کرتے ہین حالانکہ خدا نے آپ کو اوس سے بہتر بی بی عطا کی حضرت نے جب یہ کلام
عائشہ کا سُنا تو رنگ چہرۂ مبارک کا متغیر ہو گیا اور نہایت برہم ہو کر فرمایا کہ اے عائشہ
تجھکو کیا قدرت ہی کہ تو نام اوس مخدرۂ صالحہ کا زبان پر لائے کیونکر نہ یاد کرون مین
بعد مرنے کے اوسکو کہ جسنے تصدیق کی میری اوس زمانے مین کہ اور لوگ میری تکذیب
کرتے تھے اور ایمان لائے اوس ایام مین کہ جب اور سب کافر تھے اور پیدا ہوئی اوسکے
شکم سے وہ دختر نیک اختر کہ جو فخر مریم و حوا ہے اور تم سب عقیمہ ہو اسکے ماورا اوسنے
ہمیشہ مجھے خوش رکھا اور کبھی مجھکو آزردہ نہین کیا اور صرف کیا خدا کی راہ مین اور میری
دوستی مین مال و زر اپنا اور نہین پھیرا کبھی میری اطاعت سے سر مو سر اپنا اور کہان ہی
کوئی عورت زمانے مین بہتر خدیجہ کبریٰ سے اور کہان ہی روے زمین پر کوئی بہتر کنیت مین اوسکی

دختر زہرا سے ـ ۵

عاقد شرع بنام منش از روز الست	عقد ان گوہر دریای حیا چون است
گفت انیست کہ بیخ شجر کفر زپا	فگند چون رسدش تیشہ اسلام بدست
آنکہ اندر رہ اسلام چو خواندم اورا	رو و تصدیق مرا کرد و دلم را نشکست
از زنان بود خدیجہ کہ مرا لحق شد	چون علی کز ہمہ کس او بمن از جان پیوست
نامش آرم بزبان تا کہ حیاتم باقیست	زار گریم بغمش تا کہ بہ تن جانم ہست
مہربانیست کہ او خاطر من رنجہ نخواست	ہمزبانیست کہ او خاطر من ہیچ نخست
آسمانیست کہ بر روی زمین ہرازاد	آفتابیست کہ در دامن او زہرہ نشست

منقول ہی کہ جب خدیجہ خاتون نے تمام مال اپنا راہ خدا مین صرف کیا اور نوبت فقر و فاقے
کی پہونچی تو زنان قریش اور خواتین عرب نے اوس عفیفہ کی صحبت سے کنارہ کشی اختیار کی

جاتی تھے تو تمام اجبت اون حضرت کے دختر غمخوار فاطمہ زہرا دلجوئی مادر بزرگوار مین مصروف
رہتی تھی

ابیات

خدیجہ داد چو از کف اساس دنیا را — بہ بین عطای خدای علی اعلی را
کہ داد در عوض چند دانہ زخرف — با ویگانہ دُر کان فضل زہرا را
کہ تا بخانہ انیس وجلیس او گردد — کنند ز خاطر او محو زنگ غمہا را

القصہ جب پیمانہ عمر جناب خدیجہ لبریز ہوا یعنے وہ مخدومہ مرض صعب مرگ مین مبتلا ہوئین
حضرت رسول اوس مخدومۂ مقبول کے بالین پر تشریف لائے اور سر اونکا کمال محبت سے اپنے
زانوے مبارک پر رکھا اوسوقت اون معظمہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ - ابیات

ای خسرو ملک وجود اے پیشوای مرد و زن — اینک نمودہ رو بمن روز وداع جان و تن
زین وادی پرشور و شر باشد مرا میل سفر — در آن سرا گیرم مقر زینجا کنم ترک وطن
داغ فراقت بر جگر سودای دیدارت بسر — تو در غم زاری اگر چون سازم از ہجر تو من

یا رسول اللہ آپکی محبت مین مین نے عزیز اور اقارب کو چھوڑا زر اور دولت سے منھ موڑا
آپکے بدولت دولت ایمان ہاتھ آئی آپکی مواصلت سے کونین کی عزت پائی امیدوار ہون
کہ اب اسوقت مجھکو سفر دور و دراز درپیش ہے اور دل پیرا نم بے توشگی راہ سے پریشان ہے
مجھپر رحمت کی نظر کیجئے اور مجھے کوئی زاد راہ دیجئے - ابیات ملا رحمۃ اللہ علیہ

ز شبہاے دگر دارم تپ غم بیشتر امشب — وصیت میکنم میباش از من باخبر امشب
اگر امشب شب مرگ خدیجہ نیست ای یاران — نہان بہر چہ دارید آستین بر چشم تر امشب
ببالینم نشین ونہ سرم را بر سر زانو — کہ تا گویم یکدم راز دل با یکدگر امشب

جناب رسول اس کلام حسرت آمیز مادر بتول سے بہت روئے اور فرمایا کہ ای یار وفادار

واے انیس غمخوار نہایت مجہپر دشوار ہے کہ مین تمکو اس حال سے دیکھون مگر اس
تمہاری مفارقت سی مشیت خالق ارض وسما مین کوئی مصلحت ہی اور پھر رو کر فرمایا کہ
خدیجہ تمنے میرے یہان آکے انواع اقسام کی تکلیف اوٹھائی کسیطرح کی راحت نہ پائی
مین چاہتا ہون کہ مجھے معاف کرو حضرت خدیجہ نے کہا کہ یہ آپ کیا ارشاد فرماتے ہین
مجھ ادنی کنیز سے بلکہ مین امیدوار عفو جرائم ہون کہ آپکو حق سبحانہ تعالی نے شافع المذنبین
فرمایا ہے اور دیوان حشر کا مالک و مختار بنایا ہے ابیات

آتش تپ زدہ برخرمن عمرم شررے	نخل جانرا بجز از مرگ نباشد ثمرے
وقت آن شد کہ قفس بشکند انگاہ زند	طایر روح سوے ملک بقا بال و پری
آرزو نیست مرا آنکہ پس از مرگ کنی	بر سر تربت من از سر احسان گذری
کن بہر حال تو با فاطمہ لطفے بیحد	زانکہ غمخوار ندارد بجز از تو دگری
مادرے نیست چو اورا کہ پرستار شود	تو پرستار بوی باش بشام و سحری
گو کہ سوزد دلم از آتش تنہائی او	لیک دارم نہ غمی زانکہ تو ہستی پدری
آتش افتادہ بجانم ز غمش میسوزم	کہ بہ پہلوش پس از تو بزند در عمری

یارسول اللہ مین نے آپکی زبان مبارک سے اکثر سنا ہے کہ فاطمہ میرے دشمنون کے
ہاتھ سے بہت اذیت پائیگی اس خیال سے دل میرا جلتا ہے اور کوئی غم مجھکو نہین ہے
الا آپکی مفارقت اور اوسکی تنہائی کا پس امیدوار ہون کہ بعد میرے ہر امر مین اوسکی
دلجوئی فرمایا کیجئے گا اور میری قبر پر تشریف لایا کیجئے گا فاطمہ کو آپکے سپرد کرتی ہون اور
آپ کو خدا کے ابیات

در ظلمت آباد لحد گر دید چون ماوای من	بگذار کافتد از صفا ان گوہر یکتاے من
تو مہر و زہرا ماہ تو جنبش زمہ بردہ گرد	او از تو خواہد کسب ضوای مہر و من

چون در تمسم گریان شود با شین تمت ... کن پامال اشک معذرت ز صورت عذر آن کن

طفل بهشتی خوی من مانوس باشد با پری ... کے انس بیگیر دید یوان سیه حور لے سن

اے باغبان درجای من چون لونگی بیرورے ... از باغ خود بیرون مکن این بلبل شیدائے کن

بستانی همسری از بهر آن والا درے ... اعلی که باشد از علی در خلق اے آقائے من

من خفته در زیر لحد گو چون کنم با خصم بد ... روزے که او در بر زند بر پہلوی زہرائے من

حضرات جناب رسولخدا وصیت جناب خدیجۂ کبریٰ سنکر بہت روئے اور فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو زہرا کی جانب سے کہ وہ گوہر یکتا حبیبۂ خدا اور روشنائی چشم مصطفےٰ ہے جسنے اوسکو آزار دیا اوسنے مجھکو اور خدا کو آزار دیا - کیون سو سنو شتی تمنے وصیت حضرت خدیجہ کی جناب فاطمہ کے بارہ مین - راوی کہتا ہے کہ جبتک کہ حضرت زندہ رہی کبھی غبار رنج و غم جناب فاطمہ کے آئینہ دل پر نہین آنے دیا مگر آہ آہ بعد وفات اون حضرت کے تاریون نے گہر اوس معصومہ کا آتش ظلم سے جلایا دروازہ پہلو پر گرایا اسپر بھی اکتفا نہ کی بازو پر دُرّہ مارا افسوس کیا ہوا ہوگا حال اوسوقت قبر مین جناب رسولخدا اور خدیجۂ کبریٰ کا کہ جسوقت وہ معصومہ با چشم خونبار نالان و بیقرار فرماتی تہین کہ اے بابا کہان ہو آکے حال اپنی بیٹے کا دیکھو کہ آپکی امت نے کیا حال میرا بنایا ہے اے بابا کیا ہے جو اسوقت سفارش اپنی پیارے بیٹی کے لیے اس امت جفا کار سے نہین کرتے کہ اس غمزدے کو نہ ستاؤ ظلم سے باز آؤ کہ یہ تہوڑے دنون اور تمہارے مہمان ہے - راوی کہتا ہے کہ جناب سیدہ کے بیان سے در و دیوار ہلتی تہی اور جناب علی ابن ابیطالب بہی اونکے بیان پر زار زار روتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے فاطمہ صبر کرو ہر حال مین راضی برضاے الٰہی رہو ایسا نہو کہ تمہارے رونے سے امت رسول پر غضب الٰہی نازل ہو - مومنین جسطرح سے کہ جناب خدیجہ کبریٰ نے جناب رسولخدا سے جناب فاطمہ کے لیے سفارش کی تہی اوسیطرح جناب فاطمہ نے جناب زینب اور ام کلثوم کے بارہ مین

امیر المومنین سے وصیت کی تھی راوی نے لکھا ہے کہ جب اوس معصومہ کی وفات کا دن
آ جناب فاطمہؑ نے جناب امیر علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا عرض کی کہ یا علی آج دن میری
کا ہے آج مین آپ سے جدا ہوتی ہون پس چند وصیتین مین آپ سے کرتی ہون اونکو
سن لیجئے اول تو یہ کہ مین آپ سے امیدوار عفو خطا کی ہون کہ اگر کوئی امر آپکے خلاف مجھ
وقوع مین آیا ہو تو اوسے معاف کیجئے حضرت یہ سنکے بہت روئے اور فرمایا کہ اے فاطمہ
تم جرم وخطا سے پاک ہو اور تمنے میری بڑی اطاعت کی اور ہمیشہ جو کام کیا وہ میری مرضی
موافق کیا بلکہ اے فاطمہ تم مجھے معاف کرو کہ مین تمسے نہایت نادم ہون کیونکہ جس دن سے
میرے گھر مین آئین اکثر اوقات فاقے کیئے انواع انواع کی تکلیفین اوٹھائین مگر کبھی حرف
شکایت زبان پر نہ لائین واللہ اے فاطمہ علی پر نہایت شاق ہے فرقت تمہاری مگر کیا کرے
مجبور ہون جو مصلحت باری۔ یہ کہکے حضرت مثل ابر نوبہار کے رونے لگے دوبارہ جناب فاطمہ
عرض کی کہ یا ابو الحسن دوسری وصیت میری یہ ہے کہ حسنینؑ کو مین آپکے سپرد کرتی ہون آپ پر
خوب روشن ہے کہ جس محنت سے مین نے انکی پرورش کی ہے راتون کو جاگی دن کو چکی پیسی
اپنے اوپر تکلیف اوٹھائی مگر انکی تکلیف نہین گوارا کی خصوصاً حسین کہ یہ نہایت نازک مزاج
اسکا رونا میرے اوپر بہت شاق ہے اسکی دل شکنی کا آپ کو ہر وقت خیال رہے بعد میرے
اسکی نہایت تشفی کیجیےگا اسکو میرے غم مین نہ رونے دیجئیگا کہ اسکے رونے سے قبر مین میری
روح بیچین ہوگی اور میرے دونو بیٹیان زینب اور ام کلثوم کہ یہ دونون رونے والی میرے
حسین کی ہین انکو ظالمون کے شر سے بچائیگا انکی حفاظت مین توجہ بلیغ فرمائیگا کہان تھین
جناب سیدہ روز عاشورہ کہ جو دیکھتین حال اپنے فرزند کا کہ اوسے حسین کو کہ جسکا رونا اونکے
عالم کے دل پر شاق تھا شامیون نے رولا رولا کر شہید کیا چنانچہ وہ حضرت خود فرماتے ہین کہ مین
کشتہ گریہ ہون نہ لگا نام مرا کوئی مومن مگر آنسو اوسکی آنکھ سے جاری ہون اور اونھین زینب

و کلثوم کا کہ جنکے حفاظت کیلیے جناب فاطمہؑ نے جناب امیر علیہ السلام سے وصیت کی تھی اونکا
یہ حال تھا کہ ؎

شامیان بستند بازوی زینب و کلثوم را		ای فلک آن ابتدا این انتہای اہلبیت

لکھا ہے کہ بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام اہل کوفہ نے دختران فاطمہ کو اسیر کیا اور بے مقنع و ردا شہرون مین تشہیر کیا بھائی کے لاش پر رونے نہ دیا پشت مبارک پر درے لگائے بازو مین رسی باندھ کر پیش یزید پلید سر دربار لائے مومنین اک ذرا احوال پر ملال جناب سیدہ پر بچشم انصاف نظر کرین کہ کیا کیا ظلم اس امت جفا کار کے ہاتھ سے اوٹھائے اگرچہ دوستی اور حمایت رسول مین جناب خدیجہ نے بڑی مصیبت دیکھی اور رنج و الم مین مبتلا رہین مگر مثل جناب سیدہ کے گھر اونکا کسی نے آگ سے نہین جلایا کسی ظالم نے اونکے بازو پر دُرہ نہین لگایا کبھی گھر سے باہر بحالت مضطر نہین نکلین کسی نے اونکا حق غصب نہین کیا اونکا کوئی فرزند مثل محسن کے شکم مین نہین شہید ہوا پہلو پر اونکے دروازہ نہین گرا۔ فرماتی تھین کہ اگر یہ مصائب دنون پر پڑتے تو مثل شب تار کے سیاہ ہو جاتے حضرات اگرچہ جناب فاطمہ نے بڑے رنج و غم سہے لیکن نہ مثل زینب و کلثوم کے لیعنے جناب سیدہ کا کوئی بھائی اونکے آنکھون کے سامنے نہین شہید ہوا علی اکبر سا بھتیجا ہمشکل مصطفےٰ کے سینہ پر برچھی نہین لگی اٹھارہ عزیزون کے لاشے ایک دن مین اونکی نگاہ سے نہین گذرے فقط اونکے بازو پر دُرہ لگا لیکن مثل زینب و کلثوم کے اونکے شانون مین رسّی نہین باندھی گئی ننگے سر شہرون مین تشہیر نہین کی گئین فوج ستم مین قید نہین ہوئین الحاصل جناب خدیجہ نے پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ ایک وصیت اور مین آپ سے عرض کیا چاہتی ہون مگر بالمشافہہ اوسکے عرض کرنے مین مجھے حجاب آتا ہے لہذا آپ میرے پارہ جگر فاطمہ کو میرے پاس بھیجدین کہ اوسکی زبانی عرض کردون حضرت یہ سنکر وہان سے علیحدہ تشریف لے

بیٹے اور جناب سیدہ کو ... پس جب جناب سیدہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت مین حاضر
ہوئین تو اون مخدومہ نے اوس اپنی نور چشم کو آغوش مین لیا اور کہا کہ اے پارۂ جگر مجھے
تمہارے پدر کی ناداری کی وجہ سے خود کہتے ہوے شرم آتی ہے لہذا تم جا کے میری جانب
سے عرض کرو کہ مین فشار قبر سے نہایت ڈرتی ہون لہذا مین چاہتی ہون کہ جس ردا کو
کہ وقت نزول وحی کے آپ اپنے سر مبارک پر ڈالتے ہین مجھے عنایت فرمائین تا کہ مین اوس
ردا کو اپنا کفن کرون اور اوسکی برکت سے فشار قبر سے محفوظ رہون اور مجھے یقین کامل ہے
کہ خدائے کریم اوس ردا کی برکت سے میرے گناہون سے درگذر فرمائیگا اور فشار قبر اور عذاب
سے اوسکے بچائیگا پس جناب فاطمہ یہ سُنکے روتی ہوئین اپنے باپ کی خدمت مین تشریف لیگئین
اور پیام اپنے مادر کا عرض کیا حضرت یہ سنکے آبدیدہ ہوے اور باواز حزین فرمایا کہ ای نور چشم
مین نے تمام متاع و مال تمہاری مان کا صرف کیا اور کبھی اونہون نے اپنا مال مجھسے عزیز نہین
کیا یہ ردا کیا قیمت رکھتی ہے کہ مین جسکے دینے مین مضایقہ کرون پس وہ ردا حضرت نے فاطمہ
کو دی کہ اسے اپنی مان کے پاس لیجاؤ پس جناب فاطمہ وہ ردا لیکر اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت
مین آئین وہ مخدومہ اوسے دیکھکر نہایت شاد ہوئین - ابیات

خدیجہ از وصول آن ردا بسیار خوشدل شد	کہ ناگہ بر زمین از آسمان جبرئیل نازل شد
حریرے داشت با خود از برای جنت ہمیرا	چنان گفتہ پس از نعت و درود و حمد کای سرور
خداوند زمین و آسمان گوید بگیر این را	بپوشش اے خسر دین در حریر اندام شیرین را
بگو بیباش دل شاد و بپوشانش تو بر پیکر	نباشد از فشار قبر خوفت ذرہ تا محشر
بگو بنت خویلد را بگیرد این ردا را و کن	بگو باز آن ردا را زینت دوش محمد کن

افسوس صد افسوس فدا جان زائر کی کہان تھی بروز عاشورہ جناب رسولخدا کہ دیکھتے حال

نا نہ تھا کہ جو تن پاش پاش پر ایک ردا ڈال دیتا کیون مومنو اگر جناب ختم المرسلین اوس
تن نازنین کو دھوپ مین بروے زمین دیکھتے تو کیا اپنی ردا نہ اوڑھاتے اور اوس جسم پارہ پارہ
کو دھوپ سے نہ بچاتے واللہ بے اختیار اوس لاش سے لپٹ جاتے اور اپنے دامن مین
چھپاتے الغرض جناب رسالتمآب نے پیام خدا حضرت خدیجہ کبریٰ سے بیان کیا اور اوس
تحریر کو دکھایا راوی کہتا ہے کہ جسوقت یہ خوشخبری حضرت سے سُنی روح اون معظمہ کی طرف
عالم بالا پرواز کر گئی پس اوسوقت خانہ جناب رسولخدا سے صدا گریہ و بکا کی بلند ہوئی

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس تیسری بیان مین اون ظلم و ستم کے جو غزوۂ احد مین دست کفار سے جناب رسول مختار پر گذرے

مومنین پر یہ بات مخفی نہ رہے کہ دنیا مین شادی و غم توام ہے جسطرح سے کہ باعث رنج و الم
حضرت آدم شیطان علیہ اللعن ہوا اور حضرت خلیل کے لئے نمرود اور حضرت موسیٰ کے لیے
فرعون اور حضرت عیسیٰؑ کے لیے یہود اوسیطرح جناب محمد مصطفےٰؐ کے لیے ابوجہل اور ابوسفیان
علیہما اللعن اور شاہد اس مقال کا ماجرا غزوۂ اُحد ہے مومنین غزوۂ احد بعد غزوہ بدر کے
واقع ہوا کہ زمانہ جناب رسولخدا مین مسلمانون پر کوئی واقعہ اس واقعہ سے صعب تر نہین گذرا
اور یہ واقعۂ عظیمہ روز شنبہ پانزدہم شہر شوال ۳ سنہ ہجری مین واقعہ ہوا اور لشکر ظفر پیکر
حضرت مین بروایتی ہزار آدمی اور بروایتے سات سو آدمی تھے اور وقت خروج کے مدینہ منورہ
سے عبداللہ ابن مکتوم کو مدینہ مین بطور نائب کے چھوڑا اور تین علم آراستہ کیے قبیلۂ اوس کا
علم سعد بن عبادہ کو بخشا اور قبیلۂ خزرج کا علم حباب بن منذر کو عطا کیا اور علم خاص جو
اون حضرت سے برکت اتھا شرف شجاعت جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالبؑ کو دیا

پس مہاجر اور انصار کو ترغیب اور تحریص جہاد کی دیکر طرف احد کے روانہ ہوئی ابیات

ز یک جانبش حمزه شیر خدا	ز دیگر طرف سید اوصیا
علی ولی تنگ بسته میان	بدستش یکی رمح آتش فشان
کجا خنجرش را توانم بیان	که از رسم فتنه آتشم بر زبان
تو گفتی که آن خنجر آبگون	یکی قطره آبست و صد بحر خون
یکی بیت از جمله خوانم ترا	بسر عقده گوهر فشانم ترا
تو گفتی که گردید در روز کین	مجسم جلال جهان آفرین
مهاجر چو انصار با کر و فر	روان از پی آتشه و داد گر
بدین شان و شوکت رسول امین	بسوی احد گشت منزل گزین

الحاصل جب لشکر ظفر پیکر رسول صمد باین شان و شوکت داخل زمین احد ہوا تو آنحضرت نے ایک ایسی زمین مصفا اور ہموار کو اپنی فوج دریا موج کا مقر قرار دیا کہ کوہ احد پشت پر اور مدینہ پیش رو تھا اور کوہ عنین جانب یسار پس عبداللہ بن جبیر کو معہ پچاس آدمیوں کے درہ کوہ عنین پر مقرر فرمایا کہ منکروں کو ادھر سے آنے نہ دینا اور اس مقام سے ہرگز جدا نہونا خواہ ہم فتحیاب اور غالب ہوں خواہ مغلوب تم کسی حال میں اس مقام کو نہ چھوڑنا بعد اوسکے حضرت نے عکاشہ اسدی کو ساتھ ایک گروہ سپاہ کے میمنہ کی طرف مقرر کیا اور ابو سلمہ مخزومی کو جانب میسرہ اور مقداد بن اسود کندی کو ساقہ لشکر پر کیا اور سعد بن وقاص کو پیشرو لشکر قرار دیا حضرات یہ سعد وہ ہے کہ جسکے پسر نحس نے اونکو لعین جناب امام حسین علیہ السلام پر آب و دانہ بند کیا اور بطمع حکومت رے اون حضرت کو بالب تشنہ و شکم گرسنہ شہید کیا اور مرتے دم بھی ایک قطرہ پانی کا نہ دیا۔ ابیات

دریغا که آن بیحیا بهر ری	ستم بر نبی کرد و بر آل وی

عجب دارم از بازی روزگار — تفو بر تو اے چرخ ناپایدار

چو از تشنگی شاه بیکس حسینؑ — شنید از حرم بانگ افغان و شین

طلب کرد زان نطفهاے حرام — دمی آبلے الشرور تشنه کام

عمر زادهٔ نحس بیدین سعد — نظر بست ز اندیشهٔ قبل و بعد

ندا کرد کے بر خلایق امیر — به بین موج آب از دم تیغ و تیر

جز از تیغ و خنجر جوابش نداد — لب تشنه جان داد و آبش نداد

الحاصل کفار قریش جب وارد احد ہوے تو ابوسفیان پلید نے خالد بن ولید کو دو سَو سوار دیکر عقب کوہ عینین بھیجا کہ منتظر وقت رہنا یعنے جسوقت جنگ شروع ہو اور سپاہ رسول جو کہ اوس درہ پر حراست کے لیے مقرر ہے اوسکو چھوڑکر اسطرف متوجہ ہو تو اوسوقت تو اوس درہ سے آکر فوج رسولؐ پر حملہ کر بعد اوسکے اوس شقی نے بقیہ فوج کو مرتب کیا اپنے علم ضلالت پرچم کو طلحہ ابن ابی طلحہ کے سپرد کیا کہ وہ شقی بزرگان قبیلۂ بنی عبد الدار سے تھا بعد اوسکے اپنے کل لشکر شقاوت اثر کو لیکر مقابل فوج ظفر موج اسلام کے آیا اور حکم جدال و قتال کا دیا پس پھر تو جانبین سے آتش جنگ و جدل مشتعل ہوئی دونو طرف سے مینھہ تیرون کا برسنے لگا اور طبل جنگ مانند رعد کے گرجنے لگا ہر طرف کشتون کا انبار ہوا اور میدان جنگ خون مجاہدین اور مشرکین سے رشک لالہ زار اوس معرکہ مین ابو عامر نابکار سردار فوج کفار کہ آمادہ اور معروف کارزار تھا تاب حملہ شیران بیشۂ ہیجا یعنے ہمراہیان جناب محمد مصطفےٰ نہ لاکر مثل روباہ کے میدان جنگ سے بھاگا پس اوسوقت طلحہ ابن ابی طلحہ کہ علمدار فوج اشرار تھا اور شجاعت اور دلیری مین مابین کفار قریش نمودار تھا میدان جنگ مین آیا اور مبارز طلب کیا اور بڑے کروفر سے رجز پڑھا کہ اوسکے

رجز کے مضمون میں یہ اشعار ہیں۔

که ای جنگ جویان شمشیر دست	دلیران دیندار یزدان پرست
منم مرد رزم آور و صف شکن	نباشد کسی هم و همیدان من
منم طلحه شیرگیر دلیر	که می لرزد از بیم من چرخ پیر
نیاید چرا مرد لشکر شکن	که نوشد دم آب از تیغ من

پس مہاجر اور انصار سب اوسکے رعب سے خاموش کھڑے رہے کسی نے جواب نہ دیا اور نہ کوئی اوسکے مقابل مین گیا اوسوقت جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب مانند شیر غضبناک کے اوس روباہ کی طرف آئے اور ایک ایسا شیرانہ نعرہ کیا کہ قاف سے قاف تک ہلگیا

بتن زندہ پیل و بجان جبرئیل	بکف ابر بہمن بدل رود نیل

سو نین غضب اوس شیر ذو الجلال کا دیکھکر ملک تھرائے اور آسمان چکر مین آئے زمین لرزنے لگی جنون کی جانون پر بنی گیتی تہ و بالا ہوئی جب طلحہ نے حضرت امیر کو اپنے مقابل دیکھا تو خوف سے تھرانے لگا مگر از روے شجاعت اور دلیری کے پوچھا کہ آپ کون ہین اور اسم شریف آپکا کیا ہے حضرت نے جواب مین اوسکے فرمایا کہ

منم شیر حق قدرت کردگار	پسر عم پیغمبر نامدار
منم میر اسلام و سالار دین	منم قاتل زمرۂ مشرکین
ز بیمم دل سنگ خارہ ست آب	مرا نام کردہ نبی بو تراب
ید اللہ منم قدرت اللہ منم	ولی خدا ہادی رہ منم
چو پرسی از نامم ای اہرمن	بگویند زردشتیان بت شکن
بتورات نامم بود ایلیا	بر نکابہ انجیل خوانندم خدا
مرا نام اندر کتاب مبین	بود ای لعین صالح المومنین

منم شیر حق پور عبد المناف	کہ از بیم من کوہ دارد شگاف

طلحہ نے کہا کہ اے اقضم مین آپکی جرأت اور جلادت سے مطلع ہوا مگر تعجب ہے کہ سوا آپکے اور کوئی میرے مقابلہ مین نہ آیا۔ اے مومنین طلحہ نے جو اقضم اون حضرت کو کہا تو وجہ تسمیہ اوسکی یہ ہے کہ جناب امام ناطق حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امیر شاہ خیبر کو کفار قریش اقضم اسوجہ سے کہتے تھے کہ کفار قریش خوف جناب حمزہ اور ابو طالبؑ سے جناب ختم المرسلین کو علانیہ آزار نہ پہونچا سکتے تھے لہذا اپنی اولاد کو تعلیم کیا تھا کہ جب حضرت مکہ معظمہ کے کوچون مین نکلتے تھے تو لڑکے اونکے اونحضرت پر خار و خاشاک پھینکتے تھے اور اذیت پہونچاتے تھے۔ ابیات

گر پیمبر در میان کوچہ بگذشتی گذر	ہر کجا میبود طفلی با ہمہ جنگ و ستیز
بہر آزارش نبی ہر گوشہ اطفال قریش	طفلے اندر دست چوب و طفل دیگر سنگ داشت

مگر جناب رسول کریم بنظر خلق عظیم اون اطفال کو کچھ نہین فرماتے۔ لکھا ہے جناب امیر المومنین نے اوس زمانے مین نہایت کم سن تھے باوصف اوس کم سنی کے جب حضرت اس حال سے مطلع ہوے تو عرض کی کہ یا رسول اللہ جسوقت آپ باہر تشریف لیجایا کیجیے تو مجھکو ضرور اپنے ہمراہ لے لیا کیجیے تاکہ ایذاے اطفال کفار سے آپ محفوظ رہین پھر جب حضرت کہین تشریف لیجاتے تھے تو جناب امیر المومنین بھی حضرت کے ہمراہ ہو لیتے تھے اور جب اطفال کفار قصد ایذادہی کا نسبت اون حضرت کے کرتے تھے تو جناب امیر کسی کو اوٹھا کے زمین پر ٹپک دیتے تھے اور کسی کے سر و گردن اور رخسار بضرب طمانچہ مجروح کرتے تھے پس وہ اطفال گریان و نالان اپنے گھرون مین جاتے تھے جب ماں باپ اونکے پوچھتے تھے کہ تمکو کسنے مجروح کیا تو وہ اقضمنا علی زبان پر لاتے تھے یعنی مجروح کیا ہمکو علی نے اسوجہ سے وہ جناب

رسولخدا کے شر کفار سے خوب حفاظت کی۔ کہان تھے یا علی آپ کہ کربلا مین بروز عاشورا
اپنے نور عین حسین کو ظلم سے کوفیون کے بچاتے اور اوس مظلوم کے یتیمون کو قید یزید سے چھڑاتے

اے شیر خدا حامی دین حافظ اسلام	اے صف شکن و صف در و در معرکہ ضرغام
گفتی ز چہ رو بیخبر از حال حسینت	در کرب و بلا تنگ با و گشت چو ایام
قبل از ہمہ کس او سوے او تیر رہا کرد	شد دشمن جان آہ بن سعد بد انجام
مردان و جوانان رشیدش ہمہ صد چاک	نسوان ہمہ از ترس عدو لرزہ بر اندام
وا زون علم و گشتہ علمدار ز جان سیر	محروم ز عمر اکبر و ہم اصغر ناکام
آویختہ در دامن کلثوم سکینہؑ	کے عمہ مرا چون شود امروز سر انجام
سنے قاسم و عباس و علی اکبر و اصغر	نے ماند برایم ز جفا یار بجز نام
اے کاش زدی بر سر من مرگ شبیخون	نامم بزدود آہ ازین دفتر ایام

راوی کہتا ہے کہ سکینہ کے بین سے خیمہ مین ایک قیامت برپا تھی القصہ جناب امیر المومنین اور طلحہ مین تا دیر رد و بدل رہے آخر کار اوس شیر کردگار نے ایسی ایک ضرب شمشیر اوسکے سر پر لگائی کہ خود سر کاٹ کے گلوے نحس مین اوتر آئی پس وہ ملعون مع اوس خلم کے سرنگون زمین پر گرا۔ راوی کہتا ہے کہ جب وہ لعین بمنہ زمین ہوا تو پھر حضرت اوسکی طرف سے رُخ پھیرے ہوے اپنے لشکر مین تشریف لائے کسی نے پوچھا کہ قربان ہو جان میری آپ پر یا مولا کیا سبب تھا کہ جب وہ زمین پر گرا تو آپنے پھر اوسکی جانب توجہ نہ کی بلکہ اودھر سے منھ پھیر کر آپ نے ایدھر مراجعت کی حضرت نے فرمایا کہ وجہ اسکی یہ ہے کہ جب وہ زمین پر گرا تو اوسکی زوجہ سامنے نکل آئی پس مجھے شرم مانع ہوئی کہ مین اوسکی زوجہ کے سامنے شوہر کا کام تمام کرون حالانکہ وہ واصل جہنم ہو چکا تھا حضرات یہ مقام سر پیٹنے اور خاک اوڑانے کا ہے

حضرت کو کفار کی عورتون کا یہ خیال تھا خدا لعنت کرے اوس قوم بیدین پر کہ بے ایمانی
سادات کا کچھ پاس و لحاظ نکیا - راوی کہتا ہے کہ جب فرزند مصطفے پارہ جگر علی مرتضی
الجناح سے زمین پر گرا تو اوسوقت حضرت زینب دروازہ خیمہ پر کھڑی ہوئی اپنے بھائی
کی لڑائی دیکھ رہی تھین ناگاہ شمر بدکردار بقصد قتل فرزند حیدر کرار باباے حکمہ داران
حضرت کے سینہ پر سوار ہوا اور خنجر گلوے مبارک پر دھرا یہ دیکھکر وہ مخدومہ بیتاب ہو کر
اپنے بھائی کی طرف دوڑین اور جناب سکینہ بھی اون معظمہ کے ساتھ تھین اور ادھر جب وہ
شقی ازلی سینہ فرزند نبی پر چڑھا تو حضرت نے غش سے آنکھ کھولدی اور اوس ملعون سے
کہا کہ یہان سے خیمہ گاہ کا سامنا تو نہیں ہے مجھے کسی نشیب مین لیچل اور وہان ذبح کر ایسا
نہو کہ زینب خیمہ سے نکل آئے حضرت یہ فرما رہے تھے کہ کان مین اواز حضرت زینب کی آئی کہ
وہ مخدومہ فرماتی تھین کہ اے شمر اتنا توقف کر کہ مین وہان آکر اپنے بھائی کا سر اپنے زانو پر
دہر لون مگر اوس سنگدل کو اوس معصومہ کے اس کہنے پر بھی مطلق رحم نہ آیا اور نہ ذرا اپنے
ولین شرمایا ہنوز وہ مخدومہ ابھی وہان سے کچھ دور تھین کہ اوس بھائی سر اوس امام ابرار کا
تن سے اوتار لیا - الغرض لکھا ہے جب خبر قتل طلحہ کی جناب رسولخدا کو پہونچی تو وہ حضرت
نہایت مسرور ہوے بعد اوسکے عثمان ابن ابی طلحہ میدان کارزار مین آیا پس حضرت حمزہ
نے ایک ایسی ضرب اوس بیدین پر لگائی کہ فوراً واصل جہنم ہوا یہ دیکھکر ابو سعید پسر طلحہ
صف کفار سے نکلا وہ بھی بضرب تیر سعد بن وقاص راہی دوزخ ہوا اوسوقت صواب نام
غلام بنی عبد الدار کہ شجاعت اور جرأت مین مشہور روزگار تھا علم کو زمین سے اوٹھا کر
میدان مین آیا اوسوقت امیر خیبر گیر طرف اوس شریر کے تشریف لائے اور ایک ضرب شمشیر ایسی
اوسکے دست راست پر لگائی کہ ہاتھ اوسکا شانہ سے جدا ہو گیا پس اوس پلید نے بعد چابکی
علم کو دست چپ میں لیا حضرت نے اوسکے اوس ہاتھ پر بھی ایک وار کیا وہ بھی کٹ کر زمین پر

کرا تب اوس شقی نے بکمال جلادت وشجاعت علم کو باعانت استخوان باقیماندہ اپنے سینے
لگایا یہ دیکھکر حضرت نے ایک تلوار اوسکے سر پر ماری کہ وہ ملعون منھ کے بھل زمین پر گرا اور واصل
جہنم ہوا جب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب نے اوس ناھموار کو قتل کیا اوسوقت عمرہ دختر
کنانیہ نے علم لیا حضرت نے بیک ضرب شمشیر اوسکے دونو ہاتھون کو بھی قلم کیا پس مسافع بن
طلحہ نے کہ عرب مین مشہور اور نامی تھا دوڑکر علم کو زمین سے اوٹھالیا اور جناب امیر کے
مقابلہ مین آیا اور جانبین سے وار چلنے لگے چونکہ وہ شقی بھی نہایت دلیر اور پرجگر تھا بڑھ بڑھکر
حضرت پر وار کرتا تھا حضرت کبھی تو اوسکے وار کو خالی دیتے تھے اور کبھی سپر پر لیتے تھے۔

مقابل چو شد کفر و ایمان بہم — رسیدند دیو و سلیمان بہم
فتادند در ہم دران دار و گیر — بہم حملہ کردند روباہ و شیر
مسافع بینداخت شمشیر کین — بقصد سر و گردن شاہ دین
بزیر سپر شہ فرو برد سر — نشد ضربت ان لعین کارگر
چو زد ضربت و در گذشت آن پلید — کہ نوبت بشاہ ولایت رسید
جہانید اسپ سبک خیز را — برآورد شمشیر خونریز را
تو گوئی کہ دست جہان آفرین — زغیرت برون آمد از آستین
زبس لرزہ افتاد در شش جہات — شد آبا سقیم و عقیم امہات
فلک ساکن و چون فلک شد زمین — زمین آسمان آسمان شد زمین
چنان نعرہ از جگر بر کشید — کہ گفتی فلک را زہم بر درید
ز بالا چو شمشیر ش آمد فرود — سپر را دوتا کرد بدرید خود
سر و گردن و ناف راکب برید — دم تیغ تا تنگ مرکب رسید
علم گشت واژون چو او کشتہ شد — چو بخت علمدار برگشتہ شد

یکی دیگرے زان گروہ درشم — رسانید خود را بپاے علم

پس اوسوقت عالم ملکوت اور جبروت سے مکرر صدا آفرین کی گوش زد سپاہ کفر و دین ہوئی اور پھر کوئی نابکار لشکر کفار سے اوس اسد کردگار کے مقابلہ میں نہ آیا بلکہ باہم کہنے لگے کہ اس شیر بیشۂ شجاعت سے مقابلہ کے ہم مین تاب نہین ہے ابیات

دیدند چوان طائفۂ مرتد و ابتر — از زخم علی و قوت بازوے پیمبر
گفتند بما طاقت ہمسری او نیست — رو بہ نتواند کہ رود نزد غضنفر
گر ما ہمہ گردیم تہمتن و دلاور — حاشا نتوانیم باین شیر برابر
گر حملہ کند بر صف کفار دریتو — سر بر ننمایند مگر در صف محشر

یا علی کہان تھے آپ روز عاشورہ کہ دیکھتے آپ بیقراری اور آہ و زاری اپنے پارہ جگر حسینؑ کی کہ جب جوان بیٹا ہمشکل مصطفےٰ رخصت جہاد لیکر میدان کو روانہ ہوا اوسوقت وہ حضرت نالان و بیقرار یہ فرماتے تھے بیت چہ سود بعد تو از عمر جاودانی ما + کہ خاک بر سر دنیا و زندگانی ما + یعنی اے نور نظر اگر بعد تیرے حسین کو عمر خضر بھی ملے تو خاک ہے اور جب وہ شبیہ رسول لشکر شقاوت اثر کے مقابل پہونچا تو حضرت نے ایک ایسی آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہ جس سے سکان آسمان و زمین بیقرار ہو گئے اور طرف آسمان کے بنظر یاس دیکھا اور جناب احدیت مین عرض کی کہ اے فروزندۂ ماہ و مہر اور اے فرازندۂ سپہر اگرچہ یہ نوجوان باعث زندگانی حسین ہے لیکن چونکہ تیری راہ مین قربانی ہونے کو گیا ہے اسلئے مین خوش ہون علاوہ اسکے اگر علی اصغر میرا بھی عوض شیر کے تیری راہ مین آب تیر سے سیراب ہو تو راضی ہون ابیات

تو میدانی اے خالق انس و جان — بود جان شبیرؑ ہم این نوجوان
شود گشتہ گر پیش چشم ترم — شبیہ پیمبر علی اکبرم
[illegible]

رود گر بخواری سرم بر سنین | شود گر اسیر اہلبیت حسینؑ
بود این ہمہ سہل بر جان من | مرا چون تو مقصود دی اے ذوالمنن
الٰہی بخون گلوئے حسینؑ | بہ آشفتگیہائے موئے حسین
بخون علی اکبر تاجدار | کہ کردہ بتو جان خود را نثار
بعباس آن نوجوان رشید | کہ شد در وفائے برادر شہید
باین کشتہ ہائے شہادت پسند | بآہ دل زینبؑ مستمند
بہر دو زن استان رسول | در فیض بنما و راہ قبول

الغرض امام بحق ناطق جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب نو علمدار فوج کفار دست زبردست حیدر کرار سے داخل دار البوار ہوے تو اون نامردون نے راہ فرار اختیار کی اہل اسلام مظفر اور منصور اور کفار مغرور اور مقہور ہوئے پس اہل اسلام مال اور اسباب کی لوٹنے مین مشغول ہوے اور فراریون کا تعاقب نکیا پس تابعان عبد اللہ بن جبیر نے کہ جو درہ کوہ کی حفاظت کے لیے مقرر ہوئے تھے بطمع مال و زر خلاف فرمودہ رسول عمل مین لائے یعنی ہرچند عبد اللہ بن جبیر نے اونکو منع کیا مگر وہ بہی درہ کو چہوڑکر لوٹ مین مشغول ہوے فقط پانچ آدمی عبد اللہ کے ساتھ رہگئے و بقول جناب امام محمد باقر علیہ السلام بارہ آدمی بہرحال خالد بن ولید کہ منتظر وقت تھا درہ سے آکر اون معدود چند پر حملہ ور ہوا پس عبد اللہ بن جبیر مع اپنے ہمراہیون کے داد مردانگی کی دیکر فائز بدرجہ شہادت ہوا پس خالد بن ولید مع اون دو سو سوارون کے کہ ہمراہ اوسکے تہی لشکر اسلام پر آگرا اور اودہر سے اون کفار مغرور نے حملہ کیا۔ راوی کہتا ہے کہ اوسوقت لشکر مین ایک ثلث آدمیون نے تو راہ فرار اختیار کی اور ایک ثلث درجہ رفیعہ شہادت سے فائز ہوئے اور ایک ثلث میدان معرکہ مین ثابت قدم رہے اس درمیان مین شیطان علیہ اللعن نے باواز بلند ندا دی کہ قتل رسول اللہ

مبارک سے اوتار کر آواز دیتے رہے کہ ایہا الناس کہان جاتے ہو مین زندہ ہون مگر کسی نے حضرت
کیطرف اعتنا نہ کی اودن سب فراریون کے سرگروہ اور پیشرو خلفاے ثلاثہ تھے تیزروی مین دو قدم
سب سے زیادہ مقدم تھے مگر تیزروی اونکے حق بجانب ہے کیونکہ اگر اپنے ہمچشمون سے پیچھے رہجاتے تو
تمام عمر اونسے خجالت اوٹھاتے بہرکیف اوسوقت حضرت کے پاس اوس معرکہ مین سواے حضرت
حمزہ اور شاہ خیبر کشا اور ابودجانہ کے اور کوئی باقی نہ رہا اور بعض راویون نے لکھا ہے کہ سہل
بن حنیف اور عبداللہ بن مسعود اور طلحہ اور زبیر بھی تھے مگر خلفاے ثلاثہ کی تشریف لیجانے مین
کسیکو کلام نہین ہے المختصر حضرت نے رو بجانب امیر خیبر گیر کر کے فرمایا کہ کہان وے گئے سب ہمراہی
میرے۔ لکھا ہے کہ اوسوقت جبین جناب امیر المومنین سے عرق ٹپک رہا تھا چنانچہ یہ اون حضرت
کی عادت مین سے تہا کہ وقت قہر و غضب حضرت کی جبین مبارک سے عرق ٹپکتا تھا۔ جواب حسن

حضرت رسول مقبول صلعم کے عرض کیا ہے

ہر یک از دائرہ جمع بجاے رفتند		ما بماندیم و خیال تو بیکجاے مقیم

ناگاہ ایک گروہ کفار نے طرف رسول مختار کے حملہ کیا حضرت نے فرمایا کہ انکو مجھسے دور کرو یا علی حضرت
نے لشکر مانند شیر نر اون روباہون پر حملہ ور ہوے اور بضرب شمشیر آبدار میدان کو لاشون سے بہر دیا
اور گروہ باقیماندہ کو کہ کثرت مین مانند ٹڈیون کے تھا ایک نعرہ اسد اللہی سے منتشر کردیا جب وہ
ملعون سامنے سے بھاگ گئے تو پہر رسول کی خدمت مین آئے اور حضرت کو زندہ دیکھکر خوش ہوے اور
دوبارہ اون ملاعنہ پر حملہ کیا روایت صحیح مین ہے کہ اوس روز اسقدر حضرت لڑے اور اتنے حملے کیے
کہ آخرکار تلوار اوس بازوے احمد مختار کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور بہت سے زخم حضرت کے تن اطہر پر
لگے اور بعضون نے لکھا ہے کہ تلوار تین ٹکڑے ہو گئی اور تمام بدن مین حضرت کے رعشہ پڑا ہوا تہا بحضور
جناب رسول مقبول کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کی تلوار میرے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ہے انہین مبارک پر

کہتا ہے کہ اوسوقت جناب رسولخدا کے ہاتھ مین ایک چوب تھی وہ حضرت کو دی وہ چوب جب حضرت کے
ہاتھ مین آئی تو وہ شمشیر ہو گئی اور بعضے محدثین نے لکھا ہے کہ جب شمشیر حضرت کی ٹوٹ گئی تو حضرت
جبرئیل بحکم خداے جلیل زمین پر آئے اور ایک شمشیر آبدار حضرت کے واسطے لائے اور ایک جماعت
مورخین کا قول ہے کہ عتبہ بن حجاج سہمی کے تھے غزوہ بدر مین جب وہ داخل سقر ہوا تو وہ حضرت کے
ہاتھ آئی اوس دن حضرت نے جناب امیر کو دی اور تفسیر ابو المحاسن جرجانی مین مسطور ہے کہ بلقیس نے
بطور ہدیہ کے حضرت سلیمانؑ کو دیا تھا اوسسے حضرت رسالتمآبؐ کے پاس آئے اور ایک روایت سے ہے
کہ ایک دن جبرئیل نے خبر دی حضرت کو کہ یمن مین ایک بت کو آہن سے بنایا ہے آپ کسیکو مقرر فرمائیے
کہ اوس بت کو توڑ کر شمشیر بنائے چنانچہ حسب فرمودہ آنحضرتؐ اوس بت کو توڑ کر عمیر سیاف نے
دو تلواریں بنائین ایک کا نام مخذوم اور دوسرے کا ذو الفقار رکھا اور جناب امام رضا علیہ السلام
نے فرمایا کہ ذو الفقار اسوجہ سے اوسکا نام تھا کہ اوسکے طول کے درمیان مین ایک خط کھنچا ہوا تھا
شبیہ الفقرات ظہر اور وہ ودائع امامت سے ہے اور نزدیک ہر امام کے تھے اور تا صاحب الامر علیہ السلام
پہونچیگی واللہ یعلم بحقائق الامور الحاصل جب وہ شمشیر حضرت امیر کے ہاتھ آئی اور حضرت
مشغول بمحاربہ ہوئے تو درمیان زمین و آسمان کے ایک ہاتف نے ندا دی کہ لا فتی الا علی
لا سیف الا ذو الفقار

بیت

نزوید و نہ بیند کسے روزگار	جو ان چون علی تیغ چون ذو الفقار
شیر حق یاران محمد را حمایت میکند	عالمی را تیغ تیز او کفایت میکند
لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار	بازمین روح الامین ہر دم روایت میکند
فی کور پہر حفظ مصطفی بین مرتضی کز جان گذشت	خاطر اورا فزون از خود رعایت میکند
مین شاہ بود مگر نشنید اندر کربلا شتر زندہ او	بیکس و تنہا ز تنہائی شکایت میکند

شد سلیمان جہان فرزند او در خون طپان
اہرمن بنشستہ دعوی ولایت میکند

الغرض وہ حضرت مصروف کارزار تھے کہ صف کفار سے ایک ابن قمیہ دوسرا ابن شہاب تیسرا ابن حمید چوتھا عتبہ ابن ابی وقاص نے آپسمیں عہد کیا۔ جناب ختم المرسلین کو جسطرح ممکن ہو قتل کیجیے جبکہ حضرت لڑتے ہوئے جناب رسول مقبول سے کچھ دور نکل گئے تو اون ملعونوں نے حضرت کو تنہا پاکر یکساتھ ایک جماعت دوسرے کے اون حضرت پر پتھر مارے اور ابن قمیہ لعین نے ایک پتھر حضرت کی پیشانی مبارک پر مارا کہ اوسکے ضرب سے حضرت کی پیشانی مجروح ہو گئی اور خون ریش مبارک پر جاری ہوا اوسوقت حضرت نے رو بجانب آسمان کرکے فرمایا کہ

اللهم انك ترى ما فعلوا بنبيهم

ابیات

مرغ طبعم باز پیچید و بہر آہنگ شد
از حدیث کربلا در سینہ ام دل تنگ شد

گر رسول اندر احد از جور کفار قریش
جبہٴ نورانیش از سنگ کین گلرنگ شد

گر دو پیشانی ز خون شد رنگ لیکن فرق ہست
آن یکی بشگافت از تیر این یکی از سنگ شد

فرق دیگر بود حاضر نزد پیغمبر علی
غمگساری داشت گر از غم دل او تنگ شد

صورتش گر رنگ خون بگرفت اما ای عزیز
در طریق یاریش شیر خدا گلرنگ شد

زور بازوی ید اللہی بمیدان احد
زیر بازو دیگران شاہ سپہر اورنگ شد

لیک در دشت بلا یاران حسین تشنہ لب
قاسمش از دست رفت و اکبرش از جنگ شد

شد لوائش سرنگون عباس غمخوارش شہید
کار بر آن شہریار بی معین بس تنگ شد

چون بر اطرافش نظر افگند غمخواری ندید
چون زنان با خواہرش در نالہ ہم آہنگ شد

گفت ای زینب دم دیگر اسیرت میکنند
گوئی از این قوم غیرت رفت نام و ننگ شد

القصہ جبکہ پیشانی جناب رسول مقبول سے خون جاری ہوا تو حضرت نے اوسکو چلو میں لیکر اپنی ریش مبارک پر

کہ یہ بات ثابت ہوئی امت کی ہلاکت کا ہو قریب تھا رحم جناب رسول کہ اوس حالت مین بھی امت کا خیال رہا
تھا حضرات تمین خون زمین پر نہین گرنے پائے اور جو گرتے تو ضرور قہر خدا نازل ہوتا ایک زخم
اون حضرت کا اور دوسرا خون گلوے فرزند شیرخوار جناب سید الشہدا کا تیسرا خون پیشانی جناب
سید الشہدا لکھا ہے کہ جب ایک لعین بیدین نے تیر زہر آلود اوس امام مظلوم کی پیشانی پر مارا
تو وہ حضرت دامن پیراہن اوٹھا کر اوس سے اوس خون کو کہ جو زخم پیشانی نورانی سے بہتا تھا
پونچھتے تھے - راوی کہتا ہے کہ اوس دامن کے اوٹھانے مین شکم مبارک جو حضرت کا کھلا تو ایک
بیرحم نے ایک تیر سہ شعبہ سینہ بے کینہ اوس مظلوم پر مارا چنانچہ اوسی تیر کے صدمہ سے حضرت
پشت زین سے روے زمین پر گر پڑے - الغرض جب تیر پیشانی حضرت پر لگا اور اون لعینون کو
معلوم ہوا کہ حضرت زخمی ہوے تو ابی ابن خلف شقی نے اپنے مقام سے بقصد قتل جناب خیر الانام
گھوڑا دوڑایا جب قریب پہونچا تو اوسوقت مصعب بن عمیر حضرت کی آگے کھڑے تھے اوس شقی نے
نیزہ اوس سعادتمند کے سینہ پر مارا وہ عاشق بادشاہ رسالت فایز بدرجہ شہادت ہوا حضرت نے
جب یہ سانحہ دیکھا تو سہل بن حنیف کے ہاتھ مین ایک چھوٹی سی لکڑی تھی اوسکو لیکر اوس شقی کی
زرہ کے گریبان پر ماری اوسکے صدمہ سے وہ ملعون اپنے گھوڑے کی گردن سے لپٹ کر نالہ و فریاد
باواز بلند کرنے لگا اور وہان سے گھوڑا بھگا کر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا جبکہ اپنے لشکر مین پہونچا
تو ابوسفیان علیہ اللعن نے اوس سے کہا کہ کیا ایک چوب کی ضربت سے مانند گاو کے نعرہ مارتا ہے
اوسنے کہا کہ او نادان یہ ضرب اوسکے ہاتھ کی ہے کہ اگر ایک ضرب اوسکی تمام عالم کے اوپر پڑے تو
ہلاک ہوجاے بعد اوسکے تھوڑی ہی دیر مین وہ فریاد کرتا ہوا جہنم مین پہونچا اور شیخ طبرسی علیہ الرحمہ
نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ عتبہ بن وقاص نے وہ پتھر مارا تھا کہ اوسکے صدمہ سے لب مبارک
زخمی ہوے اور دندان مبارک پر بھی ضرب آئی لیکن دندان مبارک کے ٹوٹنے مین اختلاف ہے مگر بعض

دیث سے ثابت ہوتا ہی کہ ٹوٹے چنانچہ حضرت نے دانتون کو ہاتھ مین لیکر روبجانب آسمان
یا کہ کیف یفلح قوم فعلوا بنبیھم ھذا یعنی کیونکر روی رستگاری دیکھیگی وہ قوم کہ جو اپنے پیمبر کے
تھ فعل بد عمل مین لائے لیکن اعتقاد امامیہ رضوان اللہ علیہم یہ ہی کہ نہین ٹوٹے دندان مبارک
ن حضرت کے بدلیل حدیث زرارہ کہ اوسنے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا تھا حضرت نے
رمایا غلط ہے جناب رسول دنیا سے سالم طرف بہشت کے تشریف لیگئے حضرت صادق علیہ السلام
ے بھی ایک سائل کے جواب مین یہی فرمایا تھا اور محقق مجلسی علیہ الرحمہ نے جمع بین الاخبار مین لکھا ہی
ہ اخبار ٹوٹنے دندان حضرت کے دال اوپر تقیہ کے ہین اور ممکن ہے کہ متحرک ہوے ہون لیکن گرے
نہون بہرحال کفار اون حضرت پر چہار طرف سے حملہ کرتے تھے مغیرہ بن عاص کہ دست چپ سے
پتھر مارتا تھا اور اوسکا پتھر کبھی خالی نہ جاتا تھا حضرت کے دست چپ مین لگا اوسکے صدمہ سے تلوار
حضرت کی ہاتھ سے گر پڑی پس یہ دیکھکر اوسنے کہا کہ قسم عزی اور لات کی کہ مین نے مصطفے کو قتل کیا
جناب امیر نے یہ سنکر فرمایا کہ غلط کہتا ہے تو او لعین پس اوس ملعون نے دوسرا پتھر مارا کہ وہ حضرت
کے بازو پر پڑا اور پر واپنی پیشانی پر اوسوقت حضرت نے اوسکے اوپر نفرین کی کہ خداوند اتو اسکو
سرگردان اور متحیر کر چنانچہ راوی کہتا ہی کہ بعد فتحیابی حضرت جب لشکرکین وہان سے چلے گئے تو وہ
اوسی جگہ پر سرگردان اور حیران پھرتا تھا عمار بن یاسر نے اوسکو واصل سقر کیا اور دوسری روایت
سے ہے کہ ابن شہاب سنگدل نے بازو پر پتھر مارا تھا

از ضرب سنگ ابن شہاب از جگر گذشت — آہے کہ آفتاب جو تیر شہاب سوخت
ارض و سما ز نالۂ او بیقرار شد — واز آہ و نالہ آتش جگر بوتراب سوخت
آیا نہ الخبان کہ علی اصغر صغیر — درکربلا ز تشنگی قحط آب سوخت
آیا نہ الخبان کہ بمیدان ماریہ — عریان تن حسین ز تف آفتاب سوخت
آیا نہ الخبان کہ تن زین عابدین — زنجیر بر دو دست و بگردن طناب سوخت

اما نہ آنچنان کہ دل زوجہ حسن — چون دست قاسمش کہ زخون خضاب کرد

اما نہ مثل مادر اکبر بہ نینوا — چون دید نعش اکبر خونین ثیاب

اما نہ آنچنان کہ ببازار شہر شام — زینب چو دید صورت خود بے نقاب کرد

اما نہ آنچنان کہ دل دختر حسین — چون دید روئے باب عزیزش بخواب

الغرض جناب رسول کو اوس پتہر کی ضرب سے ایسا صدمہ ہوا کہ ایک گڈھے مین حضرت بیٹھ گئے
اوسوقت کفار قریش سب سمجھے کہ حضرت کا کام تمام ہوا پس سب نے فریاد کی اس
صدا سے جو اصحاب حضرت کے باقیماندہ جنگ مین مصروف تھے وہ جہاد کرنے سے رک گئے کیونکہ
منحصر حضرت کی حیات پر تھا مگر جناب امیر نے ہاتھ اپنا جہاد سے نہین روکا کہ حضرت کو یقین تھا
کہ وہ جناب زندہ ہین کیونکہ اوسدن اپنی شہادت کی خبر حضرت نے نہین دی تھی پس جناب
امیر اون لعینون سے لڑتے بھی تھے اور حضرت کو تلاش بھی کرتے تھے یہانتک کہ اون حضرت
کے قریب پہونچے لیکن زخمون سے تمام بدن جناب امیر علیہ السلام کا چور تھا گھوڑے سے گر پڑے
جناب رسول نے پھر گھوڑے پر سوار کیا اور حضرت امیر متوجہ بجہاد ہوئے۔ راوی کہتا ہے کہ اوسدن
جناب امیر بوجہ کثرت لڑائی اور زخمون کے کہ تمام بدن چور تھا چار مرتبہ غش کھا کے گھوڑے سے
زمین پر گرے اور جب حضرت گھوڑے سے گرتے تھے تو جبرئیل آکے بازو پکڑ کے اوٹھاتے تھے
اور کہتے تھے کہ فدا ہو جان میری آپ پر جلد اوٹھیے اور جناب رسول کی مدد کیجیے کہ حضرت پر
کفار کا یورش ہے۔ یہ سنکے وہ جناب فوراً گھوڑے پر چڑھکے جہاد مین مصروف ہوتے تھے آخرکار
اوس شیر کردگار نے بہزار جد وکد اوس فرقہ اشرار کو میدان کارزار سے بھگا دیا جب میدان وغا
اون لعینون سے خالی ہوا تو حضرت جناب رسول کی خدمت مین تشریف لائے اور کثرت زخمون سے
زمین پر تڑپنے لگے لکھا ہے کہ اوس روز ۹۹ زخم حضرت کے جسم مبارک پر لگے تھے اہ اہ مومنین یاد آتے
ہیں مجھے اس مقام پر زخم جسم نازنین جناب سید الشہدا علیہ السلام کے کہ لکھا ہے کہ ایک ہزار نوسو اور کچھ

اور ایک زخم حضرت کے بدن مبارک پر لگا تھا غرض نسیبہ نامی ایک عورت کہ غازیان احد سے وہ مومنہ

بھی تھی اور حضرت رسول مقبول جب کسی غزوہ کو تشریف لیجاتے تھے تو اوسکو بھی ہمراہ لیتے تھے اور وہ مومنہ

غازیان مجروح کا علاج کرتے تھے اور یہی مومنہ ہے کہ جب غزوہ احد سے خلیفہ ثانی نے حضرت کو شہادت کی

خبر عنایت بہیجے تھے اور اوسوقت اپنی تیز بندی خاص و عام کے ذہن نشین کی تھی تو اسنے کہا تھا

کہ اے عالی ہمت اگر آپ تشریف لیے جاتے ہین تو سپر اپنی مجھے دیے جایئے کہ مین اوسوقت سپر ہو کر

جناب رسول کی تو فوراً آپ نے ازروے سخاوت سپر زمین پر پھینکدی تھی۔ الحاصل اوس مومنہ

سے جناب رسول نے فرمایا کہ تو جناب امیر کے زخمون کا علاج کر بموجب ارشاد فیض بنیاد وہ مومنہ

مشغول مرہم پٹی مین ہوئی مگر مومنین جس زخم کو وہ مرہم رکھکر باندھتی تھی وہ فوراً کھلجاتا تھا التیام

پذیر ہوتا تھا ناچار اوسنے خدمت رسول مین وہ کیفیت عرض کی حضرت یہ سُنکر جناب امیر کے بالین پر

تشریف لائے تو دیکھا کہ تمام گوشت جسم اطہر کا پارہ پارہ اور کوفتہ ہو گیا ہے اوسوقت فرمایا کہ جو شخص ا علی

رحمت راہ خدا مین اوٹھائے تو خدا پر لازم ہے کہ اوسکو تمہارے مطلب پر پہونچائے یہ سُنکے جناب

امیر رونے لگے اوسوقت جناب رسول نے سبب رونے کا پوچھا پس جناب امیرؑ نے عرض کی

کہ یا رسول اللہ فدا ہون آپ پر پدر و مادر میرے اسوقت مین اپنی سخت جانی پر روتا ہون کہ

آج فیض شہادت سے محروم رہا حضرت نے فرمایا کہ یا علی غم نکہاؤ ایک دن شہادت سے بھی

مشرف ہوگے وہ دن بھی آنے والا ہے۔ یہ فرماکر حضرت نے آب دہن اپنا تمام زخمون پر لگادیا

فوراً سب زخم اچھے ہوگئے مگر مومنین ؎

تازہ شد زخم دل خیبر خدا
آنکہ دشمن تیر زد بر سینہ اش

از جراحتہاے شاہ کربلا
جوے خون شد سینہ بی کینہ اش

افسوس صد افسوس فدا ہو جان ہر اکی اوس مظلوم پر کہ جسکے زخمون پر عوض مرہم رکھنے کے

کہ فوراً ... زخم اچھے ہوگئے تھے اور بعد شہادت کے اون زخمون مین کیا

اڑ اڑ کر پڑی علاوہ اسکے اوس جسم پارہ پارہ پر اشقیلانے نعلبندی کر کے گھوڑے دوڑائے اور مومنین سب زخمون سے صعب تر ایک زخم حضرت کے پہلو پر لگا تھا = ایک راوی کہتا ہی کہ جب مظلوم کربلا غش مین زمین گرم پر پڑے تھے اوسوقت صالح بن وہب لعین نے ایک نیزہ ایسا حضرت کے پہلو پر مارا کہ اوس سے دل حضرت کا شگافتہ ہو گیا ۔ ہ

چو نیزہ بہ پہلوے شہ راہ یافت	جگر گاہ خیر البشر را شگافت
سیہ گشت نہ گنبد لاجورد +	نور دیدہ شد چرخ گیتی نورد

فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس چوتھی بیان مین شہادت باسعادت حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے اور ذکر اندوہ سید لولاک کا اون حضرت کے غم مین ہ

اے عزیزان دوستان تازہ ایست	شرح احوال بلند آوازہ ایست
گر بگویم از جفا ہاے قریش	شام گردد شیعیان را صبح عیش
خواصہ از عم نبی نامدار	حمزہ کو جان کرد بہر او نثار
جا کش از مضراب چون بر دل رسید	شد ز گریہ دیدۂ انجم سپید

مومنین مصائب عظیمہ کو جو روز جنگ احد جناب رسول پر گذرے وہ مصیبت جانگداز شہادت حضرت حمزہ ہی اور شہادت اون حضرت کی اسطور سے مرقوم ہے کہ جبیر بن مطعم بن عدی کا چچا کہ اوسکا طعمہ نام تھا وہ جنگ بدر مین حضرت حمزہ کے ہاتھ سے فی النار ہوا تھا اور جبیر کا ایک غلام حبشی مسمی بہ وحشی کہ جلادت اور شجاعت مین مشہور روزگار تھا جبیر نے جنگ احد مین اوس دشمن احد سے کہا کہ اگر تو آج حمزہ عم رسول کو قتل کرے تو مین تجھے آزاد کردون اور ہندہ دختر حارث بن نوفل نے کہ پدر اوسکا جنگ بدر مین مارا گیا تھا وحشی سے کہا کہ اگر تو آج محمد یا علی

یا حمزہ کو قتل کر تو تجھکو ازاد کردون اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہندہ زن ابو سفیان علیہ اللعن کہ بیٹی عتبہ بن ربیعہ کی تھی باپ اور بھائی اوسکا ولید اور چچا اوسکا اور کئی عزیز اوسکے ان بزرگوارون کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے تھے اوسنے وحشی سے کہا کہ اگر آج تو ان تین بزرگوارون مین سے کسیکو قتل کرے تو مین تجھے آزاد کروا دون اور علاوہ آزادی کے صلہ مین اوسکے تجھے مال و دولت سے بے نیاز کر دون اوس وحشت زدہ نے اوسکے جواب مین کہا کہ اے ہندہ تیغ محمد امکان بشری سے دور ہے کیونکہ اوسکا حافظ و نگہبان خود رب غفور ہے تو کبھی یہ خیال خام اپنے دل ناکام مین نہ لانا اور حضرت حمزہ چچا اون حضرت کے شیر بیشہ شجاعت اور نہنگ دریای تہور و جلادت ہین

بدان عم پیمبران دلیر است	کہ اندر بیشۂ ایجاد شیر است
مبارز کش شجاع نامدار است	بروز رزم بے ہمتا سوار است
کجا گردد مقابل با خیالش	چو من شخصی کہ بینم گر بخوابش
مرا خود نیست ان جرات بدیدار	کہ از خوابش کنم آہستہ بیدار

مگر ان علی کہ ابھی کم سن اور ناآزمودہ کار ہین اور قانون حرب و ضرب سے ناواقف اونکی کمینگاہ مین بیٹھونگا شاید کوئی حربہ میرا اون پر کارگر ہو

بود وحشی وحشیانہ چون ہمال	چشم او سید ید شیر سے زاغ مال

القصہ وحشی مانند وحشیون کے چارون طرف نگران حربگاہ مین آیا ناگاہ نظر اوس وحشی کی شیر رب قدیر اسیر قلعہ گیر بازوے رسول کبیر یعنی جناب امیر علیہ السلام پر پڑی دیکھا کہ بکمال حزم و ہوشیاری معروف کارزار ہین جسطرف مانند اسد کے حملہ ور ہوتے ہین بیک ضرب ذوالفقار سیکڑون کفار بے سر ہوتے ہین اور جب بصد قہر و غضب نعرۂ اسد الہی کرتے ہین تو سیکڑون سوار اور پیادے زمین پر گر پڑتے ہین

[illegible]	[illegible] کسی کنار
زشمشیر او پشت گردون شکست	بخون آسمان تا بزانو نشست
چو تیغ دودم از کفش گشت راست	زنه پردهٔ چرخ آواز خواست
سراپردهٔ چرخ شد اصغری	زخون سرخ شد چرخ نیلوفری

یہ حال اوس شیر ذو الجلال کا دیکھکر وحشی کے ہوش اوڑ گئے اور سمجھا کہ میری روباہ بازی اس
شیر سے نہ چلیگی بس اودہر سے طرف حمزہ کے روانہ ہوا اور اوس بزرگوار کی کمینگاہ مین بیٹھا
جبکہ ہنگامۂ گیر و دار گرم اور جانبین سے تیر و تبر اور نیزہ و خنجر چلنے لگا چارون طرف کشتون کے
پشتے لگے تلوار مجاہدین کے جب سر کفار پر پڑتی تھی راکب کو کاٹکر مرکب کے تنگ مین ٹھہر آتی
زنان کفار دف بجا بجا کر مبارزون کے دم بڑھاتی تھین جو کوئی نامرد اوئہین سے بھاگنے کا قصد
کرتا تھا تو اوسکو لعن طعن کرکے پھر جانب میدان لاتی تھین کسی طرف ڈھالون کے بادل
مین تلوارین مانند بجلی کے چمکتی تھین کسی سمت کمانین مثل رعد کے کڑکتی تھین کسی کا چہرہ خون
سے لال تھا کسی کا سینہ تیرون سے غربال تھا جس ناری کے سر پر گرز کسی مجاہد کا پڑا خاک کا
پیوند ہوا کوئی سوار گھوڑے سے گر کر پامال سم سمند ہوا غازیون کے نعرے کی آواز کفار کے حق مین
صدائے صور سے کم نہ تھی یعنے جسکے کان تک وہ آواز جان گداز پہنچی اسلئے کہ کوئی زخم تن پر لگے
روح بے فتوح اوسکی طرف سقر کے پرواز کر گئی۔ نظم

علمها علم شد بر اوج سپهر	سر از بیم کاهید و لرزید چهر
سنانها دران عرصه شد بار سر	کمان گشت چون نخلهٔ بارور
تن پردلان شد زگرز گران	همه کهنه انبان پر استخوان
سر سرکشان شد زسیلاب خون	حبابی بدریای خون واژگون
دران روز جز آنکه مذبوح شد	چه غالب چه مغلوب مجروح شد

ایک طرف حضرت حمزہ نخل حیات کفار بدصفات کو بضرب شمشیر ابدار کاٹ رہے تھے دوسری جانب
امیر عدو گیر میدان کارزار کو لاشون سے پاٹ رہے تھے اوس روز اوس بازوی رسول نے
وہ داد مردانگی اور دلاوری کی دی کہ اوس قوت بازو خداے جہان آفرین سے تحسین
و آفرین کی اور حضرت حمزہ کا یہ حال تھا کہ چہرہ فرط غضب سے لال تھا جسطرف حملہ
کیا کسیکا سر نحس بضرب شمشیر دوش سے اوتارا اور کسی اسوار کو گھوڑے سے اوٹھا کر زمین پر
دے مارا یہ دیکھکر سباع بن عبد العزی کہ ایک سباع خونخوار تھا حضرت حمزہ کے مقابل آیا اور
مبارز طلب ہوا حضرت نے اسپ صبا رفتار کو اوس نابکار کی جانب جھپٹ کیا کہ ناگاہ گھوڑے
کا پانوں ایک سوراخ مین جا تا رہا اور اوس باد رفتار نے سکندری کہائی حضرت پشت زین سے
منھ کے بھل زمین پر گرے شعر چو افتاد از اسپ او بر زمین + تو گوئی کہ افتاد چرخ برین +
اس اثنا مین وحشی نے کمینگاہ سے ایک حربہ ایسا اون حضرت کی کمر پر لگایا کہ وہ دوسری
جانب نکل آیا اور اوسی زخم سے وہ حضرت فائز بدرجہ شہادت ہوے پس اوس ملعون نے
اون حضرت کی لاش پر جا کے شکم مبارک کو چاک چاک کیا اور جگر کو نکال کر ہند کے
پاس لیگیا اور کہا کہ مین نے حضرت حمزہ کو شہید کیا اوس ملعونہ نے اوس جگر اطہر کو اپنے
دندان نجس کے نیچے رکھکر چبایا مگر وہ جگر بحکم خالق اکبر مانند استخوان ژانہ کے سخت ہو گیا اوس
ملعونہ کے دانت اوس پر کارگر نہوے - پس اوس ملعونہ نے وہ جگر اطہر زمین پر پھینکدیا ۵

	چو از بر لبے یکبدان زکینہ نہان		نہاد ہند جگر خوارہ آن جگر بدہان	
	خدا نخواست کہ عضو شریف و اطہر او		فرو رود نشود آن عضو حمزہ بیگر او	

جناب رسالتمآب سے منقول ہے کہ جب اوس شقیہ ازلیہ نے جگر اطہر کو زمین پر پھینکدیا تو خدا نے ایک
فرشتہ کو بھیجا کہ اوس جگر کو لیکر پھر اون حضرت کے شکم مین لاکر رکھدیا اور وہ عائشہ فطرت قطامہ سیرت

[illegible] بزرگ [illegible] پڑا [illegible] اور بعض [illegible] حضرت کے ناک کان وغیرہ سے [illegible]
کاٹ کر اپنے ہمراہ لیگئی اور ایک ڈورے مین باندھکر مانند ہار کے اوس ناہنجار نے اپنے گلے مین
ڈالا۔ مومنین زخم جگر جناب حمزہ مین روایات بہت ہین مگر صحیح تر یہی تھی کہ جو مذکور ہوئی اور
یہ روایت جناب صادق علیہ السلام سے ہے اور بحار الانوار مین مجلسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ حلیس
بن علقمہ کہتا ہے کہ مین نے دیکھا کہ ابو سفیان علیہ اللعن کو کہ نیزہ دہن مبارک لاش حمزہ پر
مارتا تھا پس حلیس کہتا ہے کہ مین نے کہا کہ دیکھیے یہ مرد اپنے تئین بزرگ قریش قرار دیتا ہے
اور اپنے چچا کے پسر کی لاش پر یہ فعل بد عمل مین لاتا ہے پس اس قول کو سنکر وہ منفعل ہوا
اور کہا کہ سچ کہتا ہے تو اے حلیس یہ عمل ناسزا مجھ سے وقوع مین آیا پس وہ شقی اپنی اس
حرکت ناشائستہ سے باز رہا آہ آہ مومنین قربان جان زائر کے اوس دہن خشک پر کہ جو تین روز
پانی سے محروم رہا اور پتھر اور تیر اور نیزہ سے مجروح ہوا افسوس صد افسوس مومنین اوس ظالم ظلم
پسند نے اسپر بھی اکتفا نہ کی بعد مرنے کے بھی اوس دہن مبارک پر ایذا گذری راوی کہتا ہے کہ
ایک دن دیکھا مین نے کہ یزید پلید تخت پر بیٹھا ہے اور آگے اوسکے ایک طشت طلا مین سر امام حسین
دھرا ہے اور اوس ملعون کے ہاتھ مین ایک چوب بید ہے وہ اوس سر کے لب خشک پر لگاتا ہے
اور کہتا ہے کہ کیا خوشنما ہین دانت تمہارے یا حسین ع۔ راوی کہتا ہے کہ یہ حال دیکھکر مجھے تاب
ضبط کی نہ رہی اور مین نے کہا کہ کیا کرتا ہے اے یزید خدا سے ڈر کوئی مردے پر ہاتھ اوٹھاتا ہے مگر
اوس ملعون نے میرے کہنے پر کچھ اعتنا نہ کی اور ایک روایت مین ہے کہ جب ابو برزہ نے یہ دیکھا
تو عمامہ اپنا زمین پر پھینکدیا اور منھ پر طمانچے مارے گریبان قبا چاک کیا اور کہا کہ او ظالم کیا کرتا ہے
خدا کے غضب سے ڈر ارے مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہے کہ ان لبہاے مبارک کو کہ جنپر تو چوب
بید لگا رہا ہے انکو جناب رسول مثل رطب کے مکرر چوستے تھے اور تو انپر چوب بید لگاتا ہے وائے ہو
اوپر تیرے اے یزید اگر دیکھتے اس حال کو جناب رسول خدا تو کیا کہتے تجھکو ہ

اے ستمگر ...	چوب بر این عقل و این بدان ...
من کہ خود دیدم مکرر مصطفیٰ	بوسہ زد بر این سر از تن جدا
بارہا گفت آن رسول مشرقین	کہ حسینؑ از من بود من از حسینؑ
نے ترا شرم از خدا نے از رسول	نے ز بانش مرتضیٰ نے از بتول
حیرتے دارم ز تو اے پر دغا	خود بگو چون میکنی روز جزا
دوزخ از بہر عذابت اے یزید	ہست اندر نعرۂ ہل من مزید

بعد شہادت باسعادت جناب حمزہ اہلبیت نعرہ شیر کردگار اور خوف ضربت ذو الفقار سے کفار میدان کارزار سے فرار ہوے اور جنگ و جدل سے اطمینان حاصل ہوئی اوسوقت جناب رسول مقبول صلعم نے چہار طرف میدان جنگ مین نگاہ کی مگر کسیطرف اپنے عم نامدار حضرت حمزہ کو نہ دیکھا اوسوقت حارث بن صمار کو کہ حضرت کے سامنے کہڑا تھا اون حضرت کے تلاش مین بہیجا جب وہ طرفا میدان کارزار مین پہونچا تو دیکھا کہ حضرت حمزہ خاک و خون مین آلودہ زمین پر پڑے ہوے ہین پس حارث کو شرم آئی کہ مین خبر شہادت حمزہ حضرت کو دون یہ سوچکر حضرت کے پاس نہ گیا جب حارث کو دیر ہوئی تو حضرت نے جناب امیرؑ سے کہا کہ جاکے اپنے چچا کو لاؤ جناب امیر بھی جب تلاش کرتے ہوے لاش حمزہ پر پہونچے اور اون حضرت کو کشتہ پایا تو حضرت کو بھی حجاب آیا کہ مین حضرت کو اس خبر غم اثر سے مطلع کرون جبکہ جناب امیر کے آنے مین بھی دیر ہوئی تو وہ حضرت بنفس نفیس خود متوجہ جانب میدان ہوے اور جب لاش حمزہ پر پہونچے تو فرط رنج والم سے حضرت کا حال متغیر ہوگیا اور آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور سبب زیادہ تر حضرت کے حزن و ملال کا یہ تھا کہ حضرت اپنے اون عم بزرگوار کو نہایت دوست رکھتے تھے کہ علاوہ چچا ہونے کے برادر رضاعی بھی تھے حضرت نے اوس عالم بیقراری اور اشکباری مین یہ فرمایا کہ جو رنج و غم مجھے اس مقام پر ہوا ہے کبھی نہین ہوا اگر خدا مجھے قدرت دے تو

ستر آدمی قوم قریش سے کہ جو ہمسر ان میرے عم بزرگوار سے ہون قتل کرون جسوقت کہ یہ کلمہ
زبان معجز بیان سے کیا اوسوقت جبرئیلؑ ازجانب رب جلیل آئے اور یہ آیہ پڑھا ان عاقبتم
فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خیر للصابرین پس اونحضرت نے بُردیمانی اپنے دوش
مبارک سے اوتار کر حضرت حمزہ کی لاش پر اوڑھادی مگر چونکہ حضرت حمزہ طویل القد تھے
پاؤن حضرت کے کھلے رہے حضرت نے یہ دیکھکر پاؤن کو گھاس سے پوشیدہ کر دیا مومنین غرض
لاش پر ردا اوڑھانے اور پاؤن کو گھاس سے چھپانے کا یہ تھا کہ اون حضرت کو یہ گوارا
نہ ہوا کہ لاش حمزہ پر دھوپ پڑے اور خاک صحرا سے جسم اوس شہید راہ خدا کا آلودہ ہو وا حسرتا
وادریغا کہان تھے وہ حضرت روز عاشورہ جو اوڑھاتے ردا اپنے تن پارہ پارہ حسینؑ مظلوم
پر کہ چالیس دن تک لاش اون حضرت کی صحراے کربلا مین بے غسل و کفن دھوپ مین پڑی رہی
کوئی اتنا نہ تھا کہ جو اوس لاش کو دفن کرتا آہ آہ مومنین جو دفن کرنے والے تھے اونکو فوج یزید
پلید مقید بہ طوق و زنجیر کرکے شام کو لیگئے تھے سواے غربت و بیکسی دریا کے کوئی اوس لاش کے پاس نہ تھا

درخون طپید چون بدن اطہر حسینؑ — خیر البشر نبود چرا بر سر حسینؑ
زہراؑ خبر نداشت کہ شوید ز آب چشم — درکربلا محاسن ازخون تر حسینؑ
شیر خدا نبود دران آفتاب گرم — پوشد رداے خود بہ تن انور حسینؑ
جدش خبر نداشت کہ ریکد بہر آب — ہردم خروش وا عطشا دختر حسینؑ
بر زخم سینہ اش ننہادند مرہمے — چون پارہ پارہ شد بدن اکبر حسینؑ
بگرفتہ دست او کسی اندم کہ او فتاد — دست از تن برادر نام آور حسینؑ
آگہ نشد خدیجہ زمانیکہ رو بشام — عریان سوار شد بشتر خواہر حسینؑ
درکربلا نبود حسن تا نظر کند — در زیر تیر و تیغ و سنان پیکر حسینؑ
در خلد بود جعفر طیار باخبر — [illegible]

حاضر نبود حمزہ کہ از منجنیق ظلم	بارید سنگ حادثہ بر لشکر حسینؑ
از کوفہ تا بشام کسی آب و نان نداد	بر اہلبیت بیکس و بے یاور حسینؑ
اے مومنین باد نیاید در احد	تا داد این قضیہ دہد داور حسینؑ

الغرض اوسی اثنا مین حضرت نے دیکھا کہ صفیہ خواہر حمزہ تشریف لائی ہین اوسوقت زبیر سے فرمایا کہ جلکے تم اپنی والدہ کو طرف گھر کے پلٹا لیجاؤ یہ سُنکے زبیر روتی ہوئے اپنی مان کیخدمت مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ اے مادر گرامی جناب رسول اللہ فرماتے ہین کہ تمہارا آنا قتلگاہ مین مناسب نہین ہے تم مکان کو پلٹ جاؤ اون معظمہ نے فرمایا کہ اے فرزند مین نے سنا کہ بھائی میرا حمزہ راہ خدا مین شہید ہوا مین چاہتی ہون کہ اپنے بھائی کو اس حال مین دیکھون تاکہ مین بھی شریک ثواب ہون جبکہ حضرت نے زبیر کی زبانی اون معظمہ کا یہ پیام سُنا تو اجازت آنے کی دی مگر لاش کو چہار طرف سے اچھی طرح ردا سے ڈھانپ دیا اور پاؤن گھاس وغیرہ سے اس خیال سے کہ عورت کا دل نہایت نرم ہوتا ہے اور بہن کو بھائی کی محبت زیادہ ہوتی ہے اگر اس حال سے اپنے بھائی کو خاک و خون مین غلطان دیکھینگی تو اون معظمہ کو صدمۂ عظیم ہوگا حالانکہ حضرت کے تن مبارک پر فقط ایک زخم تھا اوسکو بھی حضرت نے باہتمام تمام ردا سے اور گھاس وغیرہ سے چھپا دیا تا صفیہ کی نظر حضرت کے بدن مجروح پر نہ پڑے آہ آہ یاد کرین مومنین اس مقام پر رنج و ملال جناب زینبؑ خاتون اور ام کلثوم کا اور فریاد و بکا کرین اور سرون پر خاک اوڑائین کہ کیا حال ہوا ہوگا اون دونون معظمہ کا اوسوقت کہ جب دیکھا ہوگا لاشہ اپنے بھائی کا خاک و خون مین غلطان اور سر سے پاؤن تک زخمون سے چور چور ریگ گرم صحرائے کربلا پر پڑا ہوا اور سر انور نوک نیزہ پر مومنین عمدًا وہ لعین اہلبیت کو قتلگاہ کیطرف سے لائے تھے تاکہ وہ اسیر ظلم و ستم اپنے عزیزون کے لاشے دیکھکر زیادہ تر نالان و بیقرار ہون کہاں تھے اوس روز جناب رسولخدا اور علی مرتضی جو چھپاتے اون لاشون کو اپنی ردا اون سے اور اوس کی

عالم بیقراری میں تسلی اور تشفی دیتے مومنین جب حضرت زینب کی نظر بدن پارہ پارہ مظلوم
کربلا پر پڑی بے اختیار ایک نعرہ مارکر اپنے تئیں اونٹ سے زمین پر گرا دیا اور دوڑکر اوس
لاشہ بے سر سے لپٹ گئیں اور یہ بین دلخراش کرنے لگیں کہ اے بھائی کاش آج کے دن
زینب اندھی ہوتی تاکہ آپکو اس حال سے نہ دیکھتی ایک دن وہ تھا کہ امان کے دامن میں
اور نانا کے سینہ پر آپ سوتے تھے اور آج اے بھائی باتن چاک چاک خاک وخون میں آلودہ
بے سر زمین گرم پر پڑے ہو اے بھائی میرے سر کی ردا بھی شمر ستمگر نے چھین لی ورنہ اوسکو
جسم نازنین کے نیچے بچھاتے اور دھوپ سے سایہ کرتی راوی کہتا ہے کہ حضرت نے ایسی
بین جان خراش کی کہ زمین کربلا جنبش میں آئی اور گھوڑوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے
اور لاش حضرت کی تھرانے لگی حضرت جناب صفیہ اُحد میں خود گھر سے تشریف لائی تھیں اسیر ہوکر
نہ آئی تھیں بے پردہ بھی نہ تھیں اور جناب زینب بیٹی امیر المومنین کی جب قتلگاہ میں تشریف
لائیں تو فوج دشمن میں گرفتار تھیں سر کھلا ہوا بازوں میں رسن بندھی ہوے گرد نامحرموں کا
ہجوم تشفی کے لیے بجز لاشہاے شہدا کوئی دوسرا نہ تھا بھتیجون میں فقط ایک حضرت امام
زین العابدین زندہ تھے اوحضرت کا یہ حال تھا کہ پاؤں میں زنجیر ہاتھوں میں ہتکڑی گلے میں
طوق لب پر آہ وزاری ضعف کی شدت سے غشی طاری حضرات جناب صفیہ کو ممکن تھا کہ اپنے
بھائی کے لیے دل کھول کر گریہ وزاری کرتیں کوئی مانع نہ تھا مگر تبلائیے حضرت زینب کے لیے
یہ بھی تو ممکن نہ تھا جب وہ معظمہ اپنے بھائی کے لیے روتی تھیں تو کوفیان بیحیا نیزوں کی
نوکیں اون معصومہ کی پشت پر چبھاتے تھے تمام پشت مبارک حضرت کی نیزے کی نوکوں سے
فگار ہوگئی تھی وہ معظمہ جب قتلگاہ میں تشریف لائیں تو نہ کوئی یار تھا نہ مددگار

لب تشنہ حسین در برابر — از خون گلو محاسنش تر
عباس رشید نوجوانش — سیدہ بدن بخاک وخون طپانش

[illegible]	[illegible]
یکجا قاسم نگار و خستہ	بر دست ز خون خضاب بستہ
یکجا اندوہ دستگیری	یکجا درد دل اسیری
یکجا چون شمر بیحیائی	از حق ناترس پر جفائی

جناب صفیہ کو اوس عالم بیقراری اور آہ وزاری مین جناب رسولخدا نے تسلی اور تشفی دی اور فرمایا کہ خوشخبری دیتا ہون مین تمکو کہ آج آسمان پر تمہارے بھائی حمزہ نے خطاب اسد اللہ اور اسد الرسول پایا پھر فرمایا کہ اے عمہ اگر مجھے زنان بنی ہاشم کی طعنہ زنی کا خیال نہوتا تو مین اپنے عم مظلوم کو ہرگز دفن نہ کرتا اسیطرح زمین پر پڑا رہنے دیتا یہ فرماکر حضرت شہدای احد کی تجہیز اور تکفین مین مشغول ہوے جس شہید کے لاشے پر حضرت نماز پڑھتے تہے حضرت حمزہ کے لاش کو بہی شریک کر لیتے تہے یہانتک کہ اوس روز حضرت نے ستر مرتبہ حمزہ کی لاش پر نماز پڑھی مومنین کہان تہے جناب سید انبیا روز عاشورہ کہ اپنے پارہ جگر جناب سید الشہدا مظلوم کربلا پر نماز پڑھتے آہ آہ مومنین منقول ہے کہ کوفیان بیدین نے شب یازدہم کو کربلا مین مقام کیا اور اپنے کشتہای نجس کو جمع کرکے نماز پڑھی اور دفن کیا اور چھوڑ دیا بیدفن و کفن اوس امام غریب الدیار کو جسکے نانا کا کلمہ پڑھتے تہے خلاصہ بعد دفن شہدای احد جب حضرت رسالتمآب مدینہ مین تشریف لائے تو اکثر گھرون سے آواز شیون اور نوحہ و بکا کی آتی تہی یعنے جنکے عزیز احد مین شہید ہوے تہے وہ عورتین اپنے عزیز کی عزاداری مین مصروف تہین لاکن چونکہ حضرت حمزہ مدینہ مین غریب و بیکس تہے اونکے گھر سے صدا نوحہ و ماتم کی نہین آتی تہی حضرت اس حال سے آبدیدہ ہوے اور فرمایا کہ حمزہ اس شہر مین غریب ہین افسوس ہے غربا کو غربت مین کوئی دوست نہین رکھتا کہ مرگ غریبون سے متاثر ہووے جب انصار نے یہ کلام حسرت آمیز اون حضرت کا سنا تو اپنے اپنے گھرون مین گئے اور اپنی عورتون سے کہا کہ تم اول حضرت حمزہ کے گھر مین جاکر فاطمہ زہرا کو پرسا دو

اور اونکے ہمراہ حمزہ کو رو رو کر بعد اوسکے آپ مسلمون کے پیچھے رو رہا تھا چنانچہ سب عورتین انصار کی جمع

ہوکے حمزہ کے گھر گئین فاطمہ کو پُرسا دیا اور تا نصف شب اونکے ساتھ حضرت حمزہ کے لیے روئین

بعد اوسکے اپنے گھرون مین آکر اپنے عزیزون کے لیے گریہ و بکا کی اور حسب حال یہ کہا۔ شعر

تنہا نہ وحش و طیر بہامون گریستند مرد و زن مدینہ بران کشتۂ غریب	از بہر حمزہ جن و ملک خون گریستند از کشتگان خویشتن افزون گریستند

جب حضرت نے سنا کہ انصار کی عورتین پہلے جاکے حمزہ کے گھر مین اونکے لیے روئین بعد اوسکے اپنے وارثون کے لیے جناب حبیب خدا بہت خوش ہوے اور اون عورتون کو دعا دیکے خیر دی کہ خدا تمسے اور تمہارے اولاد سے خوش رہے۔ حضرات مومنین انصاف کرین کہ حضرت حمزہ اب غریب نہ رہے کیونکہ رسولخدا نے نماز جنازہ پڑھی دفن کیا۔ اور عورتین انصار کے گھر مین حمزہ کے صف ماتم بچھا کر روئین تو اسصورت مین حضرت حمزہ عمّ رسولخدا غریب نہوے۔ مین یہ سمجھا ہون کہ درحقیقت بیکس و غریب امام رضا ہین۔ کجا مدینہ کجا شہر طوس بعد المشرقین۔ پھر نہ مان پاس تھین جو زانو پر اپنے شفقت مادری سے سر رکھ لیتین۔ نہ فاطمہ بہن حضرت کی موجود تھین جو پیاس مین پانی لاکر پلا دیتین۔ نہ فرزند آپکے امام محمد تقی سامنے تھے جو کروٹ بدلا دیتے ہاے غریب خراسان مسموم ستم جفا۔ کبھی اس پہلو ہو جاتے تھے اور کبھی اوس پہلو۔ مگر جب حضرت نے انتقال کیا دنیا سے اور یہ خبر عام ہو گئی تو چشم زدن مین صدہا زن و مرد جمع ہوے آگر حتی کہ اوسی شب کی بیاہی عورتون نے اپنی اپنی مہر شوہرون کو بخش دیے اور رونے پیٹنے آئین جنازہ پر امام رضا کے۔ المختصر جب اسقدر ہجوم ہوا زن و مرد کا خراسان مین تو اب امام رضا بھی غریب نہ ٹھہرے۔ معلوم ہو گیا کہ غریب کوئی اور ہوا ہی عالم مین اور یگانۂ دریاے مجمع البحرین۔ بخون طپیدہ کرب و بلا امام حسین درحقیقت غریب ہین فدا ہو جان زائر کی اوس غریب اور مظلوم پر کہ جسکی لاش پر کوئی رونے والا نہ تھا سواے جانوران صحرا اے اور طائران ہوا کے یا بزیر زمین عورات جن او نخفرت کے لیے روتی تھین اور ماتم

ومہر رضای غریب سے مصداق والوتر الموتور بلکہ اونحضرت کو اوس قوم بیحیا نے غریب کیا آہ آہ

مومنین غریب تو نہ تھے امام حسین کیونکہ بہلے بھائی بھتیجے بھانجے بیٹے عزیز قریب رفیق و انصار سب

موجود تھے ہان کربلا مین آکے غریب و بیکس کر دیے گئے۔ آہ آہ بعد شہادت انصار اور اقربا کے

وہ حضرت کبھی تو حراست اہلبیت کے لیے میدان سے طرف خیمہ کے تشریف لیجاتے تھے اور اہلحرم کو

تسلی اور تشفی دیتے تھے اور کبھی خیمہ سے جانب قتلگاہ کے واسطے حفاظت لاشہاے شہدا کے

آتے تھے کبھی لاش حبیب سے دوڑ کر لپٹ گئے اور کبھی لاش مسلم ابن عوسجہ سے ہم آغوش ہوے کبھی

فرماتے تھے اے بہادرو مجھے اکیلا دشمنون مین چھوڑ گئے مین تمہاری یاد مین رو رہا ہون۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس پانچوین بیان مین اوس حال کے جو غزوہ احزاب مین کہ جسکو غزوہ خندق بھی کہتے ہین درمیان رسول مقبول اور ابوسفیان علیہ اللعن کے گذرا

منقول ہے کہ جب کفاران قریش جنگ اُحد سے بھاگے بعد چند روز کے پھر سب اکٹھا ہوے اور تمام

مردم قبائل اور عشائر چہ عرب چہ یہود اطراف اور جوانب سے آکر اونکے شریک ہوے اور باہم عہد و پیمان

اس بات پر کیا کہ چلکر مدینہ کو گھیرین اور جب تک محمد اور اونکے ہمراہیون کا نام صفحہ ہستی سے نہ مٹالین

میدان جنگ سے نہ پھیرین یہ عہد و پیمان کرکے ایک لشکر کثیر اور جمع غفیر کے ساتھ جانب یثرب روانہ ہوے

ز ہر جا زمین لشکر بے شمار ؎ ہمہ بد نہادان خنجر گذار

خروشان ہمہ از پئے کین دین ؎ ہمہ دشمن سید المرسلین

ہمہ با خدا و نبی کین گرای ؎ ہمہ لات خوانان عزی ستاے

ہمو نزدیک شہر سیدان سپاہ ؎ شد از گرد شان تیرہ خورشید و ماہ

اوسوقت خدا کی جانب سے جبریل نازل ہوے اور اون اہرمتون کے قصد سے حضرت کو آگاہ کیا
اور عرض کی کہ یارسول اللہ آپ گرد مدینہ کے ایک خندق کہودین تاکہ مع مہاجرو انصار اونکے
شر سے محفوظ رہین - اور بروایتی سلمان فارسی نے عرض کی کہ یارسول اللہ عجم مین دستور ہے کہ جب
جماعت قلیل کے ہلاکی کا قصد کوئی جماعت کثیر کرتی ہے تو وہ گرد اپنے قریہ کے ایک خندق
کہود لیتے ہین تاکہ لشکر مخالف اوس سے عبور نکرسکے یہ رائے سلمان کی جمیع مسلمانون کو پسند
آئی اور حضرت نے بھی فرمایا کہ یہ رائے بہتر ہے اور اوسوقت جبریل نازل ہوے اور حضرت سے
عرض کی کہ رائے سلمان صواب پر ہے پس حضرت نے سامان جنگ آمادہ کرکے عبداللہ بن مکتوم
کو اپنی جانب سے مدینہ کا خلیفہ کیا اور وہ حضرت خود تین ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیکر مدینہ سے باہر تشریف
لائے اور دامن کوہ سلع کو کہ قریب شہر کے تھا لشکرگاہ قرار دیا چونکہ اور سب طرف مدینہ کے حصار
مستحکم تھے فقط اوسی طرف کہ جدہر سے حضرت تشریف لائے تھے خندق کی ضرورت تھی ارشاد
فرمایا کہ اس مقام پر خندق کہودو پس ایک خط حضرت نے کھینچکر اصحاب پر قسمت کردیا اور ایک
روایت سے ہے کہ دس آدمیون مین چالیس گز خندق پڑے اور بروایتی دس گز پس اہل اسلام
خندق کہودنے مین مشغول ہوے اور واسطے تحریص اور ترغیب اہل اسلام کے حضرت خود
بہ نفس نفیس کہودتے خندق اور نکالتے مٹی مین مشغول تھے لکھا ہے کہ سلمان برابر دس آدمیون کے
کام کرتے تھے اور اوس زمانے مین بوجہ قحط سالی اور فقر و پریشانی اور شدت سرما کے اکثر
جناب رسول اور زوج بتول پر فاقہ گذر جاتا تھا اور کبھی دونون بزرگوار روزی مین بسر فرماتے تھے ۔

بهر حفظ زن و فرزند دو خندق کندند	یکی در یثرب و دیگر بعقب کرب و بلا
کہ شود مانع طغیان سپاہ کفار	سالم آیند ز آفات ہجوم اعدا
اہل یثرب ہمہ گشتند ز اعدا محفوظ	گشت در کرب و بلا شور قیامت برپا

آنزمان کز حبیب از زیست خمور مردود	رو نمودند سوی لشکر شاه شهدا
همه از خوف عدو سر زده بر اندام چون بید	کودکان بی سر و سامان همگی مانده بجا
نه حسین است که رفع ستم خصم کند	این چه ظلم است بگو ای فلک بی پروا

آہ آہ اسے مومنین عجیب مصیبت مین اہلبیت مظلوم کربلا گرفتار تھے خدا کسی دشمن پر یہ مصیبت نہ ڈالے لکھا ہی کہ جب مظلوم کربلا نے گرد خیمہ اہلبیت علیہم السلام کے خندق کھودی اور اوسمین آتش روشن کی تو اوس شدت تشنگی مین گرمی آتش سے بچون کا یہ حال ہوا کہ زمین پر مثل ماہی بے آب کی تڑپنے لگے اک شور العطش کا خیمہ عصمت سے بلند ہوا خصوصاً شب عاشورہ پیاس کی شدت سے بچون کا یہ حال تھا کہ خالی کوزے ہاتھون مین لیے ہوے بار بار خیمہ کے دروازے پر آتے تھے اور آواز العطش العطش بلند کرتے تھے جبکہ بریر ہمدانی نے اطفال مظلوم کربلا کا پیاس کی شدت سے بہت حال غیر دیکھا بیتاب ہو گئے اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اے بھائیو بڑی غیرت کی جگہ ہے کہ ہمارے تمہاری زندگی مین ننھے ننھے بچے مظلوم کربلا کے پیاس سے ہلاک ہو جائین حشر کے دن ہم جناب ساقی کوثر کو کیا منھ دکھلائینگے یہ کہکر ایک مشکیزہ اوٹھا لیا اور مع چند ہمراہیون کے جانب فرات روانہ ہوے جبکہ نہر کے قریب پہونچے تو جو شقی کہ نگہبان آب تھے وہ پکارے کہ خبردار قدم آگے نہ بڑہانا بریر نے کہا کہ ہم پیاسے ہین تھوڑا پانی پئین گے اوسوقت جو عمر ابن حجاج کہ سردار نگہبانان آب تھا اوسنے پوچھا کہ کون آیا ہے تب بریر نے اپنا نام بتایا چونکہ وہ شقی بھی ہمدان کا رہنے والا تھا پاس قومیت کہا کہ اچھا بریر کو پانی پی لینے دو مگر لیجانے نہ دینا بریر یہ سنکر داخل نہر ہوے اور مشک کو بھر کر نہر سے نکل آئے ناگاہ ایک شقی کی نظر مشک پر پڑی وہ شقی چلایا کہ بریر مشک بھرے لیے جاتے ہین پس وہ ملعون پکارا کہ مشک چھین لو خبردار پانی نہ لیجانے پائین پس اون نامردون نے بریر کو چہار طرف سے گھیر لیا بریر نے بھی مع اپنے ہمراہیون کے تلوارین میان سے کھینچ لین اور لڑتے ہوے [illegible] مشک کو لیکے دروازہ خیمہ [illegible]

پھینکدی اور کہا کہ اے اہلبیت حسین یہ پانی حاضر ہے یہ سُنکے بچے دوڑے اور اپنے منہ اوس مشک
پر گرا دیا اور اپنے سینے کہ سوز تشنگی سے جل رہے تھے اوس مشک سے ملنے لگے آہ آہ مومنین کس زبان سے
کہوں اس کشمکش مین دہانہ مشک کا کھل گیا اور وہ سب پانی زمین پر بہگیا یا تو وہ بچے خوش
تھے مگر جب دیکھا کہ پانی بہگیا تو عجب حسرت سے اوس مشک کی طرف دیکھکر زار زار رونے لگے اور
جناب سکینہ نے دروازۂ خیمہ پر آکے بصد حزن و ملال کہا کہ اے بریر پانی مشک کا سب بہگیا یہ سُنکے
بریر بہت روئے اور کہا ہزار افسوس معلوم ہوا کہ ان بچوں کی قسمت مین پانی نہین ہے القصہ جب
خندق تیار ہوگئی اور اہل اسلام کو شر کفار سے اطمینان ہوا ناگاہ وہ سپاہ کینہ خواہ اور طائفہ
طاغیۂ گمراہ قریب مدینہ کے پہونچے حارث بن عوف اور علیہ بن حصین فزاری با بنی اسد اور غطفان
اور بنی قریظہ اوس بلندی کوہ پر کہ جو جانب شرق مدینہ کے واقع ہے آئے اور جماعت قریش اور
بنی کنانہ آنحضرت وادی سے پہونچے اہل اسلام کثرت اور جماعت کفار کی دیکھکر نہایت خائف اور
پریشان ہوئے اور خود شیاطین اور احزاب مشرکین قریب خندق کے آئے خندق کو دیکھکر
متعجب ہوئے اور کہا کہ یہ امر عجیب سحر محمدؐ سے ہے کہ اوس روز تک خندق نہ تھے اور نہ عرب مین
اسکا دستور ہے بعضوں نے کہا کہ یہ تدبیر اوس فارسی کی ہے کہ جو محمدؐ کے ساتھ ہے غرض اون کفار
نے مسلمانوں کا محاصرہ کیا بیس روز تک جنگ نہین ہوئی جب محاصرہ کو طول کھینچا تو ایک دن عمرو
بن عبدود کہ ثانی عاد اور ہمسر شداد تھا اور جلادت اور دلیری مین مشہور شہر و بلاد ایسا قوی اور
شجاع تھا کہ تن تنہا ہزار مردان کارزار سے مقابلہ کرتا تھا اوس شقی ازلی کو ایک نسبت سے فارس
یلیل کہتے تھے کہ اوسکی وجہ آگے بیان ہوگی اور غزوہ بدر مین ایک زخم کاری اوسکے لگا تھا مگر
بچ گیا اور جنگ احد مین بوجہ اسکے نہ آسکا اسمرتبہ ہمراہ ابوسفیان نابکار کے اس ارادہ کے لیئے کہ
تلافی مافات کی کرے خلاصہ یہ کہ وہ لعین گھوڑے پر سوار قریب خندق کے آیا — ٥

اجل گشتہ آمد بجنگ و ستیز	تو گوئی اجل گفت اورا کہ خیز

چو برق جہندہ تگاور براند	بخندق رسید و ز خندق جہاند
بچالاکی چنان جست کرد او سمند	کہ گرد و شر اسپے ز سنگے بلند
بپاسے حصار آمد آواز داد	کہ اے نامداران ہاشم نژاد
کجایند گردان و مردان مرد	کہ امروز آیند اندر نبرد
ز آواز او ہر دلیران دین	عیان گشت آن روز روز پسین

غرض لشکر کفار ابوسفیان ناچار ۔ توا وسی طرف کھڑا رہا کوئی اوسکے ہمراہ
خندق کے اس طرف نہ آسکا مگر عکرمہ بن ابوجہل اور ہبیرہ بن ابی وہب اور مرداس بن
ملحم فہری اور ضرار بن خطاب یہ چار شخص خندق کے اس طرف اوسکے ہمراہ آئے الحاصل عمرو
بن عبدود کھڑا ہوا رجز پڑھتا تھا اور مبارز طلب کرتا تھا مگر اہل اسلام اوسکی ہیبت سے
مثل درخت کہن سال کے خشک ہو گئے کوئی سانس تک نہین لیتا تھا چہ جائیکہ جواب کا نہ
علی رؤسہم الطیر گویا ہاتھ پاؤن کے طوطے اوڑ گئے ہر چند جناب رسول نے صحاب سے فرمایا کہ من
لہذا الکلب یعنے کون جاتا ہے اس سگ کے مقابلہ مین مگر کسی نے جواب نہ دیا ۹

نبی چون باین گونہ فرمود حکم	بماندند ہر جا ہمہ صم و بکم
رخ نامداران دین زرد گشت	نبی را ازین دل پر از درد گشت

روضۃ الصفا اور کتب عامہ اور کتب امامیہ مین لکھا ہے کہ جب حضرت نے صحابہ کو
بہت خائف اور پریشان دیکھا تو سبب خوف کا پوچھا اوسوقت جناب خلیفہ ثانی نے
بکمال فصاحت اور دلیری کے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ وہ شیر بیشہ جنگاہ ہے کہ اگر
ہزار مرد جرار اسکے مقابل مین جائین تو اسپر فتح نہ پائین چنانچہ ایک مرتبہ مین اور یہ مرد دلیر
ایک قافلہ کے ساتھ سفر مین تھا ایک روز ہزار رہزن آکے قافلے کے سد راہ ہوے اونکو

کھینچا اور ایک شتر بچہ کو بائین ہاتھ مین بجاے سپر کے اوٹھا کر اوس پر حملہ آور ہوا یا حضرت عمر گو کہ دو ہزار

آدمی تھے مگر اسکے مقابلہ کی تاب نہ لائے فوراً بھاگ گئے پس قافلہ صحیح و سلامت منزل کو

جبکہ اہل اسلام نے یہ حال اوسکی شجاعت کا زبانی خلیفہ ثانی کے سنا الیس اور خوف و ہراس اون

دونا ہوا اس مابین مین اوسنے پھر مبارز طلب کیا اور کہا کہ لشکر اسلام مین کوئی الیسا دلیر

کہ جو اگر مجھ سے مقابلہ کرے یہ سنکر جناب رسول خدا نے دو بار ارشاد کیا کہ ایہا الناس تم مین

کوئی الیسا دوست ہے کہ اس دشمن خدا کو مجھ سے دفع کرے پھر کسی نے جواب نہ دیا مگر شیر

شجاعت و جلادت جناب علی ابن ابیطالب غالب کل غالب نے دلیرانہ آگے بڑھ کے عرض کی کہ یا

رسول اللہ انا مبارز حضرت نے فرمایا کہ یا علی یہ عمرو بن عبدود ہے اور بروایتے حضرت نے

کچھ جواب نہ دیا اسمین پھر اوسنے مبارز طلبی کی اوسوقت پھر حضرت نے طرف مہاجر اور انصار

دیکھکر فرمایا کہ کون ہے تم مین سے کہ اسکے مقابلہ کے لیے جاے پھر سب خاموش رہے مگر جناب

سامنے آئے اور عرض کی کہ یا حضرت مین حاضر ہون فرمایا کہ او ابن عم ع

چگونہ فرستم ترا سوے او	بہ گیتی نہ بیند کسی روے او
برمن زجانے تو محبوب تر	کسے جان فرستد سوے جانور

جناب امیر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کیون اسقدر تردد فرماتے ہین اگر یہ جانور ہے

تو مین اسد کردگار ہون آپ مجھے اجازت دین بعون پروردگار بیکضرب ذوالفقار اسکو

داخل نار کرونگا اوسوقت حضرت نے مجبور ہو کر جناب حیدر کرار کو اجازت کارزار دی پس اپنا

عمامہ مبارک حضرت کے زیب سر کیا اور اپنی زرہ اور جوشن زیب بدن و ذوالفقار کمر ع

پیمبر یکے ذرعہ پوشیدہ بود	ندیدہ چو او چشم چرخ کبود
زرہ را بدست خود آن مہرکیش	زتن کند و پوشید بر جان خویش

زره در برش آنچه واسے نمود — سموات و نورالسموات بود

بدست رسول خدائے کریم — زره پوشش گردید عرش عظیم

نبی را یکے تیغ رخشنده بود — که وز نور خورشید تابنده بود

زده صیقلش دست پروردگار — بہر جوہرش جوہر آشکار

بیاورد آن تیغ خیر البشر — بدست خودش کرد زیب کمر

نبی را یکے نغز عمامہ بود — که یٰسین و طٰہٰ بدرش تار و پود

چه عمامہ چون مہر عالم فروز — که تابان شود بر فلک نیمروز

زعمامہ چون تاج بر سر نہاد — تو گوئی که بر عرش افسر نہاد

چو بر تن بیاراست خفتان کین — جہان آفرینش نمود آفرین

چو بر دشت کین شد روان بوتراب — فلک گفت یالیت کنت تراب

بہ تنہا ہمی رفت با صد جلال — روان در جلو رحمت ذوالجلال

الغرض حضرت جب اوس شیر بیشہ شجاعت کو اسلحۂ جنگ سے مسلح اور مکمل فرما چکے تو اوسوقت ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اور یہ دعا پڑھی اللھم احفظہ من بین یدیہ ومن خلفہ وعن یمینہ وعن شمالہ ومن فوق راسہ ومن تحت قدمیہ

ابیات ۵

ز نرگس فرو ریخت بر گل گلاب — ستاره ببارید بر آفتاب

که یارب علی را نگہدار باش — چو یار تو ہست او تواش یار باش

که ذات ترا او شناسنده است — مرا یاور است و ترا بنده است

علی چونکہ از نزد من میرود — مرا جان شیرین ز تن میرود

بعد اوسکے بچشم اشکبار درگاہ پروردگار مین عرض کی کہ خداوندا عبیدہ کو تو نے جنگ بدر
مجھ سے جدا کیا اور حمزہ کو جنگ احد سے اپنی خدمت مین بلالیا اب تیرے رسول کا سوا
زوج بتول کے کوئی یار و مددگار نہین ہے اسکا داغ مجھکو نہ دکھانا اور میری فاطمہ کہ تیری کنیز
اوسکو اسکے غم مین نہ رولانا پروردگارا علیؑ تیرا ولی ہے اور اسکی زندگی سے میرا بازو اور لشکر
اسلام کی قوت ہے اسکی جدائی تیرے رسول کے دل پر نہایت ناگوار ہے اسوقت یہ ایک نہنگ
کے منھ مین جاتا ہے تو اسکی حفاظت کرنا یہ فرماکر جناب امیر کو طرف اوس نابکار کے بھیجا اور
مومنین مجھکو یاد آگئے اس مقام پر بیتابی اور بیقراری جناب مظلوم کربلا کے راوی کہتا ہے کہ بعد
شہادت جناب عباس حق شناس جب حضرت علی اکبر ہمشکل ہمیبر عازم جہاد ہوے تو حضرت کا
یہ حال تھا کہ کبھی تو اوس اپنے پارہ جگر کو اپنے سینہ سے لگاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے نور
میرے اس پدر پیر کو ستمگارون مین تنہا چھوڑے جاتے ہو بعد تمھارے اس پیر کو ان ظالمون
ظلم سے کون بچائیگا اور کبھی بہ نگاہ حسرت و یاس اپنے نورنظر کے چہرۂ انور کو دیکھتے تھے اور پیشانی
نورانی کے بوسے لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ بارہا جب مین اپنے نانا کی زیارت کا مشتاق
ہوتا تھا تو اسکے چہرۂ انور کو دیکھ لیتا تھا مومنین جناب علی اکبر عرض کرتے تھے کہ اے بابا
غلام کو جلد رخصت دیجیے کہ شدت تشنگی سے اس غلام کا جگر کباب ہورہا ہے جلد جاکے آب کوثر
سے سیراب ہو علاوہ اسکے کوفیان بیدین بڑھے چلے آتے ہین انکو اس بی ادبی کی سزا دون
جب حضرت نے اپنے پارہ جگر کا یہ کلام سُنا تو بہت روئے اور رخصت جہاد کی دی پس وہ عمامہ
کہ جناب رسول خدا نے بروز جنگ خندق جناب علی مرتضی کے سر پر باندھا تھا اوس دن تک
عمامہ حضرت کے سر مبارک پر تھا اپنے اوس نورعین کے سر پر باندھا اور تلوار اپنی حضرت
علی اکبر کے زیب کمر کی اور مسلح باسلحۂ جنگ کر کے طرف میدان کارزار کے بھیجا مومنین جناب
رسول خدا نے جو جناب امیر کو میدان کی اجازت دی تو حضرت کو یہ معلوم تھا کہ وہ جناب

مظفر و منصور میدان سے مراجعت کرینگے اور پھر بھی نہایت بیقرار تھے مگر قربان جان زائر کے

صبر جناب سید الشہدا پر کہ حضرت کو یقین تھا کہ یہ میرا فرزند نوجوان آج شہید ہوگا القصہ جب جناب

امیر شاہ مددگیر طرف اوس دشمن رب قدیر کے روانہ ہوے تو جناب رسول خدا نے یہ آیہ پڑھا

رب لا تذرنی فردا و انت خیر الوارثین اور جب وہ امیر عرب اوس شقی کے قریب پہونچے

تو فرمایا برز الایمان کلہ الی الشرک کلہ یعنے مقابل ہوا ایمان کل شرک کل

پس جناب امیر نے یہ رجز پڑھا

لا تعجلن فقد اتاک مجیب صوتک غیر عاجز	ذو نیۃ و بصیرۃ و الصدق منجی کل فائز
انی لارجو ان اقیم علیک نائحۃ الجنائز	من ضربۃ نجلاء یبقی ذکرها عند الهزاهز

یعنے اے عمرو تعجیل مت کر کہ آیا طرف تیرے قبول کرنے والا تیری آواز کا کہ عاجز نہین ہے تیرے

مقابلہ سے اور صاحب نیت درست اور بینا براہ حق اور نجات دینے والا ہر قابل نجات کا اور

امید رکھتا ہون مین کہ جلد برپا کرون واسطے تیرے وہ نوحہ کہ جنازون پر کرتے ہین اوس ضربت سے

کہ جس ضربت کی آواز آوے بعد لڑائیون کے پس جبکہ اوس مرد دوازلی نے رجز جناب علی ابن

ابیطالب کا سنا اور باوجود کم سنی کے آنحضرت کا وہ جلال اور دبدبہ دیکھا نہایت خائف اور

ترسان ہوا چاہا کہ دروازہ دوستی کا کھولے اور بلطافت الحیل آنحضرت کو اپنے مقابلہ سے

باز رکھے باوجودیکہ آنحضرت کو بخوبی پہچانتا تھا مگر بطور تجاہل عارفانہ پوچھا کہ نام آپ کا کیا ہے

اور آپ کس خاندان والاشان سے ہین حضرت نے فرمایا کہ آگاہ ہو مین ہون قاتل مشرکین

ناصر مومنین شیر خدا شمشیر وغا زوج بتول داماد رسول غالب کل غالب علی ابن ابیطالب

اوس شقی نے یہ سنکر کہا کہ چونکہ میرے اور ابوطالب کے درمیان مین دوستی تھی لہذا مین نہین

چاہتا ہون کہ تمہارے خون مین اپنا ہاتھ آلودہ کرون تم پلٹ جاؤ اور کسیکو میرے مقابلہ مین

بھیجو حضرت نے یہ سنکر جواب مین ارشاد کیا کہ تو میرے خون گرانیکو دوست نہین رکھتا مگر مین

مجھسے شقی ازلی اور دشمن اللہ و نبی کے خون گرانے کو بدل و ست رکھتا ہون جب اُس مردود نے اُس خاصۂ رب ودود سے یہ جواب دندان شکن پایا تو یہ سخن زبان پر لایا کہ جسکا مضمون ان چند اشعار مین منظوم ہے ؎

پیادہ چرا سوے میدان شدی	مگر طالب عہد و پیمان شدی
ندانی کہ این رزم شیران بود	مرا این رزم رزم دلیران بود
تو چون کودکان پوی پوی آمدی	پیادہ بچوگان و گوے آمدی
نبود از چنین لشکر نامدار	سزا وار میدان من یک سوار
چنین داد پاسخ نگہبان دین	کہ اے گبر بر خویش چندین مبین
اگر مرد رزمے بنہ پاے پیش	کہ مردان سوار اند بر پاے خویش
زبان زو سخن گوے و ز تیغ تیز	کہ توسن ضرورست بہر گریز
زمیدان سران کو نتابد عنان	چہ حاجت کہ یکران کشد زیر ران
اگر نیست از جنگ روے فرار	باسپان تازی ترا نیست کار
پیادہ از انم کہ تنگ آمدم	کہ چون تو سوارے بجنگ آمدم

پس بعد از جواب دینے کے حضرت نے یہ فرمایا کہ اے عمرو مین نے سُنا ہے کہ تو نے آستان کعبہ پر ہاتھ رکھکر یہ کہا ہے کہ جو شخص روز مصاف مجھسے تین سوال کرے تو اوسمین سے ایک کو مین قبول کرون اوسنے کہا البتہ حضرت نے فرمایا پس اسوقت مین تجھسے تین امر بیان کرتا ہون اوسمین سے ایک کو قبول کر وہ بولا کہ فرمائیے جناب امیر نے ارشاد کیا کہ اول تو یہ ہے کہ تو اسلام قبول کر وہ بولا کہ اسکی امید مجھسے نہ رکھیے تب حضرت نے فرمایا کہ اگر یہ نہین منظور ہے تو لڑائی سے ہاتھ اوٹھا یہان سے پلٹ جا اوسنے کہا کہ یہ بھی مجھسے نہوگا کہ مین جنگ سے مُنھ موڑون اور زنان قریش مجھ طعنہ زنی کرین جب حضرت نے دیکھا کہ وعظ و پند مشفقانہ اس کافر کے دل پر اثر پذیر

[illegible]

وہ لعین ہنسا اور بولا کہ اس بات کا ہرگز مجھکو گمان بھی نہ تھا کہ شجاعان عرب مین سے کوئی مجھسے

خواہش جنگ کی کرے پس وہ شقی یہ کہکے پشت زین سے زمین پر کود پڑا اور اپنے گھوڑے کو پی کر بعداوسکے

مصروف بحرب و ضرب ہوا چونکہ حضرت کا رعب اوسکے دل پر پہلے ہی سے غالب ہو چکا تھا وار

کرنے مین سبقت کی یعنے بفور مقابل ہونے کے کمر سے تلوار کھینچکر حضرت پر ماری حضرت نے ضرب اوسکی خالی دی

اسی طرح حضرت نے کبھی اوسکا وار سپر پر روکا اور کبھی خالی دیا اور یونہین جب حضرت اوسپر وار کرتے تھے

تو وہ شقی بھی کبھی سپر سے آپ کو بچاتا تھا اور کبھی خالی دیجاتا تھا غرض اسیطرح تا دوپہر بایکدیگر ردوبدل

رہی کسیکا وار ایک دوسرے پر کارگر نہوا راوی کہتا ہے کہ اس ردوبدل مین اسقدر غبار میدان کارزار سے

اوڑا کہ تمام میدان تیرہ و تار ہوگیا اون دونون مردان شمشیر گذار سے کوئی نظر نہ آتا تھا کفار آپسمین

کہتے تھے کہ اب علی اسکے ہاتھ سے نہین بچتے اور بعد علی کے پھر لشکر اسلام مین کوئی ایسا نہین ہے کہ

جو ہمسے مقابلہ کرے اور جناب رسول اس سانحہ سے نہایت محزون و ملول درگاہ قاضی الحاجات مین

مشغول مناجات تھے کہ اس مابین مین عمرو بن عبدود نے ایک تلوار اس زور سے ماری کہ سپر اور عمامۂ

مبارک کاٹ کر چار انگشت حضرت کے سر مبارک مین در آئی ابن عباس سے منقول ہے کہ جب لہو

زخم کا حضرت کے چہرۂ مبارک پر بہکر آیا تو حضرت نے ایسا ایک نعرہ شیرانہ کیا کہ دل اوس شقی کا ہل گیا

دریغا زبانے ندارم دریغ | کہ گویم بیانے ازان دست و تیغ
دریغا کہ کند ہست تیغ زبان | کزان دست و تیغ اندر آرم بیان
چہ دستے کہ خالق بعہد الست | عہود خلائق بہ آن دست بست
چہ تیغے کہ از برق آن آفتاب | ز خجلت نہان کرد رخ در سحاب
چہ دستے کہ در زیر عرش برین | دو صد بارہ پوشیدہ روح الامین
[illegible] | نہ عون رشد اژدہاے عظیم

اوسنے حضرت پر حملہ کیا جب قریب پہنچے اور حضرت کے روبرو آئے اور بسکہ فرط غضب سے سرخ ہو رہا تھا

اور دہن مبارک سے کف جاری تھا نظر پڑی ایسا ڈرے کہ گھوڑون کو خندق پھندا کر بھاگ گئے

بن عبد اللہ مخزومی پشت زین سے خندق مین گرا پس اہل اسلام یہ دیکھکر اوسپر پتھر برسانے لگے

اوسوقت وہ شقی کہنے لگا کہ اس سے بہتر یہ ہے کہ کوئی مجھے تلوار سے مار ڈالے اور بہت فریاد و زاری کی

حضرت اوسکی فریاد سنکے خندق مین کود پڑے اور بیک ضرب حسام اوس شقی کا کام تمام کیا بعد اوسکے

سر عمرو بن عبدود کا لیکر خدمت رسول مقبول مین تشریف لائے اور عرض کی کہ یا حضرت آپ مجھسے

راضی ہوے حضرت نے فرمایا کہ شاد ہوا اے ابن عم کہ تمسے خدا بھی راضی ہوا اور آج کا عمل تمہارا تمام

عالم کے اعمال کے برابر ہے اور بعد اوسکے پھر ترجیح دی آنحضرت نے اسپر یعنے فرمایا ضربۃ علی یوم

الخندق افضل من عبادۃ الثقلین یعنے حضرت نے فرمایا کہ بروز جنگ خندق ایک ضرب علی کی افضل ہے

عبادت دو جہان سے مومنین جب عمرو بن عبدود کو حضرت نے فی النار و السقر کیا تو اوسوقت

اوس شقی کے جسم مین ایک زرہ اور ایک جامہ بیش قیمت تھا حضرت نے دیکھا مگر اوس جناب کو

یہ امر مکروہ معلوم ہوا کہ مین یہ زرہ اور جامہ اسکے بدن سے اوتار لون اور لاش اوسکی عریان پڑی رہے

آہ آہ مومنین خدا لعنت کرے کوفیان بیدین پر کہ روز عاشورہ جب اوس جناب کے فرزند کو تین دن کا بھوکا

و پیاسا مانند گوسفند کے ذبح کیا تو لاش پر اوس مظلوم کے گھوڑے دوڑائی اور بعد پامالی لاش کپڑے اوتار لیے

آہ آہ مومنین حضرت نے بروقت روانہ ہونے میدان کے سب لباس کے ایک پیراہن کہنہ جابجا سے

پھٹا ہوا پہن لیا تھا کہ شاید یہی باقی رہے تاکہ میری لاش عریان نہو مگر مومنین اون بیحیاؤن نے اوسے بھی اوتار لیا

اوس مظلوم کے تن پارہ پارہ کو عریان ریگ گرم پر چھوڑ گئے افسوس مومنین اس ظلم پر بھی اکتفا نہوئی جمال ملعون

نے ایک کمربند کے لیے دونون ہاتھ مظلوم کی لاش کے کاٹے فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس چھبیسویں شمائل اوپر احوال تشریف لیجانے آنحضرت کی طرف قلعہ خیبر کے اور ذکر اون فتوحات کا جو اوس سفر خیر اثر مین باعث سرور آنحضرت کے ہوئے

کروفر قریب قلعہ خیبر کے رونق افروز ہوئے توباوجود اسکے کہ کفار خیبر روانگی لشکر ظفر پیکر سے مطلع
ہوچکے تھے اور ہر روز تمام شب حراست اور حفاظت حوالی قلعہ مین مصروف رہتے تھے مگر جسدن
کہ فوج نصرت موج آنحضرت کی حوالی خیبر مین پہونچی تو اوس شب کو ایسا خواب اونپر مستولی ہوا کہ
صبح تک کسیکو ورود لشکر نصرت اثر کی خبر نہوئی بلکہ منقول ہے کہ مرغ اور کتے جو اوس قلعہ کے اندر
تھے وہ تک نہین چونکے کہ آواز دیتے جب قریب طلوع آفتاب کے خواب غفلت سے بیدار ہوے
اور بیلچے اور زنبیل لیکر اپنی اپنی زراعت کی طرف چلے تو دیکھا کہ فوج اسلام چہار طرف سے
قلعہ کا محاصرہ کیے ہوے ہے یہ دیکھکر ہوش اوڑ گئے اور قلعہ مین جاکر اپنی قوم کو نزول لشکر
رسول سے اطلاع دی محمد بن اسحق سے روایت ہے کہ حضرت ہر شب ایک شخص کو اصحاب مین سے
بخیال شبخون واسطے حراست لشکر کے مقرر فرماتے تھے ایک شب عمر ابن خطاب اس خطاب سے
شرفیاب ہوے اوس شب کو اہل اسلام نے ایک یہودی کو گرفتار کیا اور اون سردار محافظان لشکر
کی خدمت مین لائے جو نہین نظر آپ کی اوس یہودی پر پڑی رگ شجاعت متحرک ہوئی حکم دیا کہ اسکو
ابھی لیجاکے قتل کرو اوسنے کہا کہ مجھکو پیمبر کی خدمت مین لیچلو ابھی قتل نہ کرو مجھکو آنحضرت سے
ایک امر ضروری عرض کرنا ہے کہ وہ مفید اہل اسلام ہے جب یہ سُنا تو اوسنے خدمت رسول مین
حاضر کیا اوسنے حضرت کی خدمت مین عرض کی کہ یا نبی اگر آپ مجھکو قتل سے امان دین تو مین جس
راستے سے کہ قلعہ مین پانی جاتا ہے وہ آپ کو بتا دون آپ اوسکو بند کردین جبکہ قلعہ مین
پانی نہ پہونچیگا تو وہ مجبور ہوکر خود حضرت کی خدمت مین حاضر ہونگے قلعہ بغیر جنگ و جدل کے
آپ کے ہاتھ آجائیگا یہ سُنکر حضرت نے اوس یہودی کو امان دیکر فرمایا کہ یہ امر مروت سے
بہت دور ہے کہ اونپر پانی بند کیا جائے کہ اونمین اطفال خردسال اور عورتین بھی ہین مومنین
اب یہ مقام فریاد و زاری اور اشکباری کا ہے کہ حضرت رسالتمآب کو اطفال اور زنان کفار کا

پیاسا رہا تو اوسکا ہوا خدا لعنت کرے اوس امت جفا کار پر کہ جسنے اولاد نبی آل پر پانی بند کیا اور
ننھے بچون پر بھی رحم نہ آیا چنانچہ مرقوم ہے کہ روز عاشورہ بعد شہادت جناب علی اکبر ہمشکل پیمبر حضرت
سید الشہدا میدان مین یکہ و تنہا مقابل صف اعدا کے کھڑے تھے کہ ناگاہ خیمہ عصمت سے آواز
اہلبیت کے رونے کی بلند ہوئی حضرت خیمہ کو تشریف لیگئے دیکھا کہ سب بے بیان با موہاے پریشان
علی اصغر کے جھولے کے پاس رو رہے ہین مظلوم کربلا نے اپنی بہن زینب سے پوچھا کہ اے بہن کیا
حال میرے فرزند کا ہے اون مخدومہ نے عرض کی کہ اے بھائی شدت تشنگی سے اس بچے کی یہ نوبت
پہونچی ہے کہ ہاتھ پاؤن سرد ہو گئے ہین نہ منھ سے بولتا ہے نہ آنکھین کھولتا ہے اے بھائی
اگر کسی تدبیر سے تھوڑا سا پانی ملتا تو یہ بچہ بچ جاتا یہ سنکے حضرت روتے ہوے جھولے کے قریب
گئے اور اوس اپنے پارہ جگر کو آغوش مین لیکر خیمہ سے باہر تشریف لائے اور قریب صف اعدا جاکے
ایک بلندی پر کھڑے ہوے اوس اپنے مہ پارہ کو دونون ہاتھون پر لیکر بلند کیا اور اوس قوم نابکار
سے فرمایا کہ اے لعینو اگر حسین تمھارے زعم ناقص مین گنہگار ہے تو یہ میرا فرزند شیر خوار تو خطا سے
بری ہے دو دن سے اسکو بھی پانی نہین ملا ہے اور اسکی مان کا دودھ بھی خشک ہو گیا ہے اسوقت
شدت پیاس سے یہ دم توڑ رہا ہے تھوڑا پانی دو کہ اسے پلا دون تاکہ یہ معصوم ہلاکت سے بچ جاے
مومنین کیا سنگدل تھے وہ لعین کہ اوس بچہ معصوم پر بھی رحم نہ آیا سب نے اپنے سر جھکا لیے جو
جواب نہ دیا مگر آہ آہ مومنین عوض پانی دینے کے حرملہ لعین نے ایک تیر کمان مین جوڑ کر اوس بے زبان
کے گلوے نازنین پر مارا کہ وہ تیر اوس بچہ کی گردن سے گذر کر حضرت کے بازو مین در آیا وہ بچہ اوس
تیر کے صدمہ سے حضرت کے ہاتھون پر تڑپ گیا اور بنظر حسرت و یاس اپنے باپ کی طرف دیکھکر
بہشت کو روانہ ہوا مومنین اوس زخم گلو سے جب خون جاری ہوا تو اوسکو حضرت نے اپنے چلو مین
لیکر چاہا کہ طرف آسمان کے پھینکین کہ دفعتہ آسمان سے ندا آئی کہ اے حسین اگر اس خون کو میری جناب
پھینکوگے تو تا قیامت پھر مجھسے ایک قطرہ پانی کا زمین پر نہ گریگا اوسوقت حضرت نے قصد کیا کہ

پھر قیامت تک مجھسے ایکدانہ نہ اوگیگا اوسوقت جناب سید الشہدا نے فرمایا ؎

انکار آسمان کو ہے راضی زمین نہین	اصغر تمہارے خون کا ٹھکانا کہین نہین

تب حضرت مجبور ہوے پس اوس خون کو مظلوم کربلا نے اپنے روے مبارک پر مل لیا غرض صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہین کہ جب حضرت اقالیم خیبر کے قریب پہونچے تو قلعہ ناعم کہ اوسکا قلعہ دار عامر نامے ایک شخص تھا اوسکا ایک غلام حبشی کہ بکریان اوسکی چرایا کرتا تھا اوسنے ایک دن دیکھا کہ اوسکا مالک مع اور مردم قلعہ کے اسلحہ جنگ کو درست کر رہا ہے اوس غلام نے سبب اوسکا پوچھا تو ایک شخص نے اوس سے کہا کہ ایک شخص محمد نامے کہ دعوی پیمبری کا کرتا ہے وہ فوج لیکر ہمپر آیا ہے اوس سے ہم لڑینگے مومنین اوس غلام نے جب نام آنحضرت کا سنا فوراً اوسکے دل مین محبت آنجناب کی پیدا ہوئی جبکہ طرفین سے جنگ شروع ہوئی تو وہ غلام بکریون کو لیکر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ کس طرف دعوت کرتے ہین حضرت نے فرمایا کہ جانب اسلام اگر تو طالب اسلام ہے تو کہہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ اوس غلام نے کہا کہ اگر یہ کہون تو کیا ہوگا فرمایا کہ اگر اس قول پر قائم رہیگا تو بعد مرنے کے بہشت پائیگا جبکہ اوسنے حضرت سے یہ مژدہ جانفزا سنا پس فوراً کلمہ پڑھا اور عرض کی کہ یا حضرت مین چاہتا ہون کہ یہ بکریان مالک کو پہونچ جاوین حضرت نے ارشاد کیا کہ تو انکو لیکر طرف قلعہ کے جا اور دو چار سنگریزے انپر مار کے طرف قلعہ کے ہانک دے پس یہ سب مالک کے پاس پہونچ جائینگے وہ غلام یہ سنکر گیا اور جس طرح سے حضرت نے فرمایا تھا عمل مین لایا پس وہ بکریان سب مالک کے گھر کو چلی گئین اور وہ پلٹ کر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور اذن جہاد لیکر اون مکارون سے لڑا اور درجہ شہادت سے فائز ہوا جب حضرت کو اوسکی شہادت کی خبر ہوئی تو اوسکے بالین پر تشریف لائے دیکھا کہ رمق جان باقی ہے حضرت بیٹھ گئے اور انصار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ خدا رحمت کرے کہ اس حبشی نے کام تھوڑا کیا مگر مزد بہت پائی اسوقت دو ملک اسکی

بالین پر بیٹھے ہوے ہین اور برواتیے جب وہ درجہ شہادت سے فائز ہوا تو اہل اسلام اوسکی لاش کو
خیمہ مین اوٹھالائے اور حضرت خود بنفس نفیس اوسکے بالین پر تشریف لائے آہ آہ مومنین کہان تھے
روز عاشورہ جناب رسول خدا کہ اپنے فرزند کی لاش کو میدان سے خیمہ گاہ مین اوٹھالاتے کہ وہ لاش اطہر
زخمون سے چور چور زمین گرم صحراے کربلا مین پڑی ہوئی تھی وہ حضرت تو براہ شفقت اوس ادنی غلام
کے بالین پر تشریف لائے اور اونکے فرزند مظلوم پر کسی نے رحم نہ کھایا اوس غریب الوطن کے بالین پر
نہ آیا سواے غربت اور بیکسی کے کوئی اوس لاش کے پاس نتھا یا جانوران صحرائی اور طائران ہوا اور
سلیمان کربلا کی لاش پر جمع ہوتے تھے اور اوس مظلوم وغریب کی غربت اور بیکسی پر اپنی زبانون مین
فریاد اور بکا کرتے تھے اور شب کو ایک شیر آکر اوس لاش کو اپنی آغوش مین لیکر تمام شب نعرے مارکر
روتا تھا اور صبح کو روتا ہوا طرف جنگل کے چلا جاتا تھا مومنین بعض روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی نے
معصوم سے پوچھا فرمایا کہ وہ شیر جناب شیر خدا علی مرتضے تھے کہ اپنے فرزند کی لاش کی نگہبانی کے لیے
تشریف لاتے تھے اور اپنے فرزند دلبند کی لاش کو آغوش مین لیے ہوے تا صبح رویا کرتے تھے القصہ
حضرت ختمی مآب نے بعد فتح قلعہ لطاط اور قلعہ حصار شق اور قلعہ صعب اور ناعم کے قلعہ قموص کا محاصرہ کیا
کہ وہ ابی الحقوق اور مرحب سے تعلق رکھتا تھا اور اون سب قلعون سے نہایت مستحکم اور دشوار گذار تھا
گرد اوسکے ایک خندق نہایت عمیق اور عریض تھی اوسپر ایک پل تختہ لگا رہتا تھا جب اوس تختہ کو
اوٹھا لیتے تھے تو رستہ آمد و شد کا مسدود ہو جاتا تھا اور ایک در آہنی اوس قلعہ کا تھا کہ نشتر آدمی
اوسکو کھولتے اور بند کرتے تھے اور جس ایام مین حضرت نے اوسکا محاصرہ کیا تو بوجہ ہواے گرم
اور قلت طعام کے لشکر اسلام نہایت پریشان تھا اور اتفاقات غیر حسنہ سے سید انبیا کو درد شقیقہ
عارض ہوا تھا اسوجہ سے وہ حضرت بنفس نفیس متوجہ جہاد نہین ہو سکتے تھے البتہ ہر روز ایک شخص کو
سردار سپاہ فلک جاہ کرکے اہل قلعہ سے محاربہ کے لیے بھیجا کرتے تھے مگر کسی تدبیر سے صورت فتحیابی کی آئینہ ظہور
مین جلوہ گر نہوتی تھی ایکدن جناب رسالتمآب نے جناب عمر ابن خطاب کو بخطاب علمداری سرفراز کرکے

[illegible]

اوس طرف سے حارث برادر مرحب کہ شجاعت اور دلیری مین مشہور تھا فوج لیکر نکلا جبکہ جناب نے
وسکو آتے ہوے دیکھا تو علم کو کمال استواری ہاتھ مین لیے ہوے میدان سے رخ طرف لشکر کا
کے کیا پھر رستہ مین کسی جا پر نہ رکے ایک چشم زدن مین حضرت کی خدمت مین پہونچے یہ دیکھکر لشکر
ظفر پیکر بھی بصد اکراہ جنگگاہ سے واپس آیا اون بیچارے شیخ نے تو انکی جان بچائی اور ان لوگون نے
حضرت سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ ایسے سردار کے ساتھ آپ نے ہمکو بھیجا کہ خود رسوا ہوا اور ہمکو
بھی اپنے ساتھ دشمنون سے شرمندہ کیا ؎

دلیران زغیرت بجوش آمدند — شکایت کنان در خروش آمدند
کہ بر ما بود زندگانی حرام — بخون خفتہ بہ مردے ننگ ونام
بمیدان کین ما کمر بستہ چیست — کہ بگر بخت سر گروہ نا درست
کس از خصم ما را ہم آورد نیست — چہ حاصل کہ سردار ما مرد نیست

حضرت نے بمقتضاے وقت اون لوگون کو کچھ جواب نہ دیا اور دوسرے روز خلیفہ اول کو کہ جنکا
ثانی جرأت اور دلیری مین سواے جناب خلیفہ ثانی کے کوئی دوسرا نہ تھا علم دیکر طرف قلعہ کے
بھیجا وہ جناب بھی مثل اونکی رحم دلی عمل مین لائے لیعنے میدان جنگ سے مع اپنے ہمراہیون کے
بے جنگ کیے واپس آئے راوی کہتا ہے کہ اوس غزوہ مین مردمک چشم حور العین روشنی دیدہ مومنین
یعسوب الدین قاتل المشرکین شمشیر خدا شیر بیشہ ہیجا غالب کل غالب جناب علی ابن ابیطالب بسبب
درد چشم کے مدینہ منورہ مین تشریف رکھتے تھے جب چند روز مفارقت جناب رسول مین گذرے
تو ایکدن شوق حضوری حضرت کے دل پر غالب ہوا عین غلبہ درد چشم طرف قلعہ خیبر کے روانہ
ہوے اور وقت محاصرہ قلعہ قموص کے حضرت کی خدمت مین پہونچے اور ایک قول سے ہے
کہ درد چشم تھا مگر مدینہ ہی سے ہمراہ حضرت کے تشریف لائے تھے بہرحال بسبب درد کے قابل محاربے

اور شکست ... اہل تحقیق نے ... کہ حضرت کو درد چشم ... ہونے مین مقصد ...

یہ تھے کہ تا خلائق پر یہ بات ظاہر ہو کہ بغیر زور بازوے حیدری اور ضربت شمشیر اوس شیر بیشہ صفدری کے آتش فتنہ کفار اور دوسرے کی آب شمشیر سے منطفی نہین ہو سکتی اور شیخین کی رحم دلی اور بُرجگاری اور حزم و ہوشیاری کا بھی اظہار منظور تھا الحاصل باتفاق گروہ عامہ اور امامیہ اور ارباب سیر کے یہ ہے کہ جب شیخین میدان جنگ سے واپس آئے تو حضرت نے بعد غروب آفتاب فرمایا کہ لاعطین الرایتہ غدا رجلا یحبہ اللہ و رسولہ و یحب اللہ و رسولہ یعنے علم مہر رحم کل اوس شخص کو دونگا کہ خدا اور رسول اوسکو دوست رکھتا ہے اور وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور جانے والا ہے طرف جنگ کے نہ جنگ سے بھاگنے والا پس یہ کلام معجز نظام اصحاب کرام کے گوش زد ہوا تو تمام شب کوئی نہین سویا کسواسطے کہ یہ تو سب کو یقین تھا کہ جناب امیر تو بوجہ درد چشم کے میدان کو جا نہین سکتے ہین ہین لوگون مین سے کسیکو علم ملیگا خصوصًا جناب شیخین کو تو یقین کامل اس بات کا تھا فرط خوشی سے پھولے جاتے تھے اپنے جامہ مین نہ سماتے تھے موچھون پر ہاتھ کو پھیر کر یہ فرماتے تھے ؏

علی را بود درد چشم شدید		باین فیض عظمیٰ نخواہد رسید

الغرض جب صبح ہوئی تو سب اصحاب اور مہاجر حضرت کے خیمہ کے دروازے پر حاضر ہوئے کہ ناگاہ آفتاب رسالت نے برج خیمہ سے طلوع فرمایا یعنے جناب رسول در خیمہ پر رونق افروز ہوے اور ارشاد کیا کہ این بہجۃ قلبی و ثمرۃ فوادی ابن علی ابن ابیطالب ؑ سب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آنحضرت کی آنکھ مین ایسا درد ہے کہ یہانتک خود بے اعانت غیر آ نہین سکتے حضرت نے فرمایا کہ لاؤ اونکو غرض اصحاب مین سے چند آدمی گئے اور اونحضرت کو جناب رسالتمآب کی خدمت مین لائے حضرت نے سر ان جناب کا اپنے زانو پر رکھا اور لب دہن مبارک کو حضرت کی آنکھون مین لگایا اور فرمایا اللھم اذھب عنہ الحر والبرد بس فورًا

حکم خالق ارض و سما در جہان ہو تو یا بھی گرد ہوا تھا اور حضرت امیر سے منقول ہے کہ پھر بھی
میری آنکھوں کو عمر بھر گرمی اور سردی سے اذیت نہین پہونچی القصہ حضرت نے خود بنفس نفیس اوسکو
اوس شیر بیشۂ شجاعت کو اسلحہ حرب سے مسلح اور آراستہ کیا ٥

مسلح شد آن پیکر ارجمند	بدرع و بخفتان و خود و کمند
چو شد ترک خودش مقابل بہ چہر	قران زحل شد بتابندہ مہر
بسیر زرہ پوشئے آنجناب	برآورد داؤد سر از تراب
چہ درعے کہ از دامن آستین	عیان گشت دست جہان آفرین
چو شیر خدا بر میان بست تیغ	قضا خورد بر جان اعدا دریغ
چو شد جلوہ گر بر کفش ذوالفقار	اجل گفت رفت از برم اختیار
سنانش کہ چون نخلہ بارور	کمان بود پیوستہ از بار سر
چو بر کف تکان داد بہر مصاف	زمین کرد پہلو تہی چرخ ناف

پس حضرت رسول نے علم مہر پرچم اپنا دست ید اللہ مین دیا اور طرف قلعہ کے روانہ فرمایا اور
ارشاد کیا کہ یا علی جنگ مین تعجیل نہ کرنا اول اونکو بہ پند و نصائح طرف اسلام کے رغبت دینا کہ
بخدائے لایزال اگر ایک آدمی بھی انمین سے تمہارے ہاتھ سے ہدایت پذیر ہو تو اوس سے
بہتر ہے کہ ایک شتر سرخ کو راہ خدا مین تصدق کرو پس یہ سنکر جناب امیر نے بصد جاہ و حشم اسپ
صبا دم کو طرف قلعہ کے جولان کیا ٥

برانگیخت آنگاہ مرکب ز جائے	بدستے عنان و بدست لوائے
چو مرکب جہانید پنداشت مہر	کہ راکب بود عرش مرکب سپہر
قضائے الہی روان پیش او	کہ اے منکران طمطراق تو
مخاطب سرافیلش اندر رکاب	کہ منصور برگردی اے بوتراب

باین شان و شوکت وسلے آئے	قدم زد دلیرانہ در رزمگاہ

اللہ اکبر کس تجمل و احتشام سے امیر المومنین دشت نبرد مین آکے آہ آہ مومنین یاد کرین
مقام پر جانا جناب سید الشہدا مظلوم کربلا کا بعد شہادت ہمشکل مصطفے جانب میدان
راوی کہتا ہے کہ جب حضرت اہلبیت سے رخصت ہو کر دروازہ پر تشریف لائے اور قصد کیا کہ ذوالجناح پر
سوار ہون تو پہلے داہنی جانب دیکھا اور رونے لگے بائین جانب دیکھا تو سوائے بیکسی اور غربت
کے کوئی نظر نہ آیا اوسوقت ایک آہ سرد جگر پر درد سے کھینچی اور طرف لاشہاے شہدا کے بکمال
حسرت و یاس نظر کی اور فرمایا کہ اے علی اکبر اے نور نظر کہان ہو جلد آؤ اور اپنے پدر مظلوم کی
رکاب تھام کر ذوالجناح پر سوار کروا اے قاسم کیا سوتے ہو اٹھو اور اپنے چچا کی جلوداری کرو
بھائی عباس تم کہان چلے گئے کہ اس مظلوم کو ذوالجناح پر سوار نہین کرتے مومنین جب جناب
زینب نے اپنے بھائی مظلوم کا یہ نوحہ جانخراش سُنا تو روتی ہوئی خیمہ سے باہر آئین اور
ذوالجناح کی رکاب تھام کر اپنے بھائی مظلوم کو ذوالجناح پر سوار کیا اور ایک روایت مین ہے
کہ اوسوقت دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا جبرئیل کو حکم ہوا کہ جلد زمین پر جاؤ اور ہمارے
حسین کی رکاب تھامو ٥

شہ تشنہ لب سید حق پرست	چو بر ذوالجناح شہادت نشست
شود چون شہے بر جنیبت سوار	نوازند کوس از یمین و یسار
نزد طبل شادی کس از زنان	کہ بودند بر سینہ و سر زنان
یکے گفت اے نور چشم ترم	جوان رشیدم علی اکبرم
مگر نیستی واقف اے نور عین	کہ دیگر معینے ندارد حسین
یکے گفت اے میر لشکر شکن	علمدار لب تشنہ عباس من
نہ آگہ از گردش روزگار	کہ گردید غاشہ شہیدان سوار

[illegible]	[illegible]
نباشد مروت کہ در رزمگاه	بمیدان رود بے علمدار شاه
بگفت اے تازه داماد من	بیا قاسم اے طفل ناشاد من
کہ عمت بمیدان کین میرود	زبس بیکس و بے معین میرود

مجلس ساتوین مین بیان اسد الله الغالب علی ابن ابیطالب کی لڑائی کا ساتھ یہودیون کے اور احوال فتحیابی آن حضرت کا

سخن سنج این داستان عجیب	چنان بزم رزمیه را داد زیب
بخیبر کشائے زبان باز کرد	ز مرحب کسے قصه آغاز کرد

راوی کہتا ہے کہ جب جناب ولایت مآب قریب قلعه کے پہونچے تو حضرت نے زبان معجز بیان اون کافرون کے وعظ و پند مین کھولی اور نرمی اور ملایمت تمام طرف اسلام کے ترغیب دی مگر وہ بیجا نصیحت پذیر نہوئی ہنگامه کارزار جانبین سے گرم ہوا اس مابین این خیبر نامے یہود کہ دیوار قلعه پر بیٹھا تھا اور دیدبان سے تماشاے کارزار کر رہا تھا اوسکی نگاہ چہرہ اسد الله پر پڑی ؏

عیان دید خورشیدے از پشت زین	درخشنده ماہے بعرش برین
لواے درخشان بدوش در یمین	کہ با تیر ہمخوانه با خور قرین

خیبر نے جاہ و جلال حضرت کا دیکھ کر پوچھا کہ اے شہسوار عرصۂ ہیجا آپ کا نام کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ مین ہون غالب کل غالب علی ابن ابیطالب جب یہودی نے نام حضرت کا سُنا باواز بلند کہا کہ غلبتم وما انزل علی موسی یعنی اے قوم قسم توریت کی مغلوب ہوے تم اور براویتی کہا اوسنے کہ قسم ہے توریت کی کہ یہ وہ شخص ہے کہ بغیر فتح کیے ہوے قلعه کو نہ پھریگا الغرض حارس قلعه سے باہر آیا اور اہل اسلام سے دو دلاورون کو شہید کیا یہ دیکھکر شیر خدا جناب علی مرتضی سدراہ اوس شقی ازلی کے ہوے ؏

چو آن شیر حق دید در رزمگاه ‌‌ تطاول زد دشمن ہراس از سپاه
بزد دست بر قبضهٔ ذوالفقار ‌‌ خروشید چون شیر وقت شکار
ولے بہر اتمام حجت برا و ‌‌ ز تکلیف دین کرد سر گفتگو
بخندید حارث ازان گفتگو ‌‌ ز بیم خود از کاشت گفتار او
بد سینے مکن دعوتم زینہار ‌‌ کہ باشد ابوبکرش آموزگار
براہے مخوانم ایا نامور ‌‌ کہ رہبر بران راہ باشد عمر
گر این پیر اسلام را رہبر است ‌‌ ز اسلام او کفر من بہتر است

یہ کہکر وہ بدگہر آنحضرت پر حملہ آور ہوا اور اوس شیر کردگار پر ایک وار تیغ کا کیا حضرت نے اوسکا وار سپر پر روک کر

پس آنگاہ آن شاہ با احتشام ‌‌ برآورد تیغ دو دم از نیام
برآمد ز زیر سپر ذوالفقار ‌‌ چو برقے کہ گردد ز ابر آشکار
فتادش بہ تن ارہ چون شاخ بید ‌‌ سپر بر سر از نیم جان بر کشید
ہنوز آن سپر راست بگرفتہ بود ‌‌ کہ آورد شہ تیغ و بازو فرود
بسر خورد و جست از میان دو پا ‌‌ کہ شد ہیکل کوہ پیکر دو تا
بچالاکی از تنگ مرکب گذشت ‌‌ دو مرکب دو راکب پدیدار گشت
چو غلطید بر خاک حارث نژند ‌‌ بہ تکبیر صوت علی شد بلند
دل اہل اسلام چون گل شگفت ‌‌ ولے بخت موسائیان رخ نہفت

الحاصل جب حارث جاہل واصل بجہنم ہوا یہ خبر مرحب بدسیر کو پہونچی کہ بھائی تیرا ہی دار البوار ہوا تو فرط رنج اور غضب سے مانند مار سیاہ کے پیچ و تاب کھایا لکھا ہے کہ وہ شقی نہایت بلند قد [illegible] تھا شجاعت اور دلیری مین کوئی اوسکا ہمسر نہ تھا کہتے ہین کہ سنان نیزہ اوسکی

[illegible] اور دو زرہ پہنتا تھا اور دو ترکش باندھتا تھا

نخست آن ستیزندہ پیل دژم ... دو جوشن بپوشید بالاے ہم

وزان پس نمود آن تبردہ سوار ... کلاہے ز آہن لبر استوار

نہادش برش بر سر پر غرور ... یکے خود سنگے چو واژون تنور

وزان پس تبرکش میان کرد چست ... نیستانے از پہلوے کوہ رُست

ببازو کمندے نمود استوار ... پر از پیچ و خم چون رہ کوہسار

بفولاد و آہن بیاراست تن ... فلک بر تنش دوخت گوئی کفن

پس مرحب بلعمد قہر و غضب بسلیح ہو کر واسطے قتل مسلمانون کے قلعہ سے باہر آیا اور اسپ جہالت کو میدان ضلالت مین جولان کیا اور یہ رجز پڑھا

انا الذی سمتنی امی مرحب ... شاکی السلاح بطل مجرب

اطعن احیانا و حینا اضرب

مین وہ ہون کہ مادر نے میرا نام مرحب رکھا اور آراستہ ہون مین اسلحہ سے اور شجاع باتجربہ ہون مین کہ اکثر اوقات نیزے سے کام کرتا ہون مین اور کبھی تلوار سے

اہل اسلام بکف تیغ سنانست مرا ... فتنۂ عالم و آشوب جہانست مرا

ہر کہ باشد ہوس کشتہ شدن خوش باشد ... تیغ من برق ہم از برق عنانست مرا

نام من مرحب و در رزم ندارم ہمتا ... از غضب روے ترش تلخ زبانست مرا

قد علمت خیبر انی مرحب یعنے یہود ان خیبر میرے نام و نسب کو جانتے ہین مومنین یہ رجز اوس سر گروہ مشرکین کا شاہ خیبر گیر بازوے رسول کبیر یکہ تاز عرصہ وغا شاہ لافتی اسد کردگار قاتل کفار درندہ اژدر سر برندہ عمرو انتر غالب کل غالب علی ابن ابیطالب نے سنا تو چہرۂ انور جوش شجاعت [illegible]

انا الذی سمتنی امی حیدرہ ... صرغام آجام ولیث قسورہ
عبل الذراعین شدید القصرہ ... کلیث غابات کریہ المنظرہ
اوفیہم بالصاع کیل السندرہ ... اضربکم ضربا یبین الفقرہ
واترک القرن بقاع جذرہ ... اضرب بالسیف رقاب الکفرہ
ضرب غلام ماجد حزورہ ... من ترک الحق یقوم صغرہ
اقتل منہم سبعة او عشرة ... فکلہم اہل فسوق فجرہ

شیخ طوسی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ مرحب کی ایک دایہ تھی کہ علم کاہنی مین وہ نہایت کامل تھی اور مرحب سے اوسکو نہایت درجہ محبت تھی اور اوس سے ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ تو لڑائی مین ہر شخص پر غالب ہے مگر اوس شخص سے کہ نام اوسکا حیدر ہے اور حیدر نام شیر کا ہے حذر کر چونکہ یہ راز پوشیدہ بسبب اعجاز کے حضرت پر ظاہر تھا لہذا حضرت نے قبل محاربہ کے رجز سے اپنا رعب اوس شقی کے دل مین ڈالا جب مرحب نے اسد اللہ کی زبان معجز بیان سے رجز مین نام حیدر کا سُنا قول دایہ کا یاد آگیا رخ اپنا میدان سے پھیرا چاہا کہ فرار کرے ناگاہ شیطان مردود خیبری یہود کی صورت بنکر اوسکے سامنے آیا اور کہا کہ کیون میدان سے رخ پھیرتا ہے اوسنے جواب دیا کہ میری دایہ کاہن ہے مین نے اوسکی زبانی سُنا ہے کہ جسکا نام حیدر ہو اوس سے نہ لڑنا ورنہ اوسکے ہاتھ سے تو مارا جائیگا شیطان نے کہا کہ تجھکو کیونکر یقین ہوا کہ دنیا مین یہی ایک حیدر ہے عورت کے قول کا کچھ اعتبار نہین اکثر دروغ ہوتا ہے تو جا اور اس جوان کا کام تمام کر اور قوم یہود کا سردار بن ابلیس شیطان علیہ اللعن کا یہ قول شیطنت آمیز جب مرحب نے سُنا تو حمیت جاہلیت اوسکی دامن گیر ہوئی پھر میدان مین آکر کھڑا ہوا حضرت نے اول اوسکو نصیحت کی مگر اوس جاہل کے دل مین اثر پذیر نہوئی بلکہ آنحضرت کے جواب مین کلام لاطائل زبان پر لایا کہ نوبت بجدال و قتال پہونچی پس اوس شقی نے ایک تلوار کا وار آنحضرت پر لگایا حضرت نے اوسکا وار رد کر کے ذوالفقار

لکھا ہے یہ احوال شاہ امم ۔ کہ مرحب پہ کی تیغ جس دم علم

ہوا یہ فرشتوں کو فرمان رب ۔ کہ جاؤ زمین پر بہت جلد اب

مرے شیر کو آگیا ہے جلال ۔ نکلتا ہے کف منھ سے چہرہ ہے لال

کھڑا ہے رکابوں کے بل استوار ۔ چلا چاہتی ہے بس اب ذوالفقار

زمین میں اگر آگئی جو یہ جانستان ۔ بچیگی نہ قوم بنی جان کی جان

رکیگی زمین سے نہ ضرب علیؑ ۔ کہ ہے زور حیدر بہیر جلی

کسے تاب اس ضرب کی ہے بھلا ۔ مرا ہاتھ ہے دست خیبر کشا

پہنچکر وہاں دو ملک ایک ساتھ ۔ پکڑ لیں کلائی سے حیدر کا ہاتھ

جھکے تیغ جس وقت سوئے زمین ۔ کرے فرش شہپر کو روح الامین

یہ سنکر سرافیل و روح الامین ۔ چلے اوڑ کے گردون سے سوئے زمین

اوڑے ساتھ ہی کال یون تیز پر ۔ گرا جھکر رستے میں مرغ نظر

ہوا جب فرشتوں کا اوس جا گذار ۔ کھڑے تھے جہاں شاہ دلدل سوار

پڑی روئے حیدر پہ جس دم نگاہ ۔ تو دیکھا یہ احوال شیر اله

کہ ہے جلوہ گر ہاتھ میں ذوالفقار ۔ کوئی دم میں چلتا ہے مرحب پہ وار

ہے بل ابروں میں جبیں پر شکن ۔ غضب سے ہیں استادہ موئے بدن

جو دیکھے تو ہو زہرہ شیر آب ۔ نگہ سے ٹپکتا ہے قہر و عتاب

جلال علیؑ ولی دیکھکر ۔ ہلے قلب تھرائے دہشت سے پر

کہ ناگہ چلی تیغ شاہ انام ۔ لیا ہاتھ کو دو فرشتوں نے تھام

زہے دست و تیغ شہ نیکخو ۔ کیا ایک ضربت میں مرحب کو دو

ہوا تھا کہ مرکب سے راکب جدا
کہ دو ہو کے مرکب زمین پر گرا

رخِ تیغ سوے زمین دیکھکر
کیے فرش جبریل نے اپنے پر

پرون کی طرف تیغ جس دم چلی
کہا حاملِ وحی نے یا علی

زہے زورِ دستِ شہِ نامور
ہوے قطع جبریل کے تین پر

ہوئی مرحبا کی فرشتون مین دھوم
ظفر نے لیے ہاتھ حیدر کے چوم

نبیؐ نے بھی کی مدحِ ضرغامِ دین
ہوا آفرین خوان جہان آفرین

الحاصل جب مرحب ضربِ شمشیرِ آتشبار جناب حیدرِ کرار داخلِ نار ہوا تو ہمراہی اوسکے طرف قلعہ کے بھاگے حضرت نے اونکا تعاقب کیا اون ملعون نے بچا کی تمام پل خندق سے گذر کر تختۂ پل کو کھینچ لیا اور داخلِ قلعہ ہوکر دروازہ کو بند کیا اور وہ جناب جب کہ کنارے خندق کے پہونچے تو دیکھا پل کو اون لعینون نے اوٹھا لیا ہے پس حضرت مانند شیر کے جست کر کے اوس پار تشریف لیگئے دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا بند ہے اور روضۃ الصفا مین مسطور ہے کہ وہ درِ آہنی اٹھہزار اور آٹھ سو من کا تھا لیس اوس بازوے رسولِ مختار نے اوس در کو بائین ہاتھ سے پکڑ کر ایک ایسی تکان دی کہ تمام قلعہ ہلگیا لکھا ہے کہ صفیہ دختر حی بن اخطب اوسوقت تخت پر بیٹھی تھی اس طرح زمین قلعہ کو جنبش ہوئی کہ وہ تخت سے گر پڑی اور چہرہ اوسکا مجروح ہو گیا الغرض حضرت نے اوس در کو ہاتھ مین بجاے سپر لیکر لڑائی مین مشغول ہوے اور جابر بن عبد اللہ انصاری سے منقول ہے کہ جب اہل اسلام نے چاہا کہ داخل قلعہ ہون تو وہ خندق مانع عبور ہوئی پس شیر خدا نے دامن گردان کر لب خندق سے جست کیا جب اوس کنارے پر پہونچے تو اوس در کو اوکھاڑا اور آگر وسط خندق مین کھڑے ہوے اسلیے کہ عرض خندق اوس دروازے کے طول سے عریض تھی حضرت در کو اوس کنارے ملا دیتے تھے جب اہل اسلام اوسپر سوار ہوتے تھے تو ہاتھ بڑھا کر اس کنارے سے ملا دیتے تھے جب وہ اوتر جاتے تھے تو پھر اوس کنارے سے لگا دیتے تھے اسی طرح سے حضرت نے کل فوج اسلام کو مع جناب رسول کے

نظر نہ آتی تھی اور حضرت درمیان خندق کے کھڑے ہوئے تھے اہل اسلام کو کمال تعجب تھا کہ
حضرت کس شے پر کھڑے ہوئے ہین اوسوقت جبرئیل نے جناب رسول سے کہا کہ یا رسول اللہ
آپ اصحاب سے فرمائین کہ طرف خندق کے نظر کرین جب اصحاب نے نگاہ کی تو دیکھا کہ جناب
امیر معلق ہوا پر استادہ ہین یہ دیکھکر اور تعجب زیادہ ہوا اوسوقت جبرئیل نے عرض کی یا حضرت
اسوقت حکم خدا سے بہت سے فرشتے آئے ہوئے ہین اور تہ خندق سے تا جناب امیر علیہ السلام کے
پانوٗن تک تہ بہ تہ اپنے پرون کو بچھائے ہوے ہین وہ حضرت اونکے پرون پر کھڑے ہین
راوی کہتا ہے کہ بعد رفع ضرورت جو حضرت نے اُس در کو دست مبارک سے پھینکا تو وہ در ستر گز
کے فاصلہ پر جا کے گرا ۔ ہ

جان من بادا فدایت یا امیر المومنین	چون در وز را بکندی لرزہ در خیبر فتاد
ذکر خیبر را چہ آرم بر زبان بل یا علی	رعشہ بر اندام نہ افلاک و ہفت اختر فتاد
تیغ تیزت یا علی ہم آب دارد ہم شرر	جان خصمت زین سبب در آب و در آذر فتاد
حبذا زین قوت و بازو کہ از روح الامین	در نشیب از بار تیغ برق وش شہپر فتاد
یا علی با این شجاعتہا و قوتہا بگو +	در کجا بودی چو در میدان علی اکبر فتاد
ام لیلا در میان کشتگان میگفت آہ +	چون نگاہش بر عذار اکبر و اصغر فتاد
جان و تن را سوخت یکسر ای امیر و سینہ ام	آتشی کان از غم تو در دل مادر فتاد

مومنین ایک روایت سے ہے کہ ایک روز جبرئیل حضرت کی خدمت مین بیٹھے ہوے بنگاہ حیرت
و تعجب جناب امیر کی طرف دیکھ رہے تھے حضرت رسول صلعم نے سبب تعجب کا پوچھا جبرئیل نے عرض
کی کہ یا حضرت جب مین خدا کی جانب سے مامور ہوا کہ شہر قوم لوط کو اولٹ دون تو اوس تختۂ
زمین کو اپنے پرون پر اوٹھا کر اسقدر بلندی پر لیگیا کہ آواز مرغ اور کبوترون کی ملائکہ کے

کانون مین جاتی تھی مگر اوسلے اوٹھانے مین سیطرح کی حسّلی مجھیر معلوم نہین ہوتی مگر جب

جنگ خیبر جناب امیرنے ذوالفقار مرحب پر علم کی اور مین خدا کی جانب سے مامور ہوا کہ زیادتی

قوت ضرب اون حضرت کو روکون باوجود اسکے کہ میکائیل اور اسرافیل اون حضرت کے

دونون ہاتھون کو پکڑے ہوئے تھے مگر جب ذوالفقار میرے پرون پر پہونچی تو اوسکی ضرب کے

سنگینی سے ایسا صدمہ اور تعجب میرے اوپر گذرا کہ تین پر میرے کٹ گئے اور ذوالفقار زمین

مین درآئی ایک خاندان جنون کا ہلاک ہوگیا۔ آہ او مومنین سے ٥

بذات خداوند و قدر رسول	بشان علی روح پاک بتول
کہ در کربلا با امام انام +	حسین شہید است تشنہ کام
ہمین قدر بود و ہمین اقتدار	ہمین دست بود و ہمین ذوالفقار
نیم واقف از مصلحت کانجناب	چرا شد شہید ستم بہر آب
اگر میکشند از میان تیغ تیز	چو شیر خدا از برائے ستیز
کہ بود آنکہ بود سے ہم آوردِ او	نبود از مخالف کسے مرد او
شد از بہر است شہید اینچنین	جوان مردی شاہ بیکس بہ بین

حضرات حدیث معتبر مین وارد ہے کہ بعد فتح خیبر جناب امیر نے صفیہ دختر حی بن اخطب کو

بلال کے سپرد کیا کہ لو اسکو حضرت کی خدمت مین لیجا بلال اوسکو لیکر اوس راہ سے گذرے

کہ جس مقام پر اوسکے خویش و قوم کے کشتے پڑے ہوئے تھے جبکہ صفیہ کی نگاہ اون کشتون پر

پڑی بے اختیار ہو گئے اور اپنے تئین اون کشتون پر گرادیا اور زار زار رونے لگی الغرض جب

صفیہ خدمت رسول مین پہونچے اور حضرت کی نگاہ اوسپر پڑی تو دیکھا کہ حال صفیہ کا نہایت

متغیر ہے اور زار زار رو رہی ہے یہ دیکھکر حضرت نے بلال سے سبب اوسکی بیقراری کا پوچھا

اوسنے کل کیفیت حضرت سے عرض کی وہ جناب اوسکا حال سُنکر بہت روئے اور بلال سے فرمایا

عزیزون کی لاشون کیطرف سے لایا اے بلال عورتون کا دل نہایت نازک ہوتا ہے
وہ متحمل بار غم کے نہین ہوتی ہین مومنین اب یہ مقام سر پیٹنے اور خاک اوڑانے کا ہے کہ جس
جناب کا کفار کی عورتون پر یہ رحم تھا کہ صفیہ کا حال دیکھکر خود رونے لگے روز عاشورہ
کوفیان بیحیا اور شقاوت شعار نے جناب کے آل کو عمداً قتلگاہ کیطرف لائے مومنین جب
اونٹ حرم کے مقتل مین پہونچے اور اونکے عزیزون کے لاشے اونھین نظر پڑے تو سبنے
اپنے منھ پیٹ لیے اور اونٹون پر سے زمین پر گر پڑین اور ہر ایک بی بی دوڑکر اپنے عزیز کے
لاش سے لپٹ گئی اور فریاد وزاری کرنے لگین حضرات مگر حضرت زینب اپنی بیٹون کے
لاشون کی طرف نگئین بے اختیار دوڑکر اپنے بھائی کی لاش سے لپٹ گئین اور بین کرنے لگین
کہ فدا ہو یہ خواہر آپکی اس لاش بے سر پر کہ تیغون سے چور چور زمین گرم پر پڑی ہے اے
بھائی کاش یہ بہن اندھی ہوتی کہ آپکو اس حال سے نہ دیکھتی صدقے ہو یہ بہن آپکے اس
سوکھے گلے پر کہ مرتے دم بھی پانی سے تر نہوا۔ آہ آہ وہ جسم نازنین کہ جسکو امان باران کی
بوندون سے بچاتی تھین آج اوسی جسم اطہر پر تیر برسائے نیزے لگائے تلوارین ماریں اسپر بھی
اکتفا نکی بعد مرنے کے اوس تن مجروح پر گھوڑے دوڑائے حضرات جناب سکینہ چونکہ نہایت
کمسن تھین اپنے باپ کی لاش کو نہین پہچانا تھا اور مومنین کیونکر وہ یتیم پہچانتے کہ تمام وہ
لاش تیغون سے پرزے پرزے اور خاک و خون مین آلودہ تھی سوا اسکے بڑی پہچان آدمی
کی صورت سے ہوتی ہے سر بھی لاش پر نہ تھا۔ سر کو شمر بدگہر نے کاٹکر نوک نیزے پر چڑھایا
تھا پس جب اوس یتیم نے بین حضرت زینب کی سُنی تو دوڑکر قریب حضرت کے گئین اور پوچھا
کہ اے پھوپھی یہ آپ کسکی لاش پر بین کر رہی ہین اون مخدومہ نے روکر کہا کہ اے بیٹی یہ
لاش تیرے باپ مظلوم حسین کی ہے پس جناب سکینہ یہ سُنکر اوس لاش سے لپٹ گئین اور منھ اپنا

ذبح کیا اے بابا مین تو سنتی تھی کہ آپ سفر کو تشریف لیگئے ہین اسکی خبر نہ تھی کہ آپ سر
کٹائے ہوئے زمین گرم پر پڑے ہین اے بابا آپکے بعد شمر نے مجھے طمانچے مارے اور
موتی کہ آپ نے میرے کانون مین پہنائے تھے وہ اوس بدگہر نے چھین لیے اے بابا تمکو جنہو
کو سدہارے اب یہ یتیم کسکو بابا کہکر پکاریگی اور شب کو کسکے سینہ پر سوئیگی اے بابا شمر نے
گلا میرا رسی مین ایسا کسکر باندھا ہی کہ میرا دم گھٹا جاتا ہے آپ رسی میرے گلے سے کھول
دیجیے مومنین اوس معصوم کے اس بین سے لاش مظلوم کربلا کی لرز گئی اور اوس کٹی ہوئی
گلے سے آواز آئی کہ اے سکینہ صبر کرو عنقریب ہم تمکو بھی اپنے پاس بلاتے ہین۔

سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس آٹھوین بیان مین حالات غزوہ موتہ اور حال شہادت شجاع نامدار جناب جعفر طیار علیہ السلام کے

مومنین دنیا مقام راحت نہین ہی بلکہ سرائے رنج والم ہے خصوصًا انبیا اور اوصیا پر اس دنیا
مین زیادہ رنج والم گذرے اور انبیاؤن مین جناب رسولخدا نے زیادہ صدمے اوٹھائے اور
اوصیاؤن مین جناب امیرؑ نے اور ائمہ مین جناب مظلوم کربلا نے لکھا ہی جنگ بدر مین جب
عبیدہ ابن عم جناب رسولخدا خود شہید ہوے تو حضرت کو نہایت رنج ہوا ہنوز وہ غم حضرت کے
دل سے زائل نہوا تھا کہ جنگ احد مین حضرت حمزہ اون جناب کے چچا کہ جنکا خطاب ملائکہ مین
شیر خدا ہوا وہ شہید ہوے اونکے لیئے روئے اور غم مین مبتلا ہوے ابھی اونکے غم سے فراغت
نہوئی تھی کہ جناب جعفر طیار کی شہادت ہوئی۔ منقول ہے کہ جناب جعفر طیار کو حضرت بہت
دوست رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جعفر مجھسے خلق مین شبیہ ترین مردم ہین مگر مومنین یہ خیال
کہ جعفر صورت اور سیرت مین جناب رسول سے مشابہ ہین یہ نجاننا چاہیے کہ جناب امیر المومنین سے

ب مین زیادہ ہین کسلیے کہ جناب مرتضوی بہ نص آیہ وافی ہدایہ انفسنا و نفس النفس ہین
ب مقدس نبی ہین اگرچہ جناب جعفر طیار کے بھی فضائل بہت ہین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
ی منقول ہے کہ ایک دن جبرئیل امین جناب ختم المرسلین کی خدمت مین آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ
ا نے آپکو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ مین جعفر ابن ابیطالب کو بوجہ چار خصلتون کے دوست رکھتا ہون
ت نے جعفر کو طلب کیا اور پیام جبرئیل کا اونہین نہ سنایا اور اون چار خصلتون سے پوچھا۔
جعفر نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر خدا آپ پر اس امر نہان کا اعلان نہ فرماتا تو مین ہرگز آپ سے
ر نہ کرتا یا حضرت اول خصلت یہ ہے کہ ہرگز مین نے شراب نہین پی کہ وہ مزیل عقل ہے
دوسرے یہ کہ کوئی کلمہ دروغ کبھی میری زبان پر نہین آیا کہ دروغ سے آدمی کا وقار جاتا رہتا ہے
سرے زنا مین نے نہین کیا باین خوف کہ مبادا کوئی میری حرمت کے ساتھ زنا کرے۔
چوتھے یہ کہ پرستش بت کی نہین کی اسلیئے کہ کوئی نفع اور ضرر اوس مین نہین دیکھا مین نے
جب اون حضرت نے یہ سنا تو جعفر کے دوش پر دست مبارک رکھا اور کہا کہ اے جعفر تم سزاوار
ہو کہ خداوند عالم تمکو دو شہپر عنایت فرمائے کہ تم بہشت مین پرواز کرو چنانچہ یہ کلمہ جو حضرت
کی زبان پر جاری ہوا تو خدا نے بپاس خاطر اپنے حبیب کے بعد شہادت کے جعفر طیار کو دو شہپر
یاقوت سرخ کے عطا فرمائے کہ تا قیامت ملائکہ کے ساتھ پرواز کرین اور دلیل اس پر کلام معجز نظام
جناب امیر علیہ السلام ہے کہ ایک روز اپنے فخر و مباہات مین فرمایا۔

وجعفر الذی یضحی و یمسی   یطیر مع الملائکۃ ابن امی

اور جناب سید الشہدا امام کربلا نے مقابل لشکر اعدا کے اپنی مفاخرت مین فرمایا تھا

ومنا عمی جعفر   وہب اللہ لہ اجنحتین

روایت کرتے ہین کہ جناب جعفر طیار حکم جناب رسول مختار سے واسطے ہدایت اسلام کے طرف

اور وہ جناب اودہر سے بامراد مراجعت فرما کر حضرت رسول مین پہونچے قصار اوسیدن ...

خیبر سر ہوا تھا دست ید اللہ علی ابن ابیطالب سے جناب امام زین العابدین سے منقول ہے کہ

حضرت رسالتمآب بقدر یکہ ایک تیر کے پیشوائی کو تشریف لیگئے اور جعفر کو اپنے گلے سے لگایا اور فرمایا

کہ نہین جانتا ہون مین کہ ان دو موہبت کبری سے کہ خدا نے مجھے عنایت فرمائین کس

شادمانی کرون یعنے اپنے ابن عم جعفر کے آنے پر یا فتح خیبر پر پس حضرت ناقہ غضبا پر سوار ہوئے

اور جعفر کو اپنے عقب سوار کیا جب ناقہ روانہ ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ اے جعفر آیا تم چاہتے ہو

کہ تمھین دعاے گران بہا تعلیم کرون یا تمھین مقبول کرون ہین۔ حضرت کے اس فرمانے سے

اصحاب نے ایسا گمان کیا کہ شاید حضرت غنیمت خیبر سے کچھ جعفر کو عطا فرمائینگے پس جعفر نے

اوسکے جواب مین عرض کی کہ مان باپ میرے فدا ہون آپ پر مین اوسی شے کا طالب ہون

جو کہ آپکے نزدیک بہتر ہو۔ اوسوقت حضرت نے یہ نماز اور تسبیح کو جو منسوب بجعفر طیار ہے جعفر

نے تعلیم فرمائی۔ کیفیت شہادت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی روایات سے اسطرح پر منقول ہے

کہ بعد ہجرت کے حضرت نے تین ہزار مرد ان جرار اہل اسلام سے مقرر فرمائے کہ ملک شام جا کر

واسطے حرب شرجلیل بن عمرو غسانی کے جاوین شرجلیل امراے قیصر سے تھا اور مذہب

نصرانیت رکھتا تھا اور حضرت نے زید بن حارثہ کو لشکر اسلام کا امیر اور سردار کیا اور ارشاد

فرمایا کہ اگر زید بن حارث پر کوئی حادثہ وقوع مین آئے تو جعفر طیار کو اپنا سردار جانین اور

جو جعفر بھی درجہ شہادت سے فائز ہوں تو عبداللہ بن رواحہ کو سردار مقرر کرین اور بعد عبداللہ

کے جس شخص کو مناسب جانین اہل اسلام مین سے امیر کرین۔ بحار الانوار مین لکھا ہے

کہ جب جعفر نے اپنے تئین ماتحت زید بن حارثہ کا دیکھا تو عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ سے

یہ امید نہ تھی کہ آپ زید کو کہ ایک غلام ہے ہمارے اوپر امیر فرمائینگے حضرت نے فرمایا کہ اے جعفر

... کیا اور ... زید ...

موتہ مین یہ ہی کہ جب حضرت نے جعفر کو باین قدر و جلالت اوسکا مطیع کیا تو دوسرون کو

گفت نہ رہی القصہ جب لشکر اسلام موضع موتہ مین کہ حوالی شام مین ہی پہونچا پس مقابل

لشکر کفر اور اسلام سے ہوا اور سدن لشکر شتر جلیل مین پندرہ ہزار آدمی تھے اور لقبو سے

زیادہ مگر اہل اسلام نے اونکی کثرت جمعیت پر کچھ اعتنا نکی اور نظر بخدا مشغول حرب و ضرب ہوئے

زمانہ پر از خنجر و تیر شد — بہ یزدانیان اہرمن چیر شد

بخور آتش تیغ شد شعلہ ور — در افتاد در خرمن شر شرر

ز بس ہر سر تیغ و گرز گران — زمین شد چو دکان آہنگران

سر نیزہ شد بر فلک کارگر — ملک را شکست از سر تیر پر

بخونریز شد خوردہ تیغ ستم — ز شمشیر پشت فلک گشت خم

شگفتہ شد از مہر چہر — بخون ہمہ آلودہ شد روی مہر

ہمہ نوجوانان شیر بیشہ زمین — بخون غرقہ گشتند در دشت کین

بسے سر بمیدان جدا شد ز تن — بسے تن شدہ خاک راہ زمین

اول زید بن حارثہ علم لیے ہوئے میدان حرب مین داد مردی و دلیری دیکر فائز بدرجہ

شہادت ہوئے بعد اوسکے شجاع نامدار ابن عم رسول مختار یعنے جناب جعفر طیار نے علم ہاتھ مین

لیا اور گھوڑے کو اپنے پے کیا تاکہ کفار کو آواز جنگ کی اطلاع نہو اور ہاتھ شجاعت کا

آستین جلادت سے نکال کر ایسی کوشش اور جانفشانی جنگ مین کی کہ فلک نے ماہ نو سے

اونگلی حیرت کی دانتون کے نیچے رکھی ہر طرف کشتون کے پشتے لگا دیے ایک ایک وار مین

سو سو سر کفار تن نجس سے زمین پر گرا دیے جس غول پر تلوار لگائی خون کی ندی بہائی

جس صف پر تلوار اوٹھائی وہ صف بسان زمین پر کھ رہو ... اگر کثرت فوج کفار کی

ایسی تھی کہ باوجود اسقدر کوشش کے کم نہوتی تھی الغرض وہ جناب ہمہ تن معروف زد و کشت
کفار مین تھے کہ ناگاہ ایک ستمگار نے کمینگاہ سے نکل کر ایک تلوار اوس شیر جرار کے داہنے
ہاتھ پر لگائی کہ وہ ہاتھ کٹ کر زمین پر گرا پس اوس شجاع نامدار نے نہایت چابکی سے
علم احمد مختار کو بائین ہاتھ مین لیا اور فوج اسلام سے للکار کر فرمایا کہ ہان بہادرون ان
کفار پر بڑھ بڑھ کر شیرانہ حملے کرو پاؤن پیچھے نہ ہٹے میدان تمھارے ہاتھ ہے وہ جناب
اہل اسلام کو ترغیب اور تحریص جنگ کی دے رہے تھے کہ اس درمیان مین ایک ثانی کر
شیطان نے اوس جناب کے بائین ہاتھ پر تلوار ماری کہ وہ بھی شانہ سے جدا ہو گیا مومنین
اوسوقت اوس شیر دلاور نے علم کو دونو کٹے ہوے بازوؤن سے تھاما زمین پر گرنے ندیا اور
رخ اپنا طرف مدینہ منورہ کے کیا اور بکمال درد و یاس سے فرمایا کہ السلام علیک یا رسول اللہ یعنی
یہ سلام میرا آپ پر آخری ہے یا رسول حضرات خاندان رسول سے دو شجاعان نامدار کے ہاتھ
شانون سے کاٹے گئے ایک تو ابن عم جناب رسول مختار یعنے جناب جعفر طیار کی جنگ موتہ
مین اور دوسری شیر عرصۂ کارزار فرزند حیدر کرار جناب عباس علمدار کے معرکہ کربلا مین
مگر اے مومنین فرق یہ ہے کہ جناب جعفر طیار کا کوئی مظلوم کربلا سا برادر مہربان دست ظلم اشقیا
مین گرفتار نہ تھا اور کوئی جناب علی اکبر ہمشکل پیغمبر سا بھتیجا اٹھارہ برس کا نوجوان مرنے پر
آمادہ اور تیار تہا اور اون جناب کے دل پر عیال کی اسیری کا الم اور اہلبیت رسالت کے
لٹنے کا غم بھی نہ تھا علاوہ اسکے وہ جناب دو دن کے بھوکے اور پیاسے بھی نہ تھے قربان جان زار
کی جناب عباس پر کہ وہ جناب ان سب مصیبتون مین مبتلا تھے مومنین اوس علمدار مظلوم
کربلا کو شدت تشنگی سے کلام کرنا محال تھا اور غلبۂ گرسنگی سے طاقت کا دمبدم زوال تھا
راوی کہتا ہے کہ جب وہ شیر دلاور مشک کو بھر کر نہر سے جانب خیمہ اہلبیت کے چلا اوسوقت اون

مخاطب ہو کر یہ فرمایا۔ ابیات

کے گروہ بیخبر از شرکار — از چہ ے جنگید با پروردگار
ظلم باشد اے گروہ بی ادب — دیو سیراب و سلیمان تشنہ لب
زین ہمہ آب اے گروہ بیحساب — میرسد آخر بما یک مشک آب
ناگہان ملعونے از روی عناد — جانب عباس دست کین کشاد
سوے دست او فرود آورد تیغ — زد علی بر فرق خود دست دریغ
شد جدا از پیکر او دست راست — گفت دستِ دیگرم اکنون بجاست
من ز بیدستی ندارم شور و شین — آب را خواہم برم سوے حسینؑ
سہل باشد رفتن دست از تنم — گر نبردم آب بہتر مردنم
مشک را بر دوش چپ افگند و گرد — با مخالف از رہ مردے نبرد
تیغ زد ملعونے از راہ جفا — دست چپ از پیکر او شد جدا
مشک را انداخت بر گردن دلیر — باز میجنگید با قوم شریر
از قضا تیرے بمشک آب خورد — تشنہ بد پیکان و از ان مشک آب خورد

مومنین حضرت عباس یہ فرماتے ہوے مانند شیر کے خیمہ کیطرف چلے جاتے تھے کہ اس
درمیان مین ایک نامردِ نے کمینگاہ سے ایک تلوار اوس شیر جرار کے داہنے شانے پر ماری کہ
دست مبارک کٹ کر زمین پر گرا مگر قربان شجاعت جناب عباس پر جان زار کے کہ علم کو بائین
ہاتھ مین لیکر لڑتے ہوے آگے بڑھے کہ ایک شقی نے دوسرے شانے پر تلوار ماری کہ وہ بھی
ہاتھ کٹ گیا۔ آہ آہ مومنین انصاف کیجیے کہ اب جناب عباس کیا کرتے مگر قربان شجاعت
جناب عباس پر کہ مشک کے تسمے کو دانتون سے تھاما اور علم کو گردن کے سہارے مانند
شتر کے ... تیر ... چلے جاتے تھے اوسوقت شمر لعین نے نیزے والون سے کہا

اس شیر کو زین کی کونون سے زمین پر گرا دو بس موذین اوس شیر کو چہار طرف سے
نیزے دارون نے گہیر لیا اور نیزے مارنے لگے اسپر اوس شیر کو مطلق ہراس نہ تھا اوسیطرح
گہوڑے کو مہمیز کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اس اثنا مین ایک تیر آکے مشک پر لگا جب اوس
شیر نے پانی مشک کا بہتے ہوئے دیکھا بس ہاے سکینہ کہکر اک نعرہ مارا اور آپکو زمین پر
گرا دیا اور آواز دی کہ یا ابا عبداللہ ادرکنی یعنے ای مولا میرے اس اپنے غلام
کی خبر لیجیے یہ غلام آپ پر نثار ہوا اس غلام کا سلام آخری قبول ہو۔ مومنین جسوقت
یہ آواز دردناک اور حسرت آمیز جناب امام حسین علیہ السلام کے کان مین پہونچی زمین پر گر گئے
اور فرمایا الآن انکسر ظہری یعنے اے بھائی میرے اور اے عاشق
میرے تیرے مرنے سے کمر حسین کی ٹوٹ گئی یہ کہکر حضرت اوٹھے اور ذوالفقار حیدر کرار
علم کرکے مانند شیر غضبناک کے نعرے کرتے ہوئے طرف نہر کے روانہ ہوے جناب علی اکبر
ہمشکل پیمبر بھی تلوار کھینچے ہوئے اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ چلے جاتے تھے ایک مقام پر حضرت
علی اکبر کھڑے ہو گئے حضرت نے پوچھا کہ اے بیٹا کیون ٹھہر گئے علی اکبر نے رو کے عرض کی
اے بابا ایک ہاتھ چچا کا کٹا ہوا پڑا ہے۔ حضرت یہ سنکے زمین پر بیٹھ گئے اور اوس ہاتھ کو
زمین سے اوٹھا لیا کبھی تو اوس ہاتھ کو اپنے سینہ سے لگاتے تھے اور کبھی اوسپر بوسے
دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے بھائی عباس صدقے تیری وفاداری کے کہ میرے لیے
اپنے شانے کٹائے خون مین نہائے یہ کہکر پھر حضرت وہان سے چلے تھوڑی دور جاکر
پھر حضرت علی اکبر ٹھہر گئے حضرت نے پوچھا کہ اب کیا ہے علی اکبر نے عرض کی کہ دوسرا ہاتھ
بھی پڑا ہے حضرت نے وہ بھی ہاتھ اوٹھا لیا اور پھر وہان سے روانہ ہوے جب قریب لاش
کے پہونچے اور اپنے اوس برادر وفادار کو خاک اور خون مین آلودہ زمین پر پڑا ہوا دیکھا بس
ایک آہ کھینچکر لاش کے پاؤن کیطرف کر پڑے اور فرمایا کہ اے عاشق میرے اور اے قوت بازو

سر کے آنکھین تھین تو یہ معلوم ہوا اور جب حضرت کی آواز جناب عباس کے کان مین
پہونچی اور اوس باوفا پر ثابت ہوا کہ حضرت میرے پانؤن کی جانب بیٹھے ہوے ہین قربان
جان زار کے اس ادب اور لحاظ کے وہ جناب بوجہ نہونے ہاتھ کے اور کثرت زخمون کے
اوٹھ تو نہ سکے مگر زمین پر تڑپنے لگے اور بکمال حزن و ملال علی اکبر سے کہا کہ اے بیٹا اسوقت
آخر مین اپنے اس چچا پر ایک احسان کرو علی اکبر نے عرض کی کہ جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن
حضرت عباس نے کہا کہ اے بیٹا میرے مولا اور آقا میرے پاؤن کی جانب بیٹھے ہوئے ہین
خدا کے لیے جلد میرے پاؤن کو اوس طرف سے پھیر دو اور سر میرا حضرت کے قدم مبارک پر
دہر دو تاکہ اسوقت آخر مین قدمبوسی کی حسرت میرے دلمین نہ رہجاے حضرت یہ سنکر زمین
پر تڑپ گئے اور وا اخاہ کے نعرے بلند کیے اور اوٹھ کر اپنے اوس عاشق جانباز کا سر
اوٹھا کر اپنے آغوش مبارک مین رکھ لیا اور فرمایا کہ اے بھائی اور کوئی حسرت باقی ہو
تو بیان کرو عباس نے عرض کی کہ یا مولا اب وقت میری رحلت کا قریب پہونچا یہ غلام چاہتا ہے
کہ اس آخر وقت مین ایک مرتبہ اور جمال مبارک آپکا دیکھ لے حضرت نے اوس سے فرمایا کہ مین تو
تمھارے پاس بیٹھا ہون پھر کیون نہین دیکھتے اب کون مانع ہی عباس نے عرض کی کہ اے
آقا میرے اس غلام کی ایک آنکھ مین تو ایک تیر لگا ہی اور دوسری آنکھ جو کہ سالم ہے اوسمین
سر کے زخم کا لہو بہکر بھر گیا ہے اسوجہ سے وہ آنکھ بھی نہین کھل سکتی پس حضرت نے
اوس آنکھ کے لہو کو اپنی قبا کے دامن سے پاک کیا پس حضرت عباس نے وہ آنکھ کھولی
اور بکمال حسرت و یاس حضرت کے چہرے کی جانب نظر کی اور طرف خلد کے روانہ ہوے
آہ آہ مومنین جب حضرت نے بعد گریہ و زاری بسیار کے چاہا کہ لاش اوس اپنے عاشق
صادق کی بھی شریک لاشہاے شہیدا کرین اور قصد اوٹھانے کا کیا تو راوی کہتا ہی کہ لاش
[illegible] حضرت [illegible] اوٹھانے کا قصد کرتے تھے

وہ بدن سے جدا ہوجاتا تھا کسیطرح سے اوٹھانا لاش کا ممکن نہوا آخرکار حضرت نے
مجبور ہوکر اوسی مقام پر چھوڑ دیا مومنین فدا ہوجان زائر کی اکثر روایتون سے ثابت ہی
کہ ثلث گوشت جسم اطہر جناب عباس کا نوک نیزہ اور پیکان اور خنجر اور تلوار مین چلا گیا تھا
جناب امام زین العابدین فرماتے تھے کہ میرے چچا عباس کو وہ مرتبہ خدا نے عطا کیا ہے
کہ قیامت مین کوئی شہید ایسا نہوگا کہ آرزو اونکی مرتبہ کی نکرے اور حق سبحانہ تعالی نے
عوض دونون ہاتھون کے اونکو دو شہپر عنایت کیے ہین کہ اونسے بہشت مین پرواز کرتے
ہین مثل حضرت جعفر طیار کے الحاصل مومنین جب حضرت جعفر طیار زمین پر گرے ہر چند
کہ اوس شیر بیشۂ شجاعت کے ہاتھ نہ تھے مگر ہیبت اور رعب اوس جناب کا اون کافرون
کے دل پر ایسا چھایا ہوا تھا کہ قریب نجا سکتے تھے آخر کو بہت سے نامردون نے ملکر اوس
جناب کو نیزون کی نوکون پر اوٹھایا چونکہ اوسوقت حکم خدا سے سب زمینین پست ہوگئی تھین
اور زمین موتہ بلند تھی لہذا حضرت رسول اپنے ابن عم کا حال مشاہدہ فرما رہی تھے پس حضرت
نے یہ دیکھکر جناب احدیت مین دعا کی کہ خداوندا میرے چچا کے بیٹے کو رسوا مت کر پس
حضرت کی دعا کی برکت سے خدا نے اونکو دو شہپر یاقوت سرخ کے عنایت فرمائے کہ وہ
جناب طرف بہشت کے پرواز کر گئے اسوجہ سی وہ جناب بنام جعفر طیار مشہور ہوے القصہ
جب جناب سید انبیا واقعۂ شہادت جعفر طیار سے واقف ہوئی تو جناب جعفر طیار کے گھر
تشریف لیگئے اور اسما بنت عمیس کو کہ زوجہ تھین جناب جعفر طیار کی اونکو اپنی پاس طلب کیا
اور فرمایا کہ جعفر کے لڑکون کو لاؤ جب لڑکی آئے تو حضرت نے ایک ایک کو اپنی آغوش مین
لیا اور پیشانی پر اون یتیمون کے بوسہ دیا اور آنکھون سے حضرت کے آنسو جاری ہوئے
اسما نے عرض کی کہ یارسول اللہ اسوقت آپ انپر ایسی شفقت فرماتے ہین کہ جسطرح یتیمون

اوس مخدومہ نے جب یہ سنا تو زار زار رونے لگین زنان بنی ہاشم اسماکے گھر مین جمع ہوئین
اور اسما کے ساتھ رونے مین مشغول ہوئین اوسوقت حضرت رسول نے فرمایا علی مثل جعفر
فلیبک البواکی پس یہ فرماکر وہ حضرت حجرۂ جناب فاطمہ مین تشریف لیگئے تو دیکھا وہ معظمہ اپنے
چچا کے غم مین رو رہی ہین حضرت نے فرمایا کہ روؤ اے فاطمہ جعفر کے لیے کہ رونا جعفر پر سزاوار
اور شائستہ ہی اور عبد اللہ ابن جعفر کہتے ہین کہ جب میرے پدر بزرگوار فائز بدرجۂ شہادت
ہوئے تو حضرت رسول میرے گھر مین تشریف لائے اور مجھے تعزیت دی یعنے پرسا دیا میرے
باپ کا اور حجام کو طلب کرکے میرے سر کے بال ترشوائے اور میرے لیے دعاے خیر فرمائی۔
اوسوقت مان میری فریاد وزاری کرنے لگین یہ دیکھکر حضرت نے فرمایا اتخافین وانا
ولیہم فی الدنیا والاخرۃ یعنے ڈرتے ہو تم حال فرزندان جعفر سے حالانکہ مین ہون
پشت وپناہ انکا دنیا اور آخرت مین بعد اوسکے حکم دیا واسطے فرزندان جعفر کے کھانا تیار کرو
کہ یہ اپنے باپ کی عزا مین ایسا مشغول ہین کہ کھانے کی پروا نہین رکھتے ہین مومنین
عبد اللہ بن ابی بکر کہتے ہین کہ یہ رسم حاضری کا کھانا صاحب عزا کے گھر مین لانے کی اوسدن
سے ہی افسوس ہے مومنین کہان تھے جناب رسولخدا روز عاشورہ کہ تسلی اور تشفی دیتے
یتیمان مظلوم کربلا کو اور کھانا بھیجتے واسطے اون یتیمون کے کہ وہ یتیم تین دن کے بھوکے
پیاسے تھے اور اون ظالمون کے خوف سے دل کھولکر اپنے باپ اور چچا اور بھائی کے لیے
رو بھی نہ سکتے تھے آہ آہ مومنین کھانے کے عوض ظالمون کے طمانچے کھاتے تھے اور پانی
کے بدلے خون جگر پیتے تھے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ روز عاشورہ بعد شہادت جناب
سید الشہدا اور تاراجی خیمہ عمر بد نہاد نے شب کو اوسجگہ پر مقام کیا اور اہلحرم کو ایک خیمہ
اونھین جلے ہوئے خیمون سے رہنے کو دیا اور وہ شقی جب شب کو کھانے مین مشغول ہوئے
ناگاہ خیمہ اہلحرم سے بچون کے رونے کی آواز بلند ہوئی اون ملعونون نے کہا کہ اب اسوقت

ایک چھوٹے سے لڑکے نے اپنی ماں سے کہانا طلب کیا جب نہ پایا تو وہ رونے لگے اوسکے ساتھ
اور بچے بھی رونے لگے یہ سُنکر چند سردار عمر سعد کے پاس گئے اور کہا کہ اے ملعون خدا
تجھے غارت کرے کہ تو نے بڑا ظلم کیا اوس شقی نے کہا کہ مین نے کیا کیا اون لعینون نے
کہا کہ اب اور اس سے زیادہ کیا ظلم کریگا کہ نام نبی تو دنیا سے مٹا دیا بالغرض تجھکو
امام حسین علیہ السلام سے بغض تھا اب اہلبیت پر جو تو نے آب و دانہ بند کیا ہی اون
غریبون کی کیا خطا ہی حالانکہ قوم عرب مین یہ رسم ہی کہ جس کسیکا کوئی عزیز مرجاتا ہی تو
اوسکے گھر کھانا حاضری کا لیجاتے ہین اور بعد پرسا دینے کے اوسی سمجھا کر کھانا کھلاتے
ہین اسوقت امام حسین علیہ السلام کے ننھے ننھے بچے بھوک اور پیاس کی شدت سے
جو روئے تو کھانا ہمپر حرام ہوگیا حلق مین نوالہ اٹکا یہ سُنکر وہ شقی ڈرا کہ ایسا نہو کہ
یہ سب بگڑ جائین تو کوئی فتور برپا ہو کہا کہ اچھا اونکے لیے بھی کچھ کھانا بھیجدو اون سبنے
کہا کہ پھر کون کھانا لیکر جائے ہمکو تو حجاب آتا ہی کہ ہمین تو اونکے وارثون کو قتل
کرین اور ہمین انکو کھانا لیکر جائین تب ایک نے کہا کہ شمر اپنے تئین عباس کا
عزیزدار بتاتا ہی اوسکو بھیجو اوسوقت شمر نے کہا کہ اوس شقی نے تو حضرت زینب کے
سامنے اونکے بھائی کو ذبح کیا اگر وہ شقی لیجائے گا تو وہ ہرگز نہ کھائینگے تب یہ صلاح کی
کہ حُر کی زوجہ کو بُلاکر اوسکے ساتھ بھیجو کہ اوسکا شوہر اونکے بھائی پر فدا ہوا ہی اوس سے
انکار نکرینگے پس زوجہ حُر کو طلب کیا اور کہا کہ تو یہ کھانا لیکر اہلحرم کے پاس جا اور
اونکو سمجھا کر کھلانا پس اوسکے ساتھ چند عورتین اور ہمراہ کرکے کھانا بھیجا جب زوجہ حُر
قریب خیمہ حرم کے پہونچی اور مشعلون کی روشنی پر حضرت زینب کی نظر پڑی سمجھین کہ پھر

اب ہمارے پاس کیا باقی رہا ہے کہ جو اسوقت [illegible] کو سے اسے ہم [illegible] سیطرح کا شک ہو
ہمسے خدا اور رسول کو ضامن لو کہ ہم شب کو کہیں بھاگ نجائینگے صبح کو ہمیں لوٹ لیجیو ابھی
ہمارے ننھے ننھے بچے تین دن کے بھوکے پیاسے رو روکر سو گئے ہین اسوقت ہمیں ستاؤ
مومنین جب یہ کلام جگر خراش اون مخدومہ کا سُنا تو حُر کی زوجہ روتے اور سر پر خاک اڑاتی
ہوئی داخلہ خیمہ حرم محترم ہوئی اور حضرت زینب کو سلام کرکے عرض کی کہ مین آپکی کنیز زوجہ
حُر ہوں آپکو پرسا دینے آئی ہوں جبکہ اوس مومنہ نے اپنی زبان سے حُر کا نام سُنا حضرت زینب
اوسکی تعظیم کے لیے اوٹھ کھڑی ہوئین اور کہا کہ اے زوجہ حُر اگر پہلے سے تو نے اطلاع
کی ہوتی تو مین تا در خیمہ تیری پیشوائی کو آتی تیرے شوہر نے تو عجب کام کیا ہم اوسکے
ممنون احسان ہین کہ اوسنے میرے مظلوم بھائی پر اپنی جان نثار کی مین تجھکو پرسا دیتی ہوں
حر کا۔ حُر کی زوجہ نے عرض کی کہ اے شہزادی میری حُر سے لاکھ غلام آپکے بھائی کے
قدموں پر فدا اوسکی کیا حقیقت تھی جسکا آپ پرسا اس کنیز کو دین۔ مین تو آپکو آپکے
بھائی کا پرسا دینے آئی ہوں اور بحکم ابن سعد اون مظلوم کی حاضری کا کھانا لیکر آئی
ہوں مومنین جب نام حاضری کا حضرت زینب نے سُنا اپنا مُنہ پیٹ لیا اور رو کر یہ بین
کرنے لگین کہ آہ اے بھائی تمتو تین دن کے بھوکے پیاسے اپنا گلا کٹا کر جنت کے سدہارے
اور یہ بے نصیب بہن حاضری کھانے کو جیتی رہی اور پھر زوجہ حُر سے کہا کہ اے بی بی تو
کھانا لیکر آئی تجھے ثواب ہوا مگر تو انصاف کر کہ ہم کیونکر یہ کھانا کھائین اور پانی پئین کہ
ہمارے اٹھارہ عزیز کہ جنکا ہمسر روے زمین پر نہ تھا وہ تین دن کے بھوکے اور پیاسے
مثل بکریوں کے ذبح کیے گئے علاوہ اسکے بچے ہمارے بھی ابھی رو روکر سو گئے اب کسکو کھلائین
تو اس کھانے کو پھیر لیجا اوسنے عرض کی کہ اے شہزادی میرے واسطے مظلوم کربلا کے فاقہ توڑیے
انکار نہ کیجیے کچھ تھوڑا سا [illegible] سے آپ نوش فرمائیے تاکہ [illegible] قوت ہو اور ننھے ننھے بچوں کو

کہ بھوک اور پیاس سے ہلاک ہو رہی زین جگا کر کھلائے۔ مومنین جبکہ زوجہ حر نے وا سطے

مظلوم کربلا کا دیا تو وہ مخدومہ مجبور ہو گئیں اور امام زین العابدین نے بھی فرمایا کہ ای پھوپی

امان زوجہ حر کی عرض قبول کیجے پس اون مخدومہ نے فرمایا کہ اے نور چشم اوٹھو پہلے اس

کھانے اور پانی پر پیاسونکا فاتحہ دو کہ میرے بھائی نے مجھسے وصیت کی تھی کہ ای بہن زینب

اگر تمکو کہین پانی میسر ہو تو اس تشنہ کام کی پیاس بھول نجانا ہمارا بھی فاتحہ دلانا پس جناب

بیمار کربلا یہ سنکر روتی ہوے اوٹھے اور اوس کھانے اور پانی پر شہدا کا فاتحہ دیا پس حضرت

زینبؑ نے ایک کوزے مین پانی لیکر جناب سکینہ کو جگایا اور فرمایا کہ اے بیٹی اوٹھو پانی پیو

مومنین جناب سکینہ جب بیدار ہوئین اور نام پانی کا سنا تو کہا کہ اے پھوپھی امان کیا میرے

چچا عباس میرے لیے پانی لائے ہین جناب زینبؑ نے یہ سنکر فرمایا کہ اے بیٹی عباس کے

شانے کٹائے ہوے لب دریا سوتے ہین یہ پانی اور کھانا زوجہ حرؑ تمہارے پدر مظلوم کی

حاضری کا لائی ہی یہ سنکر اوس یتیم حسینؑ نے کوزہ پانی کا ہاتھ مین لے لیا اور دروازے

کی جانب چلین حضرت زینب نے پوچھا کہ اے بیٹی کہان جاتی ہو سکینہ نے عرض کی کہ

اے پھوپھی مین جاتی ہون کہ پہلے یہ پانی مین اپنے چھوٹے بھائی علی اصغر کو پلاؤنگی کہ وہ

مجھسے بھی زیادہ پیاسا ہی سکینہ نے جب یہ کلمہ کہا کہ اہلبیت حسین مین ایک محشر برپا ہو

الغرض مومنین بعد گریہ وزاری کے الجرم نے فاقہ شکنی کی سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس ۹ نوین بیان مین احوال فرزند ارجمند جناب رسول کریم کے

کہ ابراہیم نام تھا اور احوال وفات اون حضرت مین

مومنین عظیم ترین مصائب جناب رسول سے کہ جو دنیا مین اون حضرت پر گذرے پہلے

رحلت حضرت ابراہیم فرزند پسندیدہ آنحضرت کی ہے مومنین تمام اولاد آنحضرت کی

[illegible]

پادشاہ اسکندریہ نے یہ کنیز حضرت کو بھیجی تھی بہرکیف جب ماریہ قبطی سے حضرت ابراہیم پیدا
ہوے چونکہ اور ازواج حضرت کی عقیم تھے ماریہ قبطی سے حسد کرنے لگی خصوصاً عائشہ کو زیادہ
حسد پیدا ہوا ایک دن جناب رسولؐ سے کہا کہ ابراہیم آپکے صلب سے نہین ہین بلکہ فرزند
فلان شخص قبطی کے ہین کہ وہ طائفہ ماریہ سے ہی پس حضرت نے جب عائشہ سے یہ سُنا اوسی وقت
علی ابن ابیطالبؑ کو طلب کیا اور فرمایا کہ یا علی ذوالفقار لیکر جاؤ اور فلان شخص قبطی کو قتل کرو
حضرت حسب ارشاد ذوالفقار لیکر اوسکے مکان پر تشریف لیگئے اوسنے جو حضرت کو ذوالفقار برہنہ
ہاتھ مین لیے ہوے دیکھا خوف سے دیوار پھاند کر بھاگا حضرت نے اوسکا تعقب کیا وہ گھبرا کر
ایک درخت خرمے پر چڑھ گیا حضرت بھی درخت پر چڑھ گئے جب قریب اوسکے پہونچے تو اوسنے
اپنا پائجامہ اوتار کر پھینک دیا حضرت نے جو اوسکی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آلہ رجولیت
وہ نہین رکھتا حضرت درخت سے نیچے اوتر آئے اور اوس کیفیت کو جناب رسول سے جا کے
عرض کی حضرت نے یہ سُنکر فرمایا کہ الحمد للہ الذی صرف عنا السوء اهل البیت
اور بی بی عائشہ اپنے دلمین نہایت نادم ہوئین کہ فکر میری بیکار ہوئی الغرض جناب ابراہیمؑ
باتفاق جمیع محدثین ماریہ قبطیہ سے ہین اور ولادت باسعادت اون جناب کی ماہ ذیحجہ شش ہجری
مین ہوئی جبکہ ایک برس اور آٹھ مہینے اور دس روز کے ہوے تو بنا بر روایت شہر بن اشوب ایکدن
جناب امام حسین علیہ السلام کہ بہت کم سن تھے اور جناب ابراہیم مانند دو ثمر قریب یک شجر اور
بمصداق جمع الشمس و القمر آغوش رسول مقبول مین رونق افروز تھے اور حضرت اون دونون
گل بوستان جلالت اور اجتبا کے مشاہدہ سے نہایت مسرور اور شاد دونون کی پیشانی نورانی
کے بوسے لے رہے تھے کہ ناگاہ جبرئیل جانب رب جلیل سے نازل ہوے اور بعد درود اور سلام
کے عرض کی کہ اے حبیب ایزدی خدا فرماتا ہی کہ ہم نہین چاہتے کہ یہ دونون گل بوستان

نثار کردین حضرت نے یہ حکم خدا سنکے فرمایا کہ اے جبرئیل ۲ ســـ

گر باشدم ہزار پسر بہتر از خلیل ؎ | سازم فداے کعبہ درگاہ آن جلیل
زیرا کہ میتوان بدلے یافت از پسر | اما قدیم لم یزلی ہست بے بدل

یعنے ای جبرئیل اگر ہزار بیٹے بہتر خلیل سے ہوتے تو درگاہ رب جلیل مین فدا تھے کیونکہ
بیٹونکا بدل اوسکی رحمت سے ہوسکتا ہی مگر وہ سبحانہ تعالی یکتا ہی پس خوشا نصیب
فرزندون کے کہ لائق نثار پروردگار ہون ہر وقت اوسکے حکم کا تابع ہون ســـ

گر حکم بجانم کند اینک سر و جان | ور سر طلبید از تنم اینک سر و تن

پس پہلے حضرت ابراہیم کو دیکھکر اشکبار ہوے بعد اوسکے اپنے پیارے نواسے حسینؑ کی
نظر کی اور بیقرار ہوے اور خیال کیا کہ ابراہیم کے مرنے سے فقط مان اوسکی کہ ماریہ قبطیہ
اوسکو ملال ہوگا اور مجھے ورحسینؑ کے مرنے سے میری بیٹی فاطمہ حبیبۂ خدا اور ابن عم علی
اور میرے پارہ جگر حسن مجتبیٰ کو اور مجھے رنج ہوگا خصوصًا فاطمہؑ کہ حسینؑ کو نہایت دوست
رکھتی ہے وہ اسکے غم مین ہلاک ہوجائیگی لہذا بہتر یہ ہی کہ ابراہیم کو حسینؑ پر نثار کردن
پس فرمایا اے اخی جبرئیلؑ مین ابراہیم کو حسینؑ پر فدا کرتا ہون آہ آہ مومنین جس حسین
جناب رسول ایسا دوست رکھتے تھے کہ اپنے فرزند دلبند ابراہیم کو اوسپر نثار کیا اوسی حسین
مظلوم کو روز عاشورہ اشقیاے امت نے تین دن کا بھوکا پیاسا مثل گوسفند قربانی کے
ذبح کیا اور بعد ذبح کے لاش پر گھوڑے دوڑائے اور اوسکی اہلبیت کو اسیر کرکے سر برہنہ
عام مین لائے چنانچہ راوی کہتا ہی کہ جب اہلبیتؑ داخل شہر کوفہ ہوے تو بازارین آراستہ
تھین اور اہل کوفہ ہر کوچہ و بازار مین کھڑے ہوی سرہاے شہدا جو کہ نیزون پر علم تھے
اور اسراے اہلبیت کا تماشا دیکھتے تھے اور شمر ملعون فخریہ ایک ایک سر طرف اہلبیت کے

اشارہ کرکے کہتا تھا کہ ھذا ابنائی رسول اللہ کے بیٹے یہ اہلبیت ہیں رسول کے اور
بیٹیان ہین جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی۔ القصہ جب سرور انبیا موت پر اپنے
فرزند ابراہیم کے راضی ہوے تو راوی کہتا ہی کہ اوسی شب کو حضرت ابراہیم کو تپ عارض
ہوئی دو دن وہ جناب تپ شدید مین مبتلا رہی تیسرے دن اس دار فانی سے طرف سرائے
جاودانی کے رحلت فرمائی یا رسول اللہ کہان تھے آپ روز عاشورہ کہ جب اشقیائے امت نے
آپکے اوسی نواسے کو کہ جسپر آپ نے جناب ابراہیم کو فدا کیا چہار طرف سے گھیر لیا پانی بند کیا
اور اوسکے جسم نازنین پر عوض پانی دینے کے تیرون کا مینھ برسایا نیزے مار مار کر زمین گرم
کربلا پر گرایا الغرض مومنین جب ابراہیم نے رحلت کی تو بعد تجہیز اور تکفین کے حضرت نے
جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ تم ابراہیم کو قبر مین اوتارو پس جبکہ دفن سے فراغت ہوئی تو
کلینی سے بسند جناب صادق علیہ السلام روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر قبر ابراہیم پر
ایک عمارت تیار کیجاتی تو خوب تھا کہ قبر تمازت آفتاب سے محفوظ رہتی چونکہ خواہش جناب
رسول یہ تھی اوسی شب کو حکم خدا سے بالین قبر جناب ابراہیم کے ایک درخت پیدا ہوا اور
اوسکے شاخ و برگ نے قبر ابراہیم پر سایہ کیا مومنین باوجود اسکے کہ ابراہیم نے اپنی اجل معین
دنیا سے رحلت کی تھی اور بدن پر کوئی زخم نہ تھا قبر مین دفن کیے گئے تھے بدن مبارک
ابراہیم کا زمین گرم پر زیر آسمان نہ تھا اوسپر حضرت کو یہ امر گوارا نہوا کہ قبر ابراہیم پر تابش آفتاب
کی پڑے کیونکر مومنین اگر روز عاشورہ جناب رسولخدا موجود ہوتے تو اس امر کو گوارا کرتے کہ اوس
حسین کی لاش جسپر ابراہیم کو فدا کیا تھا برہنہ زمین گرم پر زیر آفتاب پڑی رہتی اور حضرت
اوسے دفن نکرتے یا اپنی عبا کے نیچے نہ چھپاتے آہ آہ مومنین بعض روایت سے ثابت ہوتا ہی
کہ لاش مظلوم کربلا کی اوسی زمین گرم پر زیر آفتاب پڑی رہی کسی نے دفن نکیا لکھا ہی
کہ ... کربلا ... سایہ کرتے تھے اور حضرت کی بیکسی

غربت پر رسول خدا روتے تھے - وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس دسوین مین بیان وصیت سید انبیا اور سپرد کرنا ودائع امامت اور امانت کا سید الاوصیا جناب علی مرتضے کو -

مومنین جناب سید الساجدین اور امام ناطق جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے
کہ جب جناب رسولخدا پر مرض الموت کی شدت ہوئی تو ایکدن حضرت نے اپنے چچا عباس
اور اپنے ابن عم جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو طلب کیا اور اوسدن گھر حضرت کا
بھرا ہوا تھا مہاجر اور انصار سے - پس حضرت نے اپنے سر مبارک کو دامن جناب امیر مین رکھا
اور جناب عباس بھی سامنے حضرت کے کھڑے ہوے تھے پس حضرت نے عباس سے فرمایا
کہ اے چچا قبول کرو تم میری وصیت اسوقت میری میراث کے بارہ مین اور ادا کرو دین میرا
اور وعدے میرے اور بری الذمہ کرو تم میرے تئین - عرض کی کہ یا رسول اللہ مین پیر
ہون اور بار عیال سے پشت میری خم ہوگئی ہے اور آپکا دست بخشش ابر بارندہ پر بھی فوق
رکھتا ہے پس میرا مال آپکے وعدون اور بخشش کو وفا نہین کرسکتا مومنین جناب رسول نے
تین مرتبہ عباس سے اوسی سخن اول کو فرمایا اور جناب عباس نے بھی ہر مرتبہ وہی جواب

دیا پس حضرت نے اخیر مرتبہ یہ فرمایا کہ ؎

نبی امروز ہا از امر حق راہ عدم گیرد
ازین ویرانہ پوشد چشم و بس کنز الحکم گیرد

ز غارستان دنیا میرود در جنت الماوی
وہا این گلستان از دست دلگشت ارم گیرد

ازین دار ملوث میرود در عالم اقدس
ز کف جام سفالین میگذارد جام جم گیرد

کسے باید نشیند جاے پیمبر کہ بر گردن
ادای دین پیمبر چہ بسیار و چہ کم گیرد

عقاب و ذو الجنین و ذوالفقار و دلدل و شہبا
جناح و برد و ممشوق نبی محترم گیرد

مراد احمد مختار ازین گفتار بودے این
مگر عباس غمش نغمہ لا و نعم گیرد

سخن گفت عباس اے پیمبر کو توانائی
منم پیرے فقیری با عیالی بی زر و مالی
نبی اعراض کرد از عمّ و گفت ای عم نبی باید
علی باید محمد را وزیر افتد گر شیر آید
نمی باید کہ بگذارد علی عباس بر دلبرد
نہ ہر عباس خواہد کرد در میدان علمداری
جوانی نامدارے مثل عباس علی باید
بمیدان تاخت جان در باخت در راہ خدا انگندا
فغان راندم کہ اے نالید عباس و بدل میگفت
زپا افتاد عباس علی بے دست در میدان وفا کاشی
تو عباس علی بنگر نہ بین عباس ہمہ

کہ عم پیرست این بار گران بر گشت کم گیرد
کجا شبنم تواند تا محمد جاے ہم گیرد
درین رہ ہمدم صاحب کرم ثابت قدم گیرد
وزیر محتشم باید کہ شاہ محتشم گیرد
نمی باید گذارد شیر حق شیرے علم گیرد
نہ ہر عباس در راہ خدا دستش قلم گیرد
کہ خود را کشتہ و صد پارہ از تیغ ستم گیرد
کہ ہر آئینۂ قلب حسین زنگ غم گیرد
حسین کو تا کہ بر دندان سر انگشت ندم گیرد
کہ زین لیس بر سرت ایشہ علم گیرد
محمد را گذارد راہ دنیا و درم گیرد

حق انصاف یہ ہی کہ یہ مہم لائق اور در خور عباس عبد المطلب کے نہ تھی کسواسطے کہ وفا کرنا حضرت
رسالت کے وعدونکا کہ ہر ایک شامل تھا معجزات بیشمار اور قرضہ بعید تھا اور قرضہ اون حضرت
کا جناب عباس کے مال و زر سے ادا نہو سکتا اور اسیطرح حضرت کے وعدوں کو بھی وفا کرنا
کیونکہ وہ معجز نمانہ تھے اور اس مہم کے لیے وہ شخص لایق ہی کہ جسکے ہاتھ مین کنجیان تمام خزانہ
جہان کی ہوں اور معجز نما بھی ہو سکے ہی مخصوص آیہ کریمۂ انما اور منصوص آیہ شریفۂ الیستا
ذات بابرکات جناب علی مرتضی ہی پس او سوقت سید انبیا نے رخ طرف جناب امیر کے

	کیا اور فرمایا	
کا یدا دہ زہ دیہم تو شہان باج سے نی		وے بر سر تو بعد نبی تاج ہے او

... اور اے توڑنے والے گرد نہاے

یعنی کہ میرے قرض اور ادا کرنے دین میرا اور وکالت کرے وصیت میری کے اور خلیفہ اور جانشین میرا ہو
تمامی اہلبیت اور عورتوں اور امت پر میری - راوی کہتا ہی کہ اوسوقت شدت بکاسے جناب
امیر علیہ السلام کی آواز نہ نکل سکتی تہی مگر آہستہ سے عرض کی کہ قبول کیا مین نے یارسول اللہ صلعم

ندارم زین کرامت جز بہ بخت کامران منت		بجان کندان اگر مامور فرمائی بجان منت

پس حضرت نے فرمایا کہ یا علی مجھے اوٹھا کے بٹھاؤ پس اون جناب نے حضرت کو اوٹھایا اور
اپنے سینہ کو حضرت کی پشت مبارک سے لگا دیا اوسوقت حضرت رسولؐ نے بلال سے فرمایا کہ لا
ہمارے خود کو کہ جسکا نام ذوالجبین ہے اور زرہ ہماری اور لاعلم ابیض ہمارا کہ نام اوسکا عقاب
ہی اور ذوالفقار اور عمامہ اور بُرد یمانی اور عصائے ممشوق پس بلال نے حسب فرمودۂ حضرت
سب چیزین لاکے حضرت کے سامنے موجود کین حضرت نے جب وہ چیزین ملاحظہ فرمائین
کہا کہ اے بلال یہ سب علی کے سپرد کر پس بلال نے وہ سب چیزین اون حضرت کے حوالے
کین پہر حضرت نے بلال سے فرمایا کہ لاوہ دونون نعلین ہماری - **بیت**

نعلیکہ بفرق عرش سودہ		زینت دہ عرش و فرش بودہ	

بعد اوسکے وہ دو جامے طلب فرمائے کہ ایک جو شب معراج زیب جسم تہا اور ایک جو جنگ احد
کے دن تن اطہر مین تہا اور تین ٹوپیان کہ ایک اونمین سے ہمیشہ سر مبارک پر رہتی تھی
اور ایک وہ کہ جسے بروز عید سر اقدس پر رکہتے تھے اور ایک جو سفر مین دیتے تھے - پہر ارشاد ہوا کہ
اسے بلال لا وہ دونون اشتر ہمارے کہ ایک کا نام شہبا اور ایک کا نام دلدل ہے اور دونون
ناقے ہمارے کہ ایک کا نام عضبا اور دوسرے کا عضوی ہی اور دونون گھوڑے ہمارے
کہ ایک کا نام ذوالجناح اور دوسرے کا نام لحیف ہی - الغرض یہ سب بھی جناب امیرؑ کی سپرد کیے

باز اے دوستان ہوائے حسینؑ		گشتہ دم او بکہ بلائے حسین
سخن ذوالجناح آمد پیش		بیش از بیش گشت جانم ریش

ای که داری عزای سرور دین / بو تو یم چه دو اجناح است این
اوست اسپی که کار چون شد تنگ / بر حسین آن شه سپهر اورنگ
چون شد از روز در هم احوالش / دست مالید بر سر و یالش
گفت ای مرکب ستوده همال / مرحبا مرحبا تعال تعال
او لا صبر و برد باری پشت / آخرین زحمت سواری تست
چون شوم چاک چاک از خنجر / از پر تیر من بر آرم پر
سرنگون چون شوم ز خانهٔ زین / عرش شان او فتم بروی زمین
کاکل یال خود بر از خون کن / چهره از خون من تو گلگون کن
ای جناح این سخن ز من بشنو / شمر آید چو بر سرم تو برو
نزد زینب که دلفگار است او / چشم در راه انتظار است او
بگو اے زینب فسرده دلم / مردم اما به نزد تو خجلم
کار من شمر چون نمود تمام / تو از ینجا روے بکشور شام
درد شام تو جان گداز بود / قصهٔ شام بس دراز بود
همه جا با سکینه سازش کن / با یتیم لبا نوازش کن
بعد ازین رو بشهر بانو آر / بگو اے شهر بانوے افگار
دیدی آخر از انچه ترسیدی / چاک زن جامه بیوه گردیدی

مومنین گیا وفادار اسپ تھا- راوی کہتا ہی کہ جب حضرت فائز بدرجۂ شہادت ہوے تو عمر ابن سعد نے فوج کو حکم دیا کہ اس اسپ کو گرفتار کرو یہ سُنکے اون ناکارون نے اوسکو گھیر لیا اور چاہا کہ گرفتار کرین لیکن مومنین جب وہ اشرار اوس اسپ وفادار کے قریب جاتے تھے تو وہ مانند غازیان جرّار اون پر حملہ کرتا تھا کسیکو بضرب سُم زمین پر گرا دیتا تھا-

اور کسی کی گردن منھہ سے پکڑ کے گھوڑے سے اوتار لیتا تھا کسی شقی کو زمین پر گرا کے سمون سے
پامال کرتا تھا کسی کے منھہ پر طماپ مار کر چہرہ اوسکا لہو سے لال کرتا تھا غرض جب ذوالجناح
نے بہت سے لعینوں کو فی النار کیا تو عمر سعد نے اونسے کہا کہ اب تم سب اسکے پاس سے
الگ ہو جاؤ دیکھو تو یہ کیا کرتا ہے پس مومنین جب وہ لعین اوسکے پاس سے ہٹ گئے اور
اوس رہوار وفادار نے دیکھا کہ اب میرے پاس کوئی نہین آتا اوسوقت وہ نعرے مارتا ہوا
جسطرح سے مان اپنے فرزند نوجوان کے غم مین روتی ہے قریب لاشہ بے سر مظلوم کربلا کے
پہونچا اور حضرت کے پاؤن پا اپنے تئین زمین پر گرا دیا کبھی تو نعرے مار کر اپنا سر حضرت کے
پاؤن پر دھرتا تھا اور کبھی حضرت کے کف پا پر بوسے دیکر شیحہ کرتا تھا اور اپنی زبان مین
یہ بین وان خراغوں کرتا تھا کہ اے آقا اب کون مجھے راتون کو اوٹھکر دانہ کھلائیگا اور دنکو
کون میرے سر شفقت سے ہاتھہ پھیر کر پانی پلائیگا اے آقا میرے آپ نے کبھی تقصیر
پر بھی مجھے چابک نہین ماری اے آقا اب جو مین خیمہ کو جاؤنگا تو آپکی پیاری بیٹی جناب
سکینہ کو کیا منھہ دکھلاؤنگا اے آقا جب آپ بار رخصت آخر کے لئے خیمہ کو تشریف لیگئے تھے اور
حرم سے رخصت ہو کر میدان کو چلے گئے تو اوسوقت سکینہ نے میرے گلے مین اپنی ننھی ننھی
باہین ڈالکر کمال منت اور حسرت مجھسے کہا تھا کہ اے میرے بابا کے گھوڑے مین تیری
بلائین لیتی ہون میرے بابا کا اب سوا تیرے کوئی یاور اور غمخوار نہین ہے واسطے خدا کے میرے
بابا کو رن مین اکیلا نہ چھوڑ آنا پھر ایکبار مجھے میرے بابا کو دکھانا اب جو وہ معصومہ مجھسے پوچھیگی
کہ اے گھوڑے میرے بابا کو کہان چھوڑ آیا تو مین کیا جواب دونگا کیونکر اوس یتیم سے کہونگا کہ
بابا آپکے مارے گئے غرض مومنین جب حضرت کی لاش سے کچھ آواز نہ آئی تو نعرے مارتا ہوا
اوٹھا اور حضرت کے گلوے مبارک سے جو خون بہتا تھا اوسمین اپنا ماتھا سرخ کیا اور نعرہ مارتا ہوا
[illegible] خیمہ کے دروازہ پر پہونچا تو شیحہ کیا حضرات ذوالجناح کا یہ معمول تھا

کہ جب حضرت میدان سے خیمہ کو تشریف لیجاتے تھے تو حضرت سی بسبب شدت تشنگی کے بولا نہ جاتا
تھا پس ذو الجناح شیحہ کرتا تھا اور آواز اوسکی جناب زینب خاتون سنکر بے اختیار جانب دروازہ
دوڑتی تھین کہ میرے بھائی میدان سے آئے ہین اور جناب سکینہ بھی اپنی پھوپھی کے ساتھ
آتی تھین اسمرتبہ بھی جو ذو الجناح نے شیحہ کیا تو حضرت زینبؑ سمجھین کہ میرے بھائی آئے ہین
بیقرار ہوکر جانب دروازے کے دوڑین حضرات کس منھ سے کہون جب وہ مخدومہ در خیمہ پر
پہونچین تو دیکھا کہ دونون تسمے باگون کے کٹے ہوئے زمین پر پڑے ہوئے ہین اور زین سب
خون مین ڈوبا ہوا ہے ذو الجناح بھی زخمون سے چور ہے یہ دیکھکر اپنا منھ دونون ہاتھون سے
پیٹ لیا اور چلائین کہ اے سکینہ تمھارے بابا مارے گئے گھوڑا خالی آیا ہے یہ سنکر وہ جناب اور
سب بیبیان سر پیٹتی ہوئین خیمہ سے نکل آئین اور ذو الجناح سے لپٹ گئین کوئی کہتی تھی
کہ اے گھوڑے میرے بابا کو کیا کیا کوئی کہتی تھی کہ اے ذو الجناح میرے بھائی کو کہان چھوڑ آیا
ابھی تو تیری پشت پر سوار فوج اشقیا سے لڑتے تھے ای گھوڑے خدا کے واسطے جلد بتادے
کہ حضرت ابھی جیتے ہین یا مارے گئے مومنین جب اوس اسپ وفادار نے ان بلبون کی
یہ بین جان خراش سُنی لرزے مار مار کر اسقدر اپنا سر زمین پر دے مارا کہ آخر کو مر گیا مومنین
ذو الجناح کے حال مین روایتین مختلف ہین اس مقام پر بوجہ طول کے نہین لکھی گئین مومنین
اب اوس عمامہ اور پیراہن کا حال سنیے کہ جسکو حضرت نے جناب امیر کو عطا فرمایا تھا روضہ عاشورہ
وہی عمامہ جناب رسول خدا کا مظلوم کربلا کے سر انور پر تھا اور وہ پیراہن بر مین آہ آہ اے
شیعیان علی لکھا ہے کہ جب مظلوم کربلا ذو الجناح سے زمین پر گرے اوسوقت مالک بن اسود شقی
نے قریب جا کے ایک تلوار سر مبارک پر ماری کہ تا جبین انور سر حضرت کا دو پارہ ہو گیا پس وہ
عمامہ تمام خون مین آلودہ ہوا اور وہ پیراہن جو بر مین تھا اوسکی یہ کیفیت گذری کہ تیغون سے
... آخر مارے گئے اور وہ ذو الفقار جو حضرتؑ نے

جناب امیرؑ کو عطا فرمائی تھی جب تک کہ وہ جناب زندہ رہی ہر وقت ہمدم اور مددگار رہی ب
مومنین لکھاہے کہ ذوالفقار دم کارزار کسی دشمن نابکار کو جناب حیدر کرار کے پاس نہین آنے
دیتے تھے جس بیحیانے حضرت کی جانب قصد کیا فوراً اوسکا سر تن سے اوڑا دیا چنانچہ منقول ہی
کہ جب جناب امیرؑ چاہ بیر العلم مین جنون سے صرف کارزار ہوئی تو تین دن برابر لڑائی رہی
راوی کہتاہے کہ جب وقت نماز کا آتا تھا تو حضرت تلوار روک کر معروف نماز ہوتے تھے اور
ذوالفقار گرد اون حضرت کے پھرا کرتے تھے کوئی شقی اون حضرت تک نہ آسکتا تھا مگر آہ آہ
مومنین قربان جان زائر کی غربت اور بیکسی مظلوم کربلا پر حضرات کیا مددگاری کی ذوالفقار
نے اوسدن اونحضرت کی۔ راوی کہتاہے کہ جب اونکے پارۂ جگر جناب علی اصغر کی گردن پر
حرملہ بن کاہل نے تیر مارا اور وہ بچہ اوس تیر کے صدمہ سے حضرت کے ہاتھون پر تڑپ کر راہی
جنت ہوا اوسوقت وہ جناب روتی ہوے ذوالجناح سے اوترے اور ایک مقام پر اپنی عبا زمین
پر بچھا کر لاش اوس معصوم کی لٹادی اور حضرت نے نوک ذوالفقار سے تھوڑی زمین بطور
قبر کے کھودی اوسوقت ذوالفقار حیدر کرار بہت روئے اور بقدرت خدا گویا ہوئی کہ یا حضرت

خوب خدمت آپ نے مجھسے لی ہ

پیدا ہوے ہین واسطے حیدر کی مدد کے	یا کھودنے کو اصغر ناداں کی لحد کے

الغرض حضرت نے تھوڑی زمین کھودی۔ مومنین سن چکے ہین قبل اسکے حال دفن جناب
ابراہیمؑ کا کہ جناب رسولخداؐ بسبب اسکے کہ ابراہیم کو بہت دوست رکھتے تھے لہذا اوسوقت کمال
حزن و ملال بھا اپنے اوس فرزند کو خود اپنے ہاتھ سے قبر مین نہ اوتار سکے اور دل نے یہ گوارا
نہ کیا کہ اوس چاند کو خاک مین چھپائین۔ جناب امیرؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ تم قبر مین ابراہیم کو
چنانچہ اون جناب نے دفن کیا۔ آہ آہ مومنین قربان جان زائر کے بیکسی اور صبر مظلوم کر

اون حضرت نے جناب عباس تھے وہ شانے کٹائے ہوئے دریا کے کنارے پڑے تھے جوان جنا
جنگل بیٹا اپنا سینہ پر برچھی کھائے ہوئے قتلگاہ مین سوتا تھا اور جناب قاسم گھوڑون کی پامال
ہوئے زمین گرم پر پڑے تھے انصارون مین بھی کوئی نہ تھا کون اوس معصوم کو دفن کرتا
ناچار بادل فگار اور چشم اشکبار حضرت نے خود اوس اپنے پارہ جگر کو دفن کیا۔ مومنین
کیا وجہ تھی کہ لاش کسی شہید کی حضرت نے دفن نکی تھی اور لاش اوس معصوم کی دفن کردی
چونکہ حضرت کو بعلم امامت معلوم تھا کہ بعد میری شہادت کے اشقیا لاشہاے شہدا کو پامال
کرینگے اور سرون کو کاٹ کاٹ کر نیزون پر چڑھائینگے حضرت نے چاہا کہ یہ بچہ شش ماہہ پامالی
سے محفوظ رہے اور سر اسکا نوک نیزہ پر نہ چڑھایا جائے مگر مومنین خدا لعنت کرے عمر سعد پر
راوی کہتا ہے کہ بعد پامالی کے جب اشقیا سرہاے شہدا کاٹ کر اوس لعین کے سامنے لیگئے
تو اوسنے سب سرون کا جایزہ لیکر کہا کہ اسمین ایک سر حضرت کے اوس چھوٹے بچے کا نہین ہے
کہ جسکو حرملہ نے تیر سے مارا تھا یہ کہکر حکم دیا کہ جاؤ تلاش کرکے اوسکا بھی سر کاٹ کر لاؤ کیونکہ
مین یزید کو لکھ چکا ہون کہ بہتر سر ہین یہ سنکر ایک شقی بولا کہ مین نے دیکھا تھا کہ حضرت نے
ذوالفقار سے تھوڑی زمین کھود کر اوس بچے کی لاش دفن کردی تھی آہ آہ اوس شقی کی
زبان اوسوقت کیون نہ لال ہو گئی یہ سنکر چند اشقیا قتلگاہ کیطرف روانہ ہوے اور قبر
اوس بچے کی تلاش کرنے لگے ایک بحیا زمین کی نیزے سے دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک
مقام پر اوسی زمین نرم معلوم ہوئی پس اوس شقی ازلی نے نیزے کو زور سے زمین مین
دباکر جو اوٹھایا آہ آہ حضرات اوس بچے معصوم کا چھوٹا سا عمامہ نوک نیزہ مین چھدا ہوا نکل آیا
یہ دیکھکر وہ ملعون زمین پر بیٹھ گیا اور قبر سے مٹی ہٹا کر لاش اوس بے زبان کی نکالی اور خنجر سے
سر اوس بچے کا کاٹ کر عمر سعد کے پاس لیگیا اوس سنگدل نے حکم دیا کہ اوس سر کو بھی نوک نیزہ پر

مجلس گیارھوین مین بیان وداع ہونا حضرت رسول کا اصحاب سے اور قصاص طلب کرنا سوادہ کا اون حضرت سے ــ مرثیہ

باز این چہ ماتم است کہ عالم پر از نواست | از فرش بانگ و ولولہ تا عرش کبریاست
باز این چہ شیون است کہ از اضطراب او | در بر و بحر غلغلۂ وا محمدا است
یارب دگر بکعبۂ و زمزم چہ شیون است | یارب دگر بہ یثرب و بطحا چہ ماجراست
یارب چہ روے دادہ بہ یثرب کہ خاک او | ہر گوشہ نمونۂ صحراے کربلاست
از بہر چیست قامت کروبیان دوتا | یارب چہ شد کہ جامۂ افلاکیان قباست
جبرئیل گفت آہ کہ امت یتیم شد | دردا کہ درد بے پدری در دلا دواست
زد بانگ الرحیل مسیحا ببام چرخ | یعنے زمان رحلت سلطان انبیاست
در ماتم حبیب خدا خود بعید نیست | گر نوحہ گر ملایک و صاحب عزا خداست
آدم دریدہ جامہ و حوا کشادہ مو | نخل بتول و قامت سبز خدا دوتاست

شیخ مفید علیہ الرحمۃ اور دوسرے راویون سے روایت ہی کہ جب زمانہ رحلت اون حضرت کا قریب پہونچا تو ایک دن اونحضرت نے باوجود اوس شدت مرض کے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کے طرف بقیع کے روانہ ہوے اور اکثر صحابہ بھی ساتھ تھے جب وہ حضرت بقیع مین پہونچے تو فرمایا السلام علیکم یا اھل القبور گوارا ہو اوپر تمہارے وہ حالت کہ جسکے ساتھ صبح کی تمنے اور نجات پائی ہے تمنے اون آفات سے کہ جو خلایق کو درپیش ہے پس تھوڑی دیر بقیع مین ٹھہر کے اور واسطے اہل بقیع کے طلب آمرزش فرماکر طرف دولتسرا کے مراجعت فرمائی مگر مرض حضرت روز بروز بڑھتا جاتا تھا اور طاقت زائل ہوتی جاتی تھی غرض بعد تین روز کے عصابہ سر مبارک مین باندھکر ایک ہاتھ دوش جناب امیر پر اور ایک ہاتھ فضل بن عباس کے دوش پر رکھے ہوئے مسجد مین تشریف [illegible]
[illegible] مسجد مین جمع ہوئے حتی کہ ایک [illegible]

خود بین ... ساتھ بہر حال ... شاکر ہوئین تاکہ تمام ... امت حضرت

کے سنیں پس وہ جناب منبر پر تشریف لیگئے اور بعد حمد اور ثناے الٰہی کے فرمایا کہ یامعاشر

اصحابی ای نبی کنت لکم لینے اے گروہ اصحاب آیا کیسا تھا مین نبی واسطے تمھارے

آیا جہاد ساتھ دشمنان دین کے نہین کی مین نے تمھارے سامنے مین وہ ہون کہ سنگ

جفاے کفار سے دانت میرے ٹوٹے اور جبین میری خاک اور خون سے آلودہ ہوئی جو غم کہ

مین نے اوٹھائے کسی نے سنے ہونگے وہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھے۔ بھوک کی شدت

سے اکثر شکم پر پتھر باندھا کبھی مجھکو ساحر بنایا کبھی سفیہ کہا مگر زبان سے شکوہ تک نکیا ؎

منم که از غم است همیشه گریانم	منم که سنگ جفا ها شکست دندانم
منم که جور و جفا را خریده ام بر تن	ندیده چشم جهان بار غم کشی چون من

جب حضرت نے یہ حال پر ملال اپنا بیان کیا اوسوقت حاضرین کی فریاد اور زاری سے

محشر برپا ہوا اور حضرت پر ضعف طاری ہوا حضرت نے منبر پر تکیہ کیا جبکہ حضار گونہ فریاد و

زاری سے ساکت ہوے اوسوقت حضرت نے زبان پند و نصیحت مین کھولی اور فرمایا کہ اے

گروہ مردم آگاہ ہو تم کہ ایک دن ہر ذیحیات شربت مرگ ضرور چکھیگا اور روے ناگوار مرگ

دیکھیگا اور بازگشت سبکی طرف خدا کی ہے پس اندیشہ کرو تم اوسدن سے کہ جسدن خدا

سوال کریگا خیر اور شر سے ایہا الناس دعوی نکرے کوئی تم مین اس بات کا کہ بے عمل نیک

خدا رستگار کر دیگا اور بلا طاعت کے خدا راضی ہوگا۔ قسم کھاتا ہون مین اوس خدا کی کہ

جسنے مجھکو ساتھ راستی اور صداقت کے تمھاری طرف بھیجا کہ نجات نہین دیتی ہے کسیکو

عذاب الٰہی سے کوئی شے مگر عمل نیک اور مین بھی اگر عصیان کرون تو جہنم مین جاؤن

وما علی الرسول الا البلاغ یعنے نہی ہی اوپر رسول کے مگر یہ کہ پہونچائے پیام

خدا کا بندون کو بعد اوسکے حضرت نے فرمایا کہ خداوند عالم نے حکم کیا ہے اور قسم کھائی ہے

کہ معاف کرو تا قلم قائم کو بیس قسم دیتا ہوں مین تم سبکو کہ اگر جیسے کسیکو کوئی اذیت پہونچی

لو اوسکا قصاص لے مجھسے اس دنیا مین اور عقبی پر نہ موقوف رکھے کہ قصاص دنیا کو

دوست رکھتا ہون مین قصاص آخرت سے روبروے ملائکہ اور انبیاء کے اوسوقت سوادہ

بن قیس کہ آخر صف مین بیٹھا تھا اوٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ماں باپ

میرے فدا آپ پر چونکہ آپ نے مبالغہ فرمایا اس امر مین لہذا ڈرا مین کہ اگر اظہار نکرون تو

گنہگار ہون یا مولا جسوقت کہ آپ نے طائف سے مراجعت کی تھی اور مین آپکی پیشوائی

کے لیے گیا اوسوقت آپکے دست مبارک مین عصاے ممشوق تھا جب آپ نے چاہا کہ اوسکو

ناقے پر ماریں وہ میرے شکم پر پڑا اور بعض روایت سے ہی کہ بازو پر بتایا غرضکہ سوادہ نے

عرض کی کہ اوسکا قصاص چاہتا ہون مین ٥

چو بشنید گفتار او را رسول +	دعا کرد و شد شاد و گردش قبول
کہ عمد آنیا ورده ام من بجا	یقین دان کہ بوده زروی خطا
دلی این خطا گرچه هست از خطا	نباشد صواب از نسازم ادا
کہ فرمودهٔ داد گر داور است	کند حق ادا اگرچه پیمبر است

پس اون جناب نے بلال سے فرمایا کہ عصاے ممشوق کو میرے نزدیک لاکر حاضر کر پس

بلال مسجد سے باہر آئے اور مدینہ کی بازارون مین ندا کی کہ معاشر الناس یعطی القصاص

من نفسہ یوم القیامۃ یعنے ای گروه مردم کون ہی ایسا کہ معرض قصاص مین لاوے نفس

اپنے کو قبل قیامت کے سوا محمد مصطفےٰ ص کے پس جب بلال دروازه جناب فاطمہؑ پر پہونچے

آواز دی کہ السلام علیکم یا اہل بیت النبوۃ بعد اوسکے عرض کی کہ اے فاطمہ آپکے پدر

بزرگوار نے عصاے ممشوق طلب کیا ہی جناب فاطمہ نے یہ فرمایا کہ ای بلال ٥

بہ رغم بد تیست بیمار است	بغم ناخوشی گرفتار است

پیکر ہر کہ بردباری نیست	ذرہ طاقت سواری نیست
این سخن حرف آتش انگیز ست	این عصا خواستن نبی چیز ست

حسنین جبکہ بلال نے اون معظمہ سے عصاے ممشوق طلب کیا تو اوس مخدومۂ کونین نے
کہا کہ اے بلال باپ کو میرے تو بسبب شدت بیماری کے طاقت اوٹھنے بیٹھنے کی نہین ہے
سواری کا کیا ذکر عصا کیون طلب فرمایا ہے بلال نے کل کیفیت عصا طلب کرنے کی اون
معظمہ کی خدمت مین عرض کی جب سیدہ نے یہ سُنا تو زار زار رونے لگین اور فرمایا کہ اے
بلال میرے باپ کو اتنی طاقت کہان ہے کہ ضرب عصا کے متحمل ہون للّٰہ تو سوادہ سے
میری طرف سے جاکے کہہ کہ تیرے نبی کی بیٹی کہتی ہے کہ خدا کے واسطے میرے پدر پر رحم کر
اونمین اتنی قوت کہان ہی کہ ضرب عصا کی برداشت کرسکین اگر تو قصاص لینے سے درگذر کریگا
تو جبتک کہ مین زندہ رہونگی تجھے دعائین دونگی اور جو یہ نہین منظور ہی تو مین حسنین کو بھیجتی ہون
تو میرے پدر کے عوض ایک ضرب کے بدلے دو ضربین اونکے بدن پر لگائے مگر میرے باپ سے
قصاص نہ لے یہ کہکر عصا اوسکو دیکر زار زار رونے لگین حسنینؑ اپنے مان کے دامن سے لپٹ گئے
اور پوچھا کہ اے امان فدا ہون یہ غلام آپ پر آپ کیون اسقدر بے اختیار روتی ہین جناب
سیدہ روکر فرمانے لگین کہ اے پیارو میرے کیونکر مین نہ روؤن سوادہ نے تمہارے نانا سے
قصاص طلب کیا ہی بلال عصا لیکر گیا ہے تم دیکھو کہ تمہارے نانا کا بیماری کی شدت سے
کیا حال ہوگیا ہی اس ضعف و ناتوانی مین کیونکر ضرب عصا کے متحمل ہونگے یہ سُنکر وہ دو صاحبزادے
روتے ہوے داخل مسجد ہوے کہ حضرت نے سوادہ سے فرمایا کہ اوٹھ اے سوادہ اور مجھسے قصاص اپنا
لے سوادہ یہ سُنکر اوٹھا اور حضرت کی جانب چلا اوسوقت سب اصحاب اور مہاجرنے سوادہ سے کہا
کہ خدا کے واسطے تو حضرت کے بدلے ہمسے قصاص لے لے حضرت کو معاف کر مگر اوسنے منظور نکیا کہ

ناگاہ جناب امام حسن نے دوڑکر اوسکا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ اے سوادہ خدا کے لیے ہمارے نانا سے
قصاص نہ لے کہ اونمین اتنی طاقت نہین ہے ہم موجود ہین تو ہمسے قصاص لے مومنین جناب
مظلوم کربلا نے گو کہ نہایت کم سن تھے آگے بڑھکر سوادہ سے کہا کہ اے سوادہ تو میری کم سنی
پر رحم کر مین تیرے رسول کا نواسہ ہون اور منت تجھسے کہتا ہون کہ تو میرے نانا کے بدلے
تنّو تازیانے میرے اوپر مار مگر میرے نانا سے قصاص نہ لے الغرض حضرت نے سبکو منع کیا اور
سوادہ سے فرمایا کہ نزدیک آ اور قصاص لے پس وہ قریب گیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ
فدا آپ پر مین اوس دن برہنہ تھا حضرت نے یہ سنکر پیراہن بدن مبارک سے جدا کیا اور پشت
اوسکی جانب پھیری جب نظر سوادہ کی مہر نبوت پر پڑی پس دوڑ کر بوسہ اوسکا لیا اور تازیانہ
ہاتھ سے پھینکدیا حضرت نے پوچھا کہ اے سوادہ قصاص لیگا یا معاف کیا اوسنے عرض کی کہ
ماں باپ میرے فدا آپ پر مین نے سنا تھا کہ جس شخص کا بدن آپکے بدن سے مس ہوا اوسپر
خدا آتش دوزخ کو حرام کریگا لہذا اس غلام نے اپنے بدن کو آپکے بدن مبارک سے مس کیا
ورنہ مقصود میرا یہ نہ تھا کہ مین آپ سے قصاص لون یا رسول اللہ مین نے معاف کیا یہ سنکر
حضرت نے پیراہن کو زیب جسم کیا اور وہان سے جناب ام سلمہ کے گھر تشریف لائے افسوس ہزار
افسوس اے مومنین کہ جس رسول مقبول کا سوادہ نے یہ پاس کیا کہ اپنے قصاص سے درگذرا آہ آہ
اوسی رسول کے آل پر اس امت جفا کار نے کیا کیا ظلم وستم کیے بیمار کربلا یعنی جناب امام زین العبا
پشت پر شمر ستمگار نے تازیانے لگائے اور اوس شدت بیماری اور ضعف و ناتوانی مین پانون مین
بیڑیان ہاتھون مین ہتھکڑیان گلے مین طوق پنہا کر شتران المحرم کا ساربان بنایا مومنین تمام
زمانے مین یہ رسم ہے کہ اگر کوئی شخص مرض شدید مین مبتلا ہوتا ہے اور اوسکا کوئی عزیز مرجاتا ہے
تو اوسکے مرنے کی خبر اوس مریض کو نہین سناتے ہین آہ آہ قربان جان زار کے بیمار کربلا کے
کہ اٹھارہ عزیز کہ جنکا نظیر روے زمین پر نہ تھا عباس علمدار سا چچا ہمشکل پیمبر سا بھائی اور یہ سب

ون حضرت کی آنکھون کے سامنے مثل بکریون کے ذبح کیے گئے چنانچہ منقول ہی کہ اوسدن
حضرت نے جبتک کہ زندہ رہی کلۂ گوسپند نہین کہایا۔ راوی کہتا ہی کہ ایک دن حضرت کا بازار مین
ایک قصاب کی دوکان کیطرف سے گذر ہوا اوسکی دوکان پر ایک کلۂ گوسپند رکہا تہا حضرت
کی نظر جو اوس کلہ پر پڑی ایک نعرہ مارکر زمین پر گر پڑے اور فریاد و زاری کرنے لگے جب
قدرے افاقہ ہوا تو اوس قصاب سے پوچہا کہ آیا تو نے ذبح کے وقت اسے پانی بہی پلایا تہا
یا نہین اوسنے ہاتہ جوڑ کے عرض کی کہ یا مولا ہم لوگونکا یہ قاعدہ مستمرہ ہی کہ قبل ذبح کرنے کے
دانے پانی سے سیر کر لیتے ہین یہ سنکر حضرت بے اختیار بآواز بلند رونے لگے اور فرمایا کہ ہاے
اے بابا قصاب تو حیوانون کو پانی پلاکر اور دانہ کہلاکر ذبح کرتے ہین اور آپکو کوفیون نے
تین دن کا بہوکا اور پیاسا سالب دریا شہید کیا مومنین اوسدن سے جب حضرت کسی
قصاب کی دوکان کیطرف سے بازار مین نکلتے تہے تو اگر کلہ کہلا ہوا دہرا ہوتا تہا تو فوراً
کپڑے سے بند کر دیتا تہا۔ القصہ حضرت رسول مسجد سے خانۂ ام سلمہ مین تشریف لائے۔ راوی
کہتا ہے کہ جسدن سے حضرت مبتلا بمرض ہوے تہے اوسدن سے جناب امیر ایک دم آنحضرت
سے جدا نہوتے تہے ایک دن وہ جناب کسی مطلب ضروری کے لیے کہین تشریف لیگئے تہے حضرت
نے فرمایا بلاؤ میرے یار و مددگار کو۔ بی بی عائشہ یہ سنکر اپنے باپ کو بلا لائین اور بی بی حفصہ خلیفہ
ثانی کو جب وہ قریب حضرت کے آئے حضرت نے اونکو دیکہکر اپنے روے مبارک پر پردا
ڈال لی اور برد اپنی اونکی جانب سے منہ پہیر لیا اوسوقت جناب فاطمہ نے فرمایا کہ پدر میرے
حضرت علی کو بلاتے ہین جب جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے تو حضرت نے اون جناب کو
اپنے سینہ سے لگا لیا اور اپنے دہن مبارک کو اون جناب کی کان پر دہر کے ردا کو اوپر ڈال لیا
اور تا زمانہ دراز اسرار پوشیدہ بیان کیے جب وہ جناب حضرت سے جدا ہوے تو شخصون نے
... علی حضرت نے آپ سے کیا ارشاد کیا اون جناب نے فرمایا کہ ہزار باب

علم کے اون حضرت نے مجھکو تعلیم کیے کہ ہر باب سے ہزار باب میرے اوپر مفتوح ہوے منقول ہے

کہ دروازہ خانہ پر حضرت خضر علیہ السلام کھڑے تھے خضر نے بھی پوچھا حضرت نے اونسے بھی

بیان کیا خضر نے پوچھا کہ ماہ کے اوپر جو کلف ہے یہ کیا ہے جناب امیر نے یہ آیہ تلاوت فرمائی

وجعلنا اللیل والنہار آیتین فمحونا آیۃ اللیل وجعلنا آیۃ النہار مبصرۃ

یہ سُنکر حضرت خضر نے فرمایا درست ہے خوب یاد کیا آپ نے یا علی ؑ۔

مجلس بارھوین مخصوص اونحضرت کی وفات کے بیان مین

مرثیہ

احمد شد از جہان سوے بزم جنان فغان	اطفال او یتیم شد اندر جہان فغان
تنہا نہ اہلبیت رسالت کہ از تپش	گردیدنے پدر ہمہ زین غم فغان فغان
گر از جہان نرفتہ پیمبر برای کیست	در وحش وطیر شیون ودر آسمان فغان
گر شناہیاز سدرہ نگردیدہ صید مرگ	دارند از برلے چہ کروبیان فغان
از بہر آن کہ بودہ معین جوان وپیر	تا عرش رفت از دل پیر وجوان فغان
از بہر کیست گر قفس سینہ فاطمہ ؑ	چون طائر اسیر کشد ہر زمان فغان
باہم بیک نوا حسنین اند نوحہ گر	آری خوش است بہر پدر مردگان فغان

مومنین تحریر احوال وفات رسول کبیر مین چشم قلم سے اشک سیاہ نکلتے اور اوسکے بیان کرنے

مین تابش سوز غم سے زبان مین آبلے پڑتے ہین الغرض باتفاق علما وفات اوس

سرور کائنات کے روز دوشنبہ اٹھائیسوین ماہ صفر سنہ گیارہ ہجری کو واقع ہوئی تفصیل

اس اجمال کی یہ ہے کہ بقول بعضے تیرہ روز وہ حضرت مرض مین مبتلا رہے اور بقولے بارہ روز

اور بعضون نے دس روز کہا ہے۔ عبد اللہ بن مسعود کہتے ہین کہ مین اوس حالت بیماری مین

حضرت کی خدمت مین مشرف ہوا اور ہاتھ اپنا جو مین نے حضرت کے بدن اطہر پر دہرا تو

[illegible]

بتیبی بولد لی الحسن والحسینؑ یعنے ای بلال بُلائے میرے دونون فرزند حسن اور حسین کو پس

بلال اون دونون یوسف مصر جاہ وجلال کو خدمت رسول ذوالجلال مین لائے حضرت

نے جب اون دونون اپنے پارۂ جگر کو دیکھا ہاتھ پھیلا کر آغوش مبارک مین لیا اور بوسہ

دینے لگے بعد ازان اپنے سینۂ مبارک سے لگایا جناب امیر نے بخیال تکلیف اون حضرت کے کہ نہایت

ناتوان اور ضعیف ہوگئے تھے چاہا کہ حسین کو سینہ سے جدا کرین حضرت نے باوجود اوس

ضعف ونقاہت کے فرمایا کہ یا ابوالحسن رہنے دو میرے ان دونون پارہاے جگر کو تاکہ مین

انکی خوشبو سونگھون اور یہ میرے اور مین انکے دیدار آخر سے توشہ حاصل کرون اور یہ میرے

دیدار آخر سے کہ بعد میرے یہ مصائب عظیم مین مبتلا ہونگے پھر فرمایا کہ لعنت خدا ہو اوس پر کہ

جوان دونون کو آزردہ کرے اور خداوندا ان دونون اپنے فرزندون کو تیرے سپرد کرتا ہون

اور سوسنان شائستہ کے اپنی امت مین سے اور کتاب مثیر الاحزان مین ابن عباس سے

روایت ہی کہ جب حضرت نے حسینؑ کو اپنے سینہ سے لگایا تو اوسوقت فرمایا ولیزید لابارک

اللہ فیہ اللھم العن یزیدا یعنے کیا کام ہی مجھکو ساتھ یزید کے ہرگز نازل نکرے خدا

برکت اپنی اوپر اوسکے اور خداوند لعنت کر یزید پر یہ کہکر حضرت غش ہوے اور جب غش سے

آنکھ کھولی تو پھر اپنے نور دیدۂ حسینؑ کو سینہ سے لگایا اور خوشبو اونکی سونگھی اور گلوے

حسینؑ پر بوسے دیے اور آنکھ سے حضرت کے آنسو جاری ہوے پس نگاہ طرف حضرت فاطمہؑ کے

کی اور ہاتھ جناب سیدہ کا پکڑ کے جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ مین دیا اور فرمایا کہ یا علی

دانم کہ از تو فاطمہ ہرگز ملول نیست	امروز دل شکستہ تری از بتول نیست
ہر دختری کہ سایۂ بابش تبارک است	گر خود در آتش است کہ فالش مبارک است
یکجا بود غمش کہ جدا گشتہ مادرش	یکجا شود ز مرگ پدر خاک بر سرش

آہ آہ مومنین یاد آگئی مجھے اس مقام پر وصیت جناب مظلوم کربلا سید الشہدا کی جو اپنی پیاری بیٹی
کے بارہ مین بلکہ کل یتیمون کے بارہ مین جناب زینب خاتون سے وقت رخصت کہتے فرمایا تھا
کہ اے بہن زینب مین تو اب نانا کی امت کے لیے سر کٹانے جاتا ہون مگر یہ یتیم بچے تمہارے سپرد
کرتا ہون بعد میرے تم انکے سر پر سرپرست رہو خصوصاً سکینہ کو کہ اسکو مین نہایت دوست رکھتا ہون
اور یہ مجھے اسکو تم میرے غم مین رونے نہ دینا کہ اسکا رونا مجھپر نہایت شاق ہی منقول ہے کہ
جب حضرت اہل حرم سے رخصت ہو کر طرف میدان کے روانہ ہوے کچہ دور خیمہ سے تشریف لیگئے تھے
کہ اپنی پشت مبارک سے آواز رونے کی سُنی پس حضرت نے منھ پھیر کر اوسطرف نظر کی تو دیکھا
کہ جناب سکینہ دوڑی ہوئی چلی آتی ہین کہ اے بابا تھوڑا سا توقف فرمائیے تحقیق مجھکو کچھ
حاجت ہے آپ سے یا ابۃ توقف هنیئۃ فان لی حاجۃ

مران مرکب دراین دشت خطرناک
که اینجا بوے خون می آید از خاک

یہ سُنکر حضرت نے باگ روک لی اور روکر فرمایا کہ اے سکینہ کیا حاجت ہی بیان کرو جناب سکینہ
نے عرض کی کہ اے بابا حاجت میری آپ سے یہ ہے کہ آپ گھوڑے سے اوترے اور بیٹھے اور
مجھکو گود مین لیجیے اور دست شفقت اپنا میرے سر پر پھیریے یا ابۃ حاجتی الیک ان
تنزل من فرسک وتجلسنی فی حجرک وتمسح بیدک علی راسی آہ آہ مومنین قربان
جان زائر کے حاجت جناب سکینہ پر اوس معصوم نے عجب حاجت حسرت آمیز بیان کی عرض کی
جناب سکینہ نے کہ ای بابا فدا ہو یہ بیٹی آپ پر حاجت میری یہ ہی کہ ایکمرتبہ اور آپ گھوڑے سے
نیچے تشریف لائیے اور مجھکو اپنی آغوش مین بٹھائیے اور جسطرح سے آپ نے اور یتیم بچون کے
سر پر دست شفقت پھیرا تھا میرے سر پر بھی پھیریے یعنی ایک مرتبہ اور آخری پیار کیجیے اور
مین بھی آپکو جی بھر کے دیکھ لون کہ اب جو آپ تشریف لیگئے تو پھر کاہیکو دیکھونگی مومنین جب

[illegible] سکینہ [illegible] کہ یہ کلام حضرت [illegible] بیتاب ہوئی اور ایک نعرہ
مار کر روئے فنزل ع وجلس علی الطرف واجلسہا فی حجرہ یعنی یہ کلام سکینہ سنکر
حضرت روتے ہوئی گھوڑے سے کود پڑے اور اپنی اوس سرور سینہ کو اپنی آغوش مبارک مین
بٹھالیا اور پیشانی مبارک جناب سکینہ کے بوسے لیے اوسوقت جناب سکینہ بے اختیار اپنے
باپ کی سینہ سے لپٹ گئین اور فرماتی ہین کہ اے بابا خدا کے لیے اپنی اس پیاری بٹی کو تنہا
چھوڑ کر نجائیے ای بابا اگر بعد آپکے اشقیا ہمکو لوٹنے آئینگے تو کون ہمکو بچائیگا علاوہ اسکے شب کو آپ
مجھے اپنی سینہ پر سولایا کرتے تھے اگر آپ شب کو نہ تشریف لائینگے تو مین کسکے سینہ پر سوؤنگی
حضرت اوس نادان کی باتون پر بے اختیار روتی تھے آخرکار حضرت سکینہ کو سمجھا کر طرف میدان
کے روانہ ہوے مومنین بعض روایت سے ہو کہ زمانہ غزوہ خیبر مین کسی نے گوسفند زہر آلودہ کو
حضرت کی دعوت مین دیا تھا جبکہ وہ ذبح ہوے اور گوشت اوسکا اصحاب نے اور اونحضرت
نے کھایا بعض اصحاب اوس زہر سے درجہ شہادت کو فائز ہوے تھے مگر حضرت پر اوسکا اثر
نہین ہوا تھا اس زمانہ بیماری مین حضرت پر اوسکا اثر ظاہر ہوا چنانچہ جناب امام جعفر صادقؑ
سے منقول ہے کہ اوس حالت شدت مرض مین مکرر حضرت رسول فرماتے تھے کہ اوس لقمہ زہر آلودہ
کا کہ جو خیبر مین مینے اپنی دہن مین رکھا تھا اوسکا اثر اب ظاہر ہوا۔ الغرض جب حضرت اصحاب
اور اپنے اہلبیت طاہرہ کو وداع فرما چکے تو ابن عباس کہتے ہین کہ بروز وفات اون حضرت کے
خدا نے حکم فرمایا ملک الموت کو کہ میرے حبیب کے پاس جاؤ مگر خبردار بلا اذن میرے حبیب کے گھر مین
داخل نہونا اور بلا اجازت قبض روح نکرنا پس ملک الموت مع ایک گروہ ملائکہ کے آئے اور
دروازے پر باادب ایستادہ ہوے عرض کی السلام علیکم یا اہلبیت النبوۃ و معدن
الرسالۃ راوی کہتا ہو اوس وقت فاطمہ اونحضرت کے بالای سر بیٹھی تھین
آپ نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ اے شخص کون ہو تو عرض کی انا رجل غریب ابتت استئل

رسول اللہ انا اذ نو لی فی الدخول یعنے مین ہون ایک مرد غریب کہ آیا ہون نزدیک
جناب رسول کے کہ کچھ سوال کرون مین اونحضرت سے آیا اذن ہی میرے تئین کہ مین داخل ہون
جناب فاطمہ نے یہ سنکر ارشاد کیا کہ اے مرد خدا رحمت کرے اوپر تیرے تو اسوقت جا کہ اسوقت
رسولخدا کا بسبب شدت مرض کے حال غیر ہے پس ملک الموت نے تہوڑی دیر توقف کے بعد اوسکے
پھر اذن طلب کیا پھر سیدہ نے وہی جواب سابق دیا کہ بیت

الحال کہ جائے رسولے عربی نیست
اے مرد غریب وقت ملاقات نبی نیست

تیسری مرتبہ پھر ملک الموت نے اذن چاہا اوسوقت جناب رسول خدا ہوش مین آئے اور فرمایا کہ یا
فاطمہ اتدرین من ھذا یعنے ای فاطمہ پہچانا تمنے کہ یہ کون ہے عرض کی کہ مین نہین جانتی ہون کہ یہ کون ہے
دیر سے باواز مہیب اذن دخول طلب کر رہا ہی حضرت نے فرمایا کہ ھذا مفرق الجماعات و منغص
اللذات ھذا ملک الموت ملک الموت یعنے ای فاطمہ یہ پریشان کرنے والا جماعت کا ہی اور قطع کرنیوالا
لذات اور یتیم کرنے والا لڑکون کا اور بیوہ کرنے والا عورتون کا- اے فاطمہ یہ فرشتہ مقرب
ملک الموت ہی اور کبھی قبل میرے کسی سے اذن طلب نہین کیا اور نہ بعد میرے کسی سے اذن
طلب کریگا مگر خدا نے مجھکو اور میرے اہلبیت کو وہ بزرگی کرامت فرمائی ہی کہ فرشتے بغیر اذن
نہین داخل ہو سکتے ای فاطمہ تم اسے اجازت دو کہ یہ داخل خانہ ہو اور میری روح کو قبض کرے
پس یہ سنکر جناب سیدہ رونے لگین اور باواز محزون فرمایا کہ ادخل رحمک اللہ یعنی اے
ملک مقرب داخل ہو خدا رحم کرے اوپر تیرے اے مومنین یہ مقام سر پیٹنے اور خاک اوڑانے کا ہی
کہ جس گھر کو خدا نے یہ بزرگی دی ہی کہ فرشتے بغیر اذن کے داخل نہو سکتے تھے اوسی گھر کو ناریون نے
آگ سے جلایا در کو جناب فاطمہ کے پہلو پر گرایا جسکی ضرب سے حضرت محسن شکم جناب سیدہ مین
شہید ہوئے بازو پر اوس معظمہ کے دُرّہ لگایا باغ فدک کو چھین لیا الغرض مومنین ملک الموت
... السلام علیک یا رسول اللہ اور بعد اوسکے سلام خدا

حضرت کو پہونچایا اور عرض کی کہ یا احمد ان اللہ تعالیٰ ...

ہے بتحقیق خداوند عالم نے مجھے آپکی خدمت مین بھیجا ہی اور حکم فرمایا ہی کہ آپکی اطاعت اور فرمانبرداری

کرون پس اگر حکم ہو تو آپکی روح اقدس کو قبض کرون اور نہ واپس جاؤن پس اونحضرت نے فرمایا کہ

اے ملک الموت مین ہمہ وقت تابع حکم الٰہی ہون جو اوسنے فرمایا ہو اوسے بجالاؤ علاوہ اسکے مین

اب زندگانی دنیا سے بیزار ہون اور مشتاق ملاقات پروردگار پس ملک الموت مصروف بہ قبض

ہوے - اور ایک روایت سے ہی کہ اوسوقت جبرئیل رب جلیل کے طرف سے نازل ہوے اور عرض

کی کہ یا رسول اللہ خدا عز وجل آپکی ملاقات کا مشتاق ہے - **ابیات**

رفتم کہ زہم طراز جنت	دور از تو شدم برای خدمت
زینت بہ بساط قدس دادم	درہای بہشت را کشادم
ہر بزم کہ لائق تو دیدم +	جاروب زبال خود کشیدم

حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل کوئی بشارت دوسرے تئین جبرئیل نے عرض کی کہ بشارت ہو

آپکو کہ ایک چیز لایا ہون مین آپکے لیے کہ وہ مرغوب اور محبوب طبع اقدس ہی حضرت نے فرمایا

کہ وہ کیا ہی جبرئیل نے عرض کی کہ یا نبی ان النیران قد اخمدت والجنان قد زخرفت

وحور العین قد زینت والملائکۃ قد صفت لقدوم روحک یہ سنکر حضرت رسول نے فرمایا

کہ اے اخی جبرئیل یہ مقصود میرا نہین ہے پھر جبرئیل نے عرض کی کہ یا رسول اللہ بہشت حرام ہی

کل انبیا اور اوصیا اور اولیا اور دوسرے بندگان خدا پر جبتک کہ آپ اور آپکی امت نہ داخل ہو

پھر حضرت نے فرمایا لیس عن ھذا اسئلک جبرئیل نے عرض کی کہ قیامت مین اول جسکے سر پر تاج

شفاعت رکھا جائیگا وہ آپ ہین جب حضرت نے یہ سنا تو فرمایا کہ الآن اقرت عینی

یعنے وہ بشارت دوسرے تئین کہ میرے عقدہ دل کو کھولے جبرئیل نے عرض کی کہ یا نبی اللہ وہ

کیا عقدہ آپکے دلمین پڑا ہے کہ باوجود ان بشارتون کے نہین کھلتا فرمایا کہ اے اخی جبرئیل

گنہگاران امت کے لیے دل میرا بیتاب ہے جبرئیل نے کہا کہ اے ہادی امت و ای مددگار امت خدا
نے آپکو شفاعت روز قیامت عطا فرمائی ہے اوس روز پروردگار عالم اسقدر آپکے گنہگاران امت کو
بخشیگا کہ آپ راضی ہو جاینگے یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ اب روشن ہوئی آنکھ میری اور شگفتہ ہوا دل
میرا بعد اوسکے فرمایا کہ انت یا ملک الموت امض لما امرت یعنے ای ملک الموت کہ جہان ہو
مامور ہو آگے اوس امر پر کہ مامور ہوئے ہو جانب خدا سے اور کتاب معراج النبوۃ مین لکھا ہے
کہ جب سکرات موت نے اوںحضرت پر غلبہ کیا تو اوسوقت رنگ چہرۂ مبارک کا کبھی کاہی ہو جاتا
اور کبھی سرخ اور کبھی سپید اور جبین مبارک سے عرق جاری تھا اور ایک جام پانی کا قریب
اون حضرت کے دہرا تھا اور وہ جناب اوس پانی سے دست مبارک اپنا تر کرکے رخ پر
پھیرتے تھے اور فرماتے تھا اللہم اعنی علی سکرات الموت اور بروایتے دیگر فرماتے تھے کہ لا الہ الا اللہ
ان للموت سکرات پس روح مبارک اوںحضرت کی طرف عالم قدس کے پرواز کر گئی پس
اوسوقت جناب فاطمہ نے اک ایسا نعرہ جانخراش کیا کہ وہ نعرہ سنکر تمام اہلبیت اور انصار
اور مہاجر نے صدا وا محمداہ کی بلند کی اوسوقت اطراف خانہ سے ایک آواز آئی کہ السلام
علیکم یا اہل بیت النبوۃ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم
پس چاہیئے کہ ساتھ خدا کے واثق رہو تم اور طرف خدا کے رجوع کرو تم اے اہلبیت اور باز رہو
اپنے تئین جزع اور فزع سے کہ درحقیقت مصیبت زدہ وہ شخص ہے کہ ثواب صبر سے محروم رہے
مومنین ہرچند سب تلاش کرتے تھے مگر آواز دینیوالا نہ معلوم ہوتا تھا اوسوقت جناب امیر نے
فرمایا کہ یہ حضرت خضر ہین مجھے جناب رسولخدا کا پرسا دینے آئے ہین اور ایک راوی کہتا ہے
کہ جب حضرت رسول نے رحلت فرمائی اور اہلبیت کی رونے کی آواز بلند ہوئی تو اوسوقت سب
انصار اور مہاجر مسجد سے طرف خانہ جناب رسول کے دوڑے اور فریاد وزاری کرنے لگے
اور کہتے تھے

رفت از دنیا پیمبر آہ آہ	گشت آیت خاک بحسرت آہ آہ	
بے پدر گردید زہرا داد و داد	بے برادر گشت حیدر آہ آہ	ح
پشت بر محراب و منبر کرد و رفت	صاحب محراب و منبر آہ آہ	
چون مسجد بعد ازین اندر رو	بے تو سلمان را و آذر آہ آہ	

پس حضرت امیر اور عباس اور فضل بن عباس حضرت کی میت کو اوٹھا کر طرف کوہ صفا کے
واسطے غسل دینے کے لیگئے مومنین ایک مقام پر اور ملک الموت نے واسطے قبض روح کے
اجازت لی ہے حضرات وہ مقام مقام کربلا ہے روایت ہی کہ جب فرزند رسول الثقلین
یعنے جناب امام حسین پشت ذوالجناح سے زمین گرم کربلا پر گرے اور شمر ملعون مرتکب
اوس فعل کا ہوا کہ جس سے عرش خدا لرز گیا آفتاب کو گہن لگا زمانہ مین تاریکی چھا گئی
آسمان سے لہو برسا اوسوقت ملک الموت کو حکم ہوا کہ اے ملک الموت جلد زمین کربلا پر جا
اور تا ساقی تمام روح ہمارے عاشق صادق کی قبض کر اوسوقت ملک الموت آکے دیکھا
کہ مظلوم کربلا کے سینہ پر شمر بے حیا سوار ہی اور حضرت بالاے سر اون جناب کے کھڑے ہو کر زار زار
مثل ابر بہار کے رو رہی ہین اور ایک پہلو مین جناب حسن مجتبی بیٹھے ہوے ہین اور ایک طرف
جناب شیر خدا- یہ دیکھکر ملک الموت نے جناب امیر سے پوچھا کہ یا ابوالحسن مجھے اجازت ہی
کہ مین آپکے فرزند حسین کی روح قبض کرون حضرت نے فرمایا کہ مین ہردم راضی برضاے الہی
ہون تمکو اختیار ہے مگر اتنا توقف کرو کہ انکو اپنی مان کا انتظار ہے زہرا کو آلینے دو دنیا کو
روح جناب فاطمہ نے آواز دی کہ یا علی مین آپہونچی- مومنین جب جناب فاطمہ نزدیک پہونچین
اور مظلوم کربلا کا یہ حال دیکھا کہ سینہ پر شمر بے حیا بیٹھا ہوا ہی اور زخمون سے خون بہ رہا ہے
آنکھیں بند لبون پر صداے العطش بلند جناب فاطمہ نے دونون ہاتھون سے اپنا منھ پیٹ لیا
اور غش کر کے زمین پر گر پڑین جب غش سے ہو نکلین تو اپنی فرزند مظلوم کا سر آغوش مین لیکے

... اے فاطمہ صبر کرو راضی برضائے الٰہی رہو اور
ملک الموت کو قبض روح کی اجازت دو کہ اب حسینؑ کے زخمون مین درد سوا ہی کہ دیر سے قاتل
اوسکے سینہ پر بیٹھا ہی اب ملک الموت کو قبض روح کی اجازت دو تاکہ اوسکو اس تکلیف سے
راحت ہو جناب سیدہ نے یہ سُنکر کہا کہ یا ابو الحسنؑ تم کہدو میری زبان سے تو یہ کلمہ نہ نکلیگا۔
الغرض مومنین جب ملک الموت متوجہ بہ قبض روح ہوے تو کوئی مقام بدن مبارک پر زخمون سے
خالی نپایا کہ جس مقام سے قبض روح کرین اوسوقت ملتجی بجانب درگاہ خدا ہوی کہ خداوندا مین
کس عضو سے تیرے عاشق صادق حسینؑ کی روح قبض کرون تمام بدن زخمون سے چور ہے
آواز آئی کہ دہن سے روح قبض کرو عرض کی کہ دہن پر ایک تیر لگا ہی اور ایک پتھر کا بھی
زخم ہی پھر آواز آئی کہ پیشانی سے۔ ملک الموت نے عرض کی کہ پیشانی پر بھی زخم تیر اور پتھر ہے
حکم ہوا کہ سینہ سے قبض روح کرو عرض کی کہ اے مالک میرے سینہ تمام تیرون سے اور نیزون
کی نوکون سے مثل غربال کے مشبک ہی یعنے تمام سینہ مین سوراخ پڑے ہوے ہین اسیطرح
جس عضو سے حکم خدا ہوتا تھا ملک الموت عذر پیش کرتے تھے اوسوقت درگاہ رب العزت سے ندا
آئی کہ اے ملک الموت ٹھہرو کہ ہم خود اپنے ید قدرت سے اپنے عاشق صادق کی روح قبض
کرینگے۔ مومنین جناب رسول کی حالت سکرات مین جناب فاطمہ سے بیٹی حضرت کے پاس بیٹھی
ہوئی تھین جناب امیر سا عاشق بھائی سر اون حضرت کا زانو پر رکھے ہوئے تھا اور حضرت کے
جناب عباس پہلو مین بیٹھے ہوے تھے افسوس صد افسوس قربان جان زائر کی غربت اور بیکسی
مظلوم کربلا پر کہ وقت سکرات اور ذبح ہونے اون حضرت کے سوائے غربت اور بیکسی کے
کوئی اوس مظلوم کے پاس نہ تھا مومنین بھائیون مین جناب مجتبیٰ پہلے ہی داخل بہشت ہو چکے تھے
دوسرا بھائی اون حضرت کی عاشق و شیدا جناب عباس ہاتھ شانون سے جدا تن اطہر خاک اور
خون مین آلودہ مانند شیر نہر علقمہ کے ترائی مین سوتے تھے چچا بھی اون حضرت کی کوئی زندہ نہ تھے

جو مظلوم کربلا کے پہلو مین بیٹھے تھے اور حضرات بیٹیون مین آنحضرت کی ایک جناب فاطمہ کبرا ایک
رات کے بیاہی بیوہ حجلہ گاہ مین اپنے باپ کی مظلومی اور غربت پر روتی تھین اور دوسری جناب
سکینہ بر بوجہ کمسنی کے پیاس کی شدت کا یہ غلبہ تھا کہ بار بار غش ہوتی تھین سوا اسکے مومنین
وہ دونون پردگیان عزت و توقیر اوس ہجوم نامحرمون مین کیونکر خیمہ سے باہر نکلتین لہذا اہلبیت
اون حضرت کے اپنے اپنے وارثون کے لیے فریاد وزاری مین مشغول تھے - القصہ مومنین بیت
جناب رسولخدا کو وہ صفا پر جناب امیرؑ نے خود نفس نفیس غسل دیتے تھے اور فضل اور عباس
پانی ڈالتے تھے اور روایات صحیحہ سے ہے کہ ملائکہ اون جناب کو مدد دیرہے تھے اور کتاب احتجاج
اور کتاب سلیم بن قیس ہلالی مین سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس مکان مین حضرت
نے رحلت فرمائی تھی اوسی مکان مین غسل دیا اور جب غسل وکفن سے فارغ ہوے تو جناب
امیر باہر تشریف لائے اور مجھے اور اباذر اور مقداد کو اور جناب فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کو
اپنے ہمراہ اندر لیگئے اور نماز جنازے پر پڑھی اور بعد اوسکے دس دس آدمی مہاجر اور انصار کے
داخل حجرہ ہوتے تھے اور نماز آنحضرت کے جنازے پر پڑھ کے باہر نکل آتے تھے اسیطرح روز دوشنبہ
سے کہ دن وفات اون حضرت کا تھا تا شب چہارشنبہ اون حضرت کو دفن نہین کیا اور صاحب
روضۃ الاحباب کہتے ہین کہ ان دو روز اور ایک شب مین گروہ گروہ مردم آتے تھے اور نماز
اون حضرت پر پڑھتے تھے اور نماز اون لوگون کی نہ تھی مگر صلوات اور جناب امیر علیہ السلام
فرماتے تھے کہ کوئی شخص اون حضرت کی میت پر نماز پڑھنے مین امامت نکرے کہ وہ امام تمہارے
ہین حیات اور ممات مین اور ایک روایت مین ہے کہ جناب رسول نے خود اسیطور پر وصیت
کی تھی اور کلینی اور شیخ طوسی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اہل مدینہ نے
اتفاق اس بات پر کیا کہ حضرت کو بقیع مین دفن کرین اور جناب امیر چونکہ جانتے تھے کہ منافق

وصیت ہی کہ جس حجرہ مین میری روح قبض ہوی اوسی مین مجھے دفن کرنا یہ فرما کر اوسی حجرہ مین
دفن کیا اور بعد دفن کے حضرت امیر نے السلام مرثیہ پڑھا کہ انسان اور جن اور ملائک ایک
در و دیوار سے رونے کی آواز آتی تھی۔ مومنین سُنا آپ نے حال دفن جناب رسول کا اب
سرون پر خاک اوڑائیے اور یا حسینؑ یا حسینؑ کہکر رو دیجے کہ جس مظلوم کے بارہ مین جناب رسول
مکرر فرماتے تھے کہ الحسین منی و انا من الحسین اوسی حسینؑ کو اشقیائے امت نے تین دن
کا بھوکا اور پیاسا شل گوسپند قربانی کے ذبح کیا اور بعد ذبح کے لاش کو اوس مظلوم کے بے غسل
کفن زمین گرم پر چھوڑ گئے آہ آہ مومنین کفن دینا تو ایک طرف کپڑے بھی اوس لاش کے اوتار
لیے تھے اسیطرح برہنہ جلتی ہوئی ریتی پر پڑے تھے حالانکہ اوس مظلوم نے اپنی لاش کے دفن
ہونے کے واسطے قبل شہادت کے بڑے اہتمام کیے تھے۔ ایک روایت مین ہے کہ جب حضرت
وارد کربلا ہوے اور قوم بنی اسد سے زمین خرید چکے بعد اوسکے حضرت نے جناب عباس سے
فرمایا کہ اے بھائی تم جاؤ اور قوم بنی اسد کو میرے پاس بلا لاؤ مگر اونکے تین غول کرو عورتون
کا غول علیحدہ ہو اور مردون کا علاحدہ اور لڑکون کا علاحدہ۔ مومنین جناب عباس گئے
اور موافق ارشاد کے اونکو اپنے ہمراہ لائے آہ آہ مومنین قربان جان زائر کی وصیت جناب
سید الشہدا پر پہلے حضرت نے اونکے مردون کو طلب کیا جب وہ آگئے تو فرمایا کہ اے بنی اسد مین
تمسے ایک حاجت رکھتا ہون اور وہ حاجت یہ ہی کہ جب کوفیان پر دغا مجھے قتل کرین اور لاش
کو میرے بغیر دفن کیے چھوڑ جائین تو تم اتنا کرنا کہ ایک گڑھا بطور قبر کے کھودکر میری لاش کو اوسمین
دفن کر دینا اور ایک دوسرا گڑھا کھودکر اوسمین میرے عزیزون اور انصارون کے لاشون کو
دفن کر دینا تمکو ثواب ہوگا قوم بنی یہ سُنکر رونے لگے اور سب نے عرض کی کہ ہم ضرور حکم حضرت کا
بجا لائینگے بعد اوسکے جب وہ چلے گئے اوسوقت حضرت نے اونکی عورتون کو طلب کیا اور فرمایا
اے زنان بنی اسد بعد ہمارے قتل ...

لاشون کو دفن نکرین تو تم اپنے مردون کو غیرت دلاکر ہماری لاشون کو دفن کرا دینا معلوم ہوگا وہ عورتین یہ سُنکے سرون کو پیٹنے لگین اور صداے گریہ وزاری بلند کی جب رقت کم ہوئی تو عرض کی یا آقا قربان ہون یہ لونڈیان آپکی وصیت پر آپ خاطر جمع رکھین کہ یہ کنیزین لشکر والے آپکی لاش اطہر کو دفن کروائینگی اور جو وہ کچھ تامل کرینگی تو یہ کنیزین اسکو دفن کرینگی پس حضرت نے اونکو بھی رخصت فرمایا اور اونکے لڑکون کو طلب کیا۔ مومنین مجھے یقین کامل ہے کہ آپ یہ وصیت اپنے آقاے مظلوم کی ہرگز نہ سُن سکینگے۔ آہ آہ جب وہ لڑکے آئے تو حضرت نے اون لڑکون سے فرمایا کہ اگر تمھارے مان باپ ہماری لاشون کو دفن نکرین تو تم جب کھیلنے کو لیے آنا تو تم سب مل کے بطور کھیل کے مٹھی مٹھی بھر خاک لیکر ہماری لاشون پر چھوڑ دیا کرنا تاکہ ہماری لاشین خاک مین چھپ جائین سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس پہلی دوسرے ماتمکدے کی بتول عذرا سیدۃ النسا جناب فاطمہ ع زہرا صلوات اللہ علیہا کے حال مین ــ ٥

شیعیان عیش جہان جملہ رنج و تعب است	آتش اندر کبد و شعلہ در اندر عقب است
جبرئیل ست و عزازیل بہ مسندگہ عرش	مصطفےٰ را بجرم معرکہ بابولہب است
پس غلط کارے او را ہمہ انیست دلیل	کہ دل آزردہ از و دختر سیر عرب است
حضرت فاطمہ ع زہرا کہ زنام و لقبش	تا ابد بیت و حرم صاحب نام و لقب است
قرۃ العین نبی شمع شبستان علی ع	با در گشتۂ الماس و شہ تشنہ لب است
حکم او را لقضا امر قدر قد لزم است	امر او را لقدر حکم قضا قد وجب است

کتاب بحار الانوار کہ ایک دریا ہے موتیون اخبار کا اوسمین یہ حدیث ہے کہ شیرینی اوسکے مانند عذوبت آب فرات کے شیعون کو گوارا اور روح افزا ہے فرات بن ابراہیم کوفی سے لکھی ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری نے جناب امام محمد باقر ع سے سوال کیا کہ ایک فضائل جناب فاطمہ زہرا

بتول عذرا سے بیان فرمائی اونحضرت نے ارشاد کیا کہ فرمایا مجھسے میرے پدر بزرگوار نے کہ جناب
رسول خدانے ایکدن بیان کیا کہ جب قیامت قایم ہوگی تو اوسوقت حکم خدا سے بہت منبر نور
کے میدان قیامت مین نصب ہونگے واسطے انبیا اور اوصیا کے بعد اوسکے ایک منبر نور کا نہایت
رفیع کہ اوسکی بلندی تک پہونچنے مین مرغ وہم وگمان بے بال و پر ہے اور اوسنے اوسکے
احاطہ تحریر اور تقریر سے باہر ہے واسطے میرے نصب ہوگا اور مین اوس منبر پر جاؤنگا
اور اسطرح سے علی اور فرزند میرے حسنؑ اور حسینؑ پس جبرئیل امین جانب رب العالمین سے
ندا کرینگے کہ کہان ہین بتول عذرا جلیلہ خدا جناب فاطمہ زہرا پس وہ مخدرہ طاہرہ کلام
ملک علام سنکر صحرائے محشر مین آئینگے اوسوقت ایک منادی ندا کریگا کہ اے اہل محشر سر اپنے
نیچے کرو اور آنکھون کو بند کرلو کہ شفیعہ روز محشر دختر مرضیۂ جناب خیر البشر عرصۂ محشر مین آتی ہی
اور ایک روایت سے یہ ہے کہ جبرئیل امین حامل وحی رب العالمین ایک ناقہ نورانی بہشت
کہ شرف مین ناقہ صالح سے بہی سبقت لیجائیگا اور مہار اوسکی روشن زیادہ موتیون کی
لڑی سے ہوگی اور ہودج نور کے اوپر رکھے ہوے کہ باطن اوسکا ظاہر سے اور ظاہر اوسکا
باطن سے عیان ہوگا اور اندر اوسکے عفو پروردگار بھری ہوئی ہوگی اور باہر اوسکے رحمت
غفار احاطہ کیے ہوگی اور ستر ہزار فرشتے جانب راست اور ستر ہزار جانب چپ ہونگے لیکر
فاطمہ کے پاس جائینگے اور فاطمہ اوس ناقہ پر سوار ہوگی اور جبرئیل مہار اوسکی لیئے ہوے
جانب محشر آئینگے اور باواز بلند ندا دینگے کہ غضوا ابصارکم حتی تجوز فاطمہ بنت

رسول اللہ صہ

تمام دیدہ بپوشید ایہا الثقلین	کہ میرسد زسما مادر امام حسینؑ

پس یہ ندا سنکر خواہ انبیا خواہ اوصیا خواہ صدیق کوئی اہل محشر سے ایسا نہوگا کہ جو آپ نے
[illegible]

خداوند عالم یہ مرتبہ عطا فرمائیگا اوسے مخدومۂ کونین کو امت نابکار نے بعد رحلت رسول مختار
کے کیسا کیسا ستایا کہ گھر اوسکا آگ سے جلایا پہلو پر دروازہ گرایا حق کو اوسکے غصب کیا بابا
کے ماتم مین جی بھر کے رونے نہ دیا اور بعد رحلت اون معظمہ کے اونکی بیٹیون کو قید کر کے
کربلا سے شام تک شتران بے کجاوہ پر سر برہنہ لیگئے اور شمر لعین اون ناقون کی جانب اشارہ
کر کے تماشائیون سے کہتا تھا کہ یہ ذریت ہین رسولخدا کی اور بیٹیان ہین علی مرتضی کی مومنین
کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ عورتین کیون آنکھین بند کرینگی جب
جناب فاطمہ وارد محشر ہونگی۔ حضرت نے رو کے فرمایا کہ فاطمہ اس حال سے محشر مین تشریف
لائینگی کہ کسیکو تاب دیکھنے کی نہوگی یعنے عمامۂ خون آلودہ جناب علی مرتضی ہاتھون پر دھرا ہوا
اور جامۂ زہر آلود حسن مجتبی داہنے دوش پر پڑا ہوا اور بائین دوش پر پیراہن خون آلودہ
پارہ پارہ جناب مظلوم کربلا سید الشہدا کا اور آغوش مبارک مین لاش حضرت محسن کی ہوگی
اور سر بجانب آسمان بلند کر کے فرمائینگی کہ خداوندا تیری کنیز فاطمہ تیرے پاس فریادی آئی ہر
اسوقت لو داد دے میرے خداوندا ظالمون نے مجھپر بڑے ظلم کیے میرا گھر آگ سے جلایا میرے پہلو
پر در گرایا کہ جسکی ضرب سے میرا محسن شکم مین شہید ہوا اور میرے شوہر کا گلا رسی مین باندھا
حق میرا چھین لیا میرے فرزند حسن کو زہر دیا اور میرے حسین کو دو دن کا بھوکا اور پیاسا دریا کے
کنارے مثل گوسپند قربانی کے ذبح کیا اے خالق میرے اس ظلم پر بھی التفانہ کی لاش اوسکی
گھوڑون سے پامال کی بیٹیون کو میرے کھلے سر شہرون مین اور بازارون مین تشہیر کیا یہ ہین
اون مخدومۂ کونین کی شکایتین اسقدر سرون کو پیٹین گی اور روئینگی کہ اونکے رونے سے عرصۂ محشر
مین ایک اور محشر تازہ برپا ہوگا۔ اوسوقت جبرئیل نزدیک جناب فاطمہ کے
آکر کہینگے کہ اے بنت رسولخدا فرماتا ہے کہ اے حبیبہ میری کیا چاہتی ہے تو اسوقت ہمسے اوسوقت
جناب فاطمہ بعد فریاد دبکا عرض کرینگی کہ خداوندا میرے بیٹون حسن اور حسین کو مجھے دکھا دے

ہین اوسوقت فقط خدا کے نور ہین جناب امام حسن اور امام حسین [illegible]

لاوینگے کہ جناب امام حسن تو اپنی کلیجہ کے ٹکڑے ہاتھون پر دہرے ہوئے ہونگے اور جناب مظلوم

کربلا کشتۂ تیغ جفا تمام جسم اطہر تیغون سے پارہ پارہ خاک اور خون مین آلودہ ایک ہاتھ پر سر

انور دوسرے ہاتھ پر لاشۂ علی اصغر گلا تیر سے چھید کیا ہوا سے بہرا اور پیچھے اون حضرت کے

سب عزیز اور انصار سر کٹے ہوئے لباس خاک اور خون سے بہری ہوئی ایک طرف اہلبیت

اون حضرت کی سر برہنہ ناقون پر سوار اشکبار بچون کی زبانون پر صدائے العطش جاری یہ

دیکھکر جناب فاطمہ فریاد وا ولداہ وا قرۃ عیناہ کی بلند کرینگی مومنین جناب سیدہ کا یہ حال

دیکھ کر سب اہل محشر واحسین کا شور مچاینگے اور سرون پر خاک اوڑاینگے اوسوقت دریای قہر الٰہی

جوش مین آیگا اور آتش دوزخ کے شعلے ایسا سر اوٹھاینگے کہ تمام زمین محشر

اور اہل محشر لرز جاینگے یہ دیکھکر جبرئیل جناب رسول مقبول کی خدمت مین جا کر عرض کرینگے

کہ اے حبیب داور اور اے شافع محشر جلد آپ اپنی بیٹی جناب فاطمہ کے پاس جائین اور

اوس شفیعہ روز جزا کو سمجھائین کہ خداوند عالم سے شفاعت خواہ امت ہون ورنہ اسوقت

دریاے غضب الٰہی جوش مین ہے ایسا نہو کہ شعلۂ آتش قہر الٰہی سے کل موجودات جلکر خاک

ہو جاے پس وہ حضرت جب جبرئل کی زبان سے یہ کلمہ سنینگے بے اختیار روتی ہوے

جناب فاطمہ کے پاس جا کر فرماینگے کہ اے نور چشم میرے ای فاطمہ آج روز دادرسی امت

گنہگار ہے نہ دن فریاد اور شکایت اے بیٹے اسوقت سب شیعہ تیرے شوہر علی مرتضی کے اور

سب زوار اور عزادار تیرے فرزند حسین مظلوم کربلا کی تجہسے شفاعت کی امید رکھتے ہین کہ

اسوقت قہر و غضب الٰہی دیکھکر سب نالان اور ترسان ہین اور اے بیٹے ان لوگون کا مجہپر اور

تجہپر بڑا حق ہی کہ یہ سب تمام عمر تیرے فرزند مظلوم کے غم مین روئے ہین اور آج وہ سب

[illegible]

اور انہی دوستوں اور شیعوں کی آمرزش کے لیے خدا سے ملتجی ہونگی اور ایک روایت سے ہی کہ جب جناب سیدہ ساکت ہونگی اوسوقت جبرئیل اون معظمہ کی خدمت مین آئینگے اور عرض کرینگے کہ اے بنت رسول خدا عزوجل فرماتا ہی کہ پوچھو ہماری حبیبہ سے کہ کیا چاہتی ہی اسوقت وہ معظمہ عرض کرینگی کہ پروردگار میرے تو میرے شیعوں کو بخشدے بس آواز آئیگی جانب خدا سے کہ اے فاطمہ بخشا ہمنے تیرے شیعوں کو پھر عرض کرینگی کہ میرے شوہر کے شیعوں کو بھی بخشدے خدا فرمائیگا کہ بخشا اے فاطمہ پھر عرض کرینگی کہ میرے فرزندوں کے شیعوں کو بھی بخشدے پھر خدا جواب مین فرمائیگا کہ بخشا ہمنے اے فاطمہ خلاصہ وہ معصومہ اسیطرح سب دوستوں کو انہی بخشائیگی

مجلس دوسری جانا جناب فاطمہ سیدۃ النسا کا عروسی زنان قریش میں

بازکفر و دین بعیش و ماتم اند	عیش و ماتم باز باہم توام اند
چرخ زینب داد زیبا محفلے	دیدۂ نظارہ ہر خشت دگلے
تاکند جا شمع دین بر خوان کفر	مہر ایمان تابد از ایوان کفر
مقصد گردون دگر زین سوز چیست	زاجتماع کفر و دین منظور چیست
کرد در سوری بپا سامان عیش	روزگار از بہر کفار قریش
در عروسی خانہ زنہائے عرب	غرق زیور گشتہ و گرم طرب
عود و عنبر چون بمجمر ریختند	بت پرستان رنگ دیگر ریختند
زوجۂ عفریت شکلے بولہب	بازنان گفت ای بزرگان عرب
مصطفی را دعوی ہمسریست	دخترش را ادعای برتریست
درچنین بزمے کہ جشن خسروان	بردہ تابانش گرد از اختران
جلوہ گر در جامہائے زر ہمہ	پاے تاسر غرق در زیور ہمہ
گر درین مجلس نہد پا فاطمہ	میشود البتہ رسوا فاطمہ

تا بزر آئینه دل برده زبان — او ندارد زر و [illegible] در صحیفه نہان

تار و بود جامهٔ ما زر نگار + — رخت او از لیف خرما و صله دار

قصد ما چون خفت خیر النساست — خواستن او را درین مجلس [illegible]

میکشد اے اہل دانش غیرتم — ای مسلمانان سراپا حیرتم

دخترے چون دختر خیر البشر — مادرے زادست محنت کش دگر

گشته تاراج اطاعت زیورش — کرده در طفلے اجل بے مادرش

تا سحر شبها پریشان حال او — روزها بے آب و نان اطفال او

دید با این رنج و محنت بارها — از زن و مرد عرب آزارها

گر لوائے عیش می افراشتند
چشم بر آزار زہرا داشتند

اگرچه حکایت جانی جناب بتول عذرا بنت محمد مصطفےٰ کی بزم عروسی زنان کفار قریش مین باختلاف روایات ہی یعنے بعض روایت سے ہے کہ یہ واقعه مکه معظمه مین واقع ہوا تھا لیکن چونکه کفار قریش نے ایک عہدنامه لکھا تھا که ساتھ کسی وجه کے اون حضرت اور بزرگواران بنی ہاشم کے آمد و شد اور مبالغه اور مناکحه اور مکالمه نکرین اور جس زمانه مین که حضرت رسول مقبول مکه معظمه مین تشریف رکھتے تھے جناب فاطمه بہت کم سن تھین پس باین وجوہات کیونکر اون معظمه کو اپنی مجلس عروسی مین طلب کرتین بلکه اصح روایت یه ہی که محقق مجلسی علیه الرحمه نے کتاب بحار الانوار مین کتاب خرائج راوندی سے روایت کی ہی که چونکه جماعت یہود کو کمال درجه بغض سید انبیا سے تھا حضرت کی خدمت مین آکر عرض کی که —

گرچه ما از دین و ایمان با شما بیگانه ایم — در حقیقت لیک از همسایه و همخانه ایم

بزم سورے چیده ایم لیکن دلی مسرور نیست — زانکه بے خاتون محشر بزم ما را نور نیست

معدن انصافی و این بس کہ ہنگام سخا	از تو سائل ہرچہ میخواہد نغسم کوئی نہ لا

ہم امیدوار ہین کہ براہ لطف وعطا ارشاد فرمایئے کہ جناب فاطمہ بتول عذرا ہماری بزم
عروسی مین تشریف لائین تاکہ ہماری عورتون کے لیے باعث عزت اور افتخار کا ہو جبکہ
اون لوگون نے ازراہ مکر وفریب بکمال عاجزی عرض کی تو اون حضرت نے فرمایا کہ اچھا تم سب
جاؤ جناب فاطمہ آئینگی پس وہ جناب خانۂ جناب فاطمہ مین تشریف لائے اور فرمایا کہ اے
نور دیدہ سرور سینہ آج قوم یہود مین بزم عروسی آراستہ ہے لہذا اونکی عورتون نے اپنی شوہرون
کو میرے پاس بھیجا تھا کہ ہماری تمنا یہ ہے کہ جناب سیدہ ہماری بزم مین تشریف لائین تاکہ
ہمارے لیے باعث فخر کا ہو چنانچہ مین نے اونسے وعدہ کیا ہے کہ اچھا تم جاؤ فاطمہ آئینگی پس
مین تمکو اطلاع کرنے آیا ہون اب تمکو لازم ہے کہ تم جاکر اونکی بزم عروسی مین شریک ہو تاکہ میرے
وعدے مین خلاف نہ واقع ہو یہ سُنکر جناب فاطمہ رونے لگین کہ اے پدر بزرگوار اونکی عورتین
زیورون سے آراستہ اور لباس مکلف سے پیراستہ ہین اونکو منظور ہے کہ ہم فاطمہ کو اپنی بزم مین
بلاکر ذلیل اور رسوا کرین پس اے بابا مین کیونکر اس حال سے اونکی بزم مین جاؤن کہ
لباس کا میرے یہ حال ہے میرے اکثر لیف خرما کے پیوند لگے ہوے ہین اور سوا اس ایک پیراہن
کے کہ جو پھٹا ہوا پہنے ہون دوسرا نہین ہے اور بہ نسبت اور زیب وزینت کے کیا عرض کرون
اے بابا حنا کے عوض ہاتھون مین آسیا سائی کے گھٹے پڑے ہوے ہین اور آنکھون مین بجاے
سرمہ کے کثرت فاقون سے حلقے پڑے ہوے اور اے بابا یہ جو مین نے آپکی خدمت باسعادت مین
عرض کی ہے فقط اونکے بزم مین جانے کے لیے ورنہ مین آپ سے شکایت ناداری کی نہین کرتی ہو
بلکہ ہمہ وقت شکر پروردگار بجالاتی ہون اور ہر ایک امر مین راضی برضاے الٰہی ہون مومنین جب
حضرت ختم المرسلین نے اپنی بیٹی کی ناداری کا حال سُنا بہت روئے پس اوسوقت دریاے رحمت
[illegible] جبرئیل امین کو حکم رب العالمین ہوا کہ اے جبرئیل جلد بہشت سے

... ساتھ شاہانہ ... ایک گروہ حورون کے ہمراہی ستر ہزار
ملائکہ روے زمین پر نازل ہو اور ہماری جانب سے ہمارے حبیب سے کہو کہ ہماری حبیبہ بتول عذرا
فاطمہ سے کہین کہ تو غمگین اور ملول نہو ہمنے تیرے لیے لباس اور زیور اور حورین خدمت کے
واسطے بھیجا ہی تو با این شان و شوکت شاہانہ بزم عروسی زنان یہود مین جا سکے اینجا دم ہے
یعنے ہمکو منظور ہے کہ ہماری حبیبہ کے جانے کی برکت سے ایک جماعت زنان یہود کی کفر وضلالت
سے رہا ہوکر داخل زمرۂ اسلام ہوسے

محیط رحمت عام خداوند
بجوش آمد ز لطف کبریائی

همان‌دم جبرئیل از نزد داور
چو رحمت گشت نازل بر پیمبر

سلام حضرت جان آفرینش
رساند و عرض کرد آنکه جبینش

که اے مسند نشین بزم افلاک
سلامت میرساند ایزد پاک

که یا احمد بگو خیر النسا را
بہار گلشن شرم و حیا را

کہ اسباب عروسی تو با ماست
مخور غم ہر چہ میخواہی مہیاست

ز خاطر بار این اندوہ بردار
قدم سوے عروسی خانہ بگذار

الغرض جبرئیل بہشت سے سب سامان سواری جناب سیدہ لیکر مع گروہ حور و ملائک زمین پر
نازل ہوے اور خدمت مین رسول پاک بعد سلام کے پیام ملک علام پہونچایا الغرض جناب
سیدہ کو حورون نے لباس بہشت اور زیور مرصع مین آراستہ کیا پس جناب فاطمہ طرف بزم
عروسی کے روانہ ہوئین مومنین جناب فاطمہ کے پیش و پس اور راست و چپ حور و ملک مودب
حلقہ کیے ہوے اور جبرئیل مقرب درگاہ رب جلیل جلو مین صدا سے طرقوا دیتے تھے اور دو حورین
سر اقدس جناب بتول عذرا پر چوبکرتے جاتی تھین — آہ آہ مومنین یاد آگئی مجھے اس مقام پر
سواری جناب زینب اور ام کلثوم کی کہ جب روز عاشورہ کربلا سے جانب شام کے روانہ ہوئین

آہ آہ مومنین یہان تو جناب فاطمہ کے گرد ملائکہ اور حورون کا حلقہ تھا کہ اہتمام سواری کرتے
ہوی چلے جاتے تھے اور حورین سر پر چوبہ کرتی تھین اور وہان اونکے میٹون کے ناقے کی چارون طرف
اشقیا ننگی تلواریں ہاتھون مین لیے ہوی ہمراہ تھے آہ آہ مومنین جو رلیساوہ دونون معظمہ اپنے
وارثون کے ماتم مین سرون پر خاک اوڑاتی تھین یہان جناب سیدہ کے جلومین جبرئیل طرقو کی
صدا دیتے ہوی چلے جاتے تھے اور وہان اون مخدرات کی جلومین جناب بیمار کربلا حضرت زین العبا
سر و پا برہنہ اونٹون کے مہار ہاتھون مین لیے ہوی وا ابتاہ وا ابتاہ کا شور مچاتے تھے۔
القصہ جب جناب سیدہ نے خانہ عروس کے دروازے کی اندر قدم رکھا تو تمام وہ خانہ نور جمال سے
منور ہو گیا اور اون جناب کو دیکھکر سب زنان یہود تعظیم کو اوٹھین پس جناب فاطمہ نے حسب
قانون اسلام اون عورتون پر سلام کیا پس زنان یہود نے دیکھا کہ تاج مرصع جناب سیدہ کے
سر پر ہی اور حلۂ بہشت بر مین سر سے پانون تک ایسی زیور مین غرق ہین کہ بادشاہون کے بھی
نظر سے نہین گذرا حورین گوشہاے چادر کو ہاتھون پر لیے ہوی ہین تا گرد و غبار سے آلودہ
نہو یہ کر و فر جناب فاطمہ کا دیکھکر بہت سی عورتین بسبب ندامت کے اوٹھکر اپنی گھرون کو
چلی گئین اور باقی ماندہ نے ہاتھون کو جوڑکر عرض کی کہ اے بنت رسول آپ نے ہم کنیزون کو
سرفراز کیا اب ارشاد ہو کہ طعام اور شربت حاضر کرین اون جناب نے یہ سنکر فرمایا کہ ای بیبیو
طعام اور شربت باعث ہماری خوشی کا نہین ہے بانیوجہ کہ فاقے کو ہم اپنا فخر سمجھتے ہین ہماری
نظر مین دنیا کا ہر خوش شل نیش کے ہی اگر تمکو ہماری خوشی منظور ہو تو میرے باپ کے دین مین
آو کہ دین اونکا دین برحق ہی اور خدا کی وحدانیت اور معبودیت کی قایل ہو کہ وہ حق سبحانہ تعالی
یکتا ہی اور قابل پرستش کے اوسی کی ذات ہی اور سب اوسکے بندے ہین وہ سب کا خالق ہی
یہ سنکر بہت سی عورتین فائز باسلام ہوئین اور مومنین ایک روایت میں ہے کہ بعد اسلام

جناب سیدہ کے نذر کی جناب سیدہ نے اوس کنیز کا نام ام حبیبہ کہا اور اوسکو مصلیٰ بچھانے کی
خدمت عطا کی ام حبیبہ اون حضرت کی خدمت مین رہی مومنین جب جناب فاطمہ نے دنیا سے
طرف خلد کے رحلت کی تو ام حبیبہ جناب زینب اور ام کلثوم کی خدمت مین رہی جبکہ جناب امیرؑ
اپنی خلافت ظاہری مین کوفہ کو تشریف لیگئے تو حضرت نے ام حبیبہ کا عقد ایک شخص کے ساتھ کر دیا
کہ وہ حضرت کے دوستون سے تھا مومنین جب جناب امیر علیہ السلام فائز بدرجہ شہادت ہوئے
تو ام حبیبہ نے چالیس دن حضرت کی عزاداری کی اور جناب امام حسنؑ کی خدمت مین مشرف ہوا
کرتی تھی اور کہتی تھی کہ خدا ان میرے دونون شاہزادون کو سلامت رکھے کہ یہ نشانی میری بی بی
کی ہین مومنین جب امام حسن علیہ السلام کو بھی اشقیا نے زہر دغا سے شہید کیا تو ام حبیبہ نے
اون حضرت کا بھی چالیس دن ماتم کیا بعد اوسکے دل مین کہتے تھی کہ خدا میرے شاہزادہ کونین جناب
امام حسینؑ کو سلامت رکھے کہ اب پنجتن پاک مین ایک یہی دم باقی ہے اور اکثر جناب زینب خاتون
کی یاد مین رویا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھون کب خدا وہ دن دکھاتا ہو کہ مین اپنے شہزادی کے
قدم آنکھون سے لگاؤن اسی خیال مین رہا کرتے تھے آہ آہ مومنین جب اشقیائے امت نے
جناب امام حسین کو کربلا مین روز عاشورہ تین دن کا بھوکا اور پیاسا ذبح کیا اور بعد شہادت
اون حضرت کے اہلبیت کو مقید کر کے کوفہ مین لائے تو اوسدن ام حبیبہ جناب امام حسینؑ اور حضرت
زینبؑ کی یاد مین حزین و ملول بیٹھے ہوئے رو رہی تھین کہ اتنے مین چند عورتین محلے کی ام حبیبہ
کے گھر مین آئین اور کہا کہ اے ام حبیبہ کیا روتی ہو آج شہر مین گھر گھر خوشی کی دھوم ہے شہر مین
آئینہ بندی ہوئی ہے بازارین آراستہ ہین سنتے ہین کہ کسی شخص نے یزید سے دعوی سلطنت کا
کیا تھا اوسکو فوج یزید نے جاکر قتل کیا آج اوسکے سر کو نیزے پر لیے ہوئے اور اوسکے اہلبیت کو
اونٹون پر ننگے سر سوار کیے ہوے یہان لاتے ہین اور تمام مرد اور عورتین اون اسیرون کا تماشا
دیکھنے کے لیے جانب دروازہ چلی جاتی ہین آؤ ہم تم بھی چلکر ان کا تماشا دیکھین یہ سنکر ام حبیبہ نے

کہا کہ اے بیبیو میرے جانے مین چند امر مانع ہین اول تو یہ کہ میرا شوہر گھر مین نہین ہے اور بے اوسکے
اجازت کے مین نہین جاسکتی دوسری بی بی جناب فاطمہ نے مجھسے فرمایا تھا کہ اے ام حبیبہ
تو کبھی اسیرون کا تماشا نکرنا اون عورتون نے کہا کہ اچھا باہر نہ چلو تمھارے گھر کا کوٹھا سر راہ ہے
چلو وہان بیٹھ کر دیکھین الغرض مومنین ام حبیبہ اون عورتون کے ساتھ جا کے بام پر بیٹھے ناگاہ
ایک فوج ننگی تلوارین ہاتھون مین لیے سامنے نمودار ہوئی اوسکے بعد ایک گروہ سوارون کا
نظر آیا کہ اونکے نیزون پر چند کٹے ہوے سر علم تھے مومنین جب وہ شقی ام حبیبہ کے کوٹھے کے
قریب پہنچے تو ام حبیبہ اون سرون کو دیکھکر بیتاب ہو گئی اور بولی کہ خدا خیر کرے یہ سر سب
جوانان خاندان رسالت سے مشابہ ہین کہ ناگاہ اوسکی نظر سر انور جناب مظلوم کربلا پر پڑی
بے اختیار آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اور چلائی غضب ہو گیا اے بیبیو یہ تو سر میرے آقا
جناب امام حسین کا معلوم ہوتا ہے اون عورتون نے کہا کہ اے ام حبیبہ توبہ کرو ایسا کلمہ زبان پر
نہ لاؤ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کلمہ گو اپنے رسول کے نواسے کو شہید کرین اے بی بی اگر یہ امر ہوتا تو
دنیا مین قیامت آجاتی ہم کبھی اسے باور نکرینگے اور تم کیسے اونکے عاشق ہو کہ ایسے کلمہ زبان پر
لاتے ہو۔ مومنین اونکے کہنے سے ام حبیبہ چپ تو ہو گئی مگر دل کو قرار نہ تھا بیتابی بڑھتی جاتی تھی
ناگاہ اونٹ اہلبیت کے قریب پہونچے دیکھا کہ چند بیبیان خاک چہرون پر ملے ہوے سر برہنہ
شتران بے کجاوہ پر اپنے وارثون کے غم مین رو رہی ہین اونکو دیکھکر اور زیادہ بیچین ہوئے
پوچھا کہ اے بیبیو تم کس خاندان سے ہو اور کہان کے رہنے والی ہو اون بیبیون نے کہا کہ
ہم مدینہ کی رہنے والی ہین ام حبیبہ اور بیقرار ہوے پھر پوچھا کہ کونسی محلہ مین رہتی ہو فضہ
نے کہا کہ محلہ بنی ہاشم مین مگر اے بی بی اس پوچھنے سے تمھارا کیا مطلب ہے ام حبیبہ نے
کہا کہ مین اپنے آقا کی اور شاہزادیون کی خیر و عافیت پوچھونگی فضہ نے کہا کہ تمھارے آقا
کا کیا نام ہے اور تمھاری شہزادیان کون ہین ام حبیبہ نے کہا کہ میرے آقا کا نام حسین سبط رسول امام ثقلین ہے

[illegible]

اور سر جھکا کے رونے لگے اور مومنین ایک روایت میں ہے کہ جس اونٹ پر جناب زینبؑ اور
جناب سکینہ تھیں جب وہ اونٹ قریب ام حبیبہ کے پہونچا تو جناب سکینہ نے حضرت زینبؑ سے
کہا کہ اے پھوپھی اماں تھوڑا پانی مجھے پلا دو کہ اب شدت پیاس سے جان میرے لبون پر
آگئی ہے اوسوقت ام حبیبہ نے کہا کہ اے بی بی ذرا اونٹ کو روک لو کہ مین ایک جام پانی کا لاؤن
کہ اس معصوم کو پلا دو ایسا نہو کہ یہ ہلاک ہوجاے یہ کہکر ام حبیبہ گئین اور ایک جام پانی کا
لائین اور جناب سکینہ کو دیکر کہا کہ اے یتیم یہ پانی موجود ہی اسکو پیو اور میرے لیے دو امرون
کے واسطے دعا کرو کہ دعا یتیم کی مستجاب ہوتی ہے۔ مومنین یہ سنکر جناب زینب نے سکینہ سے فرمایا
کہ اے بیٹی ابھی تم پانی نہ پینا جبتک یہ اپنی دونو حاجتین نہ بیان کرے ام حبیبہ نے کہا ای
بی بی ایک حاجت میری تو یہ ہی کہ یہ یتیم میرے لیے دعا کرے کہ مثل اسکے میرے فرزند یتیم نہون
اور دوسری حاجت میری یہ ہی کہ یہ معصوم دعا کرے کہ خدا مجھکو میرے شاہزادے کی خدمت مین
پہونچا دے حضرت زینبؑ نے فرمایا کہ تیرے شہزادی کا نام کیا ہی اوسنے کہا کہ میرے شاہزادے دو عالم
کے خوزادے جناب زینب ہین جب حضرت زینب نے اوسکی زبان سے اپنا نام سنا سر جھکا لیا
اور فرمایا کہ اے بی بی تو زینب کی بڑی عاشق و شیدا ہی اگر تو زینبؑ کو دیکھے تو پہچان لیگی ام حبیبہ
نے کہا کہ کیونکر نہ پہچانونگی اے بی بی کہ ایک مدت تک اونکی خدمت مین رہی ہون۔ مومنین
زینب نے یہ سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور فرمایا کہ اے ام حبیبہ تو بھی مجھے بھول گئی
ارے مین فلک کی ستائی زہرا کی جائی زینب ہون مجھے فوج یزید قید کرکے یہان لائی ہی ام حبیبہ
نے یہ سنکر اپنا منھ پیٹ لیا اور کہا اے شہزادی میری یہ لونڈی کیونکر آپکو پہچانتی کبھی آپ کو
اسطرح سے کاہیکو دیکھا تھا اے شاہزادی میرے کیا آقا کہین سفر کو تشریف لیگئے ہین
مردون مین کوئی نہ تھا جو آپکو یہ اشقیا قید کر لاے یہ سب ایک حرف کیا اہل مدینہ نے بھی ایکی

مردنہ تھی یہ سنکے حضرت زینب دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹنے لگین اور فرمایا کہ اے حبیبہ بھائی مارے گئے علی اکبر کے سینہ پر نیزہ لگا قاسم گھوڑون سے پامال ہوئے عباس کے شانے دریا کنارے کٹ گئے اے حبیبہ عزیزون میں سوا سجاد کے کوئی باقی نہ رہا یہ سنکے ام حبیبہ نے اپنے تئین کوٹھے سے زمین پر گرا دیا اور سینہ و سر پیٹ کر واحسین کے نعرے بلند کیے سیعلم الذین

ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس تیسری مین بیان احوال عقد بتول عذرا جناب فاطمہ کا جناب شیر خدا علی مرتضیٰ کے ساتھ ہ

آنروز تباے خلقت این دنیا بود	آنروز کہ نے آدم و نے حوا بود
در محفل قدسے کہ خدا بود و رسول	تزویج علی و حضرت زہرا بود

کتب معتبرہ مین باسناد صحیحہ منقول ہے کہ جب بتول عذرا و انسیہ حورا جناب فاطمہ زہرا نور دیدۂ خیر البشر حد بلوغ کو پہونچے اور جمال جناب زہرا رشک زہرہ و مشتری ہوا اور آوازہ عفت و عصمت اوس مخدرۂ طاہرہ گوش ماہ و ماہی ہوا تو اوسوقت ایکگروہ اشراف عرب نے جناب رسول سے اوس زہرۂ سپہر شرافت اور نجابت کی خواستگاری کی مومنین یہ کلام اونکا حضرت کے ناگوار خاطر ہوا اور اثر ملال چہرۂ مبارک سے ظاہر اوسوقت اون جناب کی زبان وحی ترجمان سے بہ نسبت اونکی ایسے کلمات جاری ہوئے کہ وہ لوگ سمجھے کہ حضرت پر وحی نازل ہوئی اور حضرت اونپر غضبناک ہوئے ہ

یکنفر زان فرقہ زہرا طلب بوبکر بود	لمحہ کز روز اول بلے تا سر بکر بود
مصطفیٰ فرمود ہر یک را کہ این خواہش خطاست	دختر پیمبر است این دختر امرش خداست

بعد اول کے ثانی خواستگار ہوئے اونکو بھی حضرت نے وہی جواب دیا یہانتک کہ ایک روز جناب رسول خدا کو یاد گزشتہ خلقت ہوئی اور رونق افزوں تھے کہ ایک فرشتہ حضرت کے پاس نازل ہوا

کہ او سے آٹھ حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل [illegible]

اوس فرشتے نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین جبریل نہین ہون میرا نام محمود ہے اور محمود کا پیام لیکر آپکی خدمت مین آیا ہون خدا فرماتا ہے کہ اے حبیب میرے نور کی تزویج نور کے ساتھ کردو یعنے ہماری حبیبہ فاطمہ کا عقد ہمارے ولی علیؑ کے ساتھ کردو اور لکھا ہے کہ ایک خواستگاران زہرا سے عبدالرحمن ابن عوف تھا لعفی اللہ عنہ جرائمہا اوس منافق نے بزبان بیحیائی کہا کہ یا رسول اللہ مین قسم زر سے ایک ہزار بار شتر سوائے اور اسباب دنیا کے مہر مین جناب سیدہ کے دیتا ہون وہ جناب یہ سُنکر غضبناک ہوئے اور ایک مشت سنگریزے لیکر اوسکی دامن مین ڈالدیے اور فرمایا کہ انکو بھی اپنے مال مین شریک کر جب عبداللہ نے اون سنگریزون کو دیکھا تو وہ سب گوہر آبدار تھے سچ ہے۔ بیت

حدیث بیہودہ گفتن ملال بار آرد	بلے درخت ہوس انفعال بار آرد

کہتے ہین کہ تامل اونحضرت کا تزویج جناب فاطمہ مین فقط باعث تنگدستی کا تھا یعنی اوس بادشاہ کونین کے پاس دولت دنیا سے سوائے نقد تمام عیار الفقر فخری کے اور کچھ نہ تھا پس ایک دن ابوبکر اور عمرؓ اور سعد بن معاذ نے آپسمین مشورہ اس بات کا کیا کہ چلو اوجناب امیر کے پاس چلین اور اونحضرت کو تزویج جناب سیدہ کے لیے راضی کرین اگر وہ جناب عذر اپنی ناداری اور بے سرانجامی کا پیش کرین تو اوسمین ہم اوس جناب کی اعانت کرین پس یہ سب اوس جناب کے در دولت پر حاضر ہوسے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جناب فلان باغ مین آبپاشی کرتے ہین پس وہ سب جب اوس باغ مین گئے تو دیکھا کہ وہ آبیار ریاض اسلام آبپاشی مین مشغول ہین پس وہ سب حضرت کے قریب گئے اور اونحضرت پر سلام کیا حضرت نے جواب سلام دیکر سبب اونکے حاضر ہونے کا پوچھا ابوبکر نے عرض کی کہ یا علیؑ۔ ابیات

بسوی فاطمہ خیل عرب نظر دارند	بولی دختر خیر البشر بسر دارند

[illegible]	مرا گمان که توئی مقصد خدا و رسول
دلیل راه تو اظهار نام ادی تست	قرابت تو بخیر الانام هادی تست
تقرب تو به نزد نبی ست از همه بیش	بخواستگاری زهرا برو مکن تشویش

جب اوس باب شہر علم نے یہ کلام حق سُنا تو گھر مین تشریف لائے اور تبدیل لباس فرماکر خدمت رسول مین تشریف لیگئے اوسوقت جناب سرور کائنات حجرہ ام سلمہ مین رونق افروز تھے جناب امیر نے دق الباب کیا حضرت نے ام سلمہ سے کہا کہ دروازہ کھولدو کہ اس دروازے سے باب علوم اولین و آخرین داخل ہو یہ سُنکر ام سلمہ نے عرض کی کہ یہ مرد کون ہے کہ جسکی آپ نے ایسی تعریف کی حضرت نے فرمایا کہ خاموش ہو اے ام سلمہ یہ مرد ہے ایک کوہ گران صبر و حلم اور صاحب مراتب فضل و علم برادر اور بنی عم محبوب ترین کل عالم شیر خدا علی مرتضی پس ام سلمہ نے اوٹھکے دروازہ کھولدیا اور آپ پس پردہ ہوگئین وہ جناب اندر تشریف لائے اور حضرت پر سلام کیا اور بیٹھ گئے جبکہ حضرت نے دیکھا کہ علی سر جھکائے بیٹھے ہوئے ہین اور کچھ زبان سے نہین کہتے تو اوسوقت اوس دانائے راز اور کاشف اعجاز نے فرمایا کہ یا علی کوئی مطلب کہتے ہو مجھے تمھارے بشرے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی مہم کے لیے آئے ہو پھر حاجت اپنی بیان کیون نہین کرتے یہ سُنکر جناب امیر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جس زمانہ مین کہ مین نہایت کم سن تھا آپ نے مجھکو میرے باپ ابو طالب اور میری مان فاطمہ بنت اسد سے لے لیا اور اپنی غذای روح افزاے مجھے غذا مرحمت فرمائی اور بخطاب انا و علی من نور واحد عالم مین میری عزت بڑھائی امیدوار ہون کہ فاطمہ کو میرے ساتھ تزویج فرمایئے حضرت

چو استماع نمود این سخن رسول مجید	گشود لب به تبسم بروی او خندید
که ای تو سرو برومند گلشن ایجاد	هزار جان مقدس فدای جان تو باد
[illegible]	[illegible]

تو راز حال جہان چیست [illegible]	بر سے مہر نہانی یگانہ دختر [illegible]

امیر المومنین نے عرض کی کہ اے کاشف سر نہان آپ مظہر قدرت کاملہ صنیع ذوالجلال ہیں اور واقف اسرار ماضی و حال میرے پاس قسم زر سے سوائے نقد جان کے کہ وہ آپ پر نثار کرنے کے لیے ہے اور نقد محبت خدا و نبی واسطے توشۂ راہ آخرت کے اور کچھ نہین رکھتا اور اسباب دنیا سے ایک تلوار ہے کہ اوس سے دشمنان دین کے ساتھ جہاد کرتا ہون اور ایک اونٹ کہ جب کہین جہاد کے لیے جاتا ہون تو اوسپر اپنا احمال و اثقال بار کرلیتا ہون اور ایک زرہ کہ وقت جدال و قتال اوسکو پہنتا ہون سوا اسکے۔ مصرع ع دستم تہی کنار تہی دامنم تہی ست

در جہان حاصل اگر جان جہان میکردم	ارمغان در قدم فاطمہ آن میکردم
نیست پنہان ز تو اسرار ضمیر ہمہ کس	زرہ و اشتر و شمشیر دو سر دارم بس

یہ سنکر جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے شیر بیشۂ ہیجا شمشیر کا تمہارے پاس رہنا واسطے جہاد کے اعدائے دین سے ضرور ہی اور اونٹ بھی واسطے باربرداری کے۔ لیکن زرہ کی کوئی ضرورت نہین ہے اسلیئے کہ تمہاری حفاظت کے لیے جوشن کبیر لطف خدائے قدیر ہے بس اوسکو تم فروخت کرو تا فاطمہ کو تمہارے ساتھ تزویج کرون اور یا علی مین تمسے بہت راضی ہون اور اے ابن عم چاہتے ہو کہ مین تمکو اسوقت ایک بشارت دون شاہ لافتی نے عرض کی کہ ارشاد ہو یارسول اللہ حضرت نے فرمایا۔ ع

کہ اے مقرب درگاہ حضرت باری	چنین ز خامۂ تقدیر حکم شد جاری
کہ عرش را ملک العرش زیب و زینت بست	بعرش عقد بتول از برائے حیدر بست

یا علی ابھی جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ مبارک ہو آپکو یارسول اللہ کہ اسوقت اللہ نے فاطمہ کا عقد علی کے ساتھ کیا اور پانچوان حصۂ دنیا کا اور ثلث بہشت اور چار نہرین روی زمین کی کہ ایک فرات ہی اور دوسری رود نیل اور تیسری نہر نہروان اور چوتھی نہر بلخ ہی مہر جناب

فاطمہ کا مقرر کیا۔ مومنین سنا آپنے کہ نہر فرات مہر جناب سیدہ تھی مگر افسوس ہزار افسوس کہ جفاکاران
امت نے اوسی نہر کا پانی اونکے فرزند حسینؑ پر بند کیا۔ راوی کہتا ہے کہ روز عاشورہ ننھے ننھے بچے
خالی کوزے ہاتھون مین لیے صداے العطش العطش بلند کر رہے تھے مگر اون اشقیا کو اون
بچون پر بہی رحم نہ آیا کسی نے ایک جام بہی پانی کا نہ دیا مومنین ایک روایت مین ہے کہ جب
بعد شہادت مظلوم کربلا اور تاراجی خیام کے اہلبیت علیہ السلام کو مقید کرکے روانہ شام
ہوے تو راہ مین ایک مقام پر شمر بدانجام اپنے ہمراہیون کو پانی تقسیم کرنے لگا مومنین چونکہ
جناب سکینہؑ بہت کم سن تھین اور کئی دن سے پانی میسر نہوا تھا ایک کوزہ خالی لیکر اوس
بجلے کے قریب جا کر کھڑی ہوئین وہ ملعون اوسیطرح پانی تقسیم کرنے مین مشغول رہا جناب سکینہ
کیطرف متوجہ نہوا۔ مومنین وہ معصومہ سمجھی کہ جب یہ اپنے ہمراہیون کو دے چکیگا تب مجھے بھی
دیگا اس امید پر کھڑی رہین آہ آہ مومنین کیا سنگدل تھا وہ لعین جب سبکو پانی تقسیم
کر چکا تو مشک مین جو پانی بچا اوسی جناب سکینہ کو دکھا کر زمین پر گرا دیا مومنین خدا کسی امیدوار
کو مایوس نکرے جناب سکینہ یہ دیکھکر بکمال حسرت و یاس رونے لگین حضرات کیا غضب
کی پیاس تھی اوس یتیم کو وہ زمین کہ جسپر پانی گرا تھا اور پانی سے تر ہو گئی تھی جناب
سکینہ گر پڑین اور اوس زمین تر پر سینہ اپنا رکھ دیا باین خیال کہ شاید کچھ قلب کو اوسکی
تری سے تسکین ہو القصہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ یا علی بلال کو آواز دو کہ سب مہاجرین
اور انصار کو مسجد جامع مین حاضر کرے الغرض جب سب مہاجر اور انصار مسجد مین جمع
ہوے اوسوقت حضرت جناب امیر کو ہمراہ لیے ہوے مسجد مین تشریف لائے اور منبر پر
رونق افروز ہوے پہلے حمد و ثناے جناب باری عز اسمہ زبان معجز بیان پر جاری
کی اور نہایت کروفر سے خطبہ پڑہا اور بعد اداے حمد فرمایا کہ ایہا الناس ابھی جبرئیلؑ
میرے پاس حکم رب جلیل لائے کہ یا رسول اللہ تزویج کرو تم ہماری حبیبہ فاطمہؑ کو

یہ فرماکر حضرت منبر سے نیچے تشریف لائے اور جناب امیر زیب بخش منبر ہوے اول حمد و ثنا
الٰہی بجالائے اور وہ خطبہ حضرت نے زبان صدق ترجمان پر جاری کیا کہ جو راحیل فرشتے نے
بحکم خداے جل علی آسمان پر بیت المعمور مین منبر نور پر پڑہا تہا قربان بلاغت امیر عرب پر
جملہ فصحا اور بلغا حضرت کی فصاحت پر آفرین کر رہے تہے اور سبحان ربی الاعلیٰ پر تحسین
بعد حمد و نعت کے جناب امیر نے صیغہ نکاح پڑہا اور جناب رسول نے اوسکے جواب مین کہا
معجز نما کو واسطے ایجاب کے حرف آشنا فرمایا۔ زمین پر تمام انصار اور مہاجر گواہ ہوے اور
آسمان پر ملائکہ۔ پس جناب رسول خدا داخل حجرۂ بتول عذرا جناب فاطمہ زہرا ہوے دیکہا
اونحضرت نے کہ وہ حبیبۂ مرضیۂ خدا شفیعۂ روز جزا مشغول بگریہ و بکا ہے پس حضرت نے
ارشاد کیا کہ اے فاطمہ قسم کہاتا ہون مین اوس خداے پاک کی کہ جسکے قبضہ قدرت مین میری
جان ہے کہ اگر مشرق سے مغرب تک کوئی شخص بہتر علی ع سے ہوتا تو مین اوسکے ساتھ تجہکو
تزویج کرتا چونکہ خداوند عالم نے تمام عالم سے اوسکو بہتر اور برگزیدہ پیدا کیا ہی لہذا اوسکو
تیرا شوہر گردانا اور اوسکے حکم سے راحیل فرشتے نے آسمان پر تیرا خطبۂ نکاح علی ع کے ساتھ
پڑہا اور زمین پر مین نے اوسکے حکم کی متابعت کی یہ فرماکر جناب امیر سے ارشاد کیا کہ
اپنی زرہ فروخت کرکے اوسکی قیمت میرے پاس لاؤ پس اون جناب نے جاکر زرہ کو
فروخت کیا اور زر قیمت اوسکا لاکے اونحضرت کے سامنے دہر دیا حضرت نے اوس زر سے
تہوڑا اوٹہاکر بلال کو دیا کہ تہوڑا سا عطر اسکا جاکر خرید لاؤ اور باقی ابوبکر کو دیا کہ جو سامان
ضروریات عروسی سے ہی اوسکو خرید لاؤ اور عمار یاسر کو بہی ساتھ ایک جماعت اصحاب کی
ابوبکر کے ہمراہ کردیا پس یہ سب گئے اور حسب فرمودہ رسول ایک پیراہن اور ایک مقنع اور
ایک کرسی لیف خرما سے بنی ہوئی اور ایک کاسہ چوبی اور ایک بوریا اور ایک [illegible] اور

...ہوئے کی لیکر حضرت کی خدمت مین لائے اور رسالتمآب نے ... ہر ... کو

ایک ایک جوہر کو اوٹھا کر دیکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ خداوندا مبارک کر تو اسے اہلبیت پر کہ

ہر وقت تیری رضا کے طلبگار ہین بعد اوسکے سر مبارک جانب آسمان کے بلند کیا اور چشم مبارک

سے آنسو جاری ہوے اور عرض کی درگاہ خدا مین کہ خداوندا برکت عطا کر تو اوس گروہ کو کہ

اکثر ظروف جنکے مٹی کے ہین بعد اوسکے جناب ام سلمہ سے فرمایا کہ ایک حجرہ واسطے قران ان

دو نیرین سعدین کے آراستہ کرو

چو آمد شب شور خیر النسا	ندا آمد از حضرت کبریا
بجبریل رو سوی باب رسول	بیارا کن بساط نشاط بتول
بگو تا ہمہ انبیاے و رسل	بشادی بکوشند از جز و کل
بکن از پے شور شاہ نجف	ملک را بعرش و فلک صف بصف
گذر کن سوی جنت ای قصور	جنان را بیارا اے چون روے حور
بنہ غازہ بر روی اہل جنان	بکش سرمہ در چشم خوش منظران
شوو کد خدا کد خدائے زمین	علی مرشد جبرئیل امین
خود این سور سور عزیز من است	بلے این غلام او کنیز من است

الغرض جب شب زفاف اوس مستورہ زکیہ حجلہ عفاف کی آئی پس جبرئیل اور میکائیل

ساتھ ستر ہزار ملک کے آسمان سے نازل ہوے اور دلدل واسطے سواری بتول عذرا

حبیبۂ خدا جناب فاطمہ زہرا کے لائے اور اون معظمہ کو اوس استر پر سوار کیا اور لجام اوسکی جبرئیل

نے تھامے اور ایک طرف میکائیل اور پیش و پس گروہ ملائکہ اور جناب رسول جامۂ جناب

سیدہ کو اپنے دست مبارک سے برابر کرتے جاتے تھے اور ملائکہ کی زبان پر صدائے تکبیر جاری

تھی اور جناب حمزہ اور عقیل اور جعفر طیار اور جناب عباس تلوارین برہنہ ہاتھون مین لئے ہوئے

...سے چہپ ... پڑے ہوتے پہنچاتے تھے آہ آہ ... جناب فاطمہ کی عروسی کی سواری
مین تو یہ سامان تھا اور اونکی پوتی جناب فاطمہ کبرا دختر مظلوم کربلا کی سواری کا حال سنیے
کہ وہ ایک شب کی دولہن بیوہ سر کھلا ہوا شتر بے عماری پر سوار گرد انبوہ فوج نابکار عوض
صندل کی خاک کا چھاپا ماتھے پر لگا ہوا اور مقنع کے بدلے رخ پر سر کے بال پڑے ہوئے
اور عزیزون کے سر نیزون کی نوکون پر جلوہ گر اور تکبیر کے عوض اہل حرم کی زبانون پر یا حسینا
کے نعرے بلند تھے آہ آہ وہ ایک رات کی بیاہی کبھی تو اپنے نوشاہ کے سر کو نیزے پر دیکھکر روتے
تھے اور کبھی اپنے باپ کے غم مین شدت گریہ سے غش ہوتی تہی مومنین مرقوم ہے کہ جسدن
جناب فاطمہ کو عروس بنائے ہوئے باین جلوس شاہانہ کہ جسکا ذکر مومنین نے سنا علی ابن ابیطالب
کے گہر لیے جاتی تھے اثنائے راہ مین ایک سائل نے عرض کی کہ اے بیٹے رسول کی آپ تو
رنج والم سے فارغ خانہ اسد اللہ مین کہ جو منبع فیض اور جود ہین جاتی ہین اور یہ بے نوا دردِ بے نوائی
مین مبتلا ہے مومنین جناب فاطمہ نے جب یہ سُنا فرمایا کہ اشتر کو میرے روک لو پس سواری جناب کی
جناب فاطمہ اشتر سے اوترین اور دختران عبد المطلب سے جو کہ حضرت کی سواری کے ہمراہ تھین فرمایا
کہ تم میرے گرد چادرین روک کے کھڑی ہو پس جب سب نے پردہ کر لیا پس جناب فاطمہؑ نے
اوس پیراہن عروسی کو جو اوسوقت جسم مبارک مین پہنے ہوئے تھین اوتار کر اوس سائل کو بخشا
اور آپ نے ایک کہنہ پیراہن کہ جسمین جابجا پیوند لیف خرما کے لگے ہوئے تھے اوسکو پہن لیا آہ آہ
مومنین کہان تھین جناب فاطمہ روز عاشورہ کہ اونکی پوتی ایک رات کی بیاہی فاطمہ کبرا کو ایک چادر
میسر نہ تھی کہ اپنے سر کو چھپاتی اوس بلوائے عام مین دونون ہاتھ اپنے منہ پر رکھے ہوئی زار زار روتی
تھی مومنین زریر خزاعی بیان کرتا ہے کہ ایک دن مین کچھ تجارت کا اسباب لیے ہوے شہر عسقلان مین
جو وارد ہوا تو دیکھا مین نے کہ تمام شہر آراستہ ہے اور ہر شخص رنگین لباس پہنے ہوئے طرف بازار کے
دوڑا جاتا ہے تب مین نے ایک شخص سے پوچھا کہ آج تمہارے شہر مین یہ جشن کیسا ہے آیا آج کوئی عید

جو کوئی ہر گہر سے پیدا ہی اوسنے کہا کہ اے شخص باعث اس کا ہی اور کوئی کا یہ ہو کہ ایک بزرگ تھا

حاکم شام سے بر سر پرخاش تھا آج فوج یزید اوسکا سر اور اوسکے اہلبیت کو گرفتار کیے ہوئی لیے آتی ہی اور یہ بھی سُنا ہو کہ بازار کیطرف سے لائینگے لہذا ہم سب اون سرون اور اون اسیرون کا تماشا دیکھنے جاتے ہین یہ سُنکر مین نے اوس سے پہر پوچھا کہ اے شخص اوسکا نام مفصل بیان کر اور وہ شخص کس قبیلہ سے تھا اور یہ بھی بتا کہ مسلم تھا یا کافر اوسنے کہا تو یہ کیا پوچھ رہا ہے۔ **بیت**

کعبہ گواہ ہے کہ وہ تھا قبلہ ہدا		پڑھتے ہین اہل دین کلمہ اوسکے نانا کا

اے شخص اوسی نے ہم سبکو دین کی راہ بتائی اور اوسی کے در سے دولت اسلام ہماری ہاتھ آئی ہی مرد اوسکا سر کاٹا کہ جو کل کا پیشوا تھا اور جسکے خون مین خون نبی ملا تھا اور اوسکا سر کاٹا جسکا گہوارہ جبرئیل ہلاتے تھے اور اکثر جسکے لیے میوے خلد کے لاتے تھے اور اوسکا سر کاٹا جو راہ دین کا سراج تھا اور دو عالم کے سر کا تاج تھا جب مین نے اوسکی زبان سے یہ کلام محنت انجام سنا مجھے یقین ہو گیا کہ لعینون نے جناب امام حسین کو شہید کیا مین نے اپنا منھ پیٹ لیا اور روتا ہوا مین بہی اوسطرف چلا جب قریب بازار کے پہونچا تو بسبب انبوہ کے آگے نہ بڑھ سکا اوسی جگہ پر کہڑا ہو گیا دیکھا مین نے کہ ایک فوج پیدلون کی ننگی تلوارین لیے چلی آتی ہے جب وہ آگے بڑھ گئی بعد اوسکے چند اونٹ نظر آئے دیکھا مین نے کہ اون شتران بے کجاوہ پر چند بیبیان ننگے سر بالون مین اپنے منھ چھپائے ہوے اپنے وارثون کے غم مین نالان گریان جلے آتی ہین اور بیمار کربلا جناب زین العابا پا پیادہ پاؤن پر ورم آنکھین پُرنم مہار اونٹون کے ہاتھون مین لیے ہوی ہین مین یہ دیکھکر بے اختیار رو کر اپنا سر پیٹنے لگا اور روتا ہوا اون جناب کی خدمت مین گیا اور سلام کیا تو حضرت نے جواب سلام دیکر فرمایا کہ اے شیخ تو کون ہی کہ تو نے اسوقت مین کہ یہ لوگ ہمپر سلام کرنا ننگ جانتے ہین بلکہ قابل سلام کے نہین سمجھتے ہین ہمپر سلام کیا زریر کہتا ہے کہ یہ سُنکے مین بہت رویا اور عرض کی کہ مین تابعِ ہون اور زریر خزاعی میرا نام ہی مین آج تک زیارت

امید وار ہوں کہ جو خدمت اس غلام کے لایق ہو اوسے آپ ارشاد فرمائیں کہ مین اپنی سعادت
سمجھکر اوسے بجا لاؤن آہ آہ سوبنین عجب حاجت اوس رداے خلق نے بیان کی فرمایا کہ
اے زریر تو دیکھتا ہی کہ اس ہجوم عالم مین میری پھوپھیان اور بہنین سر برہنہ شتران بے کجاوہ
پر سوار ہین اور اپنے بالون سے منھ اپنے چھپائے ہین اتنا کپڑا میسر نہین کہ اپنے رخ ان نامحرمون
کی نظر سے چھپائین پس اگر تیرے مال تجارت مین کچھ چادرین ہون تو لادے کہ مین انکو
دون تاکہ یہ اون چادرون سے اپنا پردہ کرین زریر خزاعی کہتا ہے کہ یہ سنکر مین روتا ہوا گیا
اور چند چادرین لاکر اون حضرت کی نظر سے گذرانین اور عرض کی کہ یا مولا اگر میرا گھر یہان سے
قریب ہوتا تو مین معہ اپنے عزیز و اقارب کے آپکی مدد کرتا اور اس قید مصیبت سے آپکو
چھوڑاتا لیکن مجبور ہون کہ ایک مین تنہا اس بلا کو آپ سے کیونکر دفع کرون حضرت نے
فرمایا کہ اے زریر خدا تجھکو اس عزم خیر کی جزا دے اب ایک حاجت میری اور ہے مین نے
عرض کی ارشاد ہو کہ وہ بھی بجا لاؤن فرمایا کہ اے زریر جس نیزے پر سر میرے باپ کا علم ہے
اس نیزہ دار کو تو کسی تدبیر سے اہلبیت کے اونٹون کے پاس سے ہٹادے کہ یہ آگے بڑھ جائے
کہ اسکی وجہ سے اہلبیت کے اونٹون کے پاس تماشائیون کا زیادہ ہجوم ہوتا ہی یہ سنکے مین اوس
نیزے والے کے پاس گیا اور اوسکو کچھ روپیہ دیکر وہان سے آگے کو بڑھا دیا یہ دیکھکر اہلبیت نے
مجھکو دعائین دینے لگے اتنے مین ایک سوار میرے قریب نکلا اوسکو جو مین نے دیکھا تو وہ لعین
نخوت سے بھرا ہوا تھا مین سمجھا کہ یہی شمر لعین ہے پس مین نے اوسکے گھوڑے کی باگ پکڑ لی
اور کہا کہ او شقی یہ تو نے کیا غضب کیا کہ فرزند رسول کو شہید کیا اور اونکی اہلبیت کو گرفتار کر
لایا ہی اور شہرون اور بازارون مین تشہیر کرتا ہے قیامت مین جناب رسولخدا کو کیا منھ دکھائیگا
بمجرد میرے اس کہنے کے چند اشقیا نے مجھے گھیر لیا اور نیزے اور تلوارین مارنے لگے تمام بدن میرا

زخمون سے چور ہوگیا اور اسقدر خون میرے بدن سے بہا کہ مین غش کہا کر زمین پر گر پڑا قریب
نصف شب کے گذری تو میری آنکھ کھلی تو اوسوقت مین نے اپنے دلمین تصور کیا کہ اب یہان سے
کسی ایسے مقام پر چلون کہ جو باعث راحت کا ہو یہ تصور کرکے بہزار دقت اوسجگہ سے ایک مسجد قریب
تھی اوسمین گیا جب مسجد مین پہونچا تو مین نے دیکھا کہ چند عورتین اور مرد بیٹھے ہوئے زار زار روتے
ہین یہ دیکھکر مجھکو تعجب ہوا کہ اس شہر مین تو سب خوشی کر رہے ہین یہ لوگ کون ہین کہ جو روتے
ہین پھر دلمین خیال کیا کہ شاید میری طرح یہ بھی مسافر ہین غرض مین نے اونسے پوچھا کہ تم کون ہو
اور کسلئے غم مین تم یون بیقرار ہوکر روتے ہو کہ تمھارے رونے سے میرا دل پھٹا جاتا ہے وہ بولی کہ اے
شخص ہم اوس مظلوم اور غریب کیلیے روتے ہین کہ جسکی لاش پر سواے طائران ہوا اور جانوران
صحرا کے کوئی نہین رویا اور ابتک اوسکی لاش بے غسل و کفن زمین گرم پر پڑی ہے اور اوسکے
غم مین ہم اشکبار ہین کہ جسکو تین دن تک پانی میسر نہوا اور لب تشنہ لب دریا قفا سے ذبح ہوا
مین نے یہ سنکر اونسے کہا کہ تمکو اوسی مظلوم کا واسطہ دیتا ہون کہ جلد اوسکا نام بتاؤ اور تم کون ہو
زریر کہتا ہے کہ جب مین نے اونکو یہ قسم دی تو وہ اور بے اختیار ہوکر اپنے سر پیٹنے لگے اور کہا
کہ اے شخص کیا پوچھتا ہے دنیا مین قیامت آگئی ارے کس منھ سے ہم کہین اے شخص محرم کے
دسوین کو امت رسول نے اونکے نواسے حسینؑ کو تین دن کا بھوکا پیاسا لب دریا مثل گوسفند
قربانی ذبح کیا اور ہم عورت و مرد قوم جنات سے ہین اوس مظلوم کی مصیبت پر روتے ہین

مجلس چوتھی اون ظلم وستم کے بیان مین کہ دست اشقیا جفا کار سے اون مخدرہ زکیہ پر گذرے اور احوال غصب خلافت مین

ای چرخ تا کجا تو جفا و ستم کنی	دلہای محترم ہمہ پامال غم کنی
ہر جا کہ مقبلی است اسیر بلا کنی	ہر جا کہ مدبری است قرین نعم کنی
[illegible] کنی	مردود را بخواتی صدر امم کنی

دونان ز تو براحت و خوبان تو برنج	بهر خدا تخلف ازین شیوه کم کنی
یک دختر از رسول گرامی بجای ماند	کای جای داشت کاین همه بروی ستم کنی

مومنین بعد مبعوث ہونے جناب رسالت کے دو عہد نامے لکھے گئے اول وہ تھا کہ جو کفار قریش نے مکہ معظمہ مین لکھا اور عہد باندھا کہ کوئی شخص جناب رسول سے اور اونکے دوستون سے کسی قسم کا معاملہ بیع و شری کا نکرے اور اونکے یہان سے آمد و شد بھی موقوف کیجاے اور اونسے قرابت بھی نکرنا چاہیے چنانچہ تفصیل اسکی اور کتابون مین مسطور ہے پس وہ عہد نامہ لکھکر اوسمین سبھنے اپنی مہرین کین اور خانہ کعبہ مین رکھدیا اور دوسرا عہد نامہ منافقین اہل اسلام نے لکھا اور اوپر مہرین کین کہ بعد وفات جناب سرور کائنات کی خلافت اور وصایت کو خاندان نبوت سے نکال لین حالانکہ خلافت اور وصایت کو خود خداوند عالم نے جناب علی مرتضی شاہ لافتی کیواسطے مقرر فرمایا تھا الغرض بعد وفات جناب سرور کائنات کے قبل اسکے کہ حضرت دفن ہون منافقین مانند زاغ و زغن کے سقیفہ بنی ساعدہ مین آکے اکٹھا ہوئے اور واسطے غصب خلافت کبری اور ریاست عظمی کے ہمنوا ہوے۔ ہ

چون کرد روز عمر نبی رو بکوتہے	پر شد ز نالہ باغ چو از لالہ شد تہے
بے غسل اوفتادہ نبی در سقیفہ خلق	بر خاک نعش رہبر و مردم بہ گمرہے
ناسی ز عہد موسی مفتون بہ سامری	گوسالہ را گزیدہ بہارون ز ابلہے
در بارہ رفت خلق با غواے یار غار	ننہادہ ہیچ فرق ز آماس و فربہے

الغرض مومنین منافقین نے خلافت کو کہ حق شاہ ولایت کا تھا غصب کیا اور اون جناب کو یہ خبر اوسوقت ہوئی کہ وہ جناب بیلچہ ہاتھ مین لیے ہوے قبر مطہر جناب رسول کو درست کر رہے تھے پس اون حضرت نے اوسوقت چند آیہ سورہ عنکبوت کے مناسب حال خسران مآل اون منافقین

کے تلاوت فرمائی اور مین شب برابر وه جناب حسنین کو اور جناب فاطمہ کو لیکر انصار اور مہاجر
مکان پر تشریف لیگئے اور اون سبکو عذاب منتقم جبار سے ڈرایا اور حضرت کی وصیت سے آگاہ کیا
چنانچہ چوبیس آدمیون نے اطاعت حضرت کی قبول کی اور عہد و پیمان کیا کہ ہم آپکے نصرت مین
جان سے حاضر ہین لیکن صبح کو جب وه جناب اونسے طلبگار نصرت ہوئے تو سوا اون چار آدمیون
کے کہ وه اوس کعبۂ ایمان کے بمنزلۂ چار ارکان کے تھے کوئی گھر سے باہر نہ نکلا پس جب اوس
صبح کو مہر مراد سپہر امامت جلوه گر نہوا تو دوسرے روز صبح کو حضرت مسجد مین داخل مجمع اصحاب
ہوے اور وه آیات کہ حضرت کی شان مین نازل ہوئی تھی اوسے مجمع اصحاب کے سامنے پڑھے
اور بعد اوسکے فرمایا۔ ابیات

اے گروه مہاجر و انصار	خواہم انصاف از صغار و کبار
من شدم اشرف صحابہ خطاب	یا ابوبکر ایہا الاصحاب
من بن عم احمدم یا او	من وزیر محمدم یا او
من مرادم بآیۂ تطہیر	یا ابوبکر بت پرست و شریر
ذات حق را منم ولی یا او	مصطفے را وصے منم یا او
من باین رتبہ انسبم یا او	من سزاوار منصبم یا او
من دلیلم بانس و جان یا او	من امیرم بہ مومنان یا او
حیدر کرار درمنم یا او	نفس خیر البشر منم یا او
من خدا را غضنفرم یا او	من نبی را برادرم یا او
در ز خیبر جلال حیدر کند	یا ابوبکر در ز خیبر کند

ایہا الناس مین ہون خلیل اللہ اور مین ہون نعمت اللہ انا دلیلکم اللہ مین ہون
صراط مستقیم۔ مین ہون قاسم نار و نعیم۔ مین ہون وصی بلافصل خیر البشر مین ہون

صفات الله اکبر نہین ہون پیشوائے خلایق نہین ہون کلام الله ناطق - اور اسکے ارادہ کا مجبور
ذوالفقار آیا گواہ نہین ہو تم اوپر حقیقت حال کے یہ سنکے سب یکزبان ہو کر کہنے لگے کہ اے
پسر عم رسول جو کہ آپ نے فرمایا یہ سب حق ہے ؏

اگر آید چو احمد در جہان پیغمبر دیگر — تواند شد ز جنس خاک ممکن حیدر دیگر
رخت روشن تر از ماہ نو لعل گہربارت — بہشت دیگر است ای بوتراب کوثر دیگر

جب مخرب کتاب اور دین عمر ابن خطاب نے دیکھا کہ اولی اور اعلی عنقریب ہے کہ گوسالہ
پرستی چھوڑکر اوس فخر موسی کے مطیع اور منقاد ہون پس بلطایف حیل اوس جماعت کو
متفرق کر دیا - اے مومنین کیا مناسبت رکھتا ہے حال جناب سید الشہدا مظلوم کربلا کا اونکے
پدر بزرگوار جناب شیر خدا شاہ لافتی بازوے خیر الوریٰ جناب علی مرتضی کے حال سے راوی کہتا ہے
کہ وہ جناب یکہ و تنہا بے یار و آشنا فوج اشقیا کے سامنے کہڑے ہوے فرماتے تھے کہ اے قوم بیحیا ؏

منم وارث رتبہ حیدری — منم حامی دین پیغمبری
منم آنکہ از لطف رب جلیل — بود مہد جنبان من جبرئیل
منم مرہم داغ شیر خدا — منم میوہ باغ خیر النسا
منم آن حسینی کہ با نفس پاک — نبی بارہا گفت روحی فداک
کرا باب او سید اوصیاست — کرا جد او خاتم انبیاست
نگفتہ نگر آن شہ مشرقین — حسین از منست و منم از حسین
چرا بستہ شد راہ تدبیر من — گناہم چہ و چیست تقصیر من
گرا کشتہ ام من ز قوم شما — کہ کشتید جملہ عزیزان ما

اے قوم مین تمہارے نبی کا نواسہ اور تین دن سے بہوکا اور پیاسا ہون خدا کے قہر سے ڈرو
مجھ مظلوم پر رحم کرو میرے ننہے ننہے بچے شدت گرسنگی اور تشنگی سے ہلاک ہوتے ہین اگر مین تمہاری

[illegible] یقین ... ہوں تو وہ ہے ... [illegible] ... دولہ وہ [illegible]

[illegible]ک نہوں دیکھو کہنا مانو مجھے قتل نکرو اگر مدینہ مین میرا رہنا تمکو ناگوار ہو تو مین کسی صحرا مین جا کر
رہون اور جو صحرا کا رہنا بھی ناگوار ہو تو مجھے راہ دو کہ مین ہند کیطرف چلا جاؤن اور جو میرا
قتل کرنا ہی تمکو منظور ہے تو مین اہلبیت کو کہ یہ امانت رسول ہین روضۂ رسول پر پہونچا دون
پھر مجھے شوق سے تم قتل کرو آہ آہ اون حضرت کے جواب مین اور تو سب خاموش رہے مگر عمر ابن سعد
نجس نے کہا کہ اے حسین یہ کوئی عذر تمہارا ہم نہ سنینگے جب تک بیعت یزید کی نکروگے یہ سنکر
حضرت نے فرمایا لا حول و لا قوۃ الا باللہ یہ تو مجھسے کبھی نہوگا کہ اک فاسق فاجر زنان زادی کی
بیعت کرون الغرض سو نہیں مرقوم ہے کہ جب جناب امیر نے بوجہ قلت انصار اور مددگار کی عزلت
اختیار کی تو ایک دن آٹھ آدمی انصار سے ابوبکر کی بیعت سے انکار کرکے حضرت کی خدمت مین حاضر
ہوے اور عرض کی کہ یا مولا ظلمت کفر نے تمام اہل اسلام کو گھیر لیا ہے اب آپ مانند خورشید
جہانتاب گھر سے باہر تشریف لائیے اور اپنے جمال فائض الانوار سے اس ظلمت کو ہمسے دفع کیجیے

حصارے شد چو خورشید جہانگیر	کشاید ہندوی شب لب بہ تسخیر
سلیمان چون شود از دیدہ نہان	نشیند دیو بر تخت سلیمان
جہان را رشک فردوس برین کن	ید اللہ را برون از آستین کن
حریم کعبہ را بتخانہ مپسند	بہ منبر جاے ہر بیگانہ مپسند

حضرت نے فرمایا کہ چونکہ مین کوئی معین اور مددگار نہین رکھتا لہذا بموجب وصیت رسول آج
مین ان دشمنان دین سے مقابلہ کرنے پر مامور نہین ہون اون لوگون نے عرض کی کہ جبتک
ہمارے تن مین جان باقی ہے ہم آپکی اطاعت سے قدم باہر نہ رکھین گے یہ سنکر اون جناب نے
فرمایا کہ اگر تم اپنے قول پر ثابت قدم ہو تو کل جسوقت کہ آفتاب طلوع کرے تم تلوارین ہاتھ مین
لیکر گھر سے باہر نکلو مین بھی ذوالفقار بدست باہر آؤن اور دین حق کو آشکار کرون اون سب نے

دروازہ حیدر کرار پر حاضر ہوے مگر اون منافقین کے خوف سے تلوارون کو عبا کے نیچے چھپائے
ہوئے تھے حضرت نے فرمایا کہ مین نے تمسے حکم دیا تھا کہ تلوارین برہنہ ہاتھون مین لیے ہوے
آنا تم تلوارون کو عبا کے نیچے چھپائے ہوے آئے اگر نوبت جنگ و جدال کی آئے تو اوسوقت تم کیا
کروگے یہ سنکے وہ اپنی دلون مین منفعل ہوے کہ حق بجانب آنکی ہے مومنین قربان اصحاب و انصار
جان نثار جناب مظلوم کربلا سید الشہدا کی جانین ہماری کہ بمقتضاے الا ان اولیاء اللہ
لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون کہ نہایت جرات اور بشاشت کے ساتھ بےخوف
اور بےحزن بمقابلہ اوس کثرت فوج یزید نابکار کے کہ جسکا شمار نہ تھا اوس شمع امامت کے گرد
پروانہ وار پھرتے تھے بلکہ بعض انصارون مین حضرت کے ہمراہ نہ تھے لیکن جسوقت وہ حضرت کے
حال سے مطلع ہوے بکمال دلیری اونحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے اور اپنی جان اوس فرزند
حیدر کرار پر نثار کی چنانچہ حبیب ابن مظاہر کا حال لکھا ہی کہ جب حضرت کربلاے معلی مین پہونچے
تو یہ کوفے مین تھے راوی کہتا ہی کہ حبیب بازار مین کھڑے ہوی ایک دوکان پر وسمہ لے رہے تھے
کہ اودہر سے مسلم ابن عوسجہ نکلے حبیب نے پوچھا کہ اے بھائی مسلم کہ کچھ تمنے سنا ہی کہ یہ کیسی
چڑہائی ہے کہ کوفی سے روز فوج پر فوج چلی جاتی ہے مسلم نے کہا کہ اے حبیب کیا تمنے نہین سنا
اے بھائی یہ فوجین فرزند رسول الثقلین جناب امام حسینؑ کے قتل کے لیے جاتی ہین کربلاے معلے
مین حضرت پر محاصرہ کیا ہی اور پانی اون حضرت پر بند کر دیا ہی مومنین قربان جرات و وفاداری
حبیب پر جانین ہم شیعون کے جب یہ سنا کہ میرے آقا فوج اشقیا مین گھر گئے ہین وسمہ کو ہاتھ
سے زمین پر پھینکدیا اور کہا کہ اب یہ ڈارھی انشاء اللہ اپنے خون مین خضاب ہوگی یہ کہکر اپنے
گھر مین آئے مگر نہایت مغموم اور حزین تھے اونکی زوجہ نے پوچھا کہ آج تمہارے چہرہ سے آثار
حزن و ملال کے پائے جاتے ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کسی فکر اہم مین تم مبتلا ہو جب ان

مظاہر نے کہا کہ کیونکر دل پر وفور رنج کا ہجوم ہوئین ہے ابھی [illegible] اور تیری کربلا [illegible]
پر فوج جو کوفے سے چلی جاتی ہے جناب امام حسینؑ پر چڑھائی ہے اور وہ جناب محاصرۂ فوج مین
آگئے ہین اور پانی بھی حضرت پر بند ہوگیا ہے حضرات کیا مومنہ پاک تھی زوجۂ حبیب جب اوسنے
یہ سنا کہ حضرت فوج مین گھر گئے ہین اور پانی بھی بند ہوگیا ہے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا
اور رو رو کر کہنے لگی کہ اے حبیب پھر تمہارا کیا ارادہ ہے حبیب نے کہا کہ مین حاکم کے خوف سے جا نہین سکتا
ورنہ ضرور مین حضرت کی مدد کرتا اوس مومنہ نے رو کر کہا کہ وائے اوپر تمہارے ای حبیب کہ حاکم کا
تو خوف کرتے ہو اور اونکے نانا جناب رسولخدا کہ جنکا کلمہ پڑھتے ہو اور اونکے بابا علی مرتضی کہ جنکے
شیعون مین سے اپنے تئین شمار کرتے ہین اونسے نہین ڈرتے روز حشر مین اون جناب کو کیا
جواب دوگے جبکہ وہ جناب تمسے پوچھینگے کہ اے حبیب تمنے میرے مظلوم نواسے کی مدد نکی
خیر تم گھر مین بیٹھو مین اپنے آقا اور مولا کی مدد کو جاتی ہون اور اپنی بی بی کے فرزند پر اپنی
جان نثار کرتی ہون یہ سنکر حبیب ابن مظاہر نے کہا کہ اے باوفا مرحبا مین ترا دل دیکھتا تھا
ورنہ مین ایسا ہون کہ اپنے آقا پر جان نثار نکرون واللہ ہزار جانین فدا ہین ایک موئے تن اطہر
حسین پر پس اپنے غلام سے کہا کہ تو میرا گھوڑا لیکر شہر کے باہر فلان مقام پر جاکے کھڑا ہو
مین آتا ہون مومنین وہ غلام باوفا گھوڑا لیکر جاکے اوسی مقام پر کھڑا ہوا مومنین قربان مظلومی
جناب سید الشہدا جان زائر کے غلام تک اوس جناب پر جان فدا کرنے کو تیار ہے حضرات حبیب نے
جسوقت آنے کو کہا تھا اوس سے کسیقدر عرصہ ہوگیا اور گھوڑا حبیب کا بولا اوسوقت اوس غلام
نے اوسکے منھ پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ اے گھوڑے تو گھبرا مت مین تھوڑی دیر اور انتظار اپنے آقا
کا کرتا ہون کہ اگر وہ آئے تو فبہا ورنہ مین خود تجھپر سوار ہو کر چلونگا اور مولائے کونین جناب
امام حسینؑ کے قدم مبارک پر اپنی جان نثار کرونگا مومنین وہ غلام یہ کہہ رہا تھا کہ حبیب قریب
اوسکے پہونچے اور اوسکا یہ کلام سنا بہت خوش ہوئے اور کہا کہ جا مین نے تجھے راہ خدا مین آزاد کیا

کہ روز عاشورہ شامیان بیحیا اور کوفیان بردغا نے باہم مشورہ کیا کہ کل فوج کے دو غول کرد
ایک تو سامنے سے حسین پر حملہ کرے اور جب امام حسین علیہ السلام مع اپنے عزیزون اور انصارون
کے اوس غول سے مشغول بمحاربہ اور مقاتلہ ہون تو اوسوقت شمر دوسرے غول کو لیکر دوسری
جانب سے خیام اہلبیت پر حملہ ور ہوا ور حرم محترم کو لوٹ لے اور مقید کرلے غرض یہ مشورہ کرکے ایک
جمعیت کثیر نے سامنے سے اونحضرت پر حملہ کیا اور اوس امام تشنہ لب پر تیرون کا مینھ برسانے لگے
حضرت یہ دیکھکر مع اپنے عزیزون اور انصارون کے اونسے مشغول بحرب وضرب ہوئے پس اوسوقت
شمر لعین نے دوسرے غول کو اپنے ہمراہ لیکر دوسری جانب سے خیام اہلبیت پر حملہ کیا۔ راوی
کہتا ہے کہ وہ غول اسقدر خیمۂ اہلبیت کی قریب پہونچ گیا کہ شمر بیحیانے دو تین تلوارین خیمہ پر مارین
مومنین یہ دیکھکر سب اہلبیت نے وا محمدا کا شور مچایا اور باواز بلند پکارے کہ اے یاوران حسین
جلد ہماری مدد کو آؤ عنقریب ہے کہ اشقیا ہمارے خیمون مین در آئین اور ہمکو گرفتار کرلین مومنین
جب یہ آواز اہلبیت مظلوم کربلا کی جناب حبیب ابن مظاہر کے کان مین پہونچی بیتاب ہوگئے
اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اے بھائیو بڑا غضب ہوا کہ اشقیا اہلبیت کے خیمہ پر جا گرے
اگر ہماری زندگی مین اہلبیت لٹ گئے یا مقید ہوگئے تو ہم قیامت مین جناب رسولخدا اور
علی مرتضی کو کیا منھ دکھائینگے یہ کہکر مانند شیر غضبناک کے خیمہ کیجانب دوڑے اور پہلے ایک
حربہ شمر بیحیا کے سر پر اس زور سے لگایا کہ وہ شقی منھ کے بھل زمین پر گرا حبیب نے چاہا کہ
اس شقی کو دوسری ضربہ سے واصل جہنم کرین کہ وہ اوٹھ کر بھاگا اور اپنے غول کے اندر جا کے ہورہا
پس حبیب نے اون کفار پر دلیرانہ ایسا حملہ کیا کہ وہ سب اوس شیر کے سامنے سے مثل روباہ کے
بھاگ گئے پس جب وہ نامرد وہان سے دفع ہوئے حبیب درخیمہ پر آئے اور عرض کی کہ اے
اہلبیت طاہرین اب آپ بیخوف خیمہ مین رونق افزا رہین جبتک کہ یہ غلام آپکا زندہ ہے کیا مجال ہے

ان بچھاؤن کی جو آپکے خیمہ کی جانب نگاہ اوٹھا کر دیکھین یہ سنکر اہلبیتؑ علیہم السلام حبیبؓ کو دعائین دینے لگے آہ آہ مومنین کیا صدمہ گذرا ہوگا روح حبیب پر کہ جسوقت بعد شہادت امام حسینؑ کے وہ اشقیا خیمون کو لوٹنے کیلیے آئے تو وہ پردگیان عزت و توقیر فریاد وا محمدا کرتے تھے اور چلاتے تھے کہ اے یاوران حسین جلد ہماری خبر لو کہ فوج ہماری لوٹنے کے واسطے آئی ہے سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس پانچوین مین جلانا دروازہ علی مرتضی کا اور توڑنا بازوے بتول عذرا جناب فاطمۂ زہرا کا - ع

چون نہ فریاد و بکا اے چرخ اہل دین کنند
ظالمان آغاز ہر گہ کینۂ دیرین کنند

چشم پوشند از رخ چون مصطفی ہمبرے
ریسمان در گردن حبل المتین بدین کنند

مرتضی را دست بستہ جانب مسجد کشند
بت پرستان ہر بی دینی خلل در دین کنند

آتش افروزند اندر خانۂ کز احترام
قدسیان جاروبش از مژگان بصد تمکین کنند

پہلوے آن صاحب عز و شرف را بشکنند
کز ادب تعظیم نامش جملہ حور العین کنند

مومنین جب اوس سرخیل خوارج یعنے ابوبکر نے ناحق اوس امام برحق سے خلافت غصب کی اوسوقت عمر سردار اہل شر نے ابوبکر سے کہا ع

خلق را گمراہ کردم سر بسر
خیر را کردم باقبال تو شر

از مہاجر جملگی بار تو اند +
جملۂ انصار انصار تو اند +

بشنو اینک این سخن ای پر دغا
آمد اینک نوبت شیر خدا

پس ابوبکر لعین نے بموجب اشارہ اوس دشمن دین کے ایک آدمی بھیجکر وصی سید المرسلین کو طلب کیا حضرت نے کہلا بھیجا کہ مین نے قسم کھائی ہے کہ جبتک آیات قرآنی اور تنزیل آسمانی کو

کر کے ایک کیسے کے اندر رکھکر اوسکے منھ پر مُہر کی اور مسجد مین تشریف لائے اور فرمایا ۔

نبی را این علم زین انجمن کیست	کلام اللہ ناطق غیر من کیست
وصایائے نبی گر رفت از یاد	کلام حق بس است از بہر ارشاد
درین قرآن خود آیات صریح است	خلافت غیر ما را بس قبیح است
مرا این خجلت قاطع بدستست	گواہ این کیسہ کو حق پرست است
خلافت شغل بر بیداد گر نیست	امامت در خور ہر لی پدر نیست

ایہا الناس یہ مین نے اسوجہ سے تمسے بیان کیا کہ فردائے قیامت کو تم یہ نکہو کہ ہم آگاہ نہ تھے اور کسی نے مطلع نکیا ورنہ تمکو مین بیعت کے لیئے نہین طلب کرتا نہ اپنی مدد کے لیے عمر ابن خطاب نے دیکھا کہ قرآن سے کفر منافقین اور حقیقت حقیت امیر المومنین ظاہر ہے کہا کہ جس چیز نے کہ ہمکو بے نیاز کیا ہے وہ ہمارے نزدیک ہے یعنے جس قرآن کو کہ عثمان نے جمع کیا ہے وہ ہمارے واسطے کافی ہے حضرات اوسی انکار عمر سے کہ جو ظاہر کلام اللہ سے اوسنے کی وہی انکار بنی امیہ کے لیے روز عاشورہ باطن کلام اللہ سے اور اگر وہ لعین ہاتھ ظاہر کلام سے نہ اوٹھاتا تو بنی اُمیہ باطن کلام اللہ سے ہاتھ نہ اوٹھاتے آہ آہ مومنین جسطرح سے کہ اہل مدینہ نے عمر ابن خطاب کی کہنے سے قرآن صامت سے ہاتھ اوٹھایا اوسیطرح سے اہل کوفہ نے عمر ابن سعد کے کہنے سے کلام اللہ ناطق سے انکار کیا اور اذیت پہونچائی یعنے مومنین روز عاشورہ جناب سید الشہدا مظلوم کربلا مثل اپنے پدر بزرگوار کے کوفیان نابکار سے واسطے اتمام حجت کے فرماتے تھے کہ آگاہ ہوا سے گروہ کوفہ و شام کہ مین نواسہ تمہارے نبی کا ہون اور بیٹا تمہارے نبی کے وصی کا اور مین وہ ہون کہ اکثر میرے بارہ مین تمہارے نبی نے فرمایا کہ الحسین منی وانا من الحسین ۔ یعنے حسین مجھسے ہے اور مین حسین سے دیکھو اب بھی اگر میرے
[illegible] روضۂ رسول پر چلا جاؤن گو کہ تمنے میرے

سب عزیز اور انصار کو محروم رکھا مین دن کا ہوگا اور پیاسا شہید کیا گر مین تمھاری بیعت
کسی سے نکرونگا۔ سو شیعین اون بیحیاؤن نے اسکے جواب مین کہا کہ اے حسین ہم جانتے ہین
کہ تم نواسے نبی کے ہو اور بیٹے علی کے مگر ہم تمکو بے قتل کیے ہوی نہ چھوڑینگے اور اگر چاہتے ہو
کہ ہم تمکو قتل نکرین تو بیعت حاکم شام کے اختیار کرو حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتے ہو
واللہ حسین سر دیگا مگر اوس فاسق و فاجر کی بیعت نکریگا القصہ سو منین دوسرے روز پھر ابوبکر نے
حضرت کے پاس ایک آدمی بھیجا اور کہا کہ علی سے کہہ کہ آکر خلیفۂ رسول کی بیعت کرین اور امیر المومنین
کے پاس آوین حضرت نے فرمایا کہ اوس سے کہدینا کہ کیا تو بھول گیا کہ رسول مقبول نے مجھکو امیر المومنین
کا خطاب دیا تھا اور وہ حضرت بتاکید سب سے فرماتے تھے کہ علی کو امیر المومنین کہو اور حضرت نے
میری خلافت کی بارہ مین وصیت نہین کی واللہ سوا میرے نہین ہے کوئی روے زمین پر خلیفۂ
رسول حضرات جب اوس شخص نے حضرت کا یہ قول آکے ابوبکر سے بیان کیا تو اوسنے کہا کہ سچ
فرماتے ہین بیشک وہ جناب امیر المومنین اور خلیفۂ برحق جناب سید المرسلین ہین مومنین جبکہ
یہ کلمۂ حق اوس سرگروہ منافقین کی زبان پر آیا تو

تو عمران ملحد سراپا مکر — حرف حق چون شنید از بوبکر
تلخ شد کام آن سگ مردود — آری الحق مر نبی فرمود
کرد خصمانہ تیز تیز نگاہ — ہمچو کلب درندہ بر روباہ
سوی بوبکر ناکس و خودرای — لب بدندان گزید جست از جای
کہ بود بے بنا خلافت ما — تا نیاید علی بہ بیعت ما

ابوبکر نے کہا کہ اے عمر ایک دم توقف کر اور پھر چند مرتبہ آدمی اون حضرت کے پاس بھیجا
مگر وہ جناب تشریف نہ لائے تب عمر نے ابوبکر سے کہا کہ اے ابوبکر ابوالحسن افضل عالم ہین

اور وصی اور جانشین سید المرسلین ہین اگر وہ تیری بیعت نکرینگے تو خلافت تیری اوپر قرار نہ پاویگی

پس قنفذ کہ برادر زادہ اوسکا تھا اور شل اپنے چچا کے زشت رو اور قسی القلب تھا اوسکو ہمراہ

خالد بن ولید کی مع ایک گروہ شقی اور پلید کے بھیجا الغرض قنفذ جب باب الخلافہ شاہ ولایت پر

پہونچا تو اذن دخول طلب کیا اون جناب نے اذن دخول نہ دیا پس قنفذ باوجود اوس بیحیائی کے

ابوبکر کے پاس پلٹ آیا اور کہا کہ علی اذن دخول نہین دیتے ہین عمر نے یہ سُنکے کہا کہ تمھین

اذن دخول سے کیا مطلب ہی اگر اذن دین تو بہتر ورنہ زبردستی اندر داخل ہو وہ یہ سُنکر پھر آیا

اور حضرت سے اجازت چاہی جناب فاطمہ اوسکی آواز سُنکر عقب در تشریف لائین اور فرمایا کہ

ہم ہرگز اذن دخول نہین دیتے تم ہمارے گھر مین نہ آؤ اور مجھے کیون ستاتے ہو مجھکو میرے

باپ کے ماتم مین رونے دو قنفذ آواز جناب سیدہ سُنکر خاموش کھڑا رہا اور ایک شخص کو ابوبکر

کے پاس بھیجا کہ جناب فاطمہ اذن دخول نہین دیتے ہین یہ سُنکر عمر غضبناک اوٹھ کھڑا ہوا اور

در اقدس بتول عذرا پر آیا اور اوس شقی نے اوس در پر کہ جسکے آستان پر ملائک جبہہ سائی

کرتے تھے اور بے اجازت ملک الموت اندر داخل نہوئے مودب آستان فیض نشان پر کھڑی

رہی ایک لات زور سے ماری ۔ سچ ہی مومنین ؎

گران بجیا یاران درسے زد — بآن درخلاف از کسی سرنے زد

بفرق علی تیغ کین ابن ملجم — حسن را عدو زخم منکر نے زد

نمیشد اگر منکر حق حیدر — کسی بر حسین آہ خنجر نے زد

مومنین جبکہ اوس بیدین نے اوس در واجب التعظیم پر یہ بے ادبی کی اگرچہ شیر بیشہ ہیجا

بازوے خیر الوری شاہ لافتی جناب علی مرتضی خیر کشا گھر مین تشریف رکھتے تھے مگر صبر کیا

اور اوس نامرد کو زبان معجز بیان سے کچھ نفرمایا مگر مومنین دختر نیک اختر جناب سید المرسلین

جگر گوشہ خدا بتول عذرا جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا التحیۃ بالم سے اوٹھین مگر مومنین

[illegible]

سر مین بندھا ہوا رنگ چہرۂ اقدس کا تپ غم و ہم سے زرد ضعف اور نقاہت سے پاؤن مین غش
آہستہ آہستہ عقب در تشریف لائین اور بہ آواز دردناک فرمایا کہ اے گروہ اشقیا یہ کیا ظلم ہی ایک تو
مجھپر یہ ظلم کیا کہ خلافت کو کہ میرے شوہر کا حق تھا اوسکو چھین لیا اور اب مجھے میرے باپ کے
ماتم مین رونے بھی نہین دیتے مجھ یتیم کو کیون ستاتے ہو خدا سے ڈرو آخر مین تمھارے رسول کی
بیٹی ہون یا نہین یہ سُنکر عمر مردود نے کہا کہ اے فاطمہؑ ہم یہ کچھ نہین جانتے در کو کھول دو ورنہ
ہم آگ سے جلا دینگے جناب فاطمہ نے فرمایا کہ اے عمر خدا سے ڈر مجھے اذیت نہ دی وہ شقی بولا
کہ قسم ہے اوس خدا کی کہ جسکے قبضۂ قدرت مین جان میری ہے کہ اگر علی باہر نہ آئینگے گو مین دروازے
کو آگ سے جلا کر اندر آؤنگا یہ کہکر اوس ناری نے آگ اور لکڑیان منگا کر دروازے کو جلا دیا

آہ آہ مومنین ٥

آتش ظلم اول آن افروخت	کہ در خانۂ ہمیشہ سوخت

حقیقت مین مومنین اہلبیت کے گھر کے جلانے مین ابتدا عمر ابن خطاب سے ہوئی اور انتہا عمر

ابن سعد پر ٥

این سوخت خانۂ پدر از جور بر ملا +	آن سوخت خرگہ پسر از کین بہ کربلا
این پہلوے مبارک خیر النسا شکست	آن پشت زینب از الم کربلا شکست
این بوتراب را سوے نسل حرام برد	آن اہلبیت را باسیرے بشام برد
دین شد ضعیف ازین عمر و زان بباد رفت	زین ہر دو از جہان دو علی نامراد رفت

الغرض مومنین اوس دشمن دین نے مضمون آیۂ کریمہ یا ایہا الذین امنوا لا تدخلوا
بیوت النبی الا ان یؤذن چشم پوشی کرکے چاہا کہ داخل خانہ ہو جناب فاطمہ نے
مومنین اور فریاد کی کہ یا ابتاہ یا رسول اللہ آہ آہ مومنین اوس دشمن دین نے بجاے

سینۂ رسول کا پہلو ٹوٹ گیا اور ایک تازیانہ مارا کہ اوسکی ضرب سے بازوے جناب فاطمہ کا ٹوٹ گیا
پس اوس مخدومۂ کونین نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر دوبارہ فریاد کی کہ یا ابتاہ یا
رسول اللہ مومنین اس فریاد سے قبر مطہر جناب سید المرسلین کی لرزگئی ملایکہ نے تسبیح
چھوڑدی عرش خدا ہلگیا حضرات رسم دنیا ہے کہ میراث ماں کی بیٹے کو ملتی ہے پس جناب سیدہ
کی یہ میراث یعنے تازیانہ دست اشقیا سے کھانا اونکی دونوں بیٹیاں جناب زینب خاتون اور
جناب ام کلثوم کو کربلا میں ملی ۔ راوی کہتا ہے کہ بعد شہادت جناب مظلوم کربلا سید الشہدا روحی
فداک کشتۂ تیغ جفا کے اور بعد تاراجی خیام جب اہلبیت علیہم السلام کو مقید کرکے مقتل کیطرف
لائے اور لاشے اونکو اپنے عزیزوں کے نظر آئے بیتاب ہوگئے کسیکو تاب ضبط کی نہ رہی سب
بیبیوں نے اپنے تئیں اونٹوں سے گرا دیا اور ہر بی بی بے اختیار دوڑکر اپنے اپنے عزیز کی لاش
سے لپٹ گئی اور بین کرنے لگی مگر مومنین قربان محبت جناب زینب پر کہ اپنے بیٹوں کی لاشوں
کیطرف تو نہ گئیں مگر دوڑکر اپنے بھائی مظلوم کی لاش سے لپٹ گئیں اور بولیں کہ ای بھائی
یہ بہن آپکی اس غربت اور مظلومی کے صدقے گئی وہ جسم نازنین کہ جسکو امان باران کی
بوندوں سے بچاتی تہیں آج وہی جسم نازنین تیغوں سے چور چور زمین گرم پر دھوپ میں پڑا ہے
آہ آہ اے بھائی اس بہن کے سر پر چادر بھی نہیں ہے کہ جسکا سایہ آپ پر کرے افسوس مخدومہ
اپنے بھائی کی لاش پر ابھی یہ بین کرتی تھیں کہ اون اشقیا نے ہر ایک بی بی کو بجبر و قہر لاشوں سے
جدا کرکے اونٹوں پر سوار کیا ۔ مومنین جناب زینب اپنے بھائی کی لاش سے جدا نہوتی تھیں یہ
دیکھکر شمر ملعون آیا اور ایک تازیانہ ہاتھ میں لیے ہوئے تھا اوسکو اوس بیحیا نے اس زور سے
جناب زینب کی پشت مبارک پر لگایا کہ وہ معظمہ تڑپ گئیں اوسوقت مظلوم کربلا کی لاش سے
آواز آئی کہ اے بہن زینب اب تو بھائی کی لاش کو چھوڑو کہ شمر کا تازیانہ بھی کھا چکیں اور

مان کی میراث بھی پاچکین - الغرض مومنین جب جناب فاطمہ اون دو ضربون کے صدمہ سے غش کہاکر زمین پر گرین اور حضرت محسن شکم جناب سیدہ مین تھے ضرب پہلو سے شہید ہوگئے
آپس اوس کلب کم جرات روباہ سیرت کی یہ جسارت دیکھکر دریاے حمیت جناب شیر خدا خروش
مین آیا اور قلزم قہر وغضب امیر عرب جوش مین وہ جناب مانند شیر کے حجرہ مطہرہ سے جست
کرکے قریب اوس روباہ کے آئے اور کمر مین اوسکے ہاتھ ڈالکر مانند ایک گیاہ سُبک کے سر سے
بلند کرکے زمین پر پٹکا کہ ناک اور گردن اوسکی مجروح ہوگئی اور فرمایا کہ اے ملعون بے شرم اگر
مجھکو جناب رسولخدا ارشاد بصبر نفرماجاتے تو ابھی تم سب طاعنہ کو بضرب ذوالفقار داخل نار
کرتا مگر حضرت کے حکم اور وصیت سے مجبور ہون - مومنین سُنا آپ نے کہ جب فاطمہ کا دروازہ
جلاکر وہ ناری اندر داخل ہوا اور جناب بتول عذرا کو تازیانہ سے ایذا پہونچائی اور اون معظمہ
نے فریاد کی تو جناب امیر اون معظمہ کی حمایت کو پہونچے اور اوس شقی ازلی کو اوس بے ادبی
کے تہوڑی سی سزا بھی دی مگر آہ آہ مومنین قربان جان زائر کی مصیبت اہلبیت جناب
مظلوم کربلا پر راوی کہتا ہی کہ روز عاشورہ بعد شہادت جناب سید الشہدا کے جب ناریون
نے خیام اہلبیت مین آگ لگادی اور خیمے جلنے لگے اوسوقت سب بیبیان سر اور سینہ پیٹتی
ہوئین باہر نکل پڑین اور فریاد وا محمدا کی بلند کی اور قتلگاہ کی طرف منھ اپنے کرکے کہنے لگین
کہ اے عباس اے علی اکبر اے قاسم اے عون ومحمد کہان ہو جلد آکر ہماری خبر لو کہ اشقیا نے
ہمارے خیمون مین آگ لگادی ہی اب ہم کدہر جائین آہ آہ حضرات کون آواز دیتا اور اونکی
مدد کو پہونچتا کہ وہ سب شیر جوان سر کٹائے ہوے میدان شہادت مین سو رہے تھے مومنین ایک
شخص اونہین اشقیا مین سے ناقل ہے کہ جب خیمے جلنے لگے اور آگ چہار طرف سے مشتعل ہوئی
اور وہ سب بیبیان سر پیٹتی ہوئین خیمون سے صحرا کی جانب نکل آئین تو سب چھوٹے بڑے

کم سن اوسکے دامن مین آگ لگی ہوئی ہے اور وہ یتیم جانب صحرا کے وا ابتاہ کہتی ہوئی
جلی جاتی ہے اور جب وہ بچے دوڑتے تھے تو ہوا سے اور آگ بہڑکتی ہو یس وہ کہڑی ہوجاتی
تھے اور وا ابتاہ وا ابتا کہکر فریاد کرتے تھے یہ دیکھکر مین رونے لگا اور مجھے اوس معصوم پر
رحم آیا اور مین اوسکی جانب دوڑا کہ آگ اسکے دامن کی بجھادون جب اوس نادان نے
مجھکو اپنی طرف آتے ہوے دیکھا تو وہ ڈرکر اور زور سے بھاگے تب مین نے آواز دی کہ ای
صاحبزادے تم ڈرو مت مین تمھین اذیت نہ پہونچاؤنگا بلکہ تمھارے دامن کی آگ بجھانے
آتا ہون جب اوس نادان نے یہ سنا تو کہڑے ہوگئی پس مین قریب اوس یتیم کے گیا اور
آگ اوسکے دامن کی مین نے بجھادی اوسوقت اوس نادان نے مجھسے کہا کہ ای شیخ جہان
اتنا تو نے رحم مجھپر کیا کہ جلنے سے بچایا اب اتنا اور رحم کرکہ مجھے قتلگاہ کا راستہ بتادے
مین نے عرض کی کہ اے صاحبزادے قتلگاہ طرف جاکے کیا کروگے اوسوقت یتیم نے
بکمال حسرت مجھسے فرمایا کہ اے شیخ میرے باپ قتلگاہ کو گئے تھے مین اپنے باپ کی خدمت
مین جاؤنگی مین نے پوچھا کہ آپکے باپ کا اسم مبارک کیا ہے اور آپکا کیا نام ہے اوس معصوم
نے سر جھکا کر کہا کہ میرا نام سکینہ ہے اور مین حسین کی بیٹی ہون مین نے عرض کی کہ اے
صاحبزادی اب آپ وہان جاکر کیا کرینگی اون حضرت کو اعدا نے شہید کیا لاش مقتل مین پڑی
ہے وہ صاحبزادی مجھسے یہ سُنکر اپنا سینہ و سر پیٹنے لگی اور وا ابتاہ کے نعرے بلند کیے الغرض
مومنین بعد جلجانے خیام کے آگ کے صدمہ سے جب قدرے اطمینان ہوئی تو جناب زینب
نے اون بچون کو کہ خوف سے آگ کے متفرق ہوگئے تھے تلاش کرکے جمع کیا مگر مومنین دو بچون کا
پتا نہ ملا اونکی تلاش مین جناب زینب حضرت کلثوم کو ہمراہ لیکر طرف صحرا کے تشریف لیگئین
جب تہوڑی دور وہان سے آگے بڑہین تو آہ آہ حضرات اون معظمہ نے دیکھا کہ ایک جہاڑی کے
اندر کہ وہان سرگنجان درختان کا تھا وہ دونون معصوم ایک دوسرے کی گردن مین ہاتھون کو ڈالے

[illegible]

سو گئی ہین جب وہ جناب قریب گئین اور ہاتھ اونکا پکڑکر چاہا کہ جگائین تو دیکھا کہ وہ دونون

نسیم جان بحق تسلیم ہوگئے ہین یعنے روحین اون معصومون کی طرف خلد کے پرواز کر گئی ہین

یہ دیکھکر وہ دونون معظمہ اپنا سینہ و سر پیٹ کر رونے لگین اور دونون کی لاشون کو وہان سے

اوٹھا کر طرف خیمہ گاہ کے لائین سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس چھٹی مین بیان لیجانا بازوی مصطفے سید اوصیا جناب علی مرتضی کا مسجد مین ۵

جہان را زین الم خاک سیہ از زبر سر شد	کہ در دست جفائی اشقیا محبوس حیدر شد
رسن را چون لعین در گردن حبل المتین بستند	ازین بار الم خم پشت پیر چرخ اخضر شد

مومنین جب دشمنان دین جناب امیر المومنین کی گردن مین رسن باندھکر طرف مسجد کے لیچلے تو سلمان اور مقداد اور اباذر اور عمار گریبان قبا چاک کیے ہوے حضرت کی ہمراہ تھے اوسوقت ابو بریدہ اسلمی نے بلا خوف لعید عتاب عمر ابن خطاب سے خطاب کیا کہ اے دشمن خاندان رسالت مآب اور اے غاصب منبر و محراب تمام مہاجر اور انصار پر یہ بات آشکار ہے کہ تو نسل حرام سے ہے او مردود خدا کس مذہب مین دیکھا تو نے کہ اپنے پیمبر کے گھر مین بلا اذن بے ادبی کے داخل ہون اور اپنے پیمبر کی بیٹی کو کہ جو حبیبہ خدا ہو اذیت پہونچاوے اور درپے بیحرمتی ہوے ان حضرات کی حمیت دینداری اور غیرت ایمانی ابو بریدہ اسلمی کو تھی کہ اوس گروہ کثیر اور جم غفیر مین کہ سب دشمن جناب امیر تھے کلمہ حق کو زبان پر جاری کیا اور مطلق اونکی کثرت کا خوف نہوا مومنین یہ وہ ابو بریدہ اسلمی ہین کہ جسدن اہلبیت معہ سرہاے شہدا کے داخل دربار یزید ہوے اور اوس شقی نے چوب بید سے لبہاے سر اقدس کو حرکت دی یہ دیکھکر اوس بزرگوار کو تاب ضبط نہ رہی ایک فریاد کی اور کہا کہ او لعین [illegible]

آنکھون سے کہ جناب رسولخدا ان لبون کو مثل شکر کے چوستے تھے اور انپر بوسے دیتے تھے اور فرماتے تھے الحسین منی وانا من الحسین مومنین دو علی کا گلا باندھا گیا ایک علی ابن ابیطالب کا حکم عمر ابن خطاب علیہ اللعن والعذاب سے اور ایک کربلا مین روز عاشورہ علی ابن الحسین بیمار کربلا کا مگر حضرات اسمین فرق یہ ہے کہ جناب امیر تین دن سے بھوکے اور پیاسے نہ تھے اور فقط گردن مین ایک رسن بندھی تھی مگر آہ آہ اے شیعیان علی قربان جان زائر کی مصیبت علی ابن الحسین پر کہ سوائے شدت مرض کے تین دن کی بھوک اور پیاس سے غشی طاری لبون پر صدای وا ابتاہ وا ابتاہ کی جاری عزیزون کے لاشے زمین گرم پر پڑے ہوے اہلبیت سر ننگے ہجوم عام مین کھڑے ہوئے اس عالم رنج والم مین۔ راوی کہتا ہے کہ شمر بیحیا قریب اون حضرت کے آیا اور جس پوست پر وہ جناب لیٹے ہوے تھے اوسکا ایک کونہ پکڑ کے اس زور سے کھینچا کہ وہ حضرت منہ کے بھل زمین پر گر پڑے بعد اوسکے اوس مردود ازلی نے اوس گلوے نازنین مین کہ جسمین فرط ضعف اور ناتوانی سے آمد و شد سانس کی دشوار تھی طوق آہنی پہنایا اور جن پاؤن مین کہ طاقت کھڑے ہونے کی نہ تھی اونمین زنجیر پہنائی اور جن ہاتھون مین اتنی قوت نہ تھی کہ اپنے پدر مظلوم کا ماتم کرین اونمین ہتکڑی ڈالی اور شتران اہلبیت کا ساربان بناکر کربلا سے شام تک پیادہ پا لیگئے

آہ آہ حضرات کس زبان سے کہون۔

تھک کے منزل پہ جو گر پڑتے تھے عابد سر شام ‏ ‏ ‏ صبح تک تلوؤن سے چنتے تھے حرم خارون کو

القصہ جب جناب امیر کو اشقیاے بیدین مسجد مین لائے تو ابوبکر نے دیکھا کہ اوس حبل المتین کے گلے مین رسی بندھی ہوئی ہے اور ایک سرا رسی کا خالد بن ولید لیے ہوئے ہے اور دوسرا سرا رسی کا عمر ابن خطاب کے ہاتھ مین ہے اور دوسرے ہاتھ مین شمشیر برہنہ یہ دیکھکر اون نامردون سے کہا کہ چھوڑ دو امیر المومنین کو اوسوقت جناب امیر نے بکمال حزن و ملال طرف مرقد رسول

ان یقتلونی یعنے ای برادر اس قوم نے مجھکو ضعیف اور ناتوان کیا اور قصد میری ہلاکی کا
رکھتے ہین - ابیات

ز شکوہ کردن شیر خدا بہ پیغمبر	فتاد لرزہ بر اندام حاضرین یکسر
کہ ناگہان شہ لولاک از درون ضریح	نمود دستی و فرمود با زبان فصیح
چنانکہ خلق سراسر گداختند ہمہ	صدا و دست نبی را شناختند ہمہ

یعنے تمام حاضرین مسجد نے دیکھا کہ جب جناب امیر نے اپنے بھائی کے مرقد سے یہ خطاب کیا اوسوقت قبر مطہر جناب رسولخدا کی لرز گئی اور دست مبارک اون حضرت کا قبر سے باہر نکل آیا اور فرمایا کہ یا ابا بکر اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سواک رجلا کہ اے ابی بکر انکار کرتا ہی تو اوس شخص سے کہ پیدا کیا تجھکو مٹی سے بعد اوسکے قطرہ منی سے بعد اوسکے کر دیا تجھکو رجل - سو تین آدمیون نے تین صاحب قبر سے سوال کیے اور تینون قبرون سے آواز آئی اول راحیل مادر یوسف کی قبر سے آواز آئی لکھا کہ جب یوسف کے بھائیون نے حضرت یوسف کو سوداگر کے ہاتھ فروخت کیا اور وہ حضرت یوسف کے گلے مین طوق اور زنجیر ڈالکر لیچلا اور وہ حضرت طرف مقبرہ اسحق کے نکلے اور اونحضرت نے اپنی مان کی قبر دیکھی اپنے تئین اونٹ سے گرا دیا اور فرمایا کہ یا اماہ ارفعی راسک وانظری الی یعنی اے مادر بزرگوار بلند کیجیے اپنے سر کو اور دیکھیے طرف میرے کہ کیا حال ہے آپکے فرزند کا پس جب حضرت یوسف نے لعبد درد اپنی مان کو آواز دی اوسوقت قبر راحیل سے صدا آئی کہ یا ولداہ اکثرت ھمی وحزنی فاصبر ان اللہ مع الصابرین کہ اے بیٹے زیادہ کیا تو نے غم اور رہم میرے کو پس صبر کر تحقیق اللہ صابرون کے ساتھ ہی اور دوسری قبر رسول سے جواب مین جناب امیر کے جیسا کہ تو سنین نے سنا اور تیسری قبر مطہرہ شفیعہ روز جزا جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا سے آواز اوٹھی کہنا ہم

معظمہ کی قبر سے رخصت ہوئین پس جب حضرت نے مزار جناب سیدہ سے لپٹ کر فرمایا السلام
علیک یا اماہ یعنے یہ سلام آخری ہے میرا آپ پر اے مادر اب صبحکو غلام آپکا مدینہ سے جانب
عراق سفر کریگا اے اماں مین کبھی آپکے مرقد منورہ سے جدا نہوتا مگر کیا کرون کہ دشمنان دین مجھکو
رہنے نہین دیتے مجبور آپکی قبر سے جدا ہوتا ہون راوی کہتا ہے کہ جب مظلوم کربلا نے بصد آہ وزاری
یہ ارشاد کیا قبر لرز گئی اور آواز آئی کہ علیک السلام یا مظلوم الام یا شہید الام یا غریب
الام یعنے وعلیک السلام اے مظلوم مادر اور اے شہید مادر اور اے غریب مادر اے
حسین مان تیری اس غربت اور مظلومی کے صدقے اگر تو جاتا ہے تو مین بھی قبر سے نکلتی ہون جہان
تو جائیگا مین بھی تیرے ساتھ ہون القصہ مومنین جب اون اشقیا نے دست جناب رسول ص کو قبر
سے نکلا ہوا دیکھا اور آواز حضرت کی سنی کانپنے لگے اور مومنین ایک روایت سے ہے کہ جب جناب
امیر داخل مسجد ہوئے اور حضرت نے وہ کلمات حق زبان معجز ترجمان پر جاری کیے تو اوس شقی
نے سر جھکا لیا اور کچھ جواب اون جناب کو نہ دیا مگر عمر لعین تلوار برہنہ لیکر اون جناب کی طرف
دوڑا اور بولا کہ یا ابو الحسن ابو بکر کی بیعت کے لیے ہاتھ بڑھاؤ شاہ لافتی نے فرمایا کہ اگر مین بیعت
نکرون تو کیا کریگا تو اوس شقی نے کہا کہ اگر آپ بیعت نکرینگے تو مین قتل کرونگا آپکو اوس شیر خدا نے
یہ سنکر فرمایا کہ اے پسر صہاک حبشیہ قسم ہے خدائے عز وجل کی اگر مجھکو وصیت جناب رسولخدا کی مانع
نہوتی تو اس کہنے کا مزا مین تم سب کو دکھاتا اور مومنین جب اوس شقی نے یہ کلمہ کہا تھا کہ اگر تم
بیعت نکروگے تو مین تمھین قتل کرونگا اوسوقت حسنین علیہم السلام کہ بہت کم سن تھے اون حضرت
کے قریب کھڑے ہوئے تھے وہ دونون گوشوارہ عرش خدا نور عین رسول دوسرا یہ کلمہ سنکر زار زار
رونے لگے حضرت نے اون صاحبزادون کو اپنی سینہ سے لگا لیا اور تشفی دینے لگے کہ ناگاہ در مسجد سے
جناب فاطمہ پیراہن جناب رسولخدا دوش مبارک پر ڈالے ہوئے باچشم گریان فریاد وا ابتاہ کرتی

اور زنان بنی ہاشم گرد حلقہ کیے ہوئے داخل مسجد ہوئیں اور فرمایا کہ اے ابوبکر آخر کفر کو اپنے ظاہر
کیا تو نے اور دشمنی حق پر کمر باندھی - چھوڑ دے میرے ابن عم اور میرے شوہر کو اور ظلم سے ہاتھ
اوٹھا ورنہ بتربت خدا لے بر سر اپنے درگاہ خدا میں فریادی ہوکہ قہر خدا کھینچ لاتی ہوں کہ
ایک متنفس تمسے باقی نہ رہیگا او شقی ازلی یقین جان تو اسکو کہ میں خدا کے نزدیک ناقہ
صالح سے کم نہیں ہوں اور یہ دونوں فرزند میرے بچہ صالح سے جب جناب فاطمہ بتول عذرا
حبیبہ خدا نے یہ کلام زبان صدق ترجمان پر جاری کیے تو راوی کہتا ہے کہ قسم خدا کی دیکھا ہم
میں نے کہ دیوارین مسجد کی لرز گئیں اور زمین سے اسقدر بلند ہوئیں کہ اگر چاہتا تو آدمی اوسکے
نیچے سے نکل جاتا اور اسقدر غبار اوٹھا کہ تمام مسجد کو گھیر لیا سب آدمی کانپنے لگے اور یقین
ہوا سبکو کہ قیامت آگئی اوسوقت سلمان فارسی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض
کی کہ اے شفیعہ روز جزا اور اے حبیبہ مرضیہ خدا آپ پدر بزرگوار کی امت پر رحم کیجیے اور طلبگار
انتقام کی درگاہ خدا سے نہ ہوجیے خدا کے لیے صبر فرمائیے کہ آپ اہلبیت رحمت اور شفاعت ہیں
اوسوقت جناب فاطمہ شفیعہ روز جزا نے التماس سلمان کی قبول کی اور ایک شخص اوس
جماعت سے اوٹھا اور ابوبکر سے اوسنے کہا کہ او شقی جلد علی سے دست بردار ہو اور اونحضرت کو
رخصت کر کہ دولتسرا کو تشریف لیجائیں کیا تو نے خلق خدا کے تباہ کرنے کا ارادہ کیا ہے تب
وہ ملعون ڈرا اور حضرت کو چھوڑ دیا آہ آہ مومنین جس معظمہ کا پیش خدا یہ مرتبہ تھا اوسکے
بیٹیوں کو کوفیان بیحیا مثل بندیان ترک و روم کے شانوں میں رسن باندھی ہوئی کھلے سر
دربار یزید پلید میں لیگئے آہ آہ مومنین کس زبان سے بیان کروں راوی کہتا ہے کہ جب اہلبیت
کو شمر نے لیجا کر یزید کے تخت کی سامنے کھڑا کیا تو اوس ملعون نے اون دو عالم کی شہزادیوں کی
طرف دیکھکر کہا کہ اے شمر بیٹیاں جناب علی مرتضی کی کہاں ہیں جو تو ان کنیزوں کو میرے
... کوئی نہیں ... سب بیٹیاں ہیں علی مرتضی کی

اور سواسیان ہین جناب محمد مصطفے کی تو تمین جناب زینب خاتون فرماتی تہین کہ جبتک ہم قید مین رہی شرفاے شہر سے کوئی عورت ہمارے پاس نہین آئی مگر یہ کہ لونڈیان اونکی آتی تہین اور ہمارا حال دیکھکر زار زار روتی تہین اور کہتی تہین کہ خدا کسی آدمی کو آدمی کے بس مین نہ ڈالے لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین الی یوم الدین سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس ساتوین مین بیان غصب کرنا باغ فدک کا جناب فاطمہ زہرا شفیعۂ روز جزا سے بیت

زجور و ظلم تو تا کے بنالم اے گردون	کہ از جفاے تو گردید فاطمہ محزون

علماے اخیار سے روایت ہی کہ باغ فدک بلا جنگ و جدال رسول ذو الجلال کے تصرف مین آیا تہا خاص اونحضرت کے ملک سی تہا اور مسلمانون کا اوسمین کسیطرح سے حق نہ تہا حق تعالے نے اس آیۂ کریمہ کو بہیجا کہ وآت ذا القربے حقہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیل ذو القربے کون ہی اور حق اوسکا کیا ہی جبرئیل نے یہ سنکر کہا کہ ذو القربے فاطمہ ہین اور حق اونکا فدک ہی پس جناب رسولؐ نے حکم خدا سے باغ فدک جناب فاطمہ کو دیا اور ایک تحریر لکھدی کہ اون مخدرہ سے اونکی اولاد کے لیے ورثہ رہے تا قیامت اور تا حیات جناب رسول باغ فدک جناب فاطمہؑ کے تصرف مین رہا اون معظمہ نے اپنی جانب سی ایک وکیل مقرر کر دیا تہا باین خیال کہ محصول اوسکا اک مبلغ خطیر تہا اگر تصرف مین اہلبیتؑ کے رہیگا تو میل خلائق کا اہلبیت طاہرہ کی جانب ہوگا پس دشمنان دین نے حضرت رسول پر افترا کرکے اس حدیث کو وضع کیا کہ نحن معاشر الانبیاء ولا نورث ما ترکنا ہ فہو صدقہ یعنے ہم گروہ انبیا کوئی چیز میراث مین نہین چہوڑتے ہین اور جو کچہ کہ ہمسے باقی رہی وہ تصدق ہے

فاطمہ بنت رسولخدا کو فدک سے نکال دیا جب یہ خبر اون معظمہ کو پہونچی تو اون بیحیاؤن کے ظلم و ستم پر بہت روئین اور فرمایا کہ ؎

آن بلبل غریب و خراب آشیانہ ام	کافگندہ اند ظالمان آتش بخانہ ام
صیاد سنگدل پر و بالم شکست باز	دارد خیال آنکہ برد آب و دانہ ام

پس وہ معصومہ مرضیہ مع ایک گروہ زنان ہاشمیہ کے ابوبکر کے پاس تشریف لیگئین اور کہا کہ اے ابوقحافہ کیون تو بار بار مجھ یتیم کو ستاتا ہی باغ فدک کہ میرے باپ نے بحکم خدا مجھے دیا تھا اوسکو بھی تو نے غصب کیا حالانکہ یہ بھی تو جانتا ہی کہ سوا ایک باغ کے اور کوئی ملک مین نہین رکھتی کہ اوس سے اپنا اور اپنے بچون کا قوت بہم کرون آیا میرے پدر بزرگوار نے یہ وصیت نہین کی تھی کہ میرے آل کی حرمت نگاہ رکھنا اور ہمین بارہا ارشاد فرماتے تھے کہ جسنے فاطمہ کو ایذا دی اوسنے مجھے ایذا دی اور جسنے مجھے ایذا دی وہ دشمن خدا ہے۔ بیت

بگو از ما چہ میخواہی چہ فکرے در نظر داری	کہ از کین اے شقی ہر لحظہ دعوای دگر داری

اے ابابکر یہ کیا انصاف ہی کہ تو اپنے باپ کی میراث پالے اور فاطمہ اپنے باپ کی میراث سے محروم رہے اور کہتا ہی تو کہ انبیا میراث نہین رکھتے افترا کرتا ہی تو خدا و رسول پر حالانکہ خدای عز و جل خود قرآن مین فرماتا ہے کہ ورث سلیمان من ال داود اور حضرت زکریا نے عرض کی وہب لی من لدنک ولیا یرثنی اے ابوبکر خدا سے ڈر اور مجھ یتیم بے پدر مردہ غمدیدہ فاقہ کش بے یار و مددگار پر رحم کر اول جو ظلم کیا مجھپر کیا اوس سے تیرا جی نہین بھرا کہ جواب باغ فدک کہ بخشش خدا و رسول میرا حق ہی اوسکو بھی غصب کرتا ہی۔ بیت

من از بیداد تو صد عقدۂ غم در گلو دارم	تنے دارم پُر آزار و دلی پُر آرزو دارم

مومنین خدا لعنت کرے عمر بیدین پر کہ اوس شقی نے کہا کہ اے فاطمہ جب تک تم کوئی گواہ اس

تشریف لیگئیں اور حضرت امیر المومنین اور حسنین ...

کے اپنے ہمراہ لائیں اوسوقت اوس ہیحیا نے کہا کہ علی کی گواہی مین نہ لونگا کیونکہ وہ تو اپنے جر نفع
کے لیے موافق تمہارے گواہی دینگے اور حسنین کم سن ہین اور گواہی دو عورتون کی کافی نہین ہے
حضرت جناب سیدہ یہ سخن اوس شقی کا سنکر نالان و گریان دولتسرا کو واپس آئیں اور اتمام حجت
کے لیے دوسرے روز پھر ابوبکر کے پاس تشریف لیگئیں اور اظہار حق اپنا کیا اوسوقت اوس
ہیحیا نے بخوف سرزنش انصار و مہاجر ایک کاغذ واگذاشت فدک کا جناب فاطمہ کو لکھ دیا وہ
معظمہ اوس کاغذ کو لیکر طرف بیت الشرف کے روانہ ہوئیں اثنائے راہ مین عمر بدنہاد ملا پوچھا
کہ اے فاطمہ آپ کہان تشریف لیگئین تھین حضرت نے کیفیت مفصل بیان کی اور اوس
کاغذ کو دکھلایا آہ آہ مومنین اوس بیدین نے اوس کاغذ کو جناب سیدہ سے لیکر پھاڑ ڈالا اور کہا
کہ ابوبکر کون ہے مین ہرگز فدک کو نہ دونگا یہ دیکھکر وہ معصومہ زار زار رونے لگین اور فرمایا کہ خداوند
جسطرح اس شقی نے میرا کاغذ پھاڑا ہی اسیطرح سے اس مردود کا شکم پھاڑا جائے اور بعد اوسکے مزار
پدر بزرگوار کی قبر سے مخاطب ہوکر عرض کرنے لگین کہ اے بابا کیا سوتے ہو اوٹھو اور حال اپنی
بیٹی کا دیکھو کہ آپکے بعد آپکی امت نے کیسے کیسے ظلم مجھپر کیے ای بابا پہلے تو میرے گھر کو آگ سے
جلادیا اور میرے بازو پر ایسا تازیانہ مارا کہ بازو ٹوٹ گیا پہلو پر میرے دروازہ گرادیا کہ جسکے صدمہ
سے محسن میرا شہید ہوگیا اب جو باغ کہ آپ نے مجھکو دیا تھا اوسے بھی غصب کر لیا اے بابا مین
ان ظالمون کے ظلم و ستم سے آپکے غم مین جی بھر کے رونے بھی نہین پاتی اے بابا اب مین اشقیا
کے ہاتھ سے نہایت تنگ ہون مجھے بھی جلد اپنے پاس طلب کرو مومنین کیا عجب ہی کہ جناب سیدہ
کی یہ بین سنکر روح جناب رسولخدا کی قبر مین تڑپ گئی ہو۔ الغرض وہ معظمہ اوس ہیحیا کے ظلم و ستم
سے روتی ہوئی طرف بیت الشرف کے تشریف لائین۔ مومنین جسطرح سے کہ جناب فاطمہ نے
اوس ہیحیا کے ظلم سے اپنے باپ کی قبر سے مخاطب ہوکر شکایت کی تھی اوسیطرح روز عاشورہ جناب

سکینہ ہم مظلوم کربلا اپنے باپ کی لاش سے مخاطب ہو کر ظلم شمر کی شکایت کرتی تھین کہ ای بابا کہان ہو جلد آکر اپنی پیاری بیٹی کا حال دیکھو کہ شمر نے میرے گوہر چھین لیے اور جب مین روئی تو مجھے طمانچے مارے ای بابا یا لعینون نے ہم سب کے سر سے چادرین اوتار لین ہم اس ہجوم نا محرمون مین برہنہ سر کھڑی ہین اے بابا میرے بھائی بیمار کے گلے مین طوق آہنی پہنایا ہی اور پاؤن مین زنجیر اور اس ضعف اور ناتوانی مین اوسے اونٹون کی مہار کھنچواتے ہین سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس آٹھوین بعض فضائل جناب سیدہ بتول عذرا مین اور ذکر بعض مصائب اہلبیت امام حسین علیہ السلام کا ہے

ای زہے عزت و توقیر بتول عذرا		کہ نمایند ملک خدمت او صبح ومسا	

سو سنیے ام ایمن کنیز آمنہ والدہ ماجدہ جناب رسولخدا کہتی ہین کہ ایک دن ایام تابستان مین حدت آفتاب سے گرمی کے نہایت شدت تھی مین جناب فاطمہ بتول عذرا کے دیکھنے کو گئی جب داخل بیت الشرف ہوئی تو دیکھا مین نے کہ وہ معظمہ قریب چکی کے خواب مین ہین اور تسبیح اون جناب کے ہاتھ مین گردش مین ہی لیکن تسبیح کا گردش دینے والا نظر نہین آتا اور چکی بھی خود بخود چلتی ہے اور حسنین گہوارے مین سو رہے ہین اور گہوارے کو کوئی ہلا رہا ہے اور یہ بیت پڑھتا ہی بیت

ان فی الجنۃ نہرا بالبن		لعلی ولزہرا و حسین و حسن	

مگر وہ بھی نظر نہین آتا یہ دیکھکر مین نہایت پریشان اور حیران ہوئی اور خوف بھی میرے دل پر غالب ہوا پس مین وہان سے اوٹھکر خدمت رسول مین حاضر ہوئی اور یہ کیفیت جو مین نے دیکھی تھی حضرت سے عرض کی یہ سنکر وہ جناب متبسم ہوے اور فرمایا کہ اے ام ایمن میری بیٹی فاطمہ کے پیش خدا بڑے مرتبے ہین اونکا شمار تحریر اور تقریر سے باہر ہے ای ام ایمن اسوقت فاطمہ بوجہ شدت گرما اور حدت آفتاب اور زحمت آسیہ سا کے سے نہایت تعب مین تھے پس خداوند عالم

ملک کو حکم فرمایا کہ تو جا کے میری حبیبہ کے عوض تسبیح گردانی کر اور اوسکا ثواب ہدیہ فاطمہ کر اور ایک
ملک کو آسیہ سائی کا حکم دیا تا کہ اوسکے فرزند بھوکھے نہ رہین اور ایک ملک کو حسنین کے گہوارہ جھولانے
کے لیے مقرر فرمایا تا کہ حسنین بیچین ہو کر خواب سے بیدار نہون ام ایمن کہتی ہین کہ مین نے عرض کی
کہ یا حضرت وہ کون کون ملک ہین فرمایا کہ جو چکی پیستا ہی اوسکا نام اسرافیل ہے اور گہوارہ ہلاتا ہو
جبرئیل اور تسبیح پھرانے والا میکائیل آہ آہ جس فاطمہ کے ملائکہ مقربین مانند غلامون کے اطاعت
کرتے تھے اور حورین مثل کنیزون کے خدمت اوسکو بعد وفات جناب سرور کائنات کی ظالمون نے
کیسا کیسا ستایا جیسا کہ مومنین سن چکے ہین اور بعد وفات اوس معظمہ کے روز عاشورہ اونکی بیٹیون
کو یعنی جناب زینب اور ام کلثوم کو مثل کنیزان ترک و دیلم کے مقید کرکے سر برہنہ شہرون اور بازارون مین
تشہیر کیا اور حضرات سنا آپ نے کہ حسنین علیہ السلام کی تکلیف خداوند عالم کو گوارا نہ تھی آہ آہ اشقیای
امت نے اونہین شاہزادون کو کیسی کیسی اذیت دی کہ جناب امام حسن کو زہر دیا اور جناب امام حسین کو
تین دن کا بھوکا اور پیاسا مثل گوسفند قربانی کے قفا سے ذبح کیا مومنین کتاب بشارت المصطفیٰ مین
سلمان فارسی سے روایت ہی کہ ایک دن مین خدمت جناب رسول مین حاضر تھا کہ ایک مرد پیر
عریان بدن بار فاقہ سے پشت خم خدمت رسول مین آیا اور عرض کی کہ۔ ابیات

صرصر گرسنگی کندہ زین بنیادم — سازاز مرحمت ای سید مرسل شادم
ای قمر طلعت وخور صورت وملکی مطلع — وقت آنست کہ پرسی خبر از بغدادم
آب رویم زفقیری وز پیری رفتہ — فکر نان صحبت جان کرد برون از یادم

یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ اے پیر مین تیری رہبری کرتا ہون طرف اوس گھر کے کہ جسکو خدا اور رسول
دوست رکھتا ہی ہ

روبہ بیت الشرف فاطمہ باید کردن — التجا بایدت ای پیر بانجا بردن

[illegible] حاجات تو بجز [illegible]	رہی از رنج تہیدستی و حسرت خوردن
بندہ غم فاطمہ بردارد ست از گردن تو	عاقبت دست سخا بند کند بر گردن
در حیات است ہمیں تو چرا محتاجی	سہل نیست آب روان تشنہ نباید مردن

یعنے جا تو بیت الشرف فاطمہ پر کہ وہ تجھکو اپنی دست سخاوت سے اس قید بینوائے سے رہائی بخشیگی پس بلال کو اوسکے ہمراہ کیا اور فرمایا کہ اسکو طرف بیت الشرف فاطمہ کے لیجاؤ پس بلال اوسکو اپنے ہمراہ لیکر دروازہ فاطمہ پر حاضر ہوئے سو منین اوسدن اوس مخدومہ کونین کو تیسرا فاقہ تھا اور حسنین علیہم السلام کا بھوک کی شدت سے یہ حال تھا کہ بات کرنا محال تھا الغرض اوس پیر نے آواز دی کہ السلام علیک یا اہل بیت النبوۃ جناب فاطمہ نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ ای بندہ خدا تو کون ہے اوسنے عرض کی کہ اے دختر رسول کبیر مین اک مرد غریب محتاج فاقہ کش ہون حضرت نے یہ سُنکر وہ پوست گوسپند کہ جسپر حسنین علیہ السلام سویا کرتے تھے اوسکو بھیجدیا اوس سائل نے دیکھکر عرض کی اے جبیبۂ خدا مین بھوکا ہون اور برہنہ طالب طعام ہون جب جناب سیدہ نے یہ سُنا تو ایک گردن بند موتیون کا کہ دختر حمزہ نے اون جناب کو دیا تھا گلے سے نکالکر اوسکو بھیجدیا اور فرمایا کہ تو اسکو فروخت کر کے اپنی صرف مین لا پس وہ اوسکو لیکر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ جناب فاطمہ نے یہ گلوبند اپنا عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اسکو تو فروخت کر لے پس اب مین اسکو فروخت کرونگا کہ شاید خدائے تعالے مجھکو اس سے بہتر عطا فرمائے حضرت یہ سُنکر آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ کیونکر خدا تجھکو اس سے بہتر عطا فرمائیگا کہ اسکو دختر پیمبر نے تجھکو دیا ہے عمار یاسر اوسوقت حاضر تھے کہا کہ اے اعرابی اس گردن بند کو تو کس قیمت پر فروخت کریگا اوس اعرابی نے کہا کہ اسقدر گوشت اور روٹی پاؤن کہ سیر ہو جاؤن اور ایک بردیمانی کہ اوس سے بدن اپنا چھپاؤن اور ایک دینار طلا کہ اوسے زاد راہ کرون تا کہ اپنے گھر کو جاؤن یہ سُنکر عمار یاسر نے کہا کہ مین اسکی قیمت مین تجھکو بیس مثقال طلا اور دو سو درہم اور ایک بردیمانی اور ایک اونٹ دونگا کہ تو اوسپر سوار ہو کے اپنے گھر کو

بہوکے جاتے اعرابی نے کہا کہ مرحبا کیا جوانمرد ہے تو بس عمار اوسے ہمراہ اپنے گہر لیگئے اور اوسکو خوب

سیر ہوتے کہانا کہلایا اور اوسکو ایک بردیمانی اور دو سو درہم اور بیس مثقال طلا اوسکو دیا وہ سب

لیکر حضرت کی خدمت مین آیا حضرت نے پوچہا کہ اے اعرابی سیر اور مستغنی ہوا تو اوس نے عرض کی

بلے یا رسول اللہ روحی فداہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے اعرابی جزا دے تو فاطمہ کو اوسکی جو

تیرے ساتھ کیا اوس اعرابی نے ہاتھ اپنی جانب آسمان بلند کیے اور دعا کی کہ اے حاجت

خلق عطا کر تو فاطمہ دختر محمد مصطفے کو ما لا عین رأت و اذن سمعت حضرت نے فرمایا کہ

آمین عطا کیا ہو خداوند عالم نے فاطمہ کو مجہسا پدر کہ مثل میرا عالم مین نہین ہے اور علی سا شوہر

کہ مانند اوسکے دوسرا روے زمین پر نہین ہے اور حسنین سے فرزند کہ آجتک ایسے فرزند مادر

زمانہ سے پیدا نہین ہوئے ۔ع

پدرم کہ ندارم بہیچ وجہ نظیرے	علیست شوہر او نیست مثل و مانندش
دو آفتاب درخشان دو ماہ نورانی	دو گوشوارہ عرش خدا است فرزندانش

پس عمار یاسر نے گلوبند اپنے غلام کو دیا کہ نام اوسکا سہم تہا کہ اسکو خدمت رسول مین لیجا اور کہ

تجہکو بہی مین نے اونحضرت کو دیا پس وہ غلام گلوبند لیے ہوئے خدمت رسول مقبول مین حاضر ہوا

حضرت نے وہ گلوبند اور غلام جناب فاطمہ کو بخشا پس اون معظمہ نے گلوبند کو لے لیا اور غلام کو آزاد

فرمایا مومنین سنا آپنے کہ جو مرتبہ جناب فاطمہ کا پیش خدا تہا آہ آہ مومنین جناب فاطمہ حبیبہ خدا

نے تو اپنا گلوبند راہ خدا مین تصدق کیا اور بہوکے کو کہانا کہلایا اور اونکی اولاد کو اہل کوفہ

بہیکہ صدقہ دیتے تہے راوی کہتا ہے کہ جب قافلہ اہلبیت کا لٹا ہوا داخل کوفہ ہوا الخ آہ آہ مومنین

اہلبیت کے ہمراہ کئی لڑکے صغیر سن تہے بہوک اور پیاس کی شدت سے بار بار اپنی ماؤن سے کہانا

طلب کرتے تہے تو حضرات کس منہ سے ذاکر عرض کرے زنان کوفہ یہ دیکہکر اپنی لڑکون کے سر پر سے خرما

تصدق کرکے اہلبیت کے اونٹون پر پہینکتے تہے اور وہ یتیم خرما اوٹہا کر چاہتے تہے کہ کہائین اوسوقت

جناب زینب اوسی ہاتھوں سے چھین کر زمین پر پھینکدیتی تھیں اور اون عورتوں سے فرماتی تھیں
کہ اے زنان کوفہ یہ کیا غضب کرتی ہو ہم سادات ہیں اور ذریت رسول صدقہ ہمکو خدا نے
صدقہ ہمپر حرام کیا ہے اور مومنین ایک روایت سے ہے کہ جب حرم محترم زندان شام میں مقید ہو
تو ایک دن ایک عورت کھانا لیکر زندان میں آئی اور ظرف طعام کو حضرت زینب کے سامنے رکھدیا
اون معظمہ نے فرمایا کہ اے عورت یہ ظرف طعام ہمارے سامنے سے اوٹھالے ہم سادات ہیں صدقہ
ہمپر حرام ہے یہ سنکر اوس عورت نے عرض کی کہ اے بی بی یہ صدقہ نہیں ہے تم میرا واقعہ تو سن
میں یثرب کی رہنے والی ہوں شریف زادی ہوں کم سنی میں مجھے ایک عارضہ ایسا عارض ہوا
کہ اوس سے میرے ماں باپ کو میری زندگی سے یاس ہوگئی ہر چند دوا کی مگر کچھ فائدہ نہوا۔
تب مجھے لیکر جناب رسول مقبول کی خدمت میں گئے اور حضرت سے میری کیفیت عرض کی اس اثنا میں
جناب امام حسینؑ کھیلتے ہوئے اپنے نانا کے پاس تشریف لائے حضرت نے اون جناب سے فرمایا
کہ اے نور عین تم اس مریضہ کے بدن پر اپنا ہاتھ پھیر دو کہ اسکو خدا شفا عطا کرے یہ سنکر اون
جناب نے اپنا دست مبارک میرے بدن پر پھیر دیا بس فوراً میں اچھی ہوگئی گویا میں کبھی بیمار ہی
نہوئی تھی اے بیبیو جب سے میرا یہ معمول ہے کہ ہر ہفتہ میں دو روز میں کھانا پکاتی ہوں اور اوس
کھانے کو نذر امام حسین علیہ السلام کرتی ہوں اور اکثر میرا دستور یہ ہے کہ تلاش کرکے ڈھونڈھ کے
فقرا اور اسرا کو کھلاتی ہوں اور اس سے مطلب میرا یہ ہے کہ خداوند عالم میرے آقا کو سلامت رکھے
آج یہ میں نے سنا کہ اس قید خانہ میں چند بیبیاں اور بچے اسیر ہیں کہ دو دو دن اونکو کھانا اور
پانی میسر نہیں ہوتا اسلیے کہ میں آپکے لائی ہوں کہ آپسے زیادہ محتاج کون ہوگا بس آپ اس کھانے کو
کھائیں اور میرے آقا کی سلامتی کے لیے دعا کریں کہ خدا میرے آقا کو میرے سر پر قائم رکھے۔ مومنین
جبکہ اوس مومنہ نے بحسرت تمام یہ بیان کیا اوسوقت تمام بیبیاں اپنا سینہ اور سر پیٹ کر رونے لگیں
... وہ مومنہ بھی رونے لگی اور چلائی کہ اے

سیو خدا کے واسطے جلد بیان کرو کیا میرے آقا سلامت نہین ہین حضرت زینب نے ضبط کر کے فرمایا کہ اے مومنہ کیا پوچھتی ہو تو اے بی بی جسکی نذر کا یہ کہانا ہے وہ عشرہ محرم کو کربلا مین تین دن کا بھوکا اور پیاسا مثل گوسپند قربانی کے ذبح ہوا ہم اوسی مظلوم کے اہلبیت ہین اے مومنہ آجتک لاش اوسکی بے غسل و کفن زمین گرم پر پڑی ہے ایک بیٹا اوسکا جوان ہمشکل پیمبر برچھی کا پھل سنان کہا کے جنت کو سدہارا اور ایک بیٹا چھ مہینہ کا گلے پر تیر کہا کر باپ کی آغوش مین شہید ہوا اے مومنہ کہانتک تجھسے بیان کرون کس کس کا نام لون مردون مین فقط ایک سجاد باقی ہین اور سب مارے گئے یہ سنکر اوس مومنہ نے ہاے آقا ہاے آقا کہکر اسقدر سینہ و سر اپنا پیٹا کہ غش کہا کر زمین پر گر پڑی ۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس نوین مین حال وفات اور وصیتون اون معظمہ کا کہ جناب امیر علیہ السلام سے کین ۔ ابیات

بنت رسول نالہ زار از جگر زدی ۔ از آہ جگر بچرخ برین گردون شرر زدی
بر بستر او فتادہ و اندام کوفتہ ۔ گاہی فغان زپہلو و گاہ از کمر زدی
دیدی یتیمے خود و تنہائے علی ۔ دستے بدل نہادی و دستی بسر زدی
گہ یا حسین گہ بحسن ہمفغان شدے ۔ گاہی خروش از دل و گہ از جگر زدی

منقول ہے کہ جناب سیدہ شب و روز اپنے پدر بزرگوار کے غم مین رویا کرتی تہین ایک روز سب اہل مدینہ جناب امیر علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا حضرت ہم جناب سیدہ کے شب و روز کے رونے سے نہایت پریشان ہین لہذا آپ ہماری جانب سے اون مخدومہ کی خدمت مین عرض کرین کہ یا شب کو رویا کرین یا دن کو پس اون جناب نے پیام اہل مدینہ جناب فاطمہ کی خدمت مین بیان کیا جناب سیدہ نے رو کر فرمایا کہ یا ابوالحسن تم اہل مدینہ کو میری جانب سے کہدو کہ تم کیون میرے رونے سے بیزار ہو مین چند روز اور تمہاری مہمان ہون

حضرت نے یہ سنکر اجازت دی اور فرمایا کہ اے فاطمہ تم شب کو اپنے پدر بزرگوار کی قبر مطہر پر جایا کرو
جب حضرت نے وہان جانے کی اجازت دی تو شب کو جناب سیدہ اوٹھین اور چاہا کہ اپنے پدر بزرگوار کی قبر اطہر پر جائین۔ مومنین شدت ضعف سے گر پڑین یہ دیکھکر جناب امیر اون معظمہ کا ہاتھ تھام کر قبر رسول پر لیگئے اون جناب نے جب قبر اپنے باپ کی دیکھی اک آہ کھینچکر قبر پر گر پڑین اور یہ اشعار جگر سوز پڑھے۔ ے

ماضر من قد شم تربۃ احمد	ان لا یشم مدّ الزمان غوالبا
صبّت علےّ مصائب لو انھا	صبّت علے الایام صرن لیالبا

توای از دیدہ پنہان در چہ کارے	خبر از ماندگان خود ندارے
نماندہ طاقتم از ہجرت ای باب	دلم خون شد مرا دریاب دریاب

پس وہ مخدومہ یہ اشعار پڑھکر اسقدر روئین کہ غش آگیا جب ہوش مین آئین تو حضرت اون معظمہ کا ہاتھ تھام کر روتے ہوے بیت الشرف مین لائے۔ راوی کہتا ہے کہ حوالی قبر جناب حمزہ مین ایک درخت اراک کا تھا دن کو وہ جناب حسنین کو ہمراہ لیکر مدینہ سے باہر تشریف لیجاتی تھین اور اوسی درخت کے نیچے بیٹھ کر دن بھر روتی تھین اور قریب غروب وہان سے روتی ہوئی گھر کو تشریف لاتی تھین ایکدن یہ خبر قاطع الشجر دائم الخمر عمر علیہ اللعن کو ہوئی اوس شقی نے چند آدمی بھیجکر اوس درخت کو کٹوا ڈالا جب صبح کو وہ عندلیب بوستان رسالت یعنے جناب سیدہ مرضیہ حبیبۂ خدا جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا حسنین علیہم السلام کو ہمراہ لیکر حسب عادت وہان تشریف لیگئین تو دیکھا کہ اوس درخت کو بھی اشقیا نے کاٹ ڈالا ہے وہ جناب دھوپ آفتاب مین بیٹھی ہوئی رویا کین قریب نصف النہار کے جناب امیر علیہ السلام جو وہان تشریف لیگئے تو دیکھا کہ وہ معظمہ دھوپ آفتاب کی تمازت مین بیٹھی ہوئی اپنے باپ کی غم مین واحمداہ کی زبان پر رہی تھین اور حسنین بھی سامنے بیٹھے ہوے اپنی مان کے ساتھ روتے ہین

اور اون کے چہرہ مبارک [illegible] ہوتے ہین [illegible] ہوتے اور

زار زار مانند ابر نو بہار کے رونے لگے آہ آہ مومنین کہان تھے جناب امیرؑ روز عاشورہ جو دیکھتے حال اپنے نور عین جناب امام حسینؑ کا کہ تین دن کی بھوک اور پیاس مین بلکہ وتنہا با چشم پر آب زیر آفتاب چہ لاکھ اشقیا کے مقابل مین کہڑے ہوئے فرماتے تہے کہ اے قوم بیحیا مین تمہارے نبی کا نواسہ ہون ایک جام پانی کا مجھے دو کہ شدت تشنگی سے ہلاک ہوتا ہون آہ آہ مومنین کیا بیرحم اور سنگدل تھے وہ لعین جواب مین اسکے اونحضرت پر تیرون کا مینھہ برسلاتے تھے القصہ مومنین جناب امیرؑ نے جناب فاطمہ اور حسنین کو وہان سے اپنے ہمراہ لیا اور دولتسرا کو لائے مومنین جناب سرور کائنات کی حالت سکرات مین جناب سیدہ نہایت محزون اور ملول تہین حضرت نے جب اپنی اوس نور دیدہ کو بہت بیقرار دیکھا تو اپنے سینہ سے لگایا اور کان مین اون معظمہ کے کچھ ارشاد کیا کہ وہ مخدرہ طاہرہ عین اوس رنج وملال مین نہایت مسرور ہوئین جناب امیرؑ نے ایک دن سبب اوس خوشی کا کہ حالت رنج وغم مین ظاہر ہوئی تہے پوچھا اون معظمہ نے فرمایا کہ یا ابوالحسن جب میرے باپ نے مجھکو بہت بیقرار دیکھا تو مجھے سینہ سے لگاکر فرمایا کہ اے فاطمہ تو غم نہ کہا کہ تو بہت جلد میرے پاس آئیگی یہ سبب تھا میری خوشی کا مومنین مجھے یاد آگئے اس مقام پر بیقراری اور گریہ وزاری جناب سکینہ دختر چہار سالہ جناب سید الشہدا مظلوم کربلا کے مومنین جسطرح سے کہ جناب فاطمہ کو اپنے پدر بزرگوار سے محبت تہی اسیطرح سے جناب سکینہ کو مظلوم کربلا سے محبت تہی - راوی کہتا ہی کہ جب جناب سید الشہدا رخصت آخر کو خیمہ مین تشریف لیگئے تو اپنی بہن سے فرمایا کہ اے زینب کہان ہو آؤ اور اپنے بھائی مظلوم کا آخری دیدار دیکھ لو کہ اب حسین میدان سے پلٹ کر نہ آئیگا - مومنین جب حضرت نے یہ ارشاد فرمایا اہلبیت کے رونے سے خیمہ مین ایک محشر برپا ہوگیا سب بیبیان حضرت کے گرد کہڑی ہوئی اپنے سینہ وسر پیٹ پیٹ کر زار زار روتی تہین - الغرض مومنین جب حضرت سبکو ارشاد صبر فرماکر دروازہ خیمہ کیطرف

چلے اوسوقت حضرت جناب سکینہ دوڑکر اپنے مظلوم باپ کے دامن سے لپٹ گئین کسیطرح دامن جناب
نہ چھوڑتی تھی اور روکر فرمایا کہ اے بابا سکینہ کو آپ کسپر تنہا چھوڑے چلے جاتے ہین اب تو نہ چچا عباس
ہین اور نہ بھائی علی اکبر ہین اے بابا اگر آپ بھی چلے جائینگے تو اشقیا ہمین لوٹ لینگے اگر آپ
جاتے ہین تو اس اپنی پیاری بیٹی کو ساتھ لیتے چلیے ای بابا سکینہ کو بے آپکے ایک دم قرار
نہ آئیگا سوا اسکے ای بابا جب رات ہوگی تو مین کسکے سینہ پر سوؤنگی مومنین مظلوم کربلا اوس ناکام
کی باتونپر بے اختیار روتی تھی آخر ضبط گریہ کر کے حضرت نے فرمایا کہ اے سکینہ صبر کرو اور اگر
آجکی شب ہم نہ آوین تو اپنے مان کے پاس سو رہنا اور تم گھبراؤ نہین ہم بہت جلد آکر تمکو اپنے
ساتھ لیجائینگے چنانچہ مومنین یہی وجہ تھی کہ بعد شہادت جناب امام حسین کے جب اشقیا اہلبیت
کو گرفتار کر کے کربلا سے شام کو لیگئے اور قید خانہ شام مین قید کیا تو حضرت سکینہ بار بار حضرت
زینبؑ سے پوچھتی تھین کہ کیون پھوپھی امان میرے بابا کہان گئے کہ ابتک نہین آئے وہ تو مجھسے
چلتے وقت فرماگئے تھے کہ ای سکینہ تم گھبراؤ نہین ہم بہت جلد آکر تمکو اپنے ساتھ لیجائینگے۔ مومنین
اسیطرح وہ نادان شب روز اپنے باپ کو یاد کرتی تھی اور روتی تھی ایک دن وہ نادان اپنے باپ
کی یاد مین روتے روتے سوگئی پس تھوڑی دیر کے بعد جو آنکھ کھلی تو زمین پر مثل ماہی بے آب
کے تڑپنے لگی اور چلائی کہ اے امان ابھی بابا میرے آئے تھے اور مجھے اپنی آغوش مین لیے ہوئے
پیار کرتے تھے اب کہان چلے گئے مین اپنے باپ کو تمسے لونگی اور جو میرے باپ کو نہ بلادو گی تو
مین اپنی جان دونگی یہ کہتی تھین اور زار زار روتی تھین جب حرم محترم نے یہ حکایت پر درد
سُنی تو سبکی نظرون مین تصویر جناب امام حسینؑ کی پھر گئی اور سبکو یقین اس بات کا ہوا کہ البتہ شاہ
مظلوم کربلا اپنی بیٹی کی تسکین اور تشفی کے لیے خواب مین تشریف لائے ہونگے پس مومنین حرم کو
تاب ضبط نہ رہی سب بیبیان اور بچے اسقدر سینہ و سر پیٹ کر روئے کہ قید خانہ مین اک قیامت
[illegible]

اور اپنے نوکرون مین سے کسیکو بھیجا کہ دیکھو یہ آواز رونے کی کہان سے آتی ہے اوسنے عرض کی کہ
اہلبیت امام حسین علیہ السلام قید خانہ مین روتی ہین پوچھا کہ سبب اسوقت رونے کا کیا ہے اوسنے
کہا کہ ایک لڑکی چھوٹی امام حسین علیہ السلام کی قید ہے اوسنے ابھی خواب مین اپنے باپ کو دیکھا ہے
اب جو اوسکی آنکھ کھلی تو وہ اپنی مان سے روکر کہتی ہے کہ ابھی تو میرے باپ مجھے اپنی گود مین
لیے ہوئے پیار کرتے تھے اب کہان چلے گئے تم میرے باپ کو بلوا دو ورنہ مین رو رو کر اپنی جان
دونگی اوس بیحیا نے کہا کہ سر امام حسین کا قید خانہ مین لیجاؤ کہ وہ بچی اوس سر کو جو دیکھیگی تو
اوسکو کچھ تسکین ہوگی پس سر امام حسین علیہ السلام کا ایک خوان مین رکھکر قید خانہ مین بھیجا
جب سکینہ نے اوس خوان کو کھولا اور نظر اوس نادان کے سر اطہر امام حسینؑ پر پڑی تو پوچھا
کہ اے پھوپھی امان کیا میرے باپ قتل ہوے حضرت زینب نی کہا کہ ہان اے بیٹی باپ تمہارے
قتل ہوے یہ سنکر وہ معصومہ دوڑین اور خوان سے سر اپنے باپ کا اوٹھا کر سینہ سے لگایا اور
منھ پر حضرت کے اپنا منھ رکھکر یہ بین کرنے لگین کہ اے بابا مین تو جانتی تھی کہ آپ سفر کو
سدہارے ہین اسکی خبر نہ تھی کہ آپکو دشمنون نے قتل کیا اسیوجہ سے اعدا نے ہمکو بے یار و مددگار
جانکر ننگے سر شہرون اور بازارون مین پھرایا اور شمر نے جب مین روئی تو مجھے تازیانے مارے
ہاے ای بابا اب کون ہم بیکسون کی حمایت کو آئیگا اور اس قید سے چھوڑائیگا پس مومنین
اسیطرح سے وہ نادان دیر تک اپنے باپ کے کٹے ہوے سر کے منھ پر منھ اپنا رکھے ہوے بین کر کے
رویا کی بعد تھوڑی دیر کے چپ ہو گئی جب تھوڑی دیر اہلبیت نے سکینہ کے رونے کی آواز
نہ سنی سمجھے کہ اوس معصومہ نے اپنے باپ کے سر کو جو دیکھا تو کچھ تسکین ہو گئی چنانچہ اور تھوڑی دیر
کے بعد حضرت زینب نی بازو پکڑ کے ہلایا تو معلوم ہوا کہ وہ بچی دنیا سے طرف جنت کی رحلت
کر گئی یہ دیکھکر سب بیبیون نے اپنے سرون کے بال کھولدیے اور رو رو کر پیٹنا شروع کیا
راوی کہتا ہے کہ مین نے تمام عمر مین اسطرح کا ماتم اور شور رونے کا نہ سنا تھا۔ مومنین ایک راوی

بیان کرتا ہے کہ جب محرم کے اوس نادان قاتل کا کرتا غسل کے لیے اوتارا تو تمام بدن مبارک

مین نیلے داغ پڑے ہوئے تھے کسی نے پوچھا کہ اس بچی کو کیا عارضہ ہو گیا تھا کہ تمام بدن نیلا پڑ گیا

ہے جناب زینب نے یہ سنکر اپنا سر پیٹ لیا اور فرمایا کہ کوئی عارضہ نہ تھا یہ نادان جب اپنے باپ کو

یاد کر کے روتی تھی تو شمر بےحیا تازیانہ اس بچی کو مارتا تھا یہ تازیانوں کے نشان ہیں۔ القصہ

مومنین جناب فاطمہ اپنے باپ کے غم مین شب و روز رویا کرتی تھین ایک دن خواب مین اپنے

باپ کو دیکھا کہ حضرت بالاے سر بیٹھے ہوئے فرماتے ہین کہ اے فاطمہ کیا حال ہے تیرا اے فاطمہ

دن مفارقت کے گذر گئے اب شب وصال آئی یعنی آج کی شب تو میرے پاس ہوگی

یہ سنکے وہ معظمہ نہایت مسرور ہوئین اور خواب سے آنکھ کھل گئی

چو شد بیدار بخت کامیابش
رسول ہاشمی آمد بخوابش

ببالینش پدر از مہر بنشست
ز رحمت نبض او بگرفت اندر دست

کہ ای بیمار ہجر باب چونی
چو بخت خویشتن در خواب چونی

ز قید صحبت دنیا بپرہیز
پدر مشتاق روی تست برخیز

درینجا عشرت و ناز و نعیم است
در اینجا کار با لطف کریم است

درین منزل کہ از دزدان خطر است امنست
غم از ظلم ابوبکر و عمر نیست

تو روحی اے بقید غم گرفتار
قدم در عالم ارواح بگذار

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب وہ معظمہ خواب سے بیدار ہوئین تو تھوڑا

آرد خمیر کیا اور قدرے مٹی بھگوئی اور پانی لائین کہ اپنے فرزندون کے سر کو دھوئین اور کپڑے

بدل دین وہ معظمہ ان کامون مین مشغول تھین کہ مہر سپہر امامت یعنی جناب شاہ ولایت

باہر سے بیت الشرف مین تشریف لائے پس اون جناب نے پوچھا کہ اے زہرۂ آسمان عصمت

و عفت کیا حال ہے تمہارا کہ آج میں خلاف عادت کسی کام مین تمہین مشغول دیکھتا ہون کیا

آج مزاج تمہارا بحال ہے اون معظمہ نے یہ سنکر فرمایا کہ یا ابوالحسن آج شام تک مزاج میرا
بحال ہوجائیگا هذا فراق بینی و بینک یا علی فقط آج کے دن اور مین تمہاری مہمان ہون
شب کو اپنے باپ کی خدمت مین جاؤنگی لیس مین نے خیال کیا کہ آپ میرے ماتم مین مشغول
ہونگے لہذا مین نے آرد اسلیئے خمیر کیا ہے کہ روٹیاں پکاکر رکھدون کہ میرے فرزند یتیم بھوک
کی تکلیف نہ اوٹھائین بعد میرے کون اونکی کہانے کی فکر کریگا اور مٹی اسلیئے بھگوئی ہے کہ
حسنین اور زینب و کلثوم کے سر دہوکے گیسوؤن کو گوندہ دون کہ بعد میرے کون میری یتیمون
کی پرستاری کریگا۔ آہ آہ مومنین کیا صدمہ گذرا ہوگا روح جناب فاطمہ پر روز عاشورہ کہ
اونکی اولاد کو تین دن گذرے تھے کہ کہانا اور پانی میسر نہوا تھا اور اونکے پارۂ جگر مظلوم کربلا
کو اوسطرح بالب تشنہ اور شکم گرسنہ مثل گوسپند کے ذبح کیا اور جن گیسوؤن کو جناب فاطمہ نے
اپنی وفات کے دن بہی دہویا وہ خاک اور خون مین آلودہ ہوے اور جناب زینب خاتون اور
ام کلثوم کا یہ حال تھا کہ اپنے عزیزون کے ماتم مین سرون پر خاک اوڑاتی تہین القصہ جناب
فاطمہ نے فرمایا کہ یا ابوالحسن چونکہ آج مین آپ سے رخصت ہوتی ہون لہذا چند وصیتین
مجھے آپ سے کرنا ہین امیدوار ہون کہ آپ اونھین سن لین اور بعد میری وفات کے آپ
اونکو عمل مین لاوین حضرت یہ سنکر بہت روئے اور فرمایا کہ بیان کرو اے فاطمہ وہ وصیتین کیا ہین
جناب سیدہ نے فرمایا کہ یا علی پہلی وصیت میری یہ ہے کہ جب مین دنیا سے طرف عالم بقا
کے رحلت کرون تو میرے مرنے کی خبر مردون مین سوا حسنین اور عبداللہ بن عباس اور
سلمان اور ابا ذر اور مقداد اور عمار اور حذیفہ کے اور عورتون مین ام سلمہ اور ام ایمن اور
فضہ کے سوا اور کسیکو نہو۔ اور دوسری وصیت میری یہ ہے کہ شب کو مجھے دفن کرنا تاکہ نامحرمون
کی نظر میرے جنازے پر نہ پڑے اور میرے دشمنوں کو میرے جنازہ پر نگذرنے دینا اور نہ میری
روح پر ... وصیت وہ جناب کرتین کیسے ظلم اون ملاعنہ نے

اون کے شکم پر ... پھر جلایا یا تھیلیہ پر دروازہ گرایا درہ مارا باغ فدک کو غصب کیا ... اکثر اون
معظمہ نے فرمایا کہ تیسری وصیت میری یہ ہی کہ فلان مقام پر ایک شیشہ رکھا ہی اوسکو میرے کفن
مین رکھدینا کہ ایک روز میرے پدر بزرگوار نے فرمایا تھا کہ جو شخص نصف شب کو یاد خدا مین
بکا رہے تو خدا عقاب مرگ کو اوسپر آسان کرتا ہے اوسدن سے مین شب کو جو یاد خدا مین روتی
تھی اون آنسوؤن کو اوسمین رکھتی جاتی تھی اور ایک صحیفہ فلان مقام پر دہرا ہی اوسکو بھی
میرے کفن مین دہر دینا۔ مومنین بیان اوس صحیفہ کا یہ ہی کہ اون معظمہ کے عقد کے دن حضرت
رسول جناب فاطمہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اے نور دیدہ اور اے سرور سینہ میرے
مین علی کے ساتھ تیرا عقد کرتا ہون اور سات سو درہم مہر قرار دیا ہی تو راضی ہے جناب سیدہ نے
فرمایا کہ اے بابا علی کے ساتھ عقد پر تو راضی ہون مگر اس مہر معین پر نہین راضی ہون حضرت نے
فرمایا کہ اگر چار نہرین دنیا کی کہ دجلہ اور جیحون اور نیل اور فرات ہی اور چار نہرین بہشت کی
کہ کوثر اور سلسبیل اور تسنیم اور چشمۂ کافور ہی اگر یہ آٹھ نہرین تیرا مہر ہو تو راضی ہوگی اون معظمہ
نے اوسی سخن اول کا پھر اعادہ کیا اور فرمایا کہ اے بابا مین نے اکثر اوقات آپ کو دیکھا ہی کہ آپ برہنہ سر اپنے
امت گنہگارون کی آمرزش خدا سے طلب فرمایا کرتے ہین پس مین اپنا مہر آپکی امت کی شفاعت
چاہتی ہون پس اوسوقت بحکم خدا صحیفہ لکھا گیا تھا اور اوسپر حضرت رسول اور جناب امیر اور
جبرئیل اور میکائیل اور دوسرے ملائکہ مقربین نے مہر کی تھی بطور گواہی کے افسوس ہی مومنین جو
معظمہ کہ اپنے باپ کی امت کی ایسی خیر خواہ ہو اوسکو اشقیاے امت یون ستائین کہ اوسکو درہ
مارین گہر کو جلائین اور اوسکے فرزندون کو شہید کرین اور بیٹیون کو اوس جناب کی مقید کر کے سر برہنہ
شہرون اور بازارون مین پہرائین پس جناب فاطمہ نے فرمایا کہ یا علی یہ صحیفہ میرے ہاتھ مین رکھدینا
کہ قیامت مین اسی مہر نامہ کے ذریعہ سے خداے کریم سے اپنے دوستون کی شفاعت خواہ ہونگی
اور چوتھی وصیت میری یہ ہی کہ مین جانتی ہون کہ آپکو ناگزیر ہی اس بات سے کہ آپ بعد میرے

کی بیٹی ہے اور میرے فرزندون کو بہت دوست رکھتی ہے لیکن ایک شب اپنی زوجہ کے گھر مین
رہونگا اور ایک شب میری بہنون کے پاس انکو تنہا چھوڑ دیگا کہ انکو اکیلے رہنے کی عادت نہین
ہو جناب امیر یہ سنکے زار زار رونے لگے اور فرمایا کہ اے فاطمہ تم حسنین کیجانب سے خاطر جمع رکھو مین
کبھی انکو تنہا نہ چھوڑونگا - مومنین جناب فاطمہ کو کسقدر حسنین علیہم السلام کا خیال تھا - آہ آہ
کہان تھین جناب سیدہ اوسدن کہ جو دیکھتین حالی اپنے فرزند حسین کی تنہائی کا کہ فرزند تمہارا
بعد شہادت حضرت علی اکبر کے کبھی داہنی جانب نظر کرتے تھے اور فرماتے تھے اخی ابن اخی ابی
الفضل العباس یعنے کہان ہو اے بھائی عباس اسوقت حسین کی خبر نہین لیتے کہ بھائی تمہارا تنہا
ہزارون دشمنون کے مقابل کھڑا ہی اور کبھی بائین جانب دیکھ کر فرماتے تھے کہ کہان ہو اے بیٹا
علی اکبر اسوقت اپنے مظلوم باپ کی مدد نہین کرتے اور کبھی بجانب انصار خطاب فرماتے تھے کہ کہان
ہو اے رفیقین اور کہان ہو اے میرے لڑکپن کے دوست حبیب ابن مظاہر اسوقت اپنے آقا
کی خبر نہین لیتے - مومنین راوی لکھتا ہے کہ مین دیکھ رہا تھا کہ حضرت نے جب یہ استغاثہ کیا تو لاشہائے
شہدا زمین پر تڑپ رہی تھی - مومنین سنتین آپ نے وصیتین جناب فاطمہ کی - مگر قربان جان زار
کی مظلومی اور تنہائی مظلوم کربلا پر وہ حضرت اوسوقت کس سے وصیت کرتے مردون مین فقط
بیمار کربلا جناب امام زین العباد تھے مگر وہ جناب شدت مرض سے غش مین پڑے ہوئے تھے ناچار حضرت
نے اپنی بہن زینب سے دو وصیتین کین پہلی وصیت تو یہ کی کہ اے بہن زینب بعد میری شہادت کے
میرے یتیمون سے خبردار رہنا کہ انکی پرستار اب تمہین ہو خصوصا میری سکینہ کے کہ یہ مجھسے بہت مانوس
ہے اور مجھکو بھی اس سے ایسی محبت ہو کہ مشتاق ہوتا ہون اسکا رونا میرے دل پر بس بعد میرے اسکی تم بہت
دلجوئی کرنا اور اسکو میرے غم مین رونے نہ دینا ورنہ اسکے رونے سے حسین کی روح پر صدمہ ہوگا - اے مومنین
دوسری وصیت اپنے آقا کی کیونکر بیان کرون جگر پھٹا جاتا ہے اور مجھے یقین کامل ہے کہ آپ بھی سن سکینگے

کو جانا تو میرے دوستون سے کہنا کہ حسین نے تم سب کی شفاعت کے لیے تین دن کی بھوک اور پیاس مین اپنا سوکھا گلا کٹایا پس مقتضاے محبت یہ ہر کہ جب تم آب سرد پینا تو حسین کی پیاس یاد کرنا۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس دسوین مین بیان احوال وفات اور دفن جناب سیدہ طاہرہ۔ بیت

چون نہ نالم اے فلک با چشم پر نم آہ آہ	سیدہ بنت پیمبر ہم زعالم آہ آہ

مومنین جب وقت سکرات جناب سیدہ کا قریب پہونچا تو جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ یا ابوالحسن ایک وصیت میری اور باقی ہے اوسکو بھی سن لیجیے حضرت نے فرمایا کہ بیان کرو اے فاطمہ کہ وہ وصیت کیا ہے جناب سیدہ نے فرمایا کہ یا علی اگر مجھسے کوئی خطا ہوئی ہو او سے بحل کرو

گفتش کہ یا علی بکن از خود بحل مرا	گفت ای انیس دل بکن از خود خجل مرا
گفتا مرا بحل کن ای زدیدہ پاس	گفتا چہ کار بے تو باین آب وگل مرا
گفتا مرا زدل ببرو یاد کن زمن	گفتا بلے اگر ببرد یا تو دل مرا
گفتا کہ متصل بقیامت شد این فراق	گفتا قیامت غم متصل مرا

غرض مومنین جناب امیر نے جب فاطمہ کی یہ وصیت سُنی تو بہت روئے اور فرمایا کہ اے فاطمہ واللہ تم خطا سے پاک ہو بلکہ تم مجھے بحل کرو کہ جس روز سے کہ تم میرے گھر مین آئین ایک دم بھی راحت نہ پائی فاقے کہی چکی پیسی دکھ سہے مگر کبھی تم شکوہ لب پر نہ لائین۔ جوہری

بخانۂ علی از غم دمی نیاسودی	کہ در دو رنج انیس تو بود نابودی
نشد کہ یکنفس از غصہ گریہ سر نکنی	شبے نبود کہ دست آس تا سحر نکنی
گواہ تست بزحمت کشیدن بسیار	تن ضعیف ورخ زرد و دست آبلہ دار
چو میروی بجنان ای شفیعۂ محشر	بشکوہ لب نکشائی بہ نزد پیمبر

[illegible] روتے ہوئے [illegible] ملول [illegible] سے کہنا کو میرے [illegible] ہیں ساری عمر

کو بھی یاد رکھنا۔ مومنین جناب امیر اور جناب سیدہ میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ حسنین علیہم السلام
باہر سے تشریف لائے مومنین چونکہ حسنینؑ کا ملول ہونا جناب سیدہ کو گوارہ نہ تھا حضرت نے
فرمایا کہ یا ابو الحسن انکو اسوقت انکی جد کے روضہ پر بھیج دیجیے تاکہ میرا حال نہ دیکھیں یہ جناب
سنکر حضرت نے حسنینؑ سے فرمایا کہ اے نور دیدہ میرے تمہاری ماں بیمار ہیں اور
اسوقت بہت بے چین ہیں تم دونو بھائی اپنے نانا کی قبر پر جاؤ اور اپنی ماں کے لیے دعا کرو یہ
سنکر وہ دونوں صاحبزادے اپنے نانا کی قبر پر تشریف لیگئے اور بسرعت وہاں سے واپس آئے
جب آواز حسنین کی حضرت نے سنی اوٹھ کے در حجرہ کھولدیا اور فرمایا کہ اے پیارو میں نے تمکو
تمہارے نانا کی قبر پر بھیجا تھا تم نہیں گئے حضرات حسنین رونے لگے اور اپنے پدر بزرگوار سے
عرض کی کہ اے بابا ہم جب نانا کی قبر پر گئے تو ہمارے کان میں آواز آئی کہ حضرت خلیل نے
کہا کہ تیماں زہرا آتی ہیں اور شفیعان قیامت اور نانا کی آواز سنی کہ فرماتے ہیں کہ اے
پیارو جلد مکان پر جاؤ اور اپنی ماں کو رخصت کرو کہ تمہاری ماں کا دنیا سے سفر ہے ۔ع

کاکنون برود بادل ریش	از بهر وداع مادر خویش
وارید اگر وصال امید	جهدے که غروب کرد خورشید
مارا که سرشک بر زمین است	بیمادری ای پدر یقین است

پس وہ دونوں صاحبزادے اپنے پدر بزرگوار سے یہ کہکر روتے ہوئے اپنی ماں کے سرہانے
آئے اور دونوں صاحبزادوں نے ایک نعرہ جان سوز جگر سے کھینچا جناب فاطمہ نے دونوں
اپنے پارہاے جگر کو سینہ سے لگایا اور اپنی دونوں بیٹیوں زینب اور کلثوم کو بھی پاس اپنے
طلب کیا جب وہ دونوں مخدرہ طاہرہ آئیں تو جناب سیدہ نے بنگاہ حسرت حضرت زینبؑ کیطرف
دیکھا اور آہ سوزناک جگر سے کھینچی اور زینبؑ کو بھی اپنے آغوش میں جگہ دی اور فرمایا اے دختر

تم پر بدر رہیگی اور اسے ... جب ... میری ... مین جاتی ہون کہ تو میرے یتیمون کی نگہداری کر

اور حسین مظلوم کے بچون کی پرستار لیں حسنین سے فرمایا کہ اے پیارو مین اپنی دونون بیٹیون کو

تمہارے سپرد کرتی ہون تم میرے بعد انکی دلجوئی کرنا کیونکہ تم دونون کے غمخوار ہین اور تمہارے

یتیمون کے پرستار۔ الحاصل جب جناب فاطمہ حسنین سے یہ کلام حسرت التیام فرما چکین آواز

اذان کی مسجد سے بلند ہوئی حضرت حسنین کو ہمراہ لیکر طرف مسجد کے تشریف لیگئے اور یہان

جناب فاطمہؑ نے اسمار بنت عمیس سے فرمایا کہ وہ کافور چالیس درم جو جبریل میرے باپ کے

واسطے لائے تھے اور حضرت نے اوس کافور کے چار حصہ کیے تھے ایک حصہ اپنے لیے اور ایک اپنے

ابن عم علی کے لیے اور ایک حصہ حسن کے لیے اور ایک حصہ میرے لیے وہ فلان مقام پر رکھا ہے

اوسے لاکے میرے سرہانے رکھدے مومنین جب جبریل کافور جناب رسول کے پاس لائے اور

اوسکے چار حصے کیے یعنی ایک اپنے لیے اور ایک جناب فاطمہ کے اور ایک جناب امیر کے لیے اور ایک

جناب امام حسن کے لیے تو اوسوقت جناب امام حسینؑ بوجہ کمسنی کے اپنے نانا کے گلے سے لپٹ گئے

اور روکے فرمایا کہ اے نانا آپ نے اس کافور کے چار حصہ لگائے اور میرا حصہ نہین لگایا کیا حسین

آپ کا اس کافور کے لایق نہین ہے حضرت نے یہ سنکے اپنے سینہ سے لگایا اور گلوے مبارک کے

بوسے لیے اور بہت روئے اور فرمایا کہ اے حسین تجھکو جب اشقیاے امت شہید کرینگے تو اوسوقت

غسل تیرا تیرے خون سے ہوگا اور کافور تیرا خاک کربلا ہے یہ سنکے مظلوم کربلا نے عرض کی کہ

اے نانا کس خطا پر اشقیا مجھے قتل کرینگے حضرت نے فرمایا کہ اے پیارے خطا سے تو پاک ہے مگر

میری امت کی شفاعت تیرے شہید ہونے پر موقوف ہے جب مظلوم کربلا نے یہ سنا تو عرض کی

کہ آپ کیون روتے ہین یہ شہادت مجھے بدل منظور ہے۔ الغرض مومنین جب اسمار نے کافور لاکے

جناب فاطمہؑ کے سرہانے رکھدیا تو اون معظمہ نے فرمایا کہ اے اسما پانی لا جب پانی بھی اسمار نے

... اب تو حجرہ سے باہر جا

تہوڑی دیر کے بعد مجھے آواز دینا اگر جواب دون تو خیر ورنہ میرے ابن عم کو خبر کرنا پس اسما کہتی ہین
کہ مین حجرہ سے باہر آئی اور بیرون در حجرہ بیٹھی سنا مین نے کہ وہ معظمہ درگاہ احدیت مین عرض کرتی ہین

الٰہی باعزاز ختم الرسل	بآن شخص کامل بآن عقل کل
الٰہی بہ پہلوے مجروح من	بمظلومی طفل مذبوح من
بشبہاے ہجر حبیب اللہ	بمعصومی محسن بیگناہ
باشک روان حسین و حسن	بداغ دل زینبؑ از ہجر من
بآہ دل خستہ دردناک	بداغ جوانی کہ ہر دم بخاک
کہ در محشر ای قادر ذوالمنن	ببخشاے بر امت باپ من

یعنی خداوندا قسم دیتی ہون مین تجھکو بزرگی جناب رسالتمآب کی اور قسم دیتی ہون مین تجھکو اپنے پہلوے شکستہ کی اور قسم دیتی ہون تجھکو اپنے اوس فرزند کی مظلومی کی کہ جو ظلم اعدا سے میرے شکم مین شہید ہوا اور قسم دیتی ہون مین تجھکو اوس گریہ حسنینؑ کے کہ جو میری مرنے کے بعد وقوع مین آئیگی اور قسم دیتی ہون مین تجھکو اوس داغ دل زینبؑ کی کہ جو میری جدائی سے ہوگا اور قسم دیتی ہون مین تجھکو اوس داغ جوانی کی کہ جسکو زیر خاک اپنی ہمراہ لیے جاتی کہ محشر مین میرے باپ کی امت کو بخشدینا بعد اسکے پہر مین نے آواز اون معظمہ کی نہ سُنی مین نے آواز دی جواب نہ پایا پہر مین نے آواز دی پہر کچھہ جواب اندر سے نہ آیا اسوقت مین بیتاب ہوکر داخل حجرہ ہوئی تو دیکھا مین نے کہ طائر روح اون حضرت کا طرف آشیانہ قدس کے پرواز کر گیا ہی پس یہ دیکھکر مین اپنے منھہ پر طمانچے مارنے لگی کہ ناگاہ حسنینؑ داخل حجرہ ہوے پس مین اونکے استقبال کو آگے بڑہی اون صاحبزادون نے مجھسے پوچھا کہ اے اسما ہماری ماں کا کیا حال ہے مین نے عرض کی کہ ماں تمہاری سو گئی ہین اون صاحبزادون نے فرمایا کہ اے اسما
[illegible] نے کا نہین ہی اسما کہتی ہین کہ جب مین نے مکرر عرض کیا پس

شاہزادی سمجھی کہ ہم یتیم ہوگئے - ابیات

اشک خونین شاہد درد دل است	راز دل را گریہ سازد آشکار
پردہ دار درد دل بغیر از گریہ نیست	رازہا را فاش سازد پردہ دار
گل دریدہ پیراہن از باد شمال	لالہ روید در چمن از ابر بہار
خواست اسما قصہ را پنہان کند	راز دل را گریہ اشکش آشکار

اور بروایت کشف الغمہ اسما نے کہا کہ اے شاہزادو تمہارے مان نے دنیا سے رحلت فرمائی پس یہ سنکے اون صاحبزادون نے اپنے چھوٹے چھوٹے عمامے سرون سے اوتار کر خاک کو پھینکدیے اور گریبانون کو پھاڑ کر اپنی مان کیطرف روتے ہوے دوڑے آہ آہ مومنین قاعدہ یہ تھا کہ جب دونون شاہزادے باہر سے حجرہ مین تشریف لاتے تھے تو جب امام حسن علیہ السلام داخل حجرہ ہولیتے تھے تب اپنے بڑے بھائی کے پیچھے امام حسین ع داخل ہوتے تھے بخیال خردی اور بزرگی کے مگر اسوقت مومنین جناب امام حسین ع ایسا بیتاب اور بیقرار ہوے کہ جناب امام حسن کی بزرگی کا خیال نہ رہا اون جناب نے پیشتر دوڑ کر داخل حجرہ ہوے اور اپنی مانکا بازو پکڑ کے ہلایا اور آواز دی جب مومنین اپنی مان سے کچھ جواب نہ سنا پس دونون بھائی اپنی مان کی لاش سے لپٹ گئے اور ایسے نعرہ جان خراش جگر سے کھینچے کہ سننے والون کے دل ہل گئے جناب امام حسن تلوون سے اپنی انکھین ملنے لگے اور جناب امام حسین ع نے اپنے ہاتھ گردن مین ڈال کر کہا کہ اے امان آپکا پیارا حسین ع ایا ہے کچھ باتین کرو آج کیا ہے کہ جواب اس اپنے خادم کو گلے سے نہین لگاتی ہین نہ میرے گلو کے بوسے لیتی ہین یا اماہ انا ابنک الحسین یعنی اے مادر بزرگوار مین آپکا پیارا بیٹا حسین ع ہون خدا کے لیے کچھ تو جواب دو اے امان اب جو خاموش ہین میرا کلیجہ بیٹھا جاتا ہے اے امان جو کبھی مین کسی چیز کے لیے روتا تھا تو آپ بھی بیتاب ہوکر رو دیتی ... آج بیتاب ہوکر رو رہا ہون اور آپ سمجھاتی تو

ایک طرف منہ سے بولتی بھی نہین اے امان کیا خادم سے کچھ خفا ہو اے امان اب بمرادم
گھٹ کے سینہ سے نکلا چاہتا ہی جلد منہہ سے کچھ جواب دو اور مجھے اپنے سینہ سے لگالو اے امان
کیا ہمکو تنہا چھوڑکر آپ بھی نانا کے پاس تشریف لیگئین آہ آہ اب یہ خادم کسکو امان کہکر پکاریگی
الحاصل آسمانے عرض کی کہ اے صاحبزادو صبر کرو اور جاکے اس سانحہ جانگزا کی اپنے پدر بزرگوار
کو خبر دو پس یہ سُنکے دونون شاہزادے روتے ہوے طرف مسجد کے دوڑے جبکہ قریب مسجد کے
پہونچے اور اونکے رونے کی آواز مہاجر اور انصار کے گوش زد ہوئی بے اختیار طرف حسنینؑ کے
دوڑے اور قریب پہونچکر عرض کی کہ اے شاہزادو خدا آپکو ہرگز کبھی نہ رولائے اسوقت سبب
آپ کے رونے کا کیا ہی فرمایا کہ ہماری مان نے دنیا سے رحلت فرمائی پس مومنین جبکہ خبر جناب
امیر علیہ السلام کو معلوم ہوئی حضرت بیتاب ہوکر اوٹھے اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر
زمین پر بیٹھ گئے اسیطرح حضرت کئی مرتبہ اوٹھے اور پھر آہ سرد بھر کر بیٹھ گئے آخر ضبط وصبر
کر کے حسنین کو ہمراہ لیکر طرف بیت الشرف کے روانہ ہوے۔ مومنین جب داخل حجرہ ہوے تو
فریاد کی کہ اے دختر سید انبیا بعد رسولخدا کے تمکو دیکھکر قلب کو تسلّی ہوتی تھی اب کسکو دیکھکر
قلب کو تسلی دونگا ایک طرف جناب زینبؑ خاتون اور ام کلثوم سر کھولے ہوے سر و سینہ پیٹ کر
روتی تھیں مومنین اوسوقت بیت الشرف مین شور نالہ و ماتم سے اک قیامت برپا تھی غرض
جناب امیر نے اون معظمہ کو غسل دیا ورقہ بن عبد اللہ کہتی ہین کہ مین اوسوقت در بیت الشرف
پر کھڑا تھا جب حضرت جناب سیدہ کو غسل دیتے تھے ناگاہ حضرت نہایت بلند آواز سے رونے لگے
مین نے اپنے دلمین خیال کیا کہ جناب امیر سا صابر اور ایک عورت کیلیے یون بے اختیار ہوکر
روئے جب حضرت حجرے سے باہر تشریف لائینگے تو مین ضرور اس بات کو حضرت سے کہونگا پس
جب حضرت حجرہ سے باہر تشریف لائے مین نے عرض کی کہ یا حضرت کس چیز نے آپکو یون بے اختیار
ہوکر رولایا یا ابا الحسن آمن فقد الزہراؑ آیا آپ مفارقت فاطمہ زہرا سے یون بے اختیار

[illegible]

عسمہا سبق دیتے اکم درقہ رولایا میرے تئین اسوقت نشان تازیانون نے
کہ تھا بدن اون معصومہ کا مثل نیل کے اور اسے درقہ ساتھ اسی بدن کبود اور بازو اور پہلو شکستہ
کے قیامت مین ملاقات کرینگی اپنے خدا سے مومنین ارث مادر دختر کو ملتی ہے چنانچہ جناب سیدہ
سے حضرت زینبؑ کو بھی ورثہ ملا تھا آہ آہ راوی کہتا ہے کہ پشت مبارک جناب زینبؑ کی
تمام نیزون کی نوکون سے مجروح تھی اور ضربت تازیانون سے کبود الغرض مومنین فضہ
فرماتی ہین کہ جب جناب امیر حنوط اور کفن سے فارغ ہوئے تو آواز دی کہ اے زینبؑ اور
اے کلثوم اور اے حسن اور اے حسین آکے آخری دیدار اپنی مان کا دیکھ لو یہ سنکے جناب
زینب خاتون اور ام کلثوم سر اپنی پیٹتی ہوئی دوڑین اور اپنی مان کا روے انور دیکھکر زار زار
رونے لگین مگر آہ آہ مومنین کس زبان سے کہون جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب
حسنینؑ اپنی مان کی جسد مطہر سے لپٹ کر رونے لگے تو دیکھا مین نے کہ جسم اطہر جناب سیدہ
کو حرکت ہوئی اور دونون ہاتھ جناب فاطمہ کے دونون شاہزادون کی گردن مین حمائل ہوگئے
اور اون دونون اپنے پارہاے جگر کو سینہ سے لگا لیا اوسوقت ایک ہاتف نے آسمان سے
ندا دی کہ یا علی جلد حسنین کو میت فاطمہ سے جدا کرو کہ اسوقت تمام ملائکہ مقربین رو رہے ہین
پس مین نے کہا کہ اے فاطمہ نکال لو ہاتھون کو حسنین کی گردن سے کہ ملائکہ آسمان پر
رو رہے ہین پس وداع ہو چکین بیٹون سے اوسوقت میت سے آواز آئی کہ یا ابوالحسن صبری
نہین ہوتی ہے الغرض حضرت نے حسنین کو لاش جناب فاطمہ سے جدا کیا مومنین حسنین کو
جناب امیر نے جناب سیدہ کی لاش سے ساتھ تشفی اور تسلی کے جدا کیا مگر آہ آہ روز عاشورہ
جناب سکینہ جو وقت روانگی شام کے مقتل مین آئین اور اپنے باپ کی لاش سے لپٹ کر ہین
رونے لگین تو شمر بیحیا نے لضرب تازیانہ اوس یتیم کو مظلوم کربلا کی لاش سے جدا کیا الحاصل

اور یہان در بیت الشرف پر سب اہل مدینہ اور سب انصار اور مہاجر اس خیال سے جمع تھے کہ اون معظمہ کے دفن کرنے مین شریک ہون اور جنازے کی مشایعت کرین ناگاہ حضرت نے اباذر غفاری سے فرمایا کہ تم اہل مدینہ سے جاکر کہو کہ ابھی جنازے کے نکالنے مین توقف ہے تم سب کبتک منتظر رہو گے لہذا اپنے گھرون کو جاؤ پس اباذر باہر آئے اور کہا ایہا الناس ابھی دفن فاطمہ مین بہت توقف ہے تم سب کب تک منتظر رہوگے یہ سُنکے سب اپنے اپنے مکانون کو چلے گئے جبکہ قریب پہر رات کے گذری اور اہل مدینہ سوگئے اوسوقت حضرت ہمراہ حسنینؑ اور اباذر اور مقداد اور سلمان فارسی اور عمار یاسر اور عقیل اور بریدہ اور دوسرے اصحاب باوفا کے جنازہ کو قبر مطہر جناب رسولخدا پر لائے مومنین قربان جان زائر کے غیرت جناب امیر پر۔ راوی کہتا ہے کہ جب حضرت جنازہ لیکر گھر سے باہر تشریف لائے تو جناب زینبؑ خاتون اور ام کلثوم بھی برقع منھ پر ڈالے اور موزے پہنے ہوئے تشریف لائین تا اپنی مان کے جنازے کے ساتھ جائین اور دفن کرنے مین شریک ہون باوجود اسکے کہ شب تھی مگر اون پردگیان عزت اور توقیر کا گھر سے باہر نکلنا گوارہ نہوا آہ آہ مومنین کہان تھے جناب امیر روز عاشورہ کہ اونہین دونون معظمہ کو کوفیان بیحیا نے شانون رسی باندھکر سر برہنہ خیمہ سے ہجوم عام مین لائے اور شہرون اور بازارون مین تشہیر کیا اور تماشائیون سے کہتے تھے کہ یہ بیٹیان ہین علی مرتضی کی اور نواسیان ہین رسولخدا کی الغرض مومنین جب حضرت جنازے کو لیکر قبر اطہر جناب رسول پر پہونچے فرمایا کہ السلام علیک یارسول اللہ بعد اوسکے ایک گوشہ مین جنازے کو رکھکر مع اون ہمراہیون کے نماز میت ادا کی اور بعد ختم نماز درگاہ خدا مین عرض کی خداوندا اپنے پیمبر کی بیٹی کو بھی مجھسے جدا کیا اور مجھے اوس اپنی حبیبہ مرضیہ کے غم مین مبتلا اور آنسو حضرت کے چشم مبارک سے جاری ہوئے راوی کہتا ہے کہ مین نے دیکھا کہ جس مقام پر جنازہ دھرا تھا وہان سے بقدر طول ایک ایک میل کے چارون طرف زمین روشن ہوگئی اور ایک قطعہ

... ہوئی کہ یا ابو تراب یہان لائیے جنازہ اون معظمہ کا کہ قبر اون
جناب کی مجہہ مین ہے جب حضرت نے یہ آواز سُنی اور اوسطرف نظر کی تو دیکہا کہ قبر تیار ہے
پس حضرت جنازے کو قریب قبر لیگیے اور جب حضرت قبر مین میت کو اوتارنے لگے اوسوقت ایک
ہاتھ قبر سے بلند ہوا اور اوس میت مقدس کو مثل جان شہیدین کے آغوش مین لیا پس جناب
ابو تراب نے زمین سے خطاب کیا کہ اے زمین مین اپنی اس امانت کو تیرے سپرد کرتا ہون اس
میری امانت سے خبردار رہنا کہ یہ دختر رسول ہے پس آواز آئی قبر سے کہ یا علی خاطر جمع رکھو کہ مین تمسے
زیادہ مہربان ہون اب تم مکان کو جاؤ مومنین بعض روایت سے ثابت ہے کہ وہ ہاتھ جو قبر اطہر سے
نکلا تھا وہ ہاتھ جناب رسولخدا کا تھا کہ اپنی بیٹی کو اپنی آغوش مین لیا اور وہ آواز بہی اونہین حضرت
کی تہی غرض حضرت نے جسد اطہر کو قبر مین اوتار کر قبر کو بند کیا اور قبر کو زمین سے برابر کر دیا تا کہ
نشان قبر معلوم نہو اور اطراف مین اوسکے سات قبرین اور بروایتی چالیس قبرین مثل اوسکے
بنا دین اور ایک حدیث مین ہے کہ قبل گرانے مٹی کے قبر اطہر خود برابر بند ہو گئی اسطرح پر کہ نشان
قبر نہ معلوم ہوتا تہا پس وہ جناب وہان سے روتے ہوے قبر اطہر جناب رسولخدا پر تشریف لائے
کیون مومنین سولے قبر جناب سیدہ کے اور بہی کسی کی قبر سے ہاتھ میت کے لینے کو نکلا ہے
بلکہ چار ہاتھ نکلے مومنین وہ قبر مذبوح قفا کشتہ تیغ جفا جناب سید الشہدا مظلوم کربلا کی ہے
تفصیل اس اجمال کی اسطرح پر ہے منقول ہے کہ جب کوفیان بیحیا اور شامیان پر دغا لاشہائے
شہدا کو اوسیطرح بے غسل و کفن صحراے کربلا مین چہوڑ کر چلے گئے تو لاشین اون غریبون کی
بروایتے تین دن اور بروایت مشہور بین الجمہور چالیس روز اوسیطرح بے غسل اور کفن زمین گرم
پر پڑی رہین ایکدن چند یہودیون نے کہ اطراف کربلا مین کسی قریہ مین رہتے تہے اونہون نے آپسمین
کہا کہ نہین معلوم کہ یہ لاشین کن غریبون اور بے وارثون کی ہین کہ جنکو آجتک کسی نے دفن نکیا
اوسطرح زمین گرم پر پڑی رہتی ... دہوپ پڑتی ہے اور رات کو شبنم ان لاشون کی غربت پر دل

ہمارا ٹکڑے ہوا جاتا ہے اور انکی بیکسی اور مظلومی دیکھکر بے اختیار رونا آتا ہے یہ تو اولی لبا
پیدا ہے کہ قوم عرب سے ہیں مگر یہ نہیں معلوم کہ کس قبیلہ اور کس خاندان سے ہیں چلو آج کسی شخص
انکا حال دریافت کریں یہ کہکر وہ سب صحراے کربلا میں آئے ایک بنی اسد کو دیکھا کہ وہ انکی
کی حفاظت کر رہا ہے وہ سب اوسکے پاس گئے اور اوس سے پوچھا کہ کچھ تجھے معلوم ہے کہ یہ لا
کن غریبون کے ہیں اور سردار کا انکے کیا نام تھا یہ سُنکر وہ بنی اسد رونے لگا اور کہا کہ اے یہودیو
کیا پوچھتے ہو حال ان لاشون کا اور نام انکے سردار کا کہ اوسکے بیان سے دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے
سب قوم عرب سے ہیں اور اکثر انمیں بنی فاطمہ ہیں اور نام انکے سردار کا حسین تھا مومنین جب
اون یہودیون نے نام مظلوم کربلا کا سُنا کہا کہ وہ حسین کہ جو نواسہ محمد مصطفے کا ہے اور بیٹا علی
کا اوسنے کہا کہ ہان وہی حسین پھر یہودیون نے کہا ارے وہ حسین کہ جسکی مان فاطمہ بیٹی رسول
کی ہے اوسنے کہا کہ ہان وہی حسین پس وہ سب زار زار رونے لگے اور کہا کہ واے ہو اوپر تمہارے
تم کیسے مسلمان ہو کہ تمہارے نبی کے نواسے کی لاش چالیس دن کا زمانہ ہوا جاتا ہے کہ بے غسل
کفن زمین گرم پر پڑی ہے اور تمنے دفن نکیا کیا جواب دوگے اپنے نبی کو قیامت میں یہ کہکر وہ
روتے ہوے اپنے گھرون کو گئے اور وہان سے بیلچے لیکر آئے اور کہا کہ ہم دفن کرینگے فرزند رسول
مومنین چند عورتیں بنی اسد کی نہر پر پانی لینے آئی تھیں جب اون عورتون نے دیکھا کہ یہودی فرز
رسول کو دفن کیا چاہتے ہیں پس اون عورتون نے پانی کی مشکیں اوسی جگہ پر پھینکدیں اور رو
ہوئی اپنے گھرون کو گئیں اور مردون سے کہا کہ واے اوپر تمہارے کہ تمکو کچھ پاس اپنے نبی کا نہیں
کیا جواب دوگے قیامت میں اونحضرت کو بڑی غیرت کا مقام ہے کہ ابھی ہمنے دیکھا کہ یہودی اونکے
کی لاش کو دفن کرنے آئے ہیں خیر تم یزید سے ڈرتے ہو تو تم ہماری چادریں اوڑھکر گھرون میں بیٹھو
ہم جاکے اپنی بی بی فاطمہ کے لال کو دفن کرینگے اگر یزید ہمکو قتل کریگا بلا سے ہمکو اپنی جانیں د
گوارا ہے مگر یہ ننگ نہیں گوارا ہے کہ یہودی اوس امام مظلوم کو دفن کریں یہ کہکر اون عورتون نے

لاشون کو دفن کرینگے تب اون عورتون نے کہا کہ ہم بھی تمھارے ساتھ چلتے ہین ہمنے سنا ہے
کہ ہمارا آقا تین دن کا بھوکا پیاسا ذبح ہوا تم لاشون کو دفن کرنا اور ہم مشکون مین پانی بھر کر
قبرون پر چھڑکین گے تاکہ ہم بھی داخل ثواب ہون غرض بنی اسد صحراے کربلا مین آئے اور
اون یہودیون سے کہا کہ تم ہٹو ہم ابن بنی کے نواسے کو دفن کرینگے اور ایک شخص کو کوفے کے
راستے کیطرف بٹھا دیا کہ تو یہان بیٹھا ہوا دیکھا کر اگر کسیکو ادہر سے آتے ہوے دیکھنا تو ہمکو اطلاع
دینا یہ کہکر آپ مصروف سامان دفن مین ہوے کہ ناگاہ اوس شخص نے آواز دی کہ ایک شخص
کوفے کیجانب سے آتا ہے پس وہ سب گڑھون مین پوشیدہ ہوے اور جب وہ سوار نزدیک آیا تو
دیکھا کہ اوپر ایک بیمار نحیف وزار سوار ہے اور مثل ابر نوبہار کے رو کر یہ کہتا ہے کہ اے قوم بنی اسد
ایک ذرہ توقف کرو کہ یہ یتیم بھی اپنے باپ کے دفن کے لیے آتا ہے بنی اسد کہتے ہین کہ جب ہمنے یہ
سنا تو معلوم کیا کہ جناب امام زین العابدین اپنے پدر بزرگوار کو دفن کرنے آئے ہین پس ہم سب
گڑھون سے باہر آئے اور حضرت کے قدم مبارک آنکھون سے لگائے پس اون جناب نے فرمایا
کہ اے بنی اسد جلد چند قبرین تیار کرو بنی اسد نے عرض کی کہ یا مولا ہمنے متعدد قبرین جا بجا کھود دی ہین
پس بیمار کربلا نے رو کر فرمایا کہ اچھا ایک گڑھا بڑا کھود دو اوسمین اور سب لاشین دفن کر دو اور ایک
قبر علاحدہ میرے پدر مظلوم کے لیے کھودو پس جب گڑھا کھد چکا حضرت نے فرمایا کہ اب لاشون کو جمع کرو
پس بنی اسد نے ایک ایک لاش کو لانا شروع کیا جس لاش کو بنی اسد لاتے تھے حضرت اوسپر سلام
کرتے تھے اور رو رو کر فرماتے تھے کہ رحمت خدا نازل ہو تمپر کہ تمنے میرے مظلوم باپ پر اپنی جان نثار
کی اور یہ فرما کے اوس گڑھے مین لٹا دیتے تھے راوی کہتا ہے کہ بنی اسد نے کہا کہ یا حضرت ایک
نوجوان کی لاش کے پاس کہ اوسکے سینہ پر برچھی کا زخم ہے سر کے بال بہت سے ٹوٹے ہوے پڑے ہین

جبکہ غش سے افاقہ ہوا فرمایا کہ اے بنی اسد وہ لاش میرے بھائی نوجوان ہمشکل پیمبر علی اکبر کی ہی اور وہ بال میری پھوپھی زینب کے سر کے ہین جب پھوپھی میری علی اکبر کی لاش پر پہونچین تو اسقدر اپنا سر پیٹا کہ سب بال سر کے ٹوٹ کر گر پڑے الغرض اوس لاش کو بھی اوٹھا لائے اوسکو حضرت نے علاحدہ رکھا اور اون لاشون کو دفن کر دیا بعد اوسکے حضرت نے فرمایا کہ لاشین تلاش کرو ایک شخص نے عرض کی کہ ایک لاش دریا کے کنارے پڑی ہوئی ہی مگر اسقدر وہ لاش زخمون سے چور چور ہے کہ اوسکا اوٹھانا دشوار ہی حضرت رونے لگے اور فرمایا کہ خدا بخشے وہ لاش میرے چچا عباس کی ہے اوسکو وہین پر رہنے دو کہ میرے چچا نے وصیت کی تھی کہ مجھکو اسی مقام پر دفن کرنا پس پھر بنی اسد گئے اور وہان سے پلٹ کر آئے اور عرض کی یا حضرت ایک لاش ایک نشیب مین زخمون سے چور چور قبلہ رو منھ کے بھل پڑی ہی حضرت نے یہ سُنکر بے اختیار رو رو کر وا ابتاہ کے نعرے بلند کیے اور فرمایا کہ اوس لاش کو تم رہنے دو اوسکو مین دفن کرونگا وہ لاش میرے باپ مظلوم کربلا کی ہے۔ یہ فرما کے حضرت نے جا کر اپنے چچا کی لاش بھی دریا کے کنارے دفن کی اور وہان سے آکر ایک کلنگ لیکر ایک مقام پر اپنے ہاتھ سے لگایا اور وہان پر ایک قبر تیار نمودار ہوئی اور اوسکے لوح پر کندہ تھا کہ ھذا قبر حسین ابن علی مومنین امام کو سوا امام کے اور کوئی دفن نہین کرتا اور قاعدہ دفن میت کا یہ ہی کہ ایک آدمی پائین لاش ہوتا ہی اور ایک سرہانے اور ایک کمر میت پر سہارا دیتا ہے اب حضرات انصاف کیجیے کہ تنہا امام کربلا کیونکر اپنے مظلوم باپ کو دفن کرین آہ آہ حضرت قریب لاش مظلوم کربلا زمین پر بیٹھ گئے اور لاش کو اوٹھا کر اوسکے سینہ کو اپنے سینہ سے لگایا اور دونون ہاتھون کو کمر لاش مین حلقہ کیا بعد اوسکے کھڑے ہوئے اور آہستہ آہستہ قریب قبر اطہر کے لائے آہ آہ مومنین راوی کہتا ہی کہ جب حضرت جسد کو لاش کو قبر مین اوتارنے لگے اوسوقت دو ہاتھ بالین قبر سے بلند ہوے اور آواز آئی کہ اے زین العابدین مجھکو دو لاش میرے پیارے نواسے کی اور دو ہاتھ پائین قبر سے بلند ہوے اور آواز آئی کہ اے بیمار کربلا مجھے دو لاش میرے فرزند مظلوم کی کہ یہ مادر مغموم اپنی پارہ جگر کی لاش کو اپنے سینہ سے لگائے

پس بیمار کربلا نے اون ہاتھون کے سہارے سے قبر مین اوتارا اور قبر کو بند کیا۔ بیت

لکھا ہی کہ قبر پر دفن کے بعد	پانی چھڑکا تو خوب روئے سجّاد

اور بائین قبر اونحضرت کے علی اکبر کی لاش دفن کی۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس پہلی یا تمکدہ تیسرے کے بیان مین حال ولادت جناب امیر کے

بنام خداوند بے مثل و فرد	کہ از خاک آدم بہ پیدار کرد
ز خاک آورد سرو و سیمین بری	نگارد ز گل نقش نہ پیکری
کہ خورشید ازان نقش گردد خجل	ازان سرو سرو روان یا بگل
ز مولود شاہی نمایم بیان	کزو شد پدیدار کون و مکان
نہ او را جہان جاے مولود بود	کہ او بود آدم کہ اینہم نبود
جہان آفرین را کمین بندہ است	ولے بندہ را آفرینندہ است
نہ پیدا شدہ نور پاکش ز خاک	کہ شد خاک پیدا ازان نور پاک

احادیث صحیحہ مین وارد ہی کہ حضرت رسالت پناہ نے فرمایا کہ مین اور علی ایک نور سے ہون یعنی ایک نور کے دو ٹکڑے ہوئے ایک مطلع طلوع مہر نبوت کا ہوا اور دوسرا ماہ ولایت کا۔ اور دوسری حدیث مین ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ یا علی کنت مع کل نبی سرًا و کنت مع علانیۃً لکھا ہی نور پاک جناب ولایت مآب اول پیشانی حضرت آدم صفی اللہ مین لامع ہوا اور اسی نور کا باعث تھا کہ ملائکہ کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرو اور بعد حضرت آدم کے حضرت شیث کی پیشانی مین لامع ہوا بعد اوسکے حضرت نوح کی پیشانی اوس نور سے منور ہوئی اور اوسی کے نور کے باعث سے کشتی نوح نے طوفان سے نجات پائی بعد اوسکے وہ نور حضرت خضر کا راہبر ہوا یعنی چشمہ آب حیوان پر پہونچایا اسیطرح سے نوبت نبوت حضرت خلیل اوس نور سے مشرف ہوئے اور اوسی نور کی برکت سے اونحضرت کی زبان پر آیہ انی وجہت وجہی زبان پر جاری ہوا اور اوسی نور نے اون جناب پر آتش کو گلزار بنایا یہانتک کے

حضرت ابی طالب و بسد اسد الغالب سے محسود شرفائے نزدیک و دور ہوئے اور جناب فاطمہ بنت
کی مواصلت سے مسرور الغرض وہ زمانہ قریب آیا کہ دست خدا آستین اسد اللہی سے جلوہ گر ہوا
اور درخت بوستان ولایت بارور کتاب روضۃ الواعظین مین جابر بن عبد اللہ انصاری سے
روایت ہے کہ یمن مین ایک مرد عابد تھا کہ اوسکو مثرم بن دغیب بن شیقم کہتے تھے عبادت مین
معروف تھا اور زہد و ورع مین موصوف ایکسو نوّے ۱۹۰ برس کی اوسکی عمر تھی اس عمر مین کبھی درگاہ
قاضی الحاجات سے اوسنے کوئی حاجت نہین طلب کی تھی ایکدن اوسنے درگاہ خدا مین عرض کی
کہ خداوندا تو مجھے اپنے دوستون مین کسی ایک دوست سے ملادے کہ اوسکے دیدار سے میرا دل مسرور ہو
اور آنکھون مین نور پس دعا اوسکی فوراً مستجاب ہو گئی یعنے اوسی زمانہ مین جناب ابو طالب کو سفر
یمن کا درپیش ہوا خدا نے اونجناب کو مثرم کے پاس بھیجا جب ابو طالب کو مثرم نے دیکھا تو پوچھا
کہ آپ کون ہین اون جناب نے کہا کہ مین ایک مرد اہل تہامہ سے ہون مثرم نے پھر پوچھا کہ کس
شعبہ سے ابو طالب نے فرمایا کہ شعبۂ عبد مناف سے پوچھا کہ کیا نام تمہارا ہے حضرت نے فرمایا کہ
ابو طالب جب مثرم نے نام و نسب اون جناب کا سنا اوٹھا اور ابو طالبؑ کی پیشانی مبارک پر بوسہ
دیا اور کہا کہ شکر خدا کہ دنیا سے نہین گیا مین مگر یہ کہ اوسکے دوست کو دیکھا بعد اوسکے کہا کہ اے
ابو طالب خدا کی جانب سے ایک بشارت تمہارے واسطے رکھتا ہون مین کہ خدا کی طرف سے مجھے
الہام ہوا ہے حضرت ابو طالبؑ نے فرمایا کہ وہ بشارت کیا ہے مثرم نے کہا کہ اس سال مین آپکے
صلب سے ایک فرزند پیدا ہوگا کہ اوسکی پیشانی کے نور سے جہان مطلع انوار ہوگا اور وہ مولود دلی
کردگار اور مقتدائے ابرار اور وصی رسول مختار اور قاتل کفار اور قامع فجار و اشرار ہوگا

آن پسر صاحب شمشیر دو دم خواہد شد	نخل ہر دشمنش از غصہ قلم خواہد شد
نوری از صلب تو تا عرش برین خواہد رفت	رایت قدر تو تا لوح و قلم خواہد شد
ای ... کہ بی مغفر گہ ز تیغ دو سر	ز نہیجان مرحلہ پیماے عدم خواہد شد

...اگر عمیدہ نخید ترم مشیرش	برق سوز ندہ شبہای حرم خواہد شد

پس ابو طالب نے فرمایا کہ نام اوس فرزند کا کیا ہی شرم نے کہا کہ علی ابو طالبؑ نے فرمایا کہ بلاد لیل اور برہان کے تیرے قول کی راستی کیونکر مجہپر ظاہر ہو شرم نے کہا کہ کیا چاہتے ہو ابو طالبؑ نے فرمایا کہ طعام بہشت راہب نے درگاہ خدا مین دعا کی اوسیوقت حکم خدا سے ایک طبق میوہ بہشت سے بہرا ہوا ابو طالب کے سامنے آیا کہ اوسمین رطب اور انار اور انگور تھے حضرت ابو طالبؑ نے انار اوٹھا لیے اور گہر کیطرف روانہ ہوے مومنین، مژدۂ ولادت دو مولود کا قبل ولادت کے بحکم خدا مان باپ کو ملا مگر اسمین فرق یہ ہی ایک مولود کے مژدۂ ولادت سے مان باپ خوش اور مسرور ہوے اور ایک کی مژدۂ ولادت سے محزون و رنجور ایک تو مژدۂ ولادت کہ راہب یمنی نے ابو طالب کو دیا کہ اوسکو سنکر وہ جناب فرحناک ہوے اور ایک مژدۂ ولادت سید الشہدا مظلوم کربلا کا جبرئیل نے جناب رسولخدا اور علی مرتضی اور فاطمہ زہرا کو دیا کہ اوس سے وہ حضرات رنجیدہ اور دردناک ہوے۔ الغرض جب جناب ابو طالب گہر کو تشریف لائے تو آپ نے اوس انار بہشتی کو نوش فرمایا پس حکم خدا سے اوسی روز پشت جناب ابو طالبؑ مین نطفہ قرار پایا اور جناب فاطمہ بنت اسد جناب اسد اللہ الغالب سے حاملہ ہوئین۔

نہاد پایہ رحم چون امیر خیبر گیر	چو گل شگفتہ و جوان شد دوبارہ عالم پیر
ابو تراب ہنوز از رحم بفرش تراب	نکردہ میل و زمین شد چو لجہ سیماب
زمین بخویش چنان از مہابتش لرزید	کہ چرخ گفت مگر صبح رستخیز دمید

صاحب روضۃ الاحباب کہتے ہین کہ جب جناب فاطمہ بنت اسد جناب شیر خدا سے حاملہ ہوئین تو زمین اوس شیر بیشۂ جدال و قتال اور مظہر جلال ایزد متعال کے مہابت لرزنے لگی اور چند روز تک زمین کی یہی کیفیت رہی اور کفار قریش پر ایسا خوف طاری ہوا کہ اپنے بتون کو اوٹھا کر کوہ قبیس پر لیگئے اور وہاں ... جب اون بتون کو کوہ پر رکھا تو اوس کوہ نے

ایسا زلزلہ پیدا ہوا کہ جابجا [illegible] وہ پہاڑ [illegible] کرنے لگے [illegible] ہو گیا [illegible] سب سمجھے [illegible]

گرے اوسی حالت مین جناب ابوطالب نے فرمایا کہ اے قوم آج کی شب خدا نے ایک اپنے بندے کو پیدا کیا ہے کہ جبتک اوسکی ولایت کا اقرار نکروگے یہ زلزلہ موقوف نہوگا اون لوگون نے کہا کہ اے ابوطالب جو کرنا چاہتے ہو وہ کرو ہم بہی مطیع ہین پس جناب ابوطالبؑ نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اور کہا کہ الٰہی وسیدی بالمحمدیۃ المحمودۃ وبالعلویۃ العالیہ وبالفاطمیۃ البیضاء ان تفضلت علی تہامۃ بالرأفۃ اے بار الٰہا اور اے مالک میرے تجھکو واسطہ محمد اور علی اور فاطمہ کا دیتا ہون فضل کر تو اوپر تہامہ سات لطف وعنایت کے۔ پس اون جناب کی دعا کی برکت سے زلزلہ موقوف ہوگیا اور زمین ساکت ہوئی جناب رسول نے فرمایا کہ قسم ہے اوس خدا کی کہ جسنے خلایق کو پیدا کیا کہ تمام عربون نے ان حکمات کو سنا اور لکھ لیا اور عالم جاہلیت مین جب کسی آفت اور بلا مین مبتلا ہوتے تھے تو اس دعا کو پڑھتے تھے اور دعا اونکی مستجاب ہوتی تھی لیکن حقیقت معنی ان کلمات کو نہین جانتے تھے۔ الحاصل کتاب مشکوۃ الانوار مین مسطور ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد کے حمل کو چار مہینے گذرے تو روز بروز ایک نور تازہ حاصل ہوتا تھا اور ہمیشہ وہ عجائبات اور علامات مشاہدہ فرماتی تھین کہ ڈر جاتی تھین اور اکثر اوقات کلام حرم اور سخنان ہوش ربا سنتی تھین۔ الغرض شب وروز وہ نور شکم مادر مین باتین کیا کرتا تھا اور تسبیح اور تہلیل جناب باری ادا اور جناب فاطمہ بنت اسد اوس اپنے فرزند رازدان اسرار سے رازہای نہفتہ اور سخنان ناگفتہ سنا کرتی تھین یہانتک کہ ولادت جناب شیر خدا کی قریب ہوگئی اور اخبار معتبرہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ تین بزرگوارون نے رحم مادر مین اپنی والدہ سے کلام کیے ایک جناب علی ابن ابیطالبؑ نے اور دوسرے جناب فاطمہ نے کہ وہ جناب تنہائی مین اپنی والدہ ماجدہ جناب خدیجہ سے کلام کیا کرتی تھین چنانچہ ایک دن جناب رسولخدا قریب حجرۂ جناب خدیجہ کے جو تشریف لیگئے تو حضرت نے سنا کہ جناب خدیجہ کسی سے باتین کر رہی ہین جب حضرت

قریب پہونچے تو پوچھا کہ اے خدیجہ تم کس سے باتین کرتی تہین اون معظمہ نے عرض کی کہ یہ بچہ
جو میرے شکم مین ہے اور نیز جناب امام حسین نے سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ سے منقول کہ
کہ جناب امام حسین علیہ السلام دایم الذکر تھے جناب خاتون محشر فرماتی تہین کہ جب مین اپنے
مصلاے عبادت پر بیٹھی تہی تو صداے تسبیح اور تقدیس اور تہلیل کی سنتی تھی۔ سہ

زمقصد اگر دودم ای دوستان دلی دارم ریکجہان شور وشین		بدار ید معذورم ای شیعیان زبار غم شاہ بیکس حسینؑ	

آہ آہ مومنین قربان جان زار کے اوس ساجد اور ذاکر پر کہ جسنے روز عاشورہ زیر خنجر بہی سجدہ
ادا کیا اور دم ذبح بہی زبان پر تکبیر جاری رہی اور مومنین زبان بہی وہ زبان کہ جو تین دن سے
پانی مین تر نہوئی تہی سبحان اللہ کیا شوق عبادت تھا مظلوم کربلا جناب سید الشہدا کو راوی
کہتا ہی کہ نہم ماہ محرم کو جب کوفیان گمراہ اور شامیان روسیاہ بارادہ جنگ طرف خیام اہلبیت
علیہم السلام کے بڑھے مظلوم کربلا نے یہ دیکھکر اپنے بھائی عباس کو اپنے پاس طلب کیا جب وہ
جناب آئے تو حضرت نے فرمایا کہ اے بھائی عباس تم سوار ہو کر مقابل مین ان اشقیا کے جاؤ
اور انسے میری جانب سے کہو کہ حسینؑ تمسے ایک شب کی مہلت کا طلبگار ہی کہ آجکی شب اور
اپنے پروردگار کی طاعت مین بسر کرے کہ یہ عبادت آخر ہے اور صبح کو یا بیعت یزید کی اختیار کرونگا
یا تمسے لڑونگا پس جناب عباس حسب الارشاد اوس لشکر شقاوت اثر کے مقابل مین جاکر
کھڑے ہوے اور فرمایا کہ اے قوم حسین تمسے آجکی شب مہلت کا طلبگار ہی پس عمر سعد نے یہ سُنکر
شمر سے کہا کہ سنا تو نے پیام حسینؑ کا اب انہین تیری کیا راے ہی اگر تیرے نزدیک مناسب ہو
تو مہلت دی ورنہ تجھے اختیار ہی شمر ملعون نے کہا کہ مہلت دینا مناسب نہین ہی یہ سنکر عمر ابن
حجاج نے کہا کہ اے عمر سعد واے ہو او پر تیرے کہ اگر کوئی کافر ترک و دیلم سے بہی طلبگار مہلت

تو نہیں دیتا پس محمد ابن اشعث نے پکار کر کہا کہ اے آج کی شب مہلت دینے میں امام حسین کو کسیطرح کی حرج نہیں ہے اب مہلت دو اور صبح کو لڑ لینا اسلیئے کہ حسین فرزند رسول ہیں کبھی جناب بیعت یزید پر راضی نہونگے اور کیفیت ہمکو بغیر لڑے ہوئے مفر نہیں ہے پس اوس شب کی مہلت دی پس جناب امام حسین علیہ السلام نے وہ تمام شب یاد الٰہی میں بسر کی۔ مومنین کتاب بحار الانوار میں جناب سید الساجدین سے منقول ہے کہ شب عاشور کو میرے پدر عالیمقدار کیخدمت میں سواے جون غلام ابا ذر غفاری کے کوئی حاضر نتھا اور وہ جناب ذوالفقار کو صیقل فرماتے تھے اور مقام یاس اور تاسف میں مخاطب بفلک یہ کلمات ارشاد کر جاتے تھے کہ ای فلک کجرفتار وای تجھپر کہ تیرے ظلم اور بیمروتی سے کیسے کیسے برگزیدہ خدا مصائب میں مبتلا ہو کر اس دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے جاتے ہیں اور بعد اس کلام کے یہ شعر پڑھا کہ شعر

انما الامر الی الجلیل — وکل حی سالک سبیلی

حضرت سجاد فرماتے ہیں کہ جب یہ کلمات میں نے سنے اور شعر کے مضمون سے مطلع ہوا تو میں بیقدر رویا کہ شدت گریہ سے میری آواز بند ہو گئی مگر میں نے ضبط کیا لیکن میری پھوپھی جناب زینب نے جب یہ کلمات سنے تو اسقدر بے اختیار روتی ہوئی طرف اپنے بھائی کے چلیں کہ چادر اطہر زمین پر لٹکتی جاتی تھی جب اپنے بھائی کے خیمہ میں پہونچیں تو فرمایا کہ ہاے ای بھائی کاش آج کے دن یہ بہن آپکی زندہ نہوتی کہ آپکو ان مصیبتوں میں مبتلا نہ دیکھتی آہ آہ آج نانا رسول خدا زندہ ہیں نہ بابا علی مرتضیٰ اور نہ اماں فاطمہ اور نہ بھائی حسن مجتبیٰ کہ آپکو اس مصیبت سے بچالیں جب حضرت نے اپنی بہن کو نہایت بیتاب دیکھا تو رو کر فرمایا کہ اے بہن صبر کرو کہ تم صابرہ کی بیٹی ہو اور اے بہن حسین اس امر میں مجبور ہے اور جو یہ امر میرے اختیار میں ہوتا تو کیوں میں اپنے تئیں اس مصیبت میں ڈالتا۔ الغرض جب صبح ہوئی اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا اور وقت نماز ظہر کا ہو گیا
… وقت نماز ظہر کا آگیا امیدوار ہوں

وقال یا ابا ثمامہ ذکرت الصلوٰۃ جعلک اللہ من المصلین نعم ھذا وقتھا
فاسئلھم ان یکفوا حتی یصلی ۔ یعنے حضرت نے سر جانب آسمان کے بلند کیا
اور فرمایا اے ابو ثمامہ واقعی اول وقت نماز ظہر ہے خدا تجھکو نماز گذاروں مین محسوب کرے کہ تو نے
ایسے وقت مصیبت مین یاد کی نماز اے ابو ثمامہ تم ان کفاروں سے کہو کہ ہمین اسقدر مہلت دین
کہ ہم نماز پڑھ لین کہ یہ نماز آخر ہماری ہے ابو ثمامہ یہ سنکر اوس لشکر کفار کے سامنے گیا اور کہا
کہ اے لعینو تمسے فرزند رسول صلعم اتنی دیر مہلت کا طالب ہے کہ وہ امام تشنہ کام نماز ظہر کو پڑھ لین
پس آہ آہ مومنین کس زبان سے عرض کرون یہ سنکر اودہر سے حصین بن نمیر لعین نے کہا کہ
اے ابو ثمامہ حسین سے کہو کہ عبث نماز پڑھتے ہو نماز تمھاری درگاہ خدا مین ہرگز قبول نہین ہے
مومنین منقول ہے کہ یہ سنکر حبیب ابن مظاہر کو غیض آگیا پس بآواز بلند کہا کہ او سگ ناپاک
خدا لعنت کرے تجھپر اور منھ کے بل آتش دوزخ مین تجھکو ڈالے کہ حسین فرزند رسول الثقلین
کی نماز قبول نہو اور تجھسے شراب خوار اور دشمن خدا کی نماز قبول ہو یہ کہکر اپنے گھوڑے کو مہمیز کیا
اور قریب جاکر ایک نیزہ سینہ پر اوس ملعون کے ایسا مارا کہ اوسیوقت داخل جہنم ہوا پس جب
اون حضرت نے دیکھا کہ یہ ملعون کسیطرح مہلت نماز کی نہین دیتے اوسوقت زہیر ابن قین اور سعید
بن عبداللہ حنفی سے فرمایا کہ تم دونون سعادتمند میرے سامنے کھڑے ہو کہ مین نماز پڑھ لون پس
وہ دونون بزرگوار کمال بشاشت کے ساتھ حضرت کے سامنے کھڑے ہوے اور اپنے سینون کو اون
حضرت پر سپر کیا پس جب حضرت مشغول نماز ہوے تو اون بیحیاؤن نے تیر اون حضرت پر برسانا
شروع کیے اور نیزے مارنے لگے مومنین کیا وفادار وہ دونون بزرگوار تھے کہ راوی کہتا ہے کہ جو تیر
اور نیزے اون حضرت پر آتا تھا وہ دونون بزرگوار اوسکو اپنے سینہ پر لیتے تھے اور ایک تیر اور نیزے
کو اون جناب تک نہ جانے دیا پس جب حضرت نماز سے فارغ ہوے اوسیوقت سعید بن عبداللہ

زمین پر گر پڑے اور راہی جنت ہوئے مومنین راوی کہتا ہے کہ اوس سعادتمند کے ناف سے سینہ تک تیرہ تیر لگے تھے اور سوا تیرون کے نیزہ اور شمشیر کے زخم بیشمار تھے اور زہیر ابن قین کے بھی بدن پر زخمون کی انتہا نہ تھی وہ بھی اوسیوقت اپنے آقا پر نثار ہوئے اور بعض روایت سے ثابت ہے کہ زہیر ابن قین نے باوجود اون زخمون کے حضرت سے رخصت لیکر اون لعینون پر حملہ کیا اور بہت سے اشقیا کو دوزخ مین پہونچا کر داخل بہشت ہوئے آہ آہ مومنین حسین فرزند رسول نے ایسے وقت خوف و مصیبت مین نماز ادا کی اور وقت ذبح ہونے کے بھی سجدہ اپنے خالق کا نہ فراموش کیا اور رگ گردن کے کٹنے مین بھی تکبیر کہی بعد اوسکے شہادت کی کسی نے اوسکی لاش پر نماز نہ پڑہی اور اوسکے جسم اطہر کو کہ جسکو جناب رسولخدا اپنے سینہ سے لگایا کرتے تھے اور خون اور گوشت نے اوسکے اون حضرت کے خون اور گوشت سے نشو و نما پائے تھے اوسکو اوسیطرح بے غسل و کفن زمین گرم کربلا پر چھوڑ گئے۔ ہ

بیا خامہ از نو سخن ساز کن	بمولود حیدر زبان باز کن

جابر بن عبد اللہ انصاری نے جناب رسول سے روایت کی ہے کہ جب امیر مومنان کی ولادت کی شب آئی تو حکم خدا سے ملائکہ نے عرش کو زینت دی اور ستارون کی روشنی دو چند ہوئی اور تمام قریش نے امورات عجائب و غرائب مشاہدہ کیے اور حضرت ابوطالب مکہ کی گلیون مین پہرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایہا الناس اب تمام ہوئی بندون پر حجت خدا کی۔ اور قریش اون حضرت کے پاس آتے تھے اور اون عجائبات غریبہ کا جو کہ آسمان پر معائنہ کرتے تھے اوسکا استفسار کرتے تھے وہ حضرت فرماتے تھے کہ بشارت ہو تمھین کہ پیدا ہوا آج ولی خدا اور قاتل مشرکین اور قامع منافقین اور حامی دین اور ناصر مسلمین اور وصی رسول رب العالمین امام ہدا نجم علی مصباح دجی اور کتب امامیہ مین لکھا ہے کہ جب وقت وضع حمل قریب آیا اور درد ولادت شاہ ولایت شروع ہوا تو فاطمہ بنت اسد کے کان مین ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے فاطمہ جاؤ تم طرف خانہ خدا کی

کہ ای جان تو عرش جان آفرین	دران عرش جا کے جہان آفرین
سوے خانۂ پاک یزدان گرای	برو جانیان روی یزدان نمای
زجان آفرین بر تو بادا نوید	کہ جان آفرین از تو آمد پدید

پس یہ آواز سنکر وہ معظمہ طرف بیت الحرم کے تشریف لیگئین اور شیخ صدوق نے یزید بن قعنب سے روایت کی ہے کہ یزید کہتا ہے کہ مین ہمراہ عباس بن عبد المطلب مع ایک گروہ اطراف مکہ کے خانہ کعبہ کے مقابل مین بیٹھا تھا کہ دیکھا ہمنے کہ فاطمہ بنت اسد کہ درد وضع حمل مین مبتلا تین تشریف لائین اور مقابل مین دیوار کعبہ کے کھڑی ہوئین اور ہاتھون کو جانب آسمان کی بلند کر کے یہ دعا کی کہ خداوندا مین ایمان لائی ہون اوپر تیری وحدانیت اور معبودیت کے اور اوپر رسالت اوس پیمبر برحق کے کہ بھیجا ہے تو نے واسطے ہماری ہدایت کے اور تصدیق کی ہے مین نے تیری کتاب کے اقوال جد اپنے حضرت ابراہیم کے پس خداوندا قسم دیتی ہون مین تجھکو اوس بزرگوار کے حق کے جسنے بنا کیا اس تیرے گھر کو اور قسم دیتی ہون مین تجھکو حرمت اوس فرزند کی کہ جو میرے شکم مین ہے اور اوسکو میرا مونس کیا ہے تو نے مجھکو میرے مقصد دل سے فائز کر ۔ ؎

یارب بگوشۂ نظر التفات تو	یارب بحق ذات کثیر الصفات تو
یارب بحق این خلف ارجمند من	کاینک بود انیس دل دردمند من
طفلی کہ در رحم متکلم بمادر است	بیشک عزیز کردۂ خلاق داور است
از فیض عام خویش بمقصد رسانیم	زین رنج وضع حمل اگر وا رہانیم

یزید ابن قعنب اور عباس کہتے ہین کہ جب وہ معظمہ مناجات سے فارغ ہوئین تو دیکھا ہمنے کہ دفعتاً دیوار کعبہ کی شق ہوئی اور فاطمہ اوس شگاف کی راہ سے کعبہ مین داخل ہوئین اور وہ دیوار پھر برابر ہو گئی ۔ ؎

چو خواست فاطمہ از بہر زادنش جائی	بخاص خانۂ خود داد جا ورا جبار

ز بہر مدخل آن پیشواے قبل زنان	شگافت حضرت جبار کعبہ را دیوار
پس آن مطہرہ با احترام داخل شد	در آن مکان مقدس ز بہر شرمت و وقار
برون چو خواست کہ آید پس از چہارم روز	نداشتند کہ تابش برو علی بگذار
فدائے نام حسین زادہ بود حیدر نام	چنین امام گزینید یا اولو الابصار

راوی کہتا ہے کہ جب جناب فاطمہ داخل کعبہ ہوگئیں تو ہم قریب کعبہ کے گئے تو ہمنے دیکھا کہ وہ شگاف دیوار کا برابر ہوگیا تھا پس ہمنے چاہا کہ دروازہ کھول کر اندر جائیں مگر کسیطرح سے دروازہ نہ کھلا۔ الغرض تین روز وہ معظمہ کعبہ کے اندر رہیں چوتھے روز پھر اوسی مقام پر دیوار شق ہوئی اور وہ معظمہ باہر تشریف لائیں جناب اسد اللہ کو ہاتھوں پر لیے ہوئے تھیں اور اور چہرۂ انور اوس جناب کا مانند مہر درخشان کے روشن تھا پس اون معظمہ نے فرمایا کہ حضرت خدا نے مجھکو برگزیدہ کیا درمیان خلائق کے اور بزرگی دی مجھے اوپر زنان گذشتہ کے یعنی مریم اور آسیا پر اگر آسیا نے فرعون کے گھر مین عبادت کی تو مین نے اپنے گھر مین اور مریم کے لیے اگر درخت خشک نے رطب تازہ دیے تو میرے لیے اس تین دن کے عرصہ مین بہشت سے طعام آیا

بلے ہمین شرف او را بس است در عالم	کہ چون علی پسرے داد در حریم حرم

سو تینوں بمصداق لترکبن طبقاً عن طبق کے جیساکہ امت ماضیہ مین اتفاق ہوا ویسا ہی طرح اس امت مین بھی وقوع مین آیا پس جیساکہ حوا نے کوہ مروہ سے کوہ صفا تک سیر کی اور حاجرہ نے مکہ سے منا تک اور مریم نے وقت ولادت حضرت عیسی کے بیت المقدس سے خینوا تک اسیطرح زنان اور دختران سید انبیا کے لیے بھی یہ بات واقع ہوئی لیکن جناب خدیجہ نے تلاش سے گھر مین مکہ سے کوہ ابو قبیس اور جبل حرا تک سیر کی اور جناب فاطمہ بنت اسد نے وقت ولادت جناب شیر خدا کی اپنے گھر سے خانہ کعبہ تک سیر کی اور جناب فاطمہ زہرا نے سیر کی مدینہ سے کوہ احد تک جبکہ اپنے پدر بزرگوار کی شہادت کی خبر سنی اور اون معظمہ کی بیٹیوں نے یعنی حضرت زینب

اور حضرت ام کلثوم اسے سیری کی مدینہ منورہ تک اور مدینہ سے تا کربلا اور کربلا سے تا کوفہ اور کوفہ
سے تا شام مگر مومنین انہین سے ہر ایک معظمہ کی سیر عدیہ گاہ تھی یعنی حوا نے جو سیر کی تو اپنے شوہر
کے وصل سے مسرور ہوئین اور ہاجرہ نے اپنے فرزند اسمعیل کو صحیح سالم پایا وہان سے اپنے
فرزند کے ساتھ خوش و خرم مکان پر مراجعت کی اور جناب فاطمہ زہرا نے بھی اپنے پدر بزرگوار
رسول مختار کو زندہ پایا اون جناب کا بھی رنج و غم سہل بخوشی ہوا اور جناب مریم نے اپنے
سیر مین جناب عیسیٰ کا جمال مبارک دیکھا تو آنکھون مین نور آیا اور دل مسرور ہوا اور جناب
فاطمہ بنت اسد کا دل جمال اسد اللہی سے شاد ہوا مگر مومنین جناب زینب خاتون اور ام کلثوم
جب مدینہ سے طرف مکہ کے چلین تو اٹھارہ جوان ہاشمی کہ جنکا مثل اور نظیر روے زمین پر نہتا
راہ مین اونکے ناقون کے ہمراہ بصد شوکت و جاہ پردہ داری کرتے جاتے تھے یہانتک کہ وہ دونون
معظمہ داخل زمین کربلا ہوئین مگر آہ آہ مومنین کس زبان سے بیان کرون کہ جب وہ شہزادیان
روز عاشورہ کربلا سے شام کو روانہ ہوئین تو اوس سواری مین یہ شان تھی کہ سر برہنہ شانون مین
رسی بندہی ہوئی شتران بے کجاوہ پر سوار اور آگے اونٹون کے نیزون کی نوکون پر سر عزیزون کے
نمودار کبھی وا محمداہ کہکر روتی تھین اور کبھی وا حسیناہ کا شور مچاکر غش ہوتی تھین مومنین قبل اسکے
اہلبیت کی سواری کا یہ دستور تھا کہ جناب عباس پردہ داری مین مصروف ہوتے تھے اور جناب
علی اکبر ایک ایک بی بی کو اونٹ پر سوار کرتے تھے اور جناب قاسم اور عون و محمد کسی راہ گیر کو
اوسطرف آنے نہ دیتے تھے مگر مومنین جب حضرت زینب خاتون کے سوار ہونے کی باری آتی تھی
تو مظلوم کربلا خود بنفس نفیس کرسی سے اوٹھکر قریب ناقۂ زینب کے تشریف لاتے تھے اور اپنے
زانو پر پاؤن اون معظمہ کا رکھکر محمل مین سوار کرتے تھے مومنین جب وقت روانگی شام اشقیا
اونٹون کو قریب اہلبیت کے لائے اور چاہا کہ اون بردگیان عزت و توقیر کو سوار کرین پس حضرت
[illegible]

بادیکرا ونٹ پر سوار کیا جب سب بیبیاں سوار ہو چلیں تو حضرت جناب زینب نے ایک آہ سرد
دل پُر درد سے کھینچی اور نظر یاس طرف مقتل کے دیکھا اور فرمایا کہ اے بیٹا علی اکبر وا ے قاسم کیا
خاک پر سوتے ہو اوٹھو کہ تمہاری پھوپھی سوار ہوتی ہے اوٹھکر پردہ داری کرو اور عباس سے کہو کہ
ان نامحرموں کو سامنے سے ہٹا دیں پھر مظلوم کربلا کی لاش سے رو کر خطاب کیا کہ اے بھائی آج آپ
کہ اپنی بہن کو سوار کرنے کے لیے نہیں آتے اے بھائی یہ بہن آپکی صدقے جلد تشریف لائیے اور ناقہ
پر سوار کیجیے اے بھائی یہ بہن آپکی ننگے سر ہجوم نامحرموں میں کھڑی ہے اوٹھکر اپنی قبا کا دامن سر پر
ڈالدو اے بھائی اگر آپ تشریف لاتے تو ایک مرتبہ یہ نامراد بہن پھر آپ کو ایک نظر دیکھ لیتی کہ
پھر نہیں معلوم کہ کب شام سے پلٹ کر آنا ہو الغرض مومنین جب طلوع ماہ سپہر امامت یعنی خبر
ولادت باسعادت پادشاہ ولایت آفتاب اوج رسالت کو ہوئی پس جناب رسالتمآب خانہ ابوطالب
میں تشریف لائے اور جناب امیر کو اپنی دامن پاک پر لٹا لیا پس جب نظر اوس جناب کی جمال
بے مثال رسول ذوالجلال پر پڑی تبسم ہو کر عرض کی کہ السلام علیک یا رسول اللہ ابیات

ای آنکہ زانبیا بحقیقت مقدمے	اسلام را ستونی و دین را سلے
ننوشتہ خط مدرس درس حقیقتی	ناخواندہ علم از ہمہ خلق اعلمی
صورت نہ بستہ نور و مصور نگشتہ جسم	نور مصوری و تو روح مجسمی
ہم صاحب نعیمی و ہم صاحب جحیم	ہم عالم کبیری و ہم اسم اعظمی
بے سایہ آفتاب وجودت رود بعرش	نا محرم است سایہ بہر جا تو محرمی
با دست چہ نسبت و اولاد بو البشر	بہتر ز آدمی و ز اولاد آدمی
من ذرہ حقیر و تو تابندہ آفتاب	من بندہ ضعیف و تو سلطان اعظمی

بعد اوسکے حضرت امیر نے سورہ قد افلح المومنون کو پڑھنا شروع کیا جب وہ جناب اس
آیہ پر پہونچے الذین یرثون الفردوس ہم فیہا خالدون تو حضرت رسول نے فرمایا

برادر زادی کی ولادت کی - اور حضرتؐ نے اپنی زبان معجز بیان جناب امیرؑ کے دہن مبارک مین دی پس بارہ

چشمہ حضرت کی زبان مبارک سے جاری ہوے اور جناب فاطمہ جب اور ہر سے واپس آئین تو دیکھا کہ روی

مبارک اون جناب کا مثل مہر درخشان کے روشن ہے پس حضرت کو دامن مبارک لیکر چاہا کہ مثل عادت

اور لڑکون کے قماط مین لپٹین پس جب اوس جناب کو کپڑے مین لپٹایا پس اوس مشکلکشائی عالم نے

بقوت ید اللٰہی اوس قماط کو پھاڑ ڈالا یہ دیکھکر جناب فاطمہ کو حیرت ہوئی پھر دوسرے پارچہ مین لپٹایا اوسکو

بھی ید اللہ نے پھاڑ ڈالا - القصہ جب تین مرتبہ اور بروایتی چھہ مرتبہ بھی نوبت گذری تو سبکو کمال تعجب ہوا

پس اوسوقت اوس معجز نما نے اپنی مادر بزرگوار سے فرمایا کہ اے مادر مہربان آپ ان ہاتھون کو نہ باندہین

کہ یہ ہاتھہ عقدہ کشائے عالم ہین - ابیات

یعنی از ید قدرت کبریا — نه بندد کسے دست مشکلکشا
همه عهد قالوا بلیٰ از الست — به یزدان که یزدان باین دو بست
باین دست دارنده خوب و زشت — ز قدرت گل آب و آدم سرشت
ازین دست مشکلکشائے کنم — ازین دست کار خدائے کنم

مگر آہ آہ مومنین نہین معلوم کہ کیا حکمت اور مصلحت خدا اسمین تہی کہ اونہین ہاتھون مین اشقیانے

بعد وفات سرور کائنات رسی باندہی اور اونہین ہاتھون سے بیعت طلب ہوئی اور گلے مین رسیان

ڈالکر اوس شیر ذو الجلال کو طرف مسجد کے لیگئے - سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس دوسری مین بیان حرب جمل کا اور غالب آنا غالب کل غالب جناب علی ابن ابی طالبؑ کا گروہ مشرکین پر - بیت

هرکه درین بزم مقرب تر است — جام بلا بیشترش میدهند

جناب سید انبیا سرور کائنات کہ باعث ایجاد ممکنات تہے دست جفائے کفار قریش

نے کیا کیا ستایا وہ دروازہ کہ جو محیط وحی الٰہی تھا اوسکو ناریون نے آگ سے جلایا بجملہ منافقین اوس جناب سے آمادہ بقتال وجدال ہوئے اول اتفاق محاربہ کا اوںحضرت کو اہل بصرہ سے ہوا مجمل اوس واقعہ کا یہ ہے کہ جب عثمان بن عفان قتل ہوا تو اوسوقت اہل مدینہ اور جمیع اشراف اور اکابر بلاد اور امصار حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور حضرت سے بیعت کی اور ایک جماعت اہل صورت اور دنیا پرست نے بھی اونکی متابعت کی۔

به بیعت همه دست کرده دراز	سوی دست دارندهٔ کارساز
کجا دست اهرمنانِ مغاک	کند عهد با دست یزدان پاک
کجا دیو را عهد دست خدای	نه او با خدا و نه پیمان نمای
مگس را نه تاب عهود عقاب	نه خفاش پیمان گر آفتاب
نه ابلیس جوید ره مستقیم	که اهرمن آید بعهد قویم
ندارد ثبات و ندارد ثبوت	بحبل المتین نسخهٔ عنکبوت
به بستند عهدی دلی سخت سست	کجا نادرستان و عهد درست

الغرض اوس روز اول جس شخص نے اوںحضرت سے بیعت کی طلحہ بن عبد اللہ تھا کہ ہاتھ اوسکا شل تھا پس حبیب بن ذویب نے کہا کہ اول جس شخص نے بیعت کی وہ شل ہے پس یہ بیعت اتمام کو نہ پہونچیگی اور روضة الاحباب مین مرقوم ہے کہ حضرت کو بھی اوسکے کہنے کا خیال ہوا الغرض بعد طلحہ کے جملہ انصار اور مہاجر نے بیعت کی خلاصہ امر بیعت نے انتظام پایا مومنین طلحہ اور زبیر کو یہ خیال تھا کہ جسطرح عثمان اپنے عزیزون کے ساتھ مراعات کرتا تھا حضرت امیر بھی اوسیطرح اپنے عزیزون اور دوستون سے سلوک کرینگے اور وہ جناب جادۂ مستقیم سے عدول نہین فرماتے تھے اسوجہ سے یہ دونون ملعون مال مسلمین مین دست اندازی نکرسکے اول جناب کے نزدیک یہ دونون بھی شل اور مسلمانون کے تھے یہ امر ان دونون شیطان طینتون

نا گوار ہوا پس حق سے روگردانی کرکے طرف باطل کے مائل ہوئے سبحان اللہ مومنین ناسی بیر بعد وفات جناب سرور کائنات کے تلوار کو غلاف سے کھینچکر کہا تھا کہ جب تک جناب امیر مسند خلافت پر جلوہ افروز نہونگے یہ تلوار غلاف مین نجائیگی یا صاحب تلوار قتل ہوا ور انجام کار اوسی تلوار کو اون جناب پر کھینچا الحاصل جب طلحہ اور زبیر نے اون حضرت سے اپنا حصول مطلب غیر ممکن دیکھا تو اوس مسند آرائے خلافت سے روگردانی کرکے راہ خلافت اختیار کے اور مکہ معظمہ مین جاکر عایشہ دختر ابوبکر کے آمیزش کی چونکہ وہ شقیہ ازلیہ زمانہ قدیم سے اپنے دلمین کینہ اسد الٰہی سے رکھتے تھے اوسنے اوس شیطان کے اغولے سے اون جناب پر خروج کیا۔

ابیات

تفو بر تو اے گردش روزگار	سیہ مرترا باد لیل و نہار
ترا مہربانی ہمہ باز تست	اگر سوے بازار از برزنست
ببردان نداری سر یاوری	ہمیشہ بانشان کنی داوری
چہ خوش گفت فردوسی پاک زاد	کہ رحمت بران تربت پاک باد
زن واژدہا ہر دو در خاک	سر ہر دو بستہ بغز اک بہ

الغرض طلحہ اور زبیر نابکار ہمراہ اوس ثمانی ہندہ جگرخوار کے مکہ سے باہر آئے اور قتل عثمان کو دست آویز اپنے خروج بنا کر ایک جماعت کو اہل فساد سے اپنے ہمراہ لیا اور طرف بصرہ کے روانہ ہوئے چونکہ اہل بصرہ بے بصیرت مین شہرہ ملک و دیار تھے اور علاوہ بے بصیرتی کے نہایت سست عہد اور بدکردار تھے اور ہاتھ اونکا دامن انسانیت سے کوتاہ تھا اور احوال اونکا طغیان ضلالت سے تباہ اون سبنے اوس گروہ نابلد کو اپنے بلد مین پناہ دی پس عثمان بن حنیف کو کہ جناب امیر کی جانب سے والی بصرہ تھے گرفتار کرکے چاہا قتل کرین عائشہ مانع ہوئی پس عثمان کی داڑھی کے بال اوکھاڑکر بصرہ سے نکال دیا جب اونکی اس بے ادبی اور جسارت کی خبر شہسوار مضمار خلافت اور فروزان اختر برج امامت اور ولایت ضرغام دین مبین بازوے زبردست جناب خیر المرسلین یعنی جناب امیر المومنین کو ہوئی پس ہمراہ

[illegible]

طرف بصرہ کے روانہ ہوئی پس جب جناب امیر المومنین قاتل مشرکین بالاتفاق حامیان دین کہ شمار میں بیس ہزار سوار اور پیادے تھے وارد میں خزینہ ہوئی کہ وہ زمین حوالی بصرہ سے تھی جب عائشہ شقیہ کو یہ خبر ہوئی تو وہ بھی تیس ہزار نامردان بصرہ وغیرہ کو لیکر مقابل میں شاہ لافتی شیر خدا بازوے خیر الوریٰ کے آئے غرض جانبین سے صف آرائی ہونے لگی ۔ ابیات

تو گفتی سپہرے شد آن رزمگاہ ۔ کہ سیارہ و ثابتش بد سپاہ
تو گفتی زمین شد بلند آسمان ۔ وزان ہرچہ بد بر فلک شد عیان
ہلالش عیان گشتہ از ذوالفقار ۔ بلند آفتابش شہ تاجدار
حسین و حسن گشتہ سعدین او ۔ دو خصم بد اندیش نحسین او
زہر نیزہ محورے آشکار ۔ فلک را یکے محور از ہر ہزار
بگرد امیر عرب مہتران ۔ چو بر گرد قطب فلک اختران
یکے از پے راس دشمن عجول ۔ کہ باشد شود حایل راس غول
یکے تیر بیرون کشیدہ ز کیش ۔ کہ گردد ہدف دشمن زشت کیش
عیان ہودج عائشہ بر جمل ۔ چو پروین ز ثور و زحل از حمل
وزان عائشہ جنہ سان کردہ جا ۔ چو بر ذات کرسی یکے اژدہا
زیکجا نبشش طلحہ بے ادب ۔ بدانسان کہ کید از بر ذو ذنب
زبیر بد اختر ز دیگر طرف ۔ چو نجمے کہ افتد بہ برج تلف
براطراف ایشان کلاب عرب ۔ چو عقرب ہمہ نیش زن بی سبب

آہ آہ مومنین یاد آگئی مجھے اس مقام پر صف آرائی مظلوم کربلا جناب سید الشہدا کی راوی کہتا ہے کہ روز عاشورہ جب عمر ابن سعد نے اپنی اور جنود نامسعود کی میدان میں صف بندی کی تو اوس وقت

[illegible] یادگار رسالتمآبی اور آپکی تصویر
رسولخدا اودہر لشکر اشقیا مین صف بندی ہوگئی اب آپ بہی اپنی اس فوج ظفر موج کے میدان وغا
مین صف بندی کیجیے حضرت نے یہ سُنکے سر جھکالیا اور آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ اے عباس مجہے شرم
آتی ہے کہ مین اس جماعت قلیل کو اوس فوج کثیر کے مقابل مین لیجاؤن یہ سُنکر جناب عباس نے
عرض کی کہ قربان جان اس غلام کے آپکی شرم پر اے مولا مقام شرم اونکے لیے ہی کہ اس ہماری
قلیل جماعت کے مقابلہ کے لیے اسقدر نامرد جمع ہوے ہین پس حضرت نے بہی اپنی اوس جماعت
قلیل کو مقابل مین اوس فوج کثیر کے صف آرا کیا مومنین یہ دیکہکر عمر سعد بدنہاد اپنے لشکر سے
آگے بڑھا اور ایک تیر کمان مین جوڑکر پکارا کہ اے ساکنان کوفہ و شام گواہ رہنا کہ پہلے جس
شقی نے لشکر امام تشنہ کام پر تیر مارنے مین سبقت کی وہ لعین عمر سعد بدنہاد ہی یہ کہکر اوس تیر کو
کمان سے رہا کیا مومنین راوی کہتا ہی کہ جب اوس لعین نے تیر جناب امام حسین کے لشکر پر مارا
پس اوس شقی کی بے ادبی کو دیکہکر دس ہزار کمانداروں نے ایک مرتبہ اون تشنہ کامون پر
مینہ تیرون کا برسایا راوی کہتا ہی کہ اوسی بارش تیر سے بہت سے انصار امام حسین علیہ السلام طرف
کوثر کے روانہ ہوے اور بعض زخمی اور کئی تیر خیمہ اہل بیت علیہم السلام مین گرے اوسوقت جناب
فضہ کنیز جناب فاطمہ خیمہ سے باہر نکل آئین اور جناب عباس حق شناس کو آواز دی کہ ای علمدار
حسین یہ کیسا ظلم ہے کہ اشقیا خیمہ اہلبیت پر تیر برساتے ہین اب ہم ننہے ننہے بچون کو لیکر کہا جاوین
کئی تیر آکے صحن خیمہ مین گرے ہین حضرت قربان جان زائرین کے مظلوم کربلا کی غیرت پر جب حضرت
کی نظر فضہ پر پڑی بے اختیار وہ جناب طرف خیمہ کے دوڑے اور قریب جاکے فضہ سے فرمایا کہ تم کیون
خیمہ سے باہر آئین یہ فرماکر فضہ کو خیمہ کے اندر لیگئے مومنین جناب فضہ جب خیمہ سے باہر آئین تہین تو
باوجود اسکے کہ موزے پاؤن مین پہنے برقع رخ پر ڈالے ہوے تہین مگر مومنین مظلوم کربلا کو اوسیر
بہی فضہ کا خیمہ سے باہر آنا ناگوار ہوا آہ آہ مومنین کیا صدمہ گذرا ہوگا روح مظلوم کربلا پر کہ جب بعد

شہادت اون جناب سے ...

ننھے ننھے بچون کو لیے ہوے اوس ہجوم عام مین خیمہ سے باہر نکل آئے افسوس مومنین اوس ظلم پر بہی

اکتفا نکی اون بیوارثون کے سرون سے چادرین اوتارلین اوسوقت وہ سب بیبیان وا محمداہ وا

علیاہ کہکر زار زار روتی تہین اور کبہی وا حسیناہ کے نعرے بلند کرکے سر اپنے پیٹتی تہین مگر کوئی اون

بیکسون کی فریاد نہ سنتا تہا القصہ مومنین جبکہ دونون جانب صف آرائی ہوچکی تو پہلے جو شخص کہ اصحاب

جناب امیر سے درجہ شہادت سے فائز ہوا وہ مسلم عجمی تھے۔ مورخین نے احوال مسلم عجم کا یون لکہا

کہ جب جناب امیر نے حذیفہ بن یمان کو حاکم مداین مقرر کرکے بہیجا تو حذیفہ نے مداین مین پہونچکر

سبکو جمع کیا اور آپ منبر پر گئے اور خطبہ طولانی پڑہا اور کہا کہ ایہا الناس اشہد و اقروا

ان علیاً ولی اللہ و خلیفۃ رسول اللہ حقاً حقاً مومنین اوسوقت یہ مسلم عجم آخر صف

مین بیٹھے تھے کہڑے ہوے اور کہا کہ اے حذیفہ تمہارے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر اور

عمر حق پر نہ تھے حذیفہ نے کہا کہ اے مسلم بیٹھ جاؤ اور چندے سکوت کرو پس مسلم خاموش ہوگئے مگر

جب حذیفہ منبر سے نیچے آئے تو پھر مسلم نے حذیفہ سے کہا اوسوقت حذیفہ کہڑے ہوگئے اور مسلم کا ہاتھ

پکڑکر اپنے ہمراہ لیگئے اور ایک گوشے مین بیٹھ کر مسلم سے فضائل اور منقبت جناب امیر کے بدلایل آیات

و حدیث بیان کیئے اور مسلم کی شبہات کو دفع کیا اور حق مسلم پر ظاہر ہوا پس مسلم اوسیوقت بشوق

قدمبوس جناب امیر مداین سے روانہ ہوے اثناے راہ مین کہ وہ حضرت مع فوج بصرہ کو تشریف لیے آتے

حضرت سے ملاقی ہوے پس حضرت کے ہمراہ رکاب وارد خزینہ ہوئے اور جب صفین دونو جانب سے

آراستہ ہو مین اور حضرت نے اصحاب سے فرمایا کہ کون ہے تم مین سے کہ جو اس قران کو لیکر بمقابل لشکر

عائشہ جائے اور اوسکو پڑہکر ان ملاعنہ کو عذاب خدا سے ڈرائے اور اسوقت دونون طرف کے لشکر

کے نیزے اسقدر باہم ملے ہوے تھے کہ عبور کرنا اس صف سے طرف اوس صف کی دشوار تھا سوا نیزون

لوگون پر سے زمین پر جانا ممکن نتھا کسی نے جواب نہ دیا مگر مسلم عجم سامنے آئے اور عرض کی

[illegible]

مخاطب ہو کر فرمایا کہ کون ہی تم مین کہ جو اس قرآن کو لیکر جائے اور انپر حجت کو تمام کرے پھر کسی نے
جواب نہ دیا مگر مسلم حاضر ہوئے اور اوسی کلام اول کا پھر اعادہ کیا حضرت نے آخر مرتبہ فرمایا کہ جو شخص
اس قرآن کو لیکر ان اشقیا کے سامنے جائیگا وہ مارا جائیگا اوس رضا جوئی الٰہی یعنے مسلم مجمع نے
عرض کی کہ اے آقا میرے ہزار جانین اگر پاؤن تو آپ پر فدا کرون مجھکو راہ خدا مین اپنا قتل ہونا
گوارا ہی پس حضرت امیر نے قبول کیا پس وہ جانباز قرآن کو لیکر سامنے اون کافرون کے گیا او
آواز بلند سے کہا کہ اے اصحاب جمل یہ میرے ہاتھ مین قرآن ہی پس جو کہ اسمین لکھا ہی اوسکو مین
تمھارے اوپر ظاہر کرتا ہون آگاہ ہو کہ کس مقام پر قرآن مین ہی کہ علی کے ساتھ اور اونکے اصحاب
کبار کے ساتھ لڑو یہ سنکے لشکر عائیشہ مین ایک تہلکہ عظیم پیدا ہوا عنقریب تھا اگر مسلم اسیطرح سے
دو ایک کلام صدق التیام اور بیان کرین تو وہ جماعت متفرق ہو جائے پس عائشہ خائف ہوئی
اور پکاری کہ کوئی اسکو ساکت کرے پس طلحہ نے پہلوے عائشہ سے فریاد کی کہ ایہا الناس
یہ مرد عجمی تعلیم کیا ہوا علی ابن ابیطالب کا ہی اسکی بات پر عمل نکرو پس ایک غلام عائیشہ نے کمینگاہ
مین جاکر ایک تلوار مسلم کے دست راست پر ماری کہ اوس جان نثار حیدر کرار کا ہاتھ کٹ کے
زمین پر گرا اوس دلاور نے نہایت چالاکی سے مصحف کو بائین ہاتھ مین لیا اور مصحف کو بلند
کرکے پھر کلام اول کا اعادہ کیا اوس ناپاک بدسرشت نے دوسری تلوار اوس ہاتھ پر بھی ماری کہ
وہ بھی ہاتھ اوس شیر جرار کا کٹ گیا اوسوقت اوس دیندار نے اون دونون باقیماندہ ہاتھون سے
قرآن کو پکڑ کے اپنی سینہ سے لگا لیا اور اوسی کلمہ کو کہ جسکو دو مرتبہ کہا تھا پھر زبان صدق بیان
پر جاری کیا۔ مومنین پانچ خاصان خدا کے ہاتھ دست ظالم کفار سے کاٹے گئے اور ایک ضرب عمود کے
توڑے گئے مگر اون خداشناسون نے ہاتھ کو حمایت دین اور متابعت امام سے نہین کھینچا
اول جناب جعفر طیار ابن عم جناب احمد مختار کی جنگ موتہ مین کہ جب کفار نے اونکے دونون ہاتھونکو

جناب کو تیرباران کیا اور دوسرے مسلم عجم کہ جنکا اوپر ذکر ہو چکا اور تیسرے ہلال ابن نافع کی کربلا مین روز عاشورہ ضرب عمود سے توڑے گئے محقق مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ ہلال ابن نافع کی اوسی زمانہ مین شادی ہوئی تہی عروس بہی ہلال کے ہمراہ تہی جب روز عاشورہ ہلال نے عزم میدان کا کیا کہ اپنے سر کو فرزند رسول مختار پر نثار کرین تو اوس عروس نے ہلال کے آغوش مین اپنے ہاتھ ڈالدیے اور بعض راویون نے کہا ہی کہ کمر ہلال کی پکڑ لے اور کہا کہ اے جوان قصد میدان کا نکر اور مجھ عروس چند روزہ کو اپنے ماتم مین نہ رولاؤ اگر تمنے سر کٹایا تو پہر میرا کون ہی۔ مومنین کیا وفادار تھے انصار امام حسین علیہ السلام ہلال نے جب یہ کلام اوس عروس ناکام کا سنا اوس سے کہا کہ دور ہو مجھ سے اے نادان کیونکر ہوسکتا ہی کہ مین زبان سے تو اونکی غلامی کا اقرار کرون اور ایسے وقت مصیبت مین اپنی جان کو اوپر نہ نثار کرون علاوہ اسکے روز قیامت کو رسولخدا کو کیا جواب دونگا جب وہ حضرت مجھسے ارشاد فرمائینگے کہ اے ہلال تو نے میرے نواسے سے اپنی جان عزیز کی جب مظلوم کربلا نے اون دونون کے یہ کلام سنے تو ہلال سے فرمایا کہ اے ہلال بہتر یہی ہے کہ تم دونون ایک دوسرے کی فراق مین مبتلا نہو ہلال نے عرض کی کہ یا مولا کیونکر ہوسکتا ہی کہ اس مصیبت مین آپکی یاوری سے ہاتھ کھینچون بروز قیامت کیا عذر ہوگا اسلیے آپکے جد بزرگوار اور پدر نامدار سے یہ کہکر ہلال جانب میدان روانہ ہوے اور وہان پہونچکر بعد رجز خوانی کے اسّی نامردون کو واصل جہنم کیا اور کوفیان بیحیا نے دغا سے عمود اوس دلیر کے دونون ہاتھون پر مارے کہ ہاتھ اوس جان نثار مظلوم کربلا کے ٹوٹ گئے جب اون نامردون نے دیکھا کہ دونون ہاتھ اوس دلاور کے جنگ سے بیکار ہوگئے پس اوس نیک نژاد کو پکڑ کے ابن سعد بدنہاد کے سامنے لیگئے اوس شقی ازلی نے حکم دیا کہ دونون لشکر کے درمیان مین لیجاکر ہلال کو قتل کرو پس وہ بیحیا ہلال کو واسطے قتل کے لیچلے پس اوس عاشق سید الشہدا نے شوق شہادت مین یہ کلمات زبان پر جاری کیے کہ جسکا مضمون ان

ان اشعار مین نظم ہی ؎

هزار شکر که از دست کامیاب شدم — هلال آمده امروز آفتاب شدم
عزیز مصر وفا گشتم و چو یوسف مصر — ز تاب گرمی شوقش بسینه آب شدم
چو خاک پای کمیت حسین گردیدم — غبار گشتم و زیبنده رکاب شدم

الغرض اوس نامدار کو درمیان دونون لشکر کے لاکر قتل کیا اور دوسرے جس بزرگوار کے ہاتھ کربلا مین کاٹے گئے وہ علمدار مظلوم کربلا جناب عباس حق شناس ہین۔ راوی کہتا ہی کہ جب اشقیانے دست راست اون جناب کا تیغ ستم سے جدا کیا تو اوس شیر بیشۂ وغانے علم اور مشک آب کو دست چپ مین لیا اور فرمایا۔ بیت

والله ان قطعتم یمینی — انی احامی ابدا اهل دینی

یعنے قسم خدا کی اگر قطع کیا تمنے دست راست میرا پس بتحقیق حمایت کرونگا مین ہمیشہ اہل دین کی یہ فرماکر اوس ثانی جعفر طیار نے دست چپ سے اوس گروہ نابکار پر حملہ کیا اور اوس انبوہ کفار کو اپنی گرد سے پراگندہ کردیا۔ ناگاہ حکیم بن طفیل لئیم نے کمینگاہ سے ایک تلوار دست چپ پر ماری کہ وہ ہاتھ بھی شانے سے جدا ہو گیا پس اوسوقت اوس سقاے اہلبیت نے مشک کے تسمے کو دانتون سے پکڑا اور ضرب رکاب پا سے اون لعینون کو اپنے قریب سے دور کرتے ہوے طرف خیمہ گاہ کے چلے جاتے تھے اور وہ شقی اوس شیر بیشۂ شجاعت پر حربے پر حربہ لگاتے تھے تمام بدن اوس جناب کا زخمون سے چور تھا۔ ؎

موج زن از هر طرف دریای ثروت کارزار — آن نهنگ لجهٔ دین داشت آهنگ کنار
از قضا چون ماند تنها درمیان دشمنان — گفت عقل راست گویا آسمان کج مدار
ظلم بین یک جسم بی دستی و دشمن صد گروه — جور بین یک مرغ بی بالی و صیادش هزار

قبیلہ بنی تمیم مین سے ایک عمرو اوس جناب کے فرق پر مارا کہ وہ جناب بہشت زین سے زمین پر گرے کے
مومنین ان چار بزرگوارون کے کہ جنکا ذکر ہوا لڑائی مین ہاتھ کاٹے گئے مگر دو بزرگوارون کے ہاتھ
بغیر لڑائی کے کربلا مین دست ظلم کوفیون سے کاٹے گئے کہ جنکے غم مین آجتک حورین بہشت مین
سرون کو پیٹتی ہین اور مومنین سرون پر خاک اوڑاتے ہین اور بنی جان فرط غم سے دست بگریبان
ہین ایک تو اون دو بزرگوار سے عبد اللہ بن حسن ہین راوی کہتا ہے کہ جب مظلوم کربلا پشت
ذو الجناح سے زمین کربلا پر گرے اور اشقیا اون حضرت کو نیزون اور تلوارون سے زخمی کرنے لگے
اوسوقت حضرت عبد اللہ در خیمہ پر کھڑے تھے جب اپنے عم بزرگوار کا یہ حال مشاہدہ کیا پس بے اختیار
روتے ہوے دوڑے اہلبیت نے یہ دیکھکر اوس معصوم کو پکڑا اور کہا کہ اے فرزند کہان جاتے ہو
ایسا نہو کہ کوئی شقی تمکو قتل کرے وہ معصوم زمین پر گر کے تڑپنے لگا اور کہا مجھکو چھوڑ دو مین اپنے
چچا کو جاکر تلوارون سے بچاونگا غرض عبد اللہ اپنے تئین اہلبیت سے چھوڑا کر بمقتل مین آئے اور اپنے
چچا سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ — ابیات

اے عم بزرگوار برخیز	اے خسرو شہسوار برخیز
برخیز و زحال ما خبر گیر	اطفال صغیرہ را بر گیر
در خیمہ سکینہ با دو صد آہ	در راہ تو ماندہ چشم در راہ
نازل شدہ بہر ما بلائے	دستم چہ نمیرسد بجائے
برخیز و عیال خویش دریاب	رو سوی سرا و قات شتاب

جب اوس معصوم مظلوم کی آواز حضرت کے گوش مبارک مین گئی غش سے آنکھین کھل گئین
حضرت نے اوس معصوم کو اپنے سینہ مجروح سے لگا لیا اور فرمایا کہ اے بیٹا یہ چچا نثار تم کیون خیمہ کے
باہر نکل آئے جلد خیمہ کو جاؤ ایسا نہو کہ کوئی شقی تمکو بھی قتل کرے اوس معصوم نے فرمایا کہ اے
عمو بزرگوار کیونکر مین آپکو ان اشقیا مین تنہا چھوڑ کر جاؤن اے چچا جب کوئی اشقیا آپکو تلوار

[illegible] چچا کو ... اپنا سینہ سپر کر دیتا اور اونکو بچاتا تھا وہ نادان ابھی اپنے چچا سے یہ باتین کر رہا تھا
کہ ایک بحیا نے تلوار اوٹھا کر چاہا کہ حضرت پر وار کرے پس عبد اللہ نے اپنے دونون ہاتھ بلند
کر کے فرمایا کہ اے شیخ مین یتیم ہون میری کم سنی پر رحم کر واسطے خدا کے میرے چچا کو نہ مار آہ آہ
مومنین اوس سنگدل کو مطلق اوس یتیم پر رحم نہ آیا اور تلوار مظلوم کربلا پر چلائی پس عبد اللہ نے
اوس تلوار کو اپنی ہاتھون پر روکا آہ آہ مومنین دونون ہاتھ اوس معصوم کے کٹ گئی پس وہ معصوم
اپنے چچا کے سینہ پر گر کے تڑپنے لگا اور دوسرے ہاتھ مومنین جناب سید الشہدا مظلوم کربلا کے
تھے کہ بعد شہادت کے گیارھوین شب کو محرم کی کاٹے گئے۔ راوی کہتا ہے ایک ازار بند جناب
مظلوم کربلا کے پائجامہ مین بیش قیمت تھا جمال ملعون نے چاہا کہ اوسکو پائجامہ سے نکال لے
پس جناب مظلوم کربلا نے باعجاز ایک دست مبارک اپنا اوسپر رکھ لیا اوس شقی نے دونون
ہاتھون سے اوس ہاتھ کو پکڑ کے اوٹھایا مگر حضرت کے ہاتھ کو حرکت نہوئی تب وہ شقی وہان سے
اوٹھا اور میدان سے ایک ٹوٹی ہوئی تلوار ڈھونڈھ کر لایا آہ آہ مومنین جس ہاتھ کو کہ جناب
فاطمہ بصد شوق اپنی آنکھون پر رکھتی تھین اوسکو جمال ملعون نے کاٹ ڈالا اور قصد کیا کہ کمربند
کو نکال لے مظلوم کربلا نے دوسرا ہاتھ اوسپر رکھ لیا۔ آہ آہ مومنین خدا عذاب شدید نازل کرے
اوس ملعون پر کہ اوس ہاتھ کو بھی اوس شقی نے کاٹ ڈالا پس آہ آہ حضرات کس زبان سے عرض
کرون جبکہ جمال ملعون نے دونون ہاتھ فرزند زہرا کے کاٹ کے زمین پر پھینکدے اور ازار بند لینے کا
ارادہ کیا کہ تا حضرت کو برہنہ کر دے تو اوسوقت زمین لرزنے لگی اور آسمان کانپنے لگا اور ایک روایت
سے ہے کہ اوسوقت لاش جناب مظلوم کربلا کی منقلب ہو گئی القصہ مومنین جب مسلم عوسجہ فائز بدرجہ
شہادت ہوئی تو حضرت نے اپنی ہمراہیون کو حکم دیا کہ چہار طرف سے اونپر حملہ کرو یہ سنکر اصحاب کبار
حیدر کرار نے اوس فوج نابکار پر چارون طرف سے حملہ کیا پس اکثر اون ملاعنہ سے طعمہ شمشیر آبدار ہوے
[illegible]

اوس دیندار کے نیزے اور تلوارین مارین کو جناب امیر کے اوس کو اس نے ...
ہزارون کافرون کو بضرب شمشیر داخل نار کیا مگر قربان جان زائر کی سقلومی مظلوم کربلا پر کہ جب
روز عاشورہ کوفیان پردغا اور شامیان بیحیا نے اونکے بھائی عباس کے ہاتھ لب دریا شانون
سے جدا کیے تو آہ آہ مومنین وہ جناب اوسوقت ایسے بے یار و مددگار تھے کہ اپنے بھائی کے خون کا عوض
لینا کیسا اوس اپنے فدائی کی لاش کو بھی دفن نکر سکے بلکہ جب حضرت کو جناب عباس نے آواز
دی کہ یا ابا عبداللہ اور کنی یعنے ای آقا میرے اس غلام کی خبر لیجیے کہ یہ غلام آپ پر نثار ہوا
راوی کہتا ہی کہ جب اپنے اوس عاشق صادق کی یہ آواز حضرت نے سنی تو وہ جناب بیتاب ہوگئے
اور فرمایا الان ان کسر ظہری یعنے اے بھائی عباس تیرے مرنے سے کمر حسین کی ٹوٹ گئی یہ فرماکر
حضرت طرف نہر کے روتی ہوے چلے تو اوسوقت وہ ملاعنہ حضرت کی سد راہ ہوی اور اون جناب
کو اونکے بھائی کی لاش پر جانے نہ دیتے تھے مگر اوس شیر حیدر کرار نے بضرب ذوالفقار اونکو
سامنے سی ہٹا دیا اور اپنے بھائی کی لاش پر تشریف لیگئے الغرض مومنین عبداللہ سلمی کہتے ہین
کہ مین جنگ جمل مین حضرت امیر کی خدمت مین حاضر تھا مین نے دیکھا کہ جب وہ کفار میدان سے
بھاگ گئے اور تسلط ہوا تو مادر مسلم مجمع روتی ہوئین مسلم کی لاش پر آئین اور اوس مومنہ نے اپنے
فرزند کی لاش پر روکر یہ اشعار پڑھے ؎

یارب ان مسلما آتاهم یامرهم بالامر من مولاهم	یتلو کتاب الله لایخشاهم فخضبوا من دمه قناهم

یعنے ای پروردگار تحقیق کہ مسلم پڑھتا تھا کتاب خدا کو اوپر ان ملاعنہ کے اور نہین ڈرتا تھا اسنے
یعنی حکم کیا اوپر انکے بحکم مولا انکی کے پس رنگین کیا انہون نے اوسکے خون سی نیزون کو اپنے ؎

وامهم قائمة تراهم	تامرهم بالغی لاتنهاهم

یعنی مادر اوس گروہ ضلالت پژوہ کی عائشہ کھڑی تھی اور دیکھتی تھی اور اغوا کرتی تھی اونکو طرف

[illegible] مسلم کے جو ہاتھ کاٹے گئے تو جناب
امیرؑ نے اون کفار سے اونکا عوض لیا اور اونکی لاش کو حضرت نے دفن کیا اور ماں مسلم کی لاش
مسلم پر روتی تہین مگر قربان جان زائر کے حضرت عباس کی مظلومی اور غربت پر کہ اوس کشتہ
راہ خدا کی لاش کو جناب مظلوم کربلا دفن بہی نکرنے پائے آہ آہ مومنین دفن کرنا تو ایک طرف
گنج شہیدان تک لانہ سکے اور حضرات مسلم کی ماں مسلم کی لاش پر روتی تہین مگر آہ آہ مومنین کہان
تہین ام البنین کہ جو اپنی اوس پارہ جگر کی لاش کو اپنی سینہ سے لگاتین اور اپنی اوس فرزند
نوجوان کی لاش پر روتین آہ آہ مومنین بہنین اور زوجہ اونکی جو کہ کربلا مین اوسوقت موجود
تہین وہ خوف اشقیا سے لاش تک جانہ سکین اور بعد شہادت مظلوم کربلا کے جب لڑائی
کا خاتمہ ہوگیا تو اشقیا اون غریبون کو ننگے سر شتران بے کجاوہ پر سوار کرکے شام کو لے گئے

سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس تیسری مین بیان بقیہ حرب جمل کا اور کیفیت بی عائشہ کے شکست کی۔ قصیدہ

سحر شد جیش ظلمت منہزم تا رایت بیضا
ازان بیدای ناپید اگران شد تا گہان پیدا

سیاہی شد نہان در باختر چون طائر عیسیٰ
تجلی شد ز خاور جلوہ گر چون آتش موسیٰ

نہ زین خورشید خور مقصد نہ زین آتش افق مقصید
کہ خاور شہر بند سروری نور حق بیضا

نہ زین ظلمت شود شب قصد بل طاعت گم کروی
شود موجود نور اللہ شمس الدین والدنیا

ولی حضرت داور وصی و نفس پیمبر جا
امیر حیہ در حیدر علی عالے اعلا

شہے کز جنس آب و خاک نا پیدا ست ہمتا یش
وگر باشد بود ممدوح سبحان الذی اسریٰ

بس از احمد کہ با ہم ہر دو یک رو خندہ دو قالب
بہ یکتائی کہ بے ہمتا ست چون ہمتا کے۔ بے ہمتا

بقصد انہدام کافران و مشرکان رائیں | محفل چون برارد سر بمیدان چون سپارد پا
دران محفل کند شرک خفی آغاز مسکینے | دران میدان کند کفر جلی آواز استغنا
نکردی پایداری پای عزمش گر بکاک دین | کجا ماندی بعالم پایۂ اسلام پابرجا

الحاصل جب مسلم مجمع کو مشرکون نے قتل کیا اور جناب امیر کو یقین کامل ہوا کہ نصیحت ان جاہلون کو سودمند نہوگی اور انکی قطع گفتگو کے لیے سوای شمشیر اور تیر اور سنان کے تیغ زبان فائدہ نہ بخشیگی پس حضرت نے سواران میمنہ کو عمار یاسر کے سپرد کیا اور پیادگان میمنہ کو مالک اشتر کے اور سواران میسرہ کو قیس بن سعد ہمدانی کے اور عدی بن حاتم سے فرمایا کہ تو قلب پیادگان مین قیام کر اور علم فتح پرچم کو محمد بن حنیفہ کے مفوض کیا اور اوسطرف بی بی عائشہ زرہ دربر ایک ہودج بزرگ مین سوار ہوکر میدان کارزار مین آئین۔ مومنین جس شتر پر عائیشہ سوار تھی اسکے حال مین روایتین بہت مختلف ہین مگر صاحب روضۃ الاحباب کہتے ہین کہ علی بن منبیہ کو جب عثمان نے یمن کا حاکم مقرر کرکے بہیجا تو اوسنے سو اشرفی کو اسے خریدا تھا بعد مرنے عثمان کے علی بن منیۃ کل بیت المال لیکر وہان سے چلا آیا اور عائشہ کے رفاقت مین داخل ہوا جب روز جنگ جمل عائشہ کی سواری کے لئیے شتر تلاش کیا گیا تو مومنین راوی کہتا ہو کہ بی بی عائشہ ایسی قوی اور جسیم تہین کہ کوئی شتر اونکا بار نہ اوٹھا سکتا تھا اوسوقت علی بن منیۃ نے وہ اونٹ دیا اور نام اوسکا عسکر تھا جب وہ شتر سامنے آیا اور اوسکا نام سنا تو کہا کہ لیجاؤ اس شتر کو کہ مین ہرگز اسپر سوار نہونگی اسلیئے کہ جناب رسولؐ نے مجھے منع فرمایا تھا کہ تو شتر عسکر پر نہ سوار ہونا پس وہ لوگ اوس شتر کو لیگئے اور اوسکی ہیئت تبدیل کرکے لائے اور کہا کہ آپ اسپر سوار ہون پس اوس شتر عسکر پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آئین اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اوسکو سات سو درہم کو مول لیا تھا اور وہ شتر عسکر قسم شیاطین سے تھا الغرض مومنین عائشہ نے میمنہ کو محمد پسر طلحہ بن عبد اللہ کے سپرد کیا اور میسرہ عبد اللہ بن زبیر کے اور قلب کو

کو زیب تن اطہر کیا اور ردا اوس دن حضرت کی دوش مبارک پر ڈالی اور بعد اوسکے زرہ مبارک پہنی

ہمچو شیر خدا کرد در بر زره	خدا آفرین کرد و جبریل زه
عجب دارم از نور پاک خدای	که چون کرد در آهنین درع جای
عیان نور یزدان بدی از تنش	نهان ان تن اندر سیه جوشنش
زره بر تنش مینمودے ز دور	چو فانوس بلور بر شمع نور
و یا میغ پوشیده خورشید را	و یا ماه بگرفته در هاله جا
و یا سبز اوراق بر کوه طور	گرفته فر و نور رب غفور

پس شاہ مردان نے عمامۂ رسول خدا کو زیب سر کیا اور ذو الفقار برق بار کو زیب کمر۔ الغرض مسلح اور مکمل ہو کر دلدل پر سوار ہوئے ۔

بہ دلدل چو بنشست سالار دین	برو آفرین خواند جان آفرین
چگویم ز تیغش که از آسمان	به تکرار جبریل شد مدح خوان
بدی آتشے لیک بدکیش را	بدی برق لیکن بداندیش را

پس اوس شیر حیدر نے ساتھ اس کر و فر کے رخ طرف اوس سیاہ روسیاہ کے کیا پس اوس وقت عائشہ کی طرف سے عبد اللہ شیری نکلا اور کہا کہ ابو الحسن کہان ہین اے خدا بھیج تو ابو الحسن کو طرف میرے یہ کلام اوس بد انجام کا سنکر شیر بیشۂ شجاعت یعنی جناب شاہ ولایت خود بہ نفس نفیس طرف اوس ابلیس کے تشریف لائے ۔

علی ولی شاہ دین بو تراب	بیامد بمیدان چو شیران غاب
ز بجر کفش ذو الفقار آشکار	چو رخشنده برقے ز ابر بہار

دیا عرش اعظم که روح الامین	[illegible]
دیا یک رحمان که از آسمان	نزود آمده بر زمین آن زمان
مرا هست باریکتر زین سخن	که نتوان بیان کرد در انجمن
روی دریا نه در آورد مے	که احوال یکے را دو بیند ہمی
مرا دیدهٔ عقل چون احول است	ازانم یکی گفتنش مشکل است

الحاصل امیر خیبر گیر مقابل اوس شریر کے آئے اور ایک ضرب ذو الفقار اوس ناہنجار کی گردن
پر لگائی کہ گردن اوس اہرمن کی کاٹکر بغل کے نیچے نکل آئی بس قریب اوسکی سر کے جا کر
کہ کیونکر پایا تو نے ابوالحسن کے تئین چونکہ قریب بیس پچیس برس کے زمانہ گذرا تھا کہ حضرت
نے ذو الفقار غلاف سے نہیں کھینچی تہی لہذا وہ قوم جہول اونحضرت کی شجاعت کو بھول گئی تہی
یہ باعث تھا کہ وہ نامرد اون جناب سے مقابلے کا ارادہ کرتا تھا ورنہ کسیکو یہ جرأت نہ تھی کہ اوس
شیر بیشہ وغا شاہ لافتی کی نسبت ایسا کلمہ زبان پر لاتا۔ الغرض اوس دن ایسا ہنگامۂ کارزار
گرم ہوا کہ آفتاب نے باوجود اس دوری کے کہ چرخ چہارم پر ہے اپنا رخ زمین کی جانب سے پھیر لیا
اوسوقت عائشہ نے کعب بن سورین کریز سے کہ قاضی بصرہ تھا اور وہ مہار اوسکی اونٹ کی پکڑے
ہوے کھڑا تھا کہا کہ تو سپاہ علی ابن ابیطالبؑ کے مقابل مین جا اور کتاب خدا کو پڑھکر اونکو
ہدایت کر میری طرف یہ سنکر وہ شقی ازلی گیا جب نظر مالک اشتر کی اوس بدسیر پر پڑی بجاے
ایک تلوار اوس انجام کے دست راست پر ماری کہ وہ قطع ہوکر زمین پر گرا بعد اوسکے ایک تلوار
اور اوسکے سر نحس پر لگاکر داخل سقر کیا مومنین محقق مجلسی رح نے سماء عالم مین کہ ایک مجلد
بحار الانوار سے ہے غراب کی چند قسمین لکھین ہین لیکن غراب البین کو لکھا ہے کہ یہ خبر نیک و بد
پہونچاتا ہے چنانچہ کہا ہے کہ اگر دو مرتبہ بولے تو شر ہے اور جو تین آواز برابر بولے تو خیر ہے لکھا
کہ جب کعب بن سورین کریز کے ہاتھ کو مالک اشتر نے قلم کیا اور وہ دست نحس اوسکا زمین پر گرا

یہ غراب ... آیا اور اوس ہاتھ کو لیکر طرف مدینہ کے پرواز کیا اور مدینہ مین ایک مقام پر
چند آدمی بیٹھے تھے اونکے درمیان مین اوس ہاتھ کو ڈالدیا وہ سب اوسکو دیکھکر کمال متعجب ہوئے
کہ یہ ہاتھ کسکا ہی کہ ایک شخص کی نگاہ اوس انگشتری پر پڑی کہ جو اوس دست بریدہ مین تھی جب
اوس انگشتری کو دیکھا تو اوسمین اوسکا نام کندہ تھا پس معلوم کیا کہ کعب بن سور بن کرز کہ
قاضی اور امام بصرہ تھا مارا گیا۔ مومنین دو اماموں کے قتل کی خبر دو غرابون نے مدینہ مین
پہونچائی ایک غراب نے تو امام ناحق بصرہ کی جیسا کہ مومنین نے سنا اور ایک غراب نے خبر
شہادت امام مظلوم بیکفن تشنہ لب مذبوح قفا جناب سید الشہدا کے مدینہ مین پہونچائی مگر مومنین
غراب اول کی خبر سے اہل مدینہ کو خوشی حاصل ہوئی تھی اور غراب ثانی کی خبر سے مدینہ مین قیامت
برپا ہوئی تمام عورت و مرد روضہ منورہ جناب رسولخدا مین کھڑی ہوئی اپنے سرون کو پیٹ پیٹ کر
واحسینا کے نعرے بلند کرتے تھے تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ کتاب بحار الانوار مین جناب سجاد
سے روایت کی ہی کہ فرمایا اون حضرت نے کہ میرے باپ سا مظلوم نہوا ہی اور نہو گا جبکہ کوفیان بیحیا
نے میرے پدر بزرگوار کو تین دن کا بہوکا اور پیاسا شل گوسپند قربانی کے ذبح کیا تو مجھکو اور
اہلبیت کو شل بندیان ترک و دیلم مقید کر لیا تو کوئی ایسا نہ تھا کہ لاش پر بیٹھکر روتا مگر ہان
جانوران صحرائی اور طائران ہوا سب آگے گرد لاش کے جمع ہوئے کوئی زار زار روتا تھا اور کوئی
اپنا سر طرف آسمان کے اوٹھا کر فریاد کرتا تھا مومنین شاید وہ جانور روکر جناب احدیت مین کہتا ہے
کہ پروردگارا دیکھتا ہی تو کہ تیرے حبیب کے نواسے کو اس امت جفاکار نے کس بیرحمی سے شہید کیا
اور کوئی اوس جسد پاش پاش پر اوس دہوپ مین اپنے پرون کا سایہ کرتا تھا اور بعضے حزن و ملال
شور مچاتا تھا غرضکہ سب چرند اور پرند میرے مظلوم پدر کی مصیبت مین اپنی اپنی زبان مین نوحہ
کرتے تھے اور روتے تھے اونمین ایک غراب نے اپنے تئین حضرت کی لاش اطہر پر گرا دیا اور حضرت کے
خون میں اپنے ... مومنین کیا عجب ہی کہ وہ غراب اپنی

زبان مین حضرت سے کہتا ہو کہ اے فخر سلیمان مین آپکی ثنائی مدینہ کو جاتا ہون کچھہ آپ بھی
پیغام اپنی بیٹی فاطمہ صغرا کو دیتے ہین۔ الحاصل وہ غراب روتا اور شور مچاتا ہوا طرف مدینہ کے
اوڑا اور وہان پہونچکر جناب فاطمہ صغرا جس گھر مین رہتی تہین اوسکی دیوار پر جاکے بیٹھا اور
جناب فاطمہ صغرا کی طرف دیکھکر بے اختیار شور مچاتا تھا گویا اوس شور سے غرض اوسکی یہ تھی کہ
اے فاطمہ تمہارے باپ کو اشقیا نے تین دن کا بہوکا اور پیاسا شہید کیا تم یتیم ہو گئین یہ سنکر
فاطمہ صغرا نے جو سر اوٹھا کے اوس غراب کیطرف نگاہ کی تو دیکھا کہ سب بال و پر اوسکے خون مین
ڈوبے ہوے ہین پس بے اختیار رونے لگین اور جناب ام سلمہ سے کہا کہ اے نانی غضب ہو
میرے باپ کی خیر نہین ہے بابا میرے قتل ہوے یہ غراب میرے باپ کی ثنائی مجھے سنانے
آیا ہی جناب ام سلمہ نے فرمایا کہ اے بیٹی یہ کیا فال بد زبان سے نکالتی ہو یہ جانور اکثر مردار خوار
ہوتے ہین کیا معلوم کہ کسکا خون اسکے پرون مین لگا ہی حضرت فاطمہ اپنا سر پیٹنے لگین اور کہا
کہ اے نانی مین سچ کہتی ہون واللہ میرے بابا شہید ہوے اسکے پرون کے خون سے میرے
باپ کی بو آتی ہے یہ فرماکر روتی ہوئین قریب دیوار کے گئین اور روکر کہا کہ ای غراب خدا کے
لیے جلد بیان کر یہ کسکی تو ثنائی لایا ہی اور تیرے پرون مین کس شہید مظلوم کا لہو لگا ہی کہ اسکی
بو سے میرا جگر پھٹا جاتا ہی اے غراب اوس شہید و مظلوم کے لیئے کہ جسکے لہو مین تو لوٹا ہی جلد
مفصل بیان کر کہ اوس مظلوم کا نام کیا ہی کہ فرط غم سے اب میرا دم لبون پر آیا ہی ای غراب
میرے باپ تو خیر سے ہین آہ آہ مومنین یہ خبر جب اہل مدینہ کو ہوئی تو تمام زنان مدینہ جناب
فاطمہ کے گھر مین جمع ہوئین اور اوس غراب کو دیکھکر فاطمہ کے ساتھ اپنا سینہ و سر پیٹ پیٹ کے
بے اختیار روتی تہین اور جناب فاطمہ صغرا اوس زاغ سے یہ رو رو کر فرماتی تہین کہ ای غراب

گرچہ نیکو نیست ایندم فال تو	از چہ گلگون گشتہ از خون بال تو
گو بمن یک رقیبی یا حبیب ۲	با چہ من اندر وطن زار و غریب

در زمان آن مرغ عاشق رسیده حال
از زبان حال کرده انتقال

گشته شاه بایت زبانم لال باد
غرقه شد در خون تنم پامال باد

پرسیم از شاهزاده اکبرش
یا ز حال ماه پاره اصغرش

دست و پای عاشقش از خون حنا
شد عروسیش مبدل از عزا

گشت سقا و علمدارش شهید
هر دو دستش کافری از تن برید

خیمه و خرگاه او تاراج شد
و ز کجت آن شاه تخت و تاج شد

خواهران و دختران او اسیر
پا برهنه جا بجا او دستگیر

سر به نیزه پیکرش پامال گشت
و ز خدنگ کینتش غربال گشت

شد طپان در خاک و خون با جسم غم
زایران تربتش وحش و طیور

آن سر پر نور رشک آفتاب
زینت بزم قمار است و شراب

زایرا شد بر فلک فریاد و آه
کن بیان الحال حال رزمگاه

این سپهر فتنه زا آخر چه کرد
با سگان شیر خدا آخر چه کرد

شد چپان تابان بمیدان ذوالفقار
شد چپان فی النار فوج اهل نار

القصه اعثم کوفی کہتا ہی کہ جب کعب بن سور ضرب تیغ مالک اشتر سے سپرد مالک دوزخ ہوا اوسوقت عبد الرحمن بن عتاب سپاہ عائشہ سے برابر مالک اشتر کے آیا وہ بھی ضرب مالک سی جہنم مین اپنے یار گذشتہ کے پاس پہونچا۔ یہ دیکھکر اسود بن بختری آیا اوسکو محمد بن ابی بکر نے دوزخ مین پہونچایا۔ عون بن قتیبہ شتر عائشہ کے سامنے کھڑا ہوا مبارز طلب کر رہا تھا محمد حنفیہ نے اوسکو رحمت حیات سے نجات بخشی۔ پس جازم بن ابی جازم کہ مہار شتر عائشہ لیے ہوے مبارز طلب

اسیطرح سے ایک ایک نام آور سپاہ عائشہ کا مہار اوسکے اونٹ کی ہاتھ مین لیکر مبارز طلب کرتا تھا اور ایک ضرب مردان سپاہ شاہ مردان سے داخل دوزخ ہوتا تھا ابو حنیفہ دینوری کہتا ہی کہ اسقدر تیر اوسدن ہودج عائشہ پر لگے تہی کہ سوا تیر دن کے ہودج نظر نہ آتے تھے اور طائفہ بنوضبہ حماقت سے سرگین شتر عائشہ کو ہاتہ مین لیکر سونگہتے اور کہتی تھی کہ ہمارے نزدیک خوشبو اسکی مشک و عنبر سے بہتر ہے اور بعد اوسکے میدان مین آکر مبارز طلبی کرکے ضرب دلیران سپاہ شاہ مردان واصل جہنم ہوتی تھی ع این بلاے احمقی قہر خداست ۔ الغرض اوسدن طائفہ بنوضبہ سے ایک جماعت کثیر داخل بئس المصیر ہوئے الغرض جو شخص مہار شتر عائشہ کو ہاتھ مین لیکر طرف میدان کے جاتا تھا وہ پھر زندہ پلٹ کر نہ آتا تھا واہ کیون نہو آخر خلیفہ اول کی بیٹی تہین کیونکر کشف وکرامات مین لاثانی ہوتین کہ جنکے مہار شتر مین یہ اثر تھا کہ جسنے چہوا وہ مرا۔ مومنین راوی کہتا ہے کہ تمام وہ سپاہ گمراہ شتر عائشہ کی حفاظت مین مصروف تہی اور ہر ایک بچیا اوسکی تعظیم کرتا تھا افسوس کا مقام ہے کہ ایک خلیفہ غاصب اور ظالم کی بیٹی کا یہ پاس ولحاظ تھا کہ اوسکے شتر کے سرگین کو لیکر سونگھتے تہے اور کہتے تھے کہ یہ بہتر مشک و عنبر سے ہی اور اوسکی مہار ہاتھ سے چہو لیتے تھے بعد اوسکے لڑنے جاتے تھے خدا لعنت کرے اوس امت جفا کار پر کہ جس رسول کا کلمہ پڑھتے تھے اوسکی نواسے کو تین دن کا بھوکا اور پیاسا مانند گوسفند قربانی کے قفا سے ذبح کیا اور آہ آہ مومنین انکی نواسیونکی یہ حرمت کی کہ مثل بندیان زنگبار کے شانون مین رسی باندھکر شتران بے کجاوہ پر سوار کیا اور ننگے سر شہرون اور بازارون مین پہراتے تھے اور تماشائیون سے کہتے تہے کہ ہذا بنات رسول اللہ کہ یہ نواسیان ہین رسولخدا کی اور بیٹیان علی مرتضی کی ایک راوی کہتا ہی کہ جسدن اہلبیت داخل کوفہ ہوے ہین کوفے مین موجود تھا دیکھا مین نے کہ عورت و مرد سب طرف دروازہ شہر کے دوڑے جاتے ہین مین نے پوچھا کہ تم سب کہان جاتے ہو اور تمہاری خوشی کا باعث کیا ہی ایک شخص نے کہا کچھ سر کٹے ہوے اور چند عورتین اسیر آتی ہین اونکا تماشا دیکھنے جاتے ہین یہ سنکر مین بھی کچھ آگے بڑھا لیکن ہجوم خلایق سے زیادہ نہ بڑھ سکا ایک مقام پر کھڑا ہو گیا کہ ناگاہ ایک فوج سامنے سے

کہ چند اونٹون پر کچھ بیبیان سر برہنہ بچون کو گود مین لیے ہوے سوار ہین اور وہ بچے بار بار
رو کر اپنی ماؤن سے کہتے ہین کہ اے امان اتنو مارے پیاس کے ہمارے جگر بھنے جاتے ہین
اور دم لبون پر آگیا ہے تھوڑا پانی کسی سے مانگ کر ہمین پلا دو بس وہ بیبیان یہ سنکر اونکو
اپنے سینہ سے لگا کر زار زار روتی ہین اور کہتی تھین کہ اے پیارو صبر کرو کہ ہم کس سے پانی
مانگے یہ سب دشمن اولاد رسول ہین - راوی کہتا ہی کہ جب اون بیبیون سے یہ کلمہ مین نے
سنا عنقریب تھا کہ فرط غم سے میرا جگر شق ہوتا ہی مین نے ایک شخص کو اون تماشائیون مین
سے دیکھا کہ وہ بہ نسبت اورون کے کہ سب مسرور اور خوش تھے وہ مغموم اور محزون آنکھون مین
آنسو بھرے ہوی کھڑا ہی اوس سے پوچھا کہ اے مرد نیک سیر کچھ تجھکو معلوم ہی کہ یہ اسیر کون ہین
اور کس خاندان سے ہین یہ سنکر وہ رونے لگا اور کہا کہ ای شخص کیا پوچھتا ہی ھذا بنات
رسول الله ارے یہ بیٹیان ہین علی مرتضی کی اور نواسیان جناب رسولخدا کی فوج یزید
نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا اور اونکی اہلبیت کو گرفتار کر کے لائے ہین - راوی کہتا ہی
کہ یہ سنکے مین نے اپنا منھہ پیٹ لیا اور اونکی بیکسی پر رونے لگا القصہ مومنین راوی بیان
کرتا ہے کہ اوسوقت جناب امیر دلدل رسول پر سوار تھے اور تیغ آتشبار ذو الفقار ہاتھہ مین
اور حضرت نے اسقدر کفارون کو بضرب شمشیر ابدار داخل نار کیا کہ ذو الفقار مین خم آگیا ابن
اعثم کوفی کہتا ہی کہ وہ حضرت دلدل سے نیچے اوترے اور ذو الفقار کو زانوے اشرف پر رکھکر
سیدھا کیا اور پہر دلدل پر سوار ہو کر مشغول حرب و ضرب ہوی اور ایک جمع کثیر کو پہر واصل
جہنم کیا اور پہر تلوار مین حضرت کے خم آگیا اوسوقت عمرو بن بشیر کہ رستم زمانہ اور ثانی اسفندیار
تھا حضرت کی پشت مبارک کی جانب سے دوڑا اور چاہا کہ حضرت پر وار چلائے پس اوس

اور اس زور سے زمین پر پٹکا کہ [illegible]

دلدل سے نیچے اوترے اور تلوار کا خم نکال کر دلدل پر رونق افروز ہوے - ابیات

چو شد بار دیگر بدلدل سوار — عیان گشت قہر خداوندگار
خجل شد ز عکس رخش ماہ و مہر — بلند آسمانے سوار سپہر
بسطح زمین گفت تقدیر فاش — کہ آمد قضائی حق آمادہ باش
صفات الٰہی بر آدم ببین — جلالی خدائے مجسم ببین
چو افگندی چوبے بمیدان کلیم — ز حکمش شدی اژدہای عظیم
بہ بین تا چہ گردد یدہر آشکار — چو دست خدا برکشد ذوالفقار
بذات خداوند بالا و پست — باعزاز پیغمبر حق پرست
کہ در کربلا با امام کبار — ہمین دست بودو ہمین ذوالفقار
نیم واقف از مصلحت کانجناب — چرا شد شہید ستم بہر آب
پس از قتل یاران با نام و ننگ — چو شد کار با شاہ لب تشنہ تنگ
لب تشنہ شد سوی میدان روان — فغان کرد خیر النسا در جنان
کہ ای شاہ لب تشنہ کو لشکرت — فدائے لب کشتہ ات مادرت

مومنین اگرچہ جرأت جناب امیر لاتعد و لاتحصیٰ ہے اور بہت بڑے معرکون کو حضرت نے [illegible]
اور قلعہ ہاے عظیم اور دشوار گذار کو فتح کیا مگر حضرات جمیع محدثین اور مورخین کا اس بات [illegible]
اتفاق ہی کہ حضرت تنہا بے یار و یاور نہین لڑے اور تین دن کی بھوک اور پیاس مین [illegible]
کبھی جنگ کا اتفاق نہین ہوا اور یہ بھی کسی جنگ مین اتفاق نہین پڑا کہ حضرت کا کوئی [illegible]
نوجوان بیٹا آنکھون کے سامنے خاک اور خون مین غلطان پڑا ہو یا برابر کا بھائی ہاتھ [illegible]
ہوے دریا کے کنارے زمین گرم پر سوتا ہو - آہ آہ مومنین فدا جان شیعون کی تنہائی اور [illegible]

اور اپنے حملہ شیرانہ سے اوس جماعت کثیر کو مثل گلہ گوسفند کے میدان کارزار سے بھگا دیا ہے
آہ آہ تین دن کی بھوک اور پیاس کی شدت سے غش پر غش آتے تھے اور تابش آفتاب جگر
کو جلائے دیتی تھی جوان بیٹے کی لاش آنکھوں کے سامنے زمین گرم پر پڑی ہوئی عباس نامدار
سے بھائی کے غم میں کمر ٹوٹی ہوئی ہتر عزیزوں کے داغ دلبر اہلبیت کے لٹ جانے کا ڈر تھا
اس کیفیت میں راوی کہتا ہے ۔ ہ

بھر طرف کہ چو شیر درندہ رو کردی — زروز حشر بیاد مخالف آوردے
جہان بجنگ علانیہ ذوالجناح براند — کہ جنگ خیبر و صفین و بدر مخفے ماند
برزم خصم بدر دار الجنان کو شید — کہ پردہ بر رخ احزاب و نہروان پوشید
جہان ودید صف از حملہای پیوستش — کہ جبرئیل امین بوسہ داد بر دستش
غریق بحر خجالت ز تیر دستی وے — بھر طرف ملک الموت سید دید از پے

الحاصل اوسدن جناب امیر جب میمنہ لشکر عائشہ سے پھرے تو دیکھا کہ اہل بصرہ حفاظت
شتر عائشہ میں نہایت کوشش کر رہے ہیں یہ دیکھکر حضرت نے مالک اشتر اور قیس بن سعد عبادہ
انصاری اور عمار یاسر اور محمد بن ابی بکر اور تمامی دلیران اصحاب سے فرمایا کہ جبتک شتر عائشہ کا
اس مقام پر قائم رہیگا یہ سب جانفشانی سے ہاتھ نہ اوٹھائینگے پس چاہیئے کہ حملات متعددہ
پے در پے کرکے اس جماعت کو کہ جو اوسکے اونٹ کے گرد ہے پراگندہ کردو بعد اوسکے شتر کو پئے کرو
یہ سنکر مالک اشتر نے اوسکے شتر کیطرف حملہ کرکے بضرب شمشیر اوس اونٹ کے ایک پاؤں کو جدا
کر دیا مگر وہ اوسیطرح کھڑا رہا مالک نے دوسرے پاؤں کو بھی تلوار سے قلم کیا پھر بھی وہ اوسیطرح
کھڑا رہا مالک اشتر متعجب ہوئے اوسی درمیان میں جناب امیر وہان پر پہنچے اور فرمایا کہ اسکی پشت
کو قطع کرو کہ اس اشتر کو جن اور شیطان روکے ہوئے ہیں مالک نے بموجب ارشاد امیر اوسکے

پس عمار یاسر نے دوڑ کے عائشہ کے ہودج کے بند تلوار سے کاٹ دیے پس جناب امیر نے عبدالر
بن ابوبکر سے فرمایا کہ اپنی بہن کو سنبھالو اور سوا اپنے اور کسی کو نزدیک نجانے دو پس محمد بن ابی بکر
نے ہاتھ ہودج کے اندر ڈالا تاکہ اپنی خواہر کو باہر نکال لین اور پوچھا کہ کوئی زخم تو نہین لگا
بی بی عائشہ نے کہا کہ نہین زخم سے محفوظ ہون مگر غایت اضطراب سے اپنے بھائی کی آواز کو
نہ پہچانا جب ہاتھ محمد کا بدن عائشہ پر لگا تو عائشہ نے ایک آہ جگر سے کھینچی اور کہا کہ کسنے
مس کیا میرے اوس بدن کو کہ جسنے سوا سرور انبیا کے کسی نے نہین مس کیا محمد نے کہا کہ فریاد
نہ کیجیے مین آپکا بھائی ہون اور یہ کیا تو نے سخت آبرو کو اپنی ضایع کیا اور معرض ہلاکت
مین آپکو ڈالا پس عائشہ کو عبداللہ بن خلف خزاعی کے گھر مین لیگئے کہ وہ اوسدن عائشہ
کی حمایت مین قتل ہوا تھا اور یہ معرکہ دسوین جمادی الآخر ۳۶ سنہ ہجری کو ہوا تھا ابتداے
ظہر سے تا غروب آفتاب رہا اور محقق طوسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہی کہ ظہر سے تا عصر الحاصل جب
سید اوصیا جناب علی مرتضی امر جنگ سے فارغ ہوے اوسوقت ایک آدمی کو عائشہ کے پاس
بھیجا کہ اب تم مدینہ کو جاؤ عائشہ نے انکار کیا پس حضرت نے جناب امام حسن کو بھیجا کہ اگر
تم مدینہ نہین جاتی ہو تو مین تمکو طلاق دونگا یہ سنکر اوسیوقت عازم سفر ہوے راوی کہتا ہی
کہ حضرت نے زنان بصرہ سے ایک جماعت کو لباس مردانہ پہنا کر عائشہ کے ہمراہ کیا حضرات
اوسدن سب اہل کوفہ بھی وہان موجود تھے باوجود اسکے کہ عائشہ خود بھی اون جناب کے
دشمن تھے اور اوسکے باپ نے جو ظلم کہ اون حضرت پر کیے وہ بھی مومنین پر ظاہر ہین مگر قربان
جائین ہماری مروت جناب امیر پر کہ حضرت کو یہ امر ناگوار معلوم ہوا کہ عائشہ کے ہمراہ نامحرم مرد
جائین لہذا عورتون کو بلباس مردانہ ہمراہ کیا اور اوسکی حرمت کو نگاہ رکھا اور اوسکی بیعزتی
کے خواہان نہین ہوے مگر آہ آہ مومنین خدا لعنت کرے کوفیون پر کہ اوس جناب کی بیٹیون کا

لگادی اور ذرا نہ خیمہ مین داخل ہوے اور سب اسباب لوٹ لیا اور بضعۂ کشانی دو عالم
کی بیبیون کے شانون مین رسی باندہی اور چادرین سبکی سرون سے اوتار لیین اور اوسیطرح
شتران بے کجاوہ برہنہ سر سوار کرکے کوفے مین لیگئے اور شہرون مین تشہیر کیا اور مثل بندیان
ترک دیلم کے دربار عام یزید مین لیگئے ہو منقول ہے کسی شخص نے جناب سید الساجدین سے وطن
مین پوچھا کہ یا حضرت زیادہ رنج و غم آپ پر کہان پر گذرا ہے وہ جناب یہ سنکر روئے اور
تین مرتبہ فرمایا کہ شام شام شام حقیقت مین مومنین صاحب غیرت کے لیے اس سے زیادہ
کوئی رنج والم نہین ہے کہ اوسکی آنکھون کے سامنے اوسکی مان بہنین ننگے سر بازارون مین
رسی بندہی ہوئی شہرون و بازارون مین پہرائی جائین سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس چوتھی مین بیان انجام واقعۂ جمل کا اور حال قتل ہونے طلحہ اور زبیر لعنۃ اللہ علیہما کا۔

بدترین مردم این کہنہ دیر با علی بودند گہ اندر ستیز		ہست طلحہ بعد ازان باشد زبیر گاہ اندر جنگ و گہ اندر گریز	

راوی کہتا ہے کہ جب جنگ جمل مین جانبین سے صف آرائی ہوچکی اور زبیر اور طلحہ مین و
اور ہودج عائشہ کے کہڑی ہوئی یہ دیکھکر جناب امیر نے پیراہن جناب رسولخدا کو زیب بر کیا
عمامہ آنحضرت کا سر پر دہرا اور رداکو دوش مبارک پر ڈالا اور درمیان دونون لشکر کے حضرت
آئے اور باواز بلند فرمایا کہ زبیر بن عوام کہان ہے میرے پاس آوے کہ مجھے کچھ اوس سے کہنا ہے
اسوقت دوستان اور جان نثاران حضرت نے عرض کی کہ یا مولا جانین ہماری آپ پر فدا ہون
آپنے زبیر کو اپنے پاس طلب کیا ہے اور وہ اسلحہ حرب سے مسلح اور مکمل ہے اور آپ فقط پیراہن
پہنے ہوے ہین حضرت نے یہ سنکر تبسم کیا اور فرمایا کہ زبیر سے مجھکو کیا خوف ہے تم سب اپنے

مقام پر جاکے کھڑے ہوئین ایسی توضیع کی تو اور اپنے کان ... ہون اگر ...
زبیر نے آواز حضرت کی سُنی تو حضرت کے پاس جانے مین متردد ہوا پس دوبارا حضرت نے
اوسے اواز دی اوسوقت زبیر نے بمجبوری گھوڑا اپنا بڑھایا اور حضرت کے قریب گیا پس
حضرت نے فرمایا کہ طلحہ کہان ہے اوسکو بھی طلب کر یہ سُنکر اوسنے طلحہ کو بھی آواز دی جب طلحہ
بھی قریب آیا پس حضرت امیر نے اون دونون شریر سے فرمایا کہ تمکو قسم دیتا ہون مین ...
پاک کی سچ بیان کرو آیا رسول نے اصحاب جمل اور نہروان پر نہین لعن کی اور جو شخص
افترا کرے رسول پر وہ زیان کار ہی زبیر نے کہا کہ یا علی کیونکر ہم لعن کے سزاوار ہو سکتے
کہ ہم اہل بہشت سی ہین حضرت نے اونکے جواب مین ارشاد کیا کہ اگر مین تمکو اہل بہشت سے
جانتا تو ہرگز تمسے جدال وقتال کو روا نہ رکھتا زبیر نے کہا کہ آیا آپ نے نہین سنا کہ رسول
نے فرمایا کہ اہل قریش سے دس آدمی بہشتی ہین اون جناب نے پوچھا کہ وہ دس نفر کون
زبیر نے کہا کہ مین اور طلحہ اور جراح اور سعد بن وقاص اور سعید بن زید و عمر بن نفیل اور
اور عبدالرحمن بن عوف حضرت نے کہا یہ نو نفر ہوے دسوان کون ہی زبیر نے کہا کہ دسوین
ہین یا علی پس حضرت نے فرمایا کہ قسم ہی خداے عزوجل کی کہ بعض انمین کے درک اسفل
ہین اور سنا مین نے رسولخدا سے کہ بہ نسبت اور اہل جہنم کے اونپر عذاب شدید ہی اور جو
کہتا ہون مین تو خدا تجھکو میرے اوپر غالب کرے اے زبیر تو نے اقرار کیا کہ مین اہل بہشت
ہون مین تجھکو اہل بہشت سی نہین جانتا اور یہ روایت جو تو نے رسولخدا سے بیان کی اگر
کی تصدیق نہین کرتا پس رُخ طرف طلحہ کے کیا اور فرمایا کہ عورتین تمہاری تمہارے ساتھ
اوسنے کہا کہ نہین یا علی پس حضرت نے فرمایا کہ جس عورت کے لیے خدا نے گھر مین بیٹھنے کا
اوسکو تمنے گھر سے نکال کر شہرون مین پھرایا اور اپنی عورتون کو گھرون مین بٹھایا اور
نکالا تمنے حرم مین رسولخدا کے اور خداے تعالی نے فرمایا ہی کہ زنان رسولخدا کلام نکرین

ے احمد بن اعثم کوفی نے سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت نے اپنے چند فضائل
اور رسول خدا نے اونحضرت کی شان مین بیان فرمائے تھے زبیر کو حضرت نے یاد دلائے اور وہ کلام سید
انبیا کے کہ جو منکرین اور غاصبین حق امیر المومنین کی نسبت اور اونحضرت سے لڑنے والون کی نسبت
ارشاد کیے تھے ذکر فرمائے پس زبیر نے سر اپنا جھکا لیا اور بعد تھوڑی دیر کے سر اوٹھا کر کہا کہ یا علی اگر
پہلے سے آپ نے مجھے یہ باتین یاد دلائی ہوتین تو مین ہرگز آپ پر خروج نکرتا اور اب مین اس میدان
سے نکلا جاتا ہون اور توبہ کرتا ہون کہ آیندہ کو کبھی ایسا کلام زبان پر نہ لاؤنگا کہ جو آپکے ناگوار خاطر
اقدس ہو یہ کہکر رویا اور وہان سے پھرا اور نزدیک ہودج عائشہ کے آیا اور طلحہ سے عائشہ نے پوچھا کہ
کیا گفتگو ہوئی تمھارے اور علی کے درمیان مین زبیر نے سب کیفیت بیان کی اور اقوال رسالت پناہی
جو کہ حضرت سے سنے تھے سب عائشہ کو سنا کے اور کہا کہ اب مجھکو حضرت امیر سے لڑنے مین تامل ہے عائشہ نے
کہا یہ فقط حیلہ ہے تو شمشیر علی سے ڈر گیا اور عبد اللہ کہ فرزند منحوس اوسکا تھا اوسنے بھی کہا کہ اے
پدر نامور تو حضرت علی سے ڈر گیا اور مجھکو رسوا کیا یہ سنکر اوسنے بظاہر اپنی شجاعت اور دلاوری اونکو
دکھانے کے لیے اپنے گھوڑے کو طرف صف لشکر حضرت امیر کے مہمیز کیے اور اوسطرف سے پلٹ کر اور جاے
سے باہر نکل گیا اور طلحہ عائشہ کے شتر کے قریب کھڑا ہوا سبکو تحریص اور ترغیب جنگ کی دینے لگا کہ
اے دلاورو جانبازی کرو اور خون عثمان کا عوض لو یہ سنکر مروان بن حکم بن عاص اموی کہ چچا عثمان کا
اور دشمن امیر مومنان تھا اپنے غلام ابوذر نام سے کہا کہ یہ امر عجیب ہے کہ قبل اسکے طلحہ قتل عثمان
مین اورون سے زیادہ ساعی تھا اور آج طلبگار خون عثمان کا ہے اے غلام تو میرے سامنے
کھڑا ہو تا کہ مین تیری آڑ سے ایک تیر اس شقی کے مارون پس وہ غلام اوسکے سامنے آکے کھڑا ہوا پس
مروان نے ایک تیر زہر آلود کمان مین جوڑ کے طلحہ کے مارا کہ وہ تیر طلحہ کی ران پر لگا طلحہ نے وہ تیر جب

میان سے باہر نکل پس وہ غلام اوسکو وہان سے ایک خرابی مین لیگیا وہان تہوڑی دیر کے بعد
داخل سقر ہوا اور کتاب احتجاج مین مرقوم ہے کہ بعد فتح ہونے لڑائی کے حضرت کا گذر اوس طرف سے
ہوا کہ جس مقام پر طلحہ مرا ہوا پڑا تھا حضرت نے جب اوسکو دیکھا فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جسنے مجہسے نقض بیعت
کی کے گروہ امت مین فتنہ برپا کیا اور میرے قتل کا ارادہ رکھتا تھا بعدہ فرمایا کہ اسے اوٹھا کے بٹھاؤ
جب اصحاب نے اوسے بٹھایا پس حضرت نے ارشاد کیا کہ اے طلحہ مین نے پائی وہ چیز کہ جسکا خدا نے
مجھسے وعدہ کیا تھا اور تو نے بہی وہ پایا کہ جسکا تجھکو خدا نے وعدہ دیا تھا پس فرمایا کہ اسکو لٹا دو اور
قبر کھود کے دفن کر دو پس اصحاب نے اوسکو ایک مقام پر دفن کر دیا سنا مومنین آپ نے حال اپنے
مولا کے رحم کا کہ طلحہ باوجود اسکے کہ حضرت کا دشمن تھا اور اوسنے اون جناب پر خروج کیا تھا مگر حضرت
نے اوسکی لاش دفن کروا دی - آہ آہ حضرات کہان تھے وہ جناب روز عاشورہ کہ جو دفن کرتے
لاش اپنی فرزند مظلوم کی اور مومنین کیسی لاش کہ بے سر خاک اور خون مین آلودہ زخمون سے چور چور
زمین گرم پر پڑی ہوئی تھی مگر مومنین کیا بیکسی اور غربت تہی لاش جناب سید الشہدا پر منقول ہے
کہ جب طائران ہوا نے دیکھا کہ لاش سلیمان کربلا کی خاک اور خون مین غلطان زمین گرم پر پڑی
ہی تو وہ سب اپنی زبان مین نوحہ اور شور کرتے ہوئے لاش مظلوم کربلا پر جمع ہوئے اور اوس
لاش پر اپنی پرون کا سایہ کیا - آہ مومنین خدا لعنت کرے اوس امت جفاکار پر کہ اون جناب کے
فرزند کی لاش کے ساتھ تو یہ سلوک کیا کہ بے غسل و کفن زمین گرم پر چھوڑ گئے اور اوسی امت
جفاکار سے ایک شقی نے اونکے نواسون کی لاشون کو نہر مین پھینک دیا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ جب فرزندان مسلم ابن عقیل قیدخانہ سے چھوٹ کر دست حارث لعین مین گرفتار ہوئے اور وہ شقی اون
اون بچون کو لیکر قتل کرنے کے لیے نہر کی جانب چلا تو اون معصومون نے کہا کہ اے شیخ ہم یتیم ہین للہ
ہمین قتل نکر ہمارے خون مین ہاتھ نہ بھر اور اگر تو بطمع زر ہمین قتل کرتا ہے تو اے شیخ تو ہم
دونون بھائیون کی زلفون کو کوفے کے بازار مین بیچ لے - اے شیخ جب کوئی خریدار ملے ہمارا اونہو تو اوسوقت

بھلو اختیار رہی۔ بلکہ مومنین اون ظیموں سے اس سے برابی او مشغول رہے ...

نہر پر لایا اور پہلے بڑے بھائی کا سر کاٹ کر لاش کو نہر مین پھینکدیا۔ کہ مومنین راوی لکھتا ہے کہ

وہ لاش اوسیطرح پانی پر قائم رہی جب چھوٹے بھائی کا بھی سر کاٹ کر لاش کو نہر مین پھینکا

پس دیکھا سب نے لاشہ بڑے بھائی کا ہاتھوں سے پانی کو کاٹتا ہوا اپنے بھائی کی لاش کے

قریب پہونچا اور اپنے بھائی کی لاش سے لپٹ گیا پس دونون بھائی بغلگیر ہوکر غرق دریاے

رحمت الٰہی ہوے۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس پانچوین مین بیان جہاد کرنا جناب سید الوصیین امیر المومنین کا معاویہ لعین صحراے صفین مین۔ ۵

آیا گل است این کا ہمچنین سرخوش ببازار آمدہ — یا سرخ روتر کی زچمین با فر فخار آمدہ

غنچہ تبسم ناک بین گل را گریبان چاک بین — صنع خدائی پاک بین اینجا بدیدار آمدہ

آواز رعد است آنچنان زہرہ شگاف جان ستان — یا شیر حق نعرہ زنان در رزم کفار آمدہ

شاہنشہ عالم علی بخشندہ خاتم علی — فخر بنی آدم علی بر خلق سالار آمدہ

جولان گردشت احد خونریز عمر عبدود — پس جان کشید از کالبد تا غیر فرار آمدہ

سلمان سلمان از دمش بوذر زنگی رنج از غمش — قربان خاک مقدمش مقداد و عمار آمدہ

روز وغا ز ستیز او خصم دغا نا خیز او — وز سہم تیغ تیز او منکر با قرار آمدہ

ہم ناکسان از روے خجل ہم قاسطان رو بنفعل — ہم مارقان چون خر بگل نادم بآن کار آمدہ

مومنین اتفاق دوسرے محاربے کا اوس قاتل مشرکین قامع منافقین یعنے جناب سید الوصیین

کے ساتھ قاسطین اور معاویہ لعین کی صفین مین ہوا اور صفین نام ایک موضع کا ہی کہ حوالی فرات

مین قریب بدرقہ سمت غربی جانب شام تھا کہ جناب سید الاوصیا نے ساتھ معاویہ علیہ الہاویہ کے

... کا خداوند عالم اور رسول اکرم نے قاسطین نام رکھا تھا

چونکہ اس جماعت نے بھی عدول حق سے کیا لہذا اونکا نام قاسطین کہا اور اوس لڑائی مین
راوی کہتا ہی کہ حضرت کے لشکر مین نوّے ہزار آدمی تھے اونمین اسّی آدمی حاضرین بعدر کے
سے تھے اور سات سو آدمی اہل بیعت رضوان سے اور لشکر ضلالت اثر معاویہ علیہ اللعن مین
بقول مشہور بین الجمہور ایک لاکھ بیس ہزار سوار اور پیادے تھے۔

بیا حکایت صفین شنو بہ بانگ بلند		کہ در مذاق خرد مند خوشتر است از قند

راوی کہتا ہے کہ شاہ ولایت مآب یعنی بوتراب تسخیر بصرہ اور مضافات اوسکی سے فراغ پاکر کوفہ
مین تشریف لائے چونکہ کینہ ابوسفیان علیہ اللعن ساتھ خاندان پیمبر آخر الزمان کے نسلاً بعد نسلٍ تھا
معاویہ نے ایک لشکر زیادہ مور مار سے واسطے محاربۂ جناب حیدر کرار کے جمع کیا اور خون عثمان
بے ایمان علیہ اللعن کو دست آویز محاربہ قرار دیکر شام سے خیام ظلام اپنے باہر لایا جبکہ یہ خبر سمع اثر
بادشاہ بحر و بر جناب ساقی کوثر مین پہونچے تو غیرت اسد الہی مقتضی اس امر کی ہوئی کہ حیدر
کوفہ مین قیام فرمائین اوسیوقت واسطے انہدام بنیاد معاویہ بد نہاد کی طرف اوس گروہ اشرار کے
روانہ ہوے اور جب کوفہ سے وارد نخیلہ ہوے تو وہان چند روز توقف فرمایا اسلیے کہ مردم اطراف
وجوانب ممالک محروسہ کو حضرت نے طلب فرمایا تھا وہ سب جمع ہو جائین پس جب سب ناصران
امیر المومنین مجتمع ہو گئے اوسوقت اون جناب نے زیاد بن نضر اور شریح بن ہانی کو مع بارہ ہزار
فوج کے لشکر ظفر پیکر کے آگے روانہ کیا اور باقی لشکر نصرت اثر اپنے ہمراہ لیکر طرف منزل مقصود
کوچ کیا۔ الحاصل اوس سفر مین بہت سے معجزے اوس کاشف اسرار خفی اور جلی سے ظاہر ہوے
راوی کہتا ہی کہ جب حضرت ہنگام عصر وارد زمین بابل ہوے تو وقت عصر کا تھا حضرت نے وہان پر
توقف نکیا بتعجیل مرکب کو مہمیز کر کے آگے کو روانہ کیا جب اوس صحرا سے باہر نکل گئے تو آفتاب
غروب ہو گیا حضرت نے اوسوقت جناب احدیت مین دعا کی فوراً آفتاب مقام پر پھر آیا اور وقت

غروب ہو گیا۔ آہ آہ مومنین جس بادشاہ دین کے لئے آفتاب بمغرب سے پھرا اور اوس جناب نے نماز عصر ادا کی اوسکے فرزند کو کوفیوں نے روز عاشورہ نماز ظہر پڑھنی کی مہلت نہ دی اور نماز عصر کے وقت اوس مظلوم کو تین کوس بھوکا اور پیاسا سجدہ خدا میں مثل گوسپند قربانی کے قفاسے ذبح کرکے نماز عصر پڑھی۔ الغرض اوس دن شب کو حضرت نے دیر کعب میں مقام کیا اور دوسرے دن وہاں سے کوچ فرماکر زمین کربلا پر لب فرات تشریف لائے احمد بن اعثم کوفی کہ عمدہ مورخین عامہ سے ہے وہ کہتا ہے کہ جب حضرت کنارے فرات کے پہونچے وہاں پر چند درخت خرما کے لگے ہوئے تھے اونکو دیکھکر حضرت بہت روئے پس عبد اللہ بن عباس سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کونسی زمین ہے عبد اللہ نے عرض کی کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ اس زمین کا نام کیا ہے پس اوس جامع علوم اولین اور آخرین نے ارشاد کیا کہ اگر اس زمین کا حال مثل میرے تمپر ظاہر ہوتا اے عبد اللہ نہ گذرو تم اس زمین پر مگر گریان اور نالان مانند ابر اور رعد کے عبد اللہ کہتے ہیں کہ یہ فرماکر وہ جناب اس شدت سے روئے کہ تمام ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی اور رخسار اور سینہ مبارک پر آنسو بہتے تھے پس حضرت کو اسطرح سے روتا دیکھکر تمام اصحاب باواز بلند رونے لگے ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت زار زار روئے جاتے تھے اور آہ سرد جگر پر درد سے کھینچکر یہ فرماتے تھے

مالی ولآل ابی سفیان مالی ولآل حرب حزب الشیطان واولیاء الکفر والشیطان

یعنی آہ آہ مجھکو کیا کام ہے آل ابوسفیان سے اور مجھکو کیا کام ہے آل حرب سے کہ وہ لشکر شیطان اور اولیائے کفر ہیں پس فرمایا کہ صبرا یا ابا عبد اللہ لقد لقی ابوک مثل الذی منهم یعنی اے نور عین اے حسین صبر دے خدا تجھکو تحقیق کہ اس گروہ ضلالت پژوہ سے بہت اذیت پہونچی تیرے پدر کو مثل اوسکے کہ تجھکو اس گروہ سے اذیت پہونچی پس یہ فرماکر حضرت نے پانی ... پڑھی اور نماز پڑھ کے پھر اونہیں کلمات سابق کا

گذشتہ اور آیندہ سے مطلع فرمایا تھا اور وہ جناب جانتے تھے کہ اس زمین پر میرا فرزند شہید ہوگا
اور تین دن تک بھوک اور پیاس کی اذیت اوٹھائیگا اور بیٹیان میری اسی صحرا مین لوٹی جائینگی
اور قید ہوکر سر برہنہ کربلا سے شام کو روانہ ہونگی اور مومنین کیونکر نہ وہ جناب یون بے اختیار
روتے یہ بھی تو خیال مین گذرا ہوگا کہ میرے شیر نوجوان عباس کے اسی دریا پر شانون سے ہاتھ
قلم کیے جائینگے اور اسی ترائی مین مانند شیر کے اپنے خون مین لوٹیگا اور ننھے ننھے بچے میرے حسین کے
اسی فرات پر شدت تشنگی سے ہلاک ہونگے اور خالی کوزے ہاتھون مین لیے ہوے در خیام پر آکر
صدای العطش العطش بلند کرینگے مومنین کیا مصیبت ہی مصیبت امام حسین علیہ السلام کی کہ
ابتدای دنیا سے کسی فرد بشر پر ایسی مصیبت نہین پڑی کہ قبل واقع ہونے اوس مصیبت کے کوئی
اوسکے غم مین رویا ہو مگر مظلوم کربلا کہ قبل شہادت کے اونجناب پر سب روئے اور خدا نے ہر نبی اور
وصی کو اس شہادت کی خبر دی جیسا کہ خداوند عالم نے حضرت موسی سے فرمایا کہ یا موسی صغیرھم
یمیتہ العطش وکبیرھم جلدہ منکمش یعنے ای موسی حسین کے ننھے ننھے بچے شدت
تشنگی سے ہلاک ہونگے اور صدا العطش العطش کی بلند کرینگے مگر کوفیان بیحیا اور شامیان پر دغا اون
بچون کو بھی پانی نہ دینگے اور جوانون کا حسین کے یہ حال ہوگا کہ پیاس کی شدت سے پوست بدن
کا خشک ہوجائیگا اور مثل پوست آتش دیدہ کے سمٹ جائیگا ای موسی انجام کار اوس مظلوم کو
مع اوسکے عزیزون اور انصارون کے تین دن کا بھوکا اور پیاسا عشرہ محرم کو مثل گوسپند قربانی
کے ذبح کرینگے ای موسی قسم ہے ہمکو اپنی عزت وجلال کی کہ جو شخص اوس مظلوم کی عزاداری کریگا
اور اوسکی مصیبت سنکر رویگا اور اوسکے قاتلون پر لعنت کریگا پس ہم قیامت مین اوسکو داخل
بہشت کرینگے اور گناہون کو اوسکے بخشدینگے خواہ گناہ اوسکے قلیل ہونگے خواہ کثیر یہ سنکر جناب
موسی اسقدر روئے کہ تمام ریش مبارک تر ہوگئے اور لعنت کی اوس مظلوم کی قاتلون پر اور

کرپس مومنین اس روایت سے ثابت ہوتا ہی کہ روز عاشورہ ابتدائے خلقت آدم سے روز حزن و
ملال تھا نہ روز عید اور یہ جو مخالفین نے حدیث وضع کی ہی کہ قبل شہادت امام حسین کے روز
عاشورہ روز عید تھا یہ محض جناب رسولخدا پر افترا کیا ہی بلکہ ہمیشہ سے یہ روز یوم حزن و ملال تھا
کہ رونا جناب امیر علیہ السلام کا اوسدن اور روایت موسی علیہ السلام کے اس قول پر دلیل قوی ہے
اور جملہ نبی اور مرسل روز عاشورہ کو قبل شہادت اوس مظلوم کے محزون اور مغموم ہوتے تھے
بلکہ مومنین انسان کا کیا ذکر ہے حیوان تک روز عاشورہ کو قبل شہادت اون جناب کی اوسدن
اونحضرت کی مصیبت پر روتے تھے اور اونکے قاتلون پر لعنت کرتے تھے جیسا کہ جلد عاشر بحار الانوار
مین مرقوم ہی کہ ایک روز جناب عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے حوارین کے کہین تشریف لیے جاتے تھے
اور وہ روز یوم عاشورہ تھا راہ مین ایک مقام پر دیکھا کہ ایک شیر عین راہ پر بیٹھا ہوا نعرے
مار رہا ہی اور آنکھون سے اوسکے آنسو جاری ہین حوارین نے آواز دی کہ اے شیر حضرت عیسیٰ
نبی آتے ہین راہ چھوڑ دے کہ وہ حضرت نکل جائین وہ شیر بحکم خدا سے گویا ہوا اور پکارا کہ اے
حوارین حضرت سے کہو کہ آج یوم عشرہ محرم ہے آجکے دن ہمارا معمول ہے کہ ہم عزاداری کرتے ہین
فرزند خاتم الانبیا مظلوم کربلا جناب امام حسین کے اور روتے ہین اور اوس مظلوم کے قاتلون پر
لعنت کرتے ہین پس جبتک کہ مین اوس مظلوم کے قاتلون پر لعنت نکرلونگا اس مقام سے نہ اٹھونگا
مومنین وہ شیر جب یہ بیان کر چکا پس باواز بلند نعرے مارکر رونے لگا یہ دیکھکر جناب عیسیٰ بھی
بیتاب ہوگئے اور مظلوم کربلا کی مصیبت پر زار زار رونے لگے پس جب وہ شیر قاتلون پر لعنت کر چکا
پس راہ سے ہٹ گیا اور حضرت عیسی تشریف لیگئے آہ آہ مومنین خدا لعنت کرے اون ملاعنہ پر کہ
جنھون نے ایسے یوم حزن و ملال کو کہ جسمین قبل شہادت کے جانوران صحرائی اوس مظلوم کی عزاداری
کرتے تھے اوسکو یوم عید قرار دیا اور آجتک عاشورے کو خوشی کرتے ہین الغرض مومنین ابن عباس

کہتے ہین کہ جناب امیر پر اوسی شدت ...
وہ حضرت بیدار ہوے فرمایا کہ اے ابن عباس کہان ہو ایدہر آو پس جب مین قریب گیا تو
فرمایا کہ چاہتے ہو کہ جو خواب ابہی مین نے دیکہا ہی اوسکو تمسے بیان کرون مین نے عرض کی کہ
انشاء اللہ تعالی خیر ہے بیان فرمائیے فرمایا کہ دیکہا مین نے اس زمین پر بہت سے آدمی علم سپید
ہاتہون مین لیے ہوے آسمان سے نازل ہوے اور تلوارین بہی اونکی گردنون مین حمائل تہین
گرد اس زمین کے ایک خط کہینچا پس دیکہا مین نے کہ اس صحرا سے خون تازہ جاری ہوا اور مثل
دریا کے موج مارنے لگا بعد اوسکے دیکہا مین نے کہ میرا نور عین حسین اوسمین مثل مرغ نیم بسمل کے
لوٹ رہا ہے اور اوس دریاے خون مین ہاتہ پانون مارتا ہی اور ہر چند ایک ایک سے استغاثہ
کرتا ہی مگر کوئی اوسکی فریاد کو نہین پہونچتا اور ایک طرف اوسکے سب عزیز اور انصار بے سر خاک و
خون مین آلودہ پڑے ہوے ہین اور پہلو مین اوسکے ایک بچہ شیر خوار گلے پر تیر کہاے ہوے سوتا ہی
اور ایک سمت بیٹیان میری زینب و کلثوم سرون کو کہولے ہوے زار زار اپنے بہائی کے غم مین
روتی ہین اور وہ جماعت جو کہ آسمان سے نازل ہوئی ہے وہ باواز بلند کہتے ہین کہ اے آل رسول صبر کرو
عنقریب ہی کہ یہ جماعت اس ظلم کی سزا پاے اور داخل درک اسفل ہون اور اے حسین اب بہشت
تمہارا اشتیاق ہی یہ کہکر وہ سب میرے پاس آئے اور مجہے پرسا دیا میرے فرزند حسین کا پس میری
آنکہ کہل گئی ابن عباس کہتے ہین کہ حضرت امیر نے یہ فرماکر طرف محل قتلگاہ کے اشارہ کیا کہ اس مقام
سبکا خون بہایا جائیگا اور فرمایا کہ اے خاک مقدسہ خوشا حال تیرا کہ تجہپر بہایا جائیگا خون دوستان
خدا کا اور بنیگی تجہپر قبر میرے نور عین حسین کی پہر مجہسے فرمایا کہ اے ابن عباس تلاش کرو اس
کے اطراف مین سرگین آہونکی اے ابن عباس واللہ کہ مین دروغگو نہین ہون اور نہ وہ شخص
جسنے مجہسے کہا اور وہ جناب رسولخدا ہین کہ مجہکو خبر دی ہی کہ مین اس صحرا مین دیکہونگا سرگین جن...
... ابن عباس کہتے ہین کہ مین اوسکے تفحص مین گیا ...

بابا اونکی نشانی جو کہ بیا حضرت نے فرمایا تھا پس مین نے آواز دی کہ یا حضرت بابا مین نے وہ سرگین
کہ جسکے لیے ارشاد ہوا تھا یہ سنکر وہ حضرت بتعجیل اوس مقام پر تشریف لائے اور اوس سرگین کو
اوٹھا کر سونگھا اور فرمایا کہ صدقت یا رسول اللہ بعد اسکے ارشاد کیا کہ اے ابن عباس اس سرگین
کو پہچانتے ہو تم مین نے عرض کی کہ لا یا علی پس فرمایا کہ اسکو حضرت عیسیٰ نے سونگھا جسدن کہ
اپنے حوارین کے ساتھ اس مقام پر وارد ہوئے تھے یعنے جسوقت کہ اس مقام پر وارد ہوئے تو دیکھا
کہ ایک گلہ آہوونکا بیٹھا ہوا رو رہا ہے پس حضرت عیسیٰ بھی زمین پر بیٹھ گئے اور آہوون کے ساتھ
رونے لگے حوارین نے سبب رونے کا پوچھا اون حضرت نے فرمایا کہ اے حوارین یہ وہ زمین ہے
کہ اسپر نواسا خاتم المرسلین کا تین دن کا بھوکا اور پیاسا مثل گوسپند قربانی کے ذبح کیا جائیگا
اور اوس مظلوم کی قبر اس زمین پر بنے گی اور خاک اسکی خوشبو مین بہتر مشک اور عنبر سے ہے یہ سب
آہو اوسی مظلوم کے لیے روتے ہین اور مجھکو خبر دیتے ہین اور کہتے ہین کہ یا نبی اللہ ہم اسلیے اس
مقام پر مقیم ہین کہ یہ مقام جاے امن و امان ہے جانوران درندہ سے آہ آہ مومنین جس
زمین پر آہو مقام امن سمجھکر مقیم ہون اوس زمین پر اشقیاے بیدین فرزند رسول اور جگر گوشہ
بتول کو تین دن کی بھوک اور پیاس مین مثل گوسپند قربانی کے ذبح کرین الغرض حضرت عیسیٰ نے
اس سرگین کو ہاتھ مین اوٹھا کر سونگھا اور کہا کہ کیا معطر گیاہ ہے کہ اس زمین مین اوگتی ہے
بعد اوسکے دعا کی کہ خداوندا تو اسکو اسی حال پر قائم رکھ یہانتک کہ پدر اوس مظلوم کا اس زمین
پر وارد ہوا اور وہ اسکو سونگھے اور اپنے قلب مغموم کو تسکین دے پس اون جناب کی دعا کی برکت سے
اب تک یہ اپنے حال پر باقی ہین مگر چونکہ زمانہ دراز گذرا لہذا رنگ انکا زرد مثل زعفران کے ہو گیا
ابن عباس کہتے ہین کہ یہ فرما کر اسقدر روئے کہ غش ہو گئے الغرض ابن عباس کہتے ہین کہ جب
وہ جناب بعد دیر کے ہوش مین آئے تو اوسمین سے تھوڑے سرگین لیکر اپنی ردا مین باندھے

خون ہوجائے پس یقین جاناکہ حسین کو اشقیاے امت نے شہید کیا ابن عباس کہتے ہین کہ
مین اوسے ہر وقت اپنی آستین کے اندر رکہتا تھا اور اوسی دقتاً فوقتاً دیکھا کرتا تھا جس دن کہ
کوفیان بے حیلے نے اوس امام مظلوم کو قتل کیا تو مین سوتا تھا میری آنکھ جو کھلی تو دیکھا مین نے
کہ میری آستین سے خون جاری ہے جب اوسکو کھول کر دیکھا تو اوس سے خون اُبل رہا تھا پس
مین زار زار رونے لگا اور مجھے یقین ہو گیا کہ جناب امام حسین قتل ہوئے مومنین چونکہ جناب
سید الشہدا عالم مین مثل دل کے تھے اور کل اشیاے عالم بمرتبہ اعضا اور جوارح کے تھے پس
مومنین قاعدہ ہے کہ جب دلپر کوئی صدمہ ہوتا ہے تو کسی اعضا اور جوارح کو قرار نہین آتا بایوجہ
حضرات جب اعدا نے اوس مظلوم کو تین دن کی بہوک اور پیاس مین ذبح کیا تو اوسدن تمام
عالم مین کوئی ایسا مقام نہ تھا کہ خبر شہادت اوحضرت کی وہان نہ پہونچی اور کوئی شے ایسی نہ تھی
جو اوس مظلوم کی مصیبت پر نہین روئے مومنین آسمان سے لہو برسا چاند اور سورج کو گہن لگا
دریا جوش مین آئے پہاڑون نے سر ٹکرائے زمین نے خاک اوڑائی زمانے مین تاریکی چہائی
قربان جان زائر کی تشنگی مظلوم کربلا پر راوی کہتا ہے کہ حضرت جب رخصت آخر کو خیمہ اہلبیت مین تشریف
لیگئے تو اپنی بہن زینب سے وصیت کی کہ اے بہن زینب جب تم قید سے چھوٹ کر جانا تو میری شیعون
اور دوستون کو یہ پیام میرا پہونچانا کہ شیعتی ان ما شربتم الماء عذب فاذکرونی
او سمعتم بغریب او شہید فاندبونی اے شیعہ جسوقت پینا تم آب شیرین کو پس یاد کرنا تم
پیاس کو یا سنا تم جسوقت ذکر کسی غریب یا شہید کا پس میرے حال پر نظر کرکے خوب رونا۔

ای اہل غم چو یاد شہیدان ما کنید	یا مجمعی بتعزیہ داری بنا کنید
ہرگاہ آب سرد بنوشند شیعیان	باگریہ یاد تشنہ لبہاے ما کنید
ای شیعہ گر بدرد بیاید سر شما	یاد سر مرا بسر نیزہا کنید

مجلس چھٹی مین بیان اون معجزے کا کہ جو جناب سید الشہداؑ سے لب فرات ظاہر ہوا اور حال رد شمس کا واسطے جناب امیرؑ کے ہ

لتعریف علی بگفتگو ممکن نیست	گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علی بواجبی کے دانم	الا دانم کہ مثل او ممکن نیست

چونکہ فضائل اور مناقب جناب امیر علیہ السلام کی لاتعد ولاتحصی ہین اور شمار اونکا تحریر اور تقریر انسان سے باہر ہے لہذا اس مقام پر تین معجزے اون جناب کے جو صفین کے راہ مین ظہور مین آئے وہ لکھے جاتے ہین احمد بن اعثم کوفی کہتا ہی کہ جب جناب امیر نے بادل محزون کربلا سے طرف مدائن کے کوچ کیا عمار ساباطی کہتا ہی کہ مین اوس سفر مین ہمراہ رکاب بوتراب تھا جب مدائن مین پہونچے تو حضرت نماز پڑھکر اوٹھے اور دلف بن ابی مجبر سے فرمایا کہ میرے ساتھ چل پس وہ مع ایک جماعت ساباط کے ہمراہ ہوا حضرت طرف عمارات کسرا کے تشریف لائے اور اوس عمارت کے اطراف مین سیر کرنے لگے ناگاہ ایک کلہ بوسیدہ آدمی کا نظر آیا حضرت نے ایک اصحاب سے فرمایا کہ اسکو اوٹھالو اور حضرت نے وہان سے مراجعت کی جب مقام قیام پر تشریف لائے تو ایک طشت طلب کیا جب طشت آیا تو حضرت نے اوسمین پانی بھروا کے اوس کلے کو اوسمین چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اے کلے قسم دیتا ہون مین تجھکو کہ جسنے تجھے پیدا کیے بہر نسبت کیا خبر دی تجھکو کہ مین کون ہون اور تو کون ہی پس اوسنے بزبان فصیح بیان کیا کہ آپ امیر المومنین وصی سید المرسلین قاتل مشرکین باخر دین امام متقین غالب کل غالب علی ابن ابیطالب ہین اور مین ایک بندہ خدا کسرا نوشیروان عادل ہون کہ رعایا کے ساتھ عدل سے پیش آتا تھا لیکن قوم مجوس سے تھا اور پیدا ہوئی میری سلطنت کی زمانہ مین حبیب خدا اشرف انبیا جناب محمد مصطفے کہ وہ آپکے چچا کے بیٹے ہین

سعادت عظمی سے محروم رہا یعنے حالت کفر مین دنیا سے اوٹھا اگرچہ آتش سقر مین ہون مگر خداوند

کریم نے بسبب میرے عدل اور انصاف کی اذیت آتش سے مجھے نجات دی ہی آتش سے مجھے

کوئی اذیت نہین پہونچتی افسوس ہے یا مولا کاش مین ایمان لایا ہوتا یہ سنکر سب آدمی رونے

لگے عمار ساباطی کہتے ہین کہ اہل ساباط جوکہ اوسوقت موجود تھے اور یہ معجزہ اپنی آنکھون سے دیکھا

وہ سب وہان سے متفرق ہوکر اپنی اولاد اور اہل قوم سے اوس حال کو بیان کیا اون سبنے

کہا کہ مردے کو نہین جلا سکتا کوئی بجز خدا کے بیشک علی خدا ہین یہ سُنکر حضرت کی اصحاب نے کہا کہ

ایسا کلمہ زبان پر نہ لاؤ علی بندۂ خدا ہین مگر امام عالم اور وصی رسول اکرم ہین ہر چند فہمائش کی

مگر وہ سب خدائی کہتے گئے یہ خبر حضرت کو معلوم ہوئی حضرت نے اون سبکو طلب کیا اور کہا کہ اے

جاہلو مین بندہ خدا ہون اور وصی رسول ہر چند حضرت نے سمجھایا مگر وہ لوگ اپنی کفر سے نہ بازآئے

پس حضرت نے اون مین سے ایک گروہ کی نسبت حکم دیا کہ انکو جلا دو اور ایک طائفہ کو وہان سے

نکلوا دیا جب اوس گروہ کو جلانے لگے تو اوسوقت بھی وہ یہ کہتے تھے کہ اگر علی خدا نہوتے تو ہمکو آگ

مین نجلاتے اور محقق مجلسی نے اس حدیث کو کتاب عیون المعجزات سے بحار الانوار مین لکھا ہی

اور بحار الانوار مین دوسری حدیث ابورواحہ مغربی سے لکھی ہے کہ وہ کہتا ہی کہ جب حضرت حرب معاویہ

کے لیے تشریف لیگئے تو مین حضرت کی ہمراہ تھا فرات کی کنارے پھر حضرت نے ایک کلہ بوسیدہ دیکھا

فرمایا کہ اسکو لیتے آؤ اور بروایتی جب نہروان سے حضرت نے مراجعت کی اوسوقت یہ معجزہ وقوع

مین آیا بہرحال ایک اصحاب سے فرمایا کہ اسکو لیتے آؤ جب اوس کلے کو حضرت کی خدمت مین حاضر کیا

تو حضرت کے ہاتھ مین اوسوقت تازیانہ تھا حضرت نے اوس تازیانہ سے اوسکو حرکت دی اور فرمایا

کہ خبر دے مجھکو کہ فقیر ہے تو یا امیر گدا ہی یا بادشاہ شقی ہے یا سعید پس وہ بزبان فصیح گویا ہوا

اور عرض کی کہ السلام علیک یا امیر المومنین مین دوی بن ہرمز ہون کہ ایک بادشاہان ظالم سے تھا

بچاس شہر اور پانچ لاکھ دختر باکرہ کا ازالہ بکر کیا ہین نے اور ہزار غلام ترکی اور ہزار بندہ ارمنی
اور ہزار بندہ رومی اور ہزار بندۂ زنگی خرید کیے ہین نے اور ستر لڑکیان بادشاہان بزرگ کی
اپنے قبضہ مین لایا اور کوئی مقام روے زمین سے ایسا نہ تھا کہ جسپر مین غالب نہین آیا اور
وہان کے ساکنون پر ظلم نہین کیا مگر یا حضرت جسوقت کہ ملک الموت میرے پاس آیا اور کہا کہ
اے طاغی اور اے ظالم دشمنی کی تونے خدا سے پس اوسکے خوف سے تمام اعضا میرے لرز گئے
الغرض ملک الموت نے اپنا کام کیا یا حضرت ستر ہزار نے اولاد بادشاہون سے کہ میری قید مین
تھے رہائی پائی اور بندگان خدا کو میرے ظلم سے نجات ملی اب مین عذاب آتش مین معذب ہون
اور خدانے مقرر کیا ہی اوپر میرے ستر ہزار زبانۂ آتش کہ ہر ایک کے ہاتھ مین ہزار تازیانہ آتش
ہین کہ اگر اونمین سے ایک پہاڑ پر مارا جائے تو تمام عالم کے پہاڑ جلکے خاکستر ہو جائین اور
اسیطرح بیشمار ہر موی بدن میرے کے سانپ مقرر کیے ہین کہ وہ مجھے کاٹتے ہین اور اسیقدر
بچھو کہ وہ نیش مارتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ مکافات اون ظلمون کا ہی جو تونے بندگان خدا کو
کیے ہین پس یہ کہکر وہ کلہ ساکت ہو گیا اور یہ سنکر تمام لشکر حضرت کا رونے لگا اور ہاتھ اپنے
سرون پر مارتے تھے اور کہتے تھے کہ یا حضرت ہم آپکے حق کو نہ سمجھے اور نہ عظمت اور بزرگواری
آپکی مومنین و کافرون کی سرنے کلام کیا جیسا کہ سُنا آپ نے اور تین سرون نے اہل اخیار
اور یقین سے کلام کیا۔ مومنین اول تو سر یحیٰی نبی علیہ السلام نے۔ راوی کہتا ہی کہ جب حضرت
یحیٰی کے سر کو مجلس بادشاہ مین لیگئے تو اوس سرنے باواز بلند اور بزبان فصیح کہا کہ ایھا
الملک لاتزن غان عمراثوانی قصیبر اور دوسرے سعید بن جبیر کے سرنے کلام کیا لکھا ہی
کہ جب حکم حجاج لعین سے اوس مومن پاک دین کو قتل کیا پس تین مرتبہ اوس بزرگوار

ہمراہی جوکہ تھے وہ سب بچے اور دوبارہ تین وہ [illegible]

حرف نکلے آہ آہ مومنین اب تیرے سر کا حال کس زبان سے بیان کرون وہ سر مظلوم کربلا کشتۂ تیغ جفا جناب سید الشہدا علیہ السلام کا تھا کہ چند مقام پر گویا ہوا ساتھ قران کے اور قران کے

ہلال بن معاویہ سے روایت ہے کہ اوسنے کہا کہ رایت رجلا یحمل راس الحسین فی مخلاۃ فرس یعنے وہ کہتا ہے کہ دیکھا مین نے کہ ایک شقی سر اطہر امام حسین علیہ السلام کو اپنے گھوڑے کے توبڑے مین رکھے ہوئے تھا فسمعت اذنی و رأت عینی والراس یقول پس سنا مین نے اپنے کانون سے اور دیکھا مین نے اپنی آنکھون سے کہ وہ سر اطہر اوس شقی کو بددعا دیتا تھا یعنے کہتا تھا کہ فرقت بین راسی وجسدی فرّق اللہ بین لحمک وعظمک وجعلک عبرۃ للعالمین یعنے جسطرح کہ میرے سر و تن مین جدائی ڈالی تونے خداوند عالم تیرے گوشت اور استخوان مین جدائی ڈالے اور تیرے تئین باعث عبرت اہل عالم کرے -

فرفع الملعون سوطا کان معہ ولم یزل یضرب بہ الراس الشریف حتی سکت

آہ آہ مومنین اسکا ترجمہ کس زبان سے عرض کرون جگر ٹکڑے ہوا جاتا ہے - راوی کہتا ہے کہ جب اوس شقی نے اوس سر اطہر سے یہ کلام سُنا پس ایک تازیانہ اوس شقی کے ہاتھ مین تھا - آہ آہ مومنین اوس تازیانے سے اسقدر ایذا اوس سر کو دی کہ وہ سر اطہر ساکت ہوگیا ہلال بن معاویہ کہتا ہے کہ جب زمانہ مختار کی سلطنت کا ہوا اور مختار نے خون امام حسین علیہ السلام کا انتقام اون ملعونون سے کیا ایک دن مین مختار کی خدمت مین گیا دیکھا مین نے کہ اوسی شقی کو ملازم مختار پکڑ کے مختار کے سامنے لائے اوس شقی نے کہا کہ میری خطا کیا ہے مختار نے غضبناک ہوکر کہا

افزون بود ز کردہ ہر کس گناہ تو	برکردہ تو روی سیاہت گواہ تو
برگشتہ رو ز دین و روانی بسوی نار	بشتاب سوی نار کہ این است راہ تو
[illegible] مستحیز بہ نزد شفیع خلق	اے بیحیا چہ چیز بگو عذر خواہ تو

ہین [illegible] ایک [illegible] اور کتون کو کھلاو پس ایک

ٹکڑا گوشت کا اوسکے بدن سے کاٹا جاتا تھا اور کتون کو کھلاتے تھے اور وہ فریاد کرتا تھا اور بیہوش

ہوجاتا تھا جب پھر ہوش مین آتا تھا تو پھر ایک ٹکڑا کاٹتے تھے یہانتک کہ فقط ہڈیان باقی رہگئین

پس بحکم مختار اوسکی ہڈیون کو بھی جوڑ سے جدا کیا پس وہ شقی راہی سقر ہوا پس مین نے مختار سے

اون ملعونون کی بے ادبی اور سر اقدس کی بددعا کہ اوس لعین کے حق مین کی تھی بیان کی پس

مختار نے یہ سنکر سجدہ شکر کیا اور کہا الحمد اللہ کہ جو میرے آقاے مظلوم نے اس شقی کے بارہ

مین فرمایا تھا وہی مجھسے وقوع مین آیا یہ کہکر مختار اور جمیع حضار مجلس مظلوم کربلا کے مظلومی پر

زار زار رونے لگے اور شور واحسینا اوس مجلس مین بلند ہوا اور دوسرا مقام مومنین یا زائر

کوفہ ہی زید بن ارقم کہتا ہی کہ مین کوفہ مین ایک غرفہ کے اندر بیٹھا تھا اور وہ غرفہ سرراہ تھا کہ

ایک مرتبہ غرفہ مین اسطرح کا نور ساطع ہوا کہ ایسا نور نہ کبھی آفتاب مین دیکھا تھا اور نہ ماہتاب

مین پس مین نے کھڑکے سے سر باہر نکالا دیکھا کہ ایک جماعت سوار اور پیادون کے تلوارین

برہنہ ہاتھون مین لیے چلے آتے ہین اور چند ملعونون کے ہاتھون مین نیزے ہین اور اون نیزون

کی نوکون پر کٹے ہوے سر علم ہین اور ایک نیزہ نہایت طویل ایک شقی کے ہاتھ مین ہی اوسپر

ایک سر اطہر ہے کہ اوسی سر سے وہ نور ساطع ہے ؎

نیزہ چون آہ مظلومان بلند	در میان نیزہا سر ارجمند
بر فرازش بود نورے آشکار	روشن از وی نور چشم روزگار

زید کہتے ہین کہ جب مین نے بغور دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ سر تو سر فرزند رسول الثقلین جناب

امام حسین علیہ السلام کا ہی اور سنا مین نے کہ یہ آیہ قرآن زبان پر جاری ہی کہ ام حسبت

ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا یہ سنکر مین کمال حیرت اور تعجب سے اوس سر اطہر کی جانب

نقاب کے بدلے اپنے سر کے بال بکھرائے ہوئے ہیں کبھی تو وا محمداہ وا محمداہ کی فریاد کرتے ہیں اور کبھی واحسیناہ واحسیناہ کہکر روتی ہیں اور مومنین ایک مقام وہ ہے کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ایک عالم یہودی ایک دیر میں رہتا تھا جب وہ ملعون سر جناب سید الشہدا لیکر اوس دیر کے قریب مقیم ہوئے اور اوس یہودی کی نظر سر اطہر سید الشہدا پر پڑی تو دیکھا اوس سر سے ایک نور اسطرح کا ساطع ہے کہ دور تک اوسکی روشنی جاتی ہے بیشک یہ سر کسی ولی کا معلوم ہوتا ہے ورنہ کٹے سر میں یہ نور کیسا پس وہ یہودی کچھ زر اون لعینوں کو دیکر سر اقدس کو اپنے دیر میں لیگیا۔ و وضع خدہ علیٰ و یقول یا رب بحق الکلیم اوضحنی من ھذا الراس النورانی ففتح شفتیہ الحسین وقال یا یہودی انا المظلوم انا المغموم انا المہموم انا الغریب انا الشہید انا القتیل انا العطشان

منم غریب و منم بیکس و منم مظلوم	منم بخنجر کین کشتۂ سپاہ ظلوم
منم کہ تن بدم خنجر و سنان دادم	بدشمنان سر خود بہر دوستان دادم
منم کہ کشتہ شد اندر برابر نظرم	علی و اکبر ناکام نوجوان پسرم
منم کہ بود علم خویش سرنگون دیدم	برادرم کہ علم داشت غرق خون دیدم

پس مومنین جب وہ یہودی سر اقدس کو اپنے دیر میں لیگیا پس بکمال محبت اپنا رخسار اوس سر پر رکھ کے کہنے لگا کہ اے رب میرے تجھے قسم دیتا ہوں میں حضرت کلیم کی کہ اس سر نورانی کا حال مجھپر بخوبی واضح کر کہ یہ سر کس بزرگوار کا ہے یہ سنکر وہ سر اطہر گویا ہوا کہ اے یہودی آگاہ ہو کہ میں ہوں وہ مظلوم کہ جسپر اشقیا نے ظلم پر ظلم کیے اور وہ غم دیدہ ہوں کہ جسکو غم پر غم دیے اور وہ مہموم ہوں کہ جسکو وفور رنج و ہم نے کشتہ کیا اور وہ غریب ہوں کہ جسکی لاش کو اب تک کفن نہیں میسر ہوا ہے گو زمین گرم پر پڑی ہے اور وہ شہید ہوں کہ جسکا سر سجدۂ خدا میں کاٹا گیا اور وہ قتیل ہوں کہ جسکی لاش پر گھوڑے دوڑائے گئے اور وہ پیاسا ہوں کہ جسکو مرتے دم بھی پانی نہ دیا یہ سنکر وہ راہب

... قدس کو کیا پاتے ہیں اے سر اطہر جدا کیئے

اور مفصل بیان کریں اوس سر اقدس نے فرمایا کہ اے یہودی سے

منم فرزند آنشاہ ہے کہ جبریل است در بار بشر ... ابوالقاسم محمد آنکہ نازل گشت قرآنش

بود بابم علی اعنی ولی اللہ باب اللہ ... کہ آمد از کمالش آیۂ اکملت در شانش

جناب فاطمہ بنت نبی باشد مرا مادر ... کہ اورا از شرف خیر النسا نامید یزدانش

بود نامم حسین و آنکہ در توریت حق فرمود ... عزیزے را بذلت میکشد عطشان عدو انش

مومنین جب راہب کو یہ معلوم ہوا کہ یہ سر فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کا ہے پس وہ اسقدر رویا کہ غش کر گیا جب غش سے افاقہ ہوا پس پکارا کہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ الغرض محقق مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار مین نصر بن مزاحم سے روایت کی ہے کہ حضرت مداین سے نماز عصر پڑھکے روانہ ہوے اور قریب شام ایک صحرائے بے آب و گیاہ مین وارد ہوے اور وہان حضرت نے مقام کیا ہمراہی حضرت کے کہ ایک لشکر بیشمار تھا اس امر سے نہایت متعجب ہوے مگر کسیکو اون حضرت سے سوال کرنے کی مجال نہ تھی سب نے اوسی تردد اور تفکر مین بسر کی جب وقت طلوع آفتاب کا قریب آیا اور حضرت نے حکم کوچ کا نہ دیا اوسوقت عدی بن حاتم طائی حضرت کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ یا مولا کیا آج یہین قیام فرمائیگا۔ یا مولا میرے اس صحرا مین پانی نایاب ہے اور کسی علت سے لشکر نہایت پریشان ہوگا حضرت اوسوقت مشغول تلاوت قرآن تھے اشارہ بسکوت فرمایا عدی اپنے خیمہ کو چلے آئے جب آفتاب نہایت بلندی پر آیا اور وہ صحرا حدت آفتاب سے کورۂ حداد بنا اوسوقت سب سردار لشکر ظفر پیکر کے حضرت کے خیمہ کے دروازے پر جمع ہوے اور متفق اللفظ سب نے عرض کی کہ فدا ہون آپ پر مان باپ ہمارے یا امیر المومنین اب حدت گرم

سب لشکر ...

یا مولا آج آپکے اس لخت [illegible] حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میرے نورعین حسین کو میرے پاس لاؤ یہ سنکر چند اصحاب حضرت کی تلاش مین گئے اور اوس شاہزادہ کونین یعنے جناب امام حسین کو تلاش کرکے لائے جب وہ مایۂ رستگاری ممکنات اور نوراللہ الارضین والسموات درخیمۂ حضرت پر تشریف لائے تو کمیل ابن زیاد نخعی نے کہ حضرت کے رازدار تھے جاکر عرض کی کہ یا امیرالمومنین شفیع عرصات اور ضامن عصیان موجودات حاضر ہین پس حضرت نے فرمایا کہ اے نورعین اے حسین آج ان تشنہ کامون کو تم سیراب کرو جناب سیدالشہدا نے عرض کی سمعًا وطاعتہً - راوی کہتا ہے کہ مظلوم کربلا اوسوقت ایک عصا پر تکیہ کیے ہوے کہڑے تھے اوسکو بزور اعجاز زمین مین دیا یا فورًا وہ عصا ایک درخت بارور ہوگیا اور نیچے اوس درخت کے ایک نہر پانی کی جاری ہوئی اور اوس ایک نہر سے اور کئی شاخین پیدا ہوئین پس تمام لشکر ظفر پیکر اوسکے پانی سے سیراب ہوا اور مرکبون کو پلایا مومنین جبکہ اوس فرزند امیرالمومنین سے یہ معجزۂ روح افزا ظہور مین آیا تو اہل کوفہ بہی وہان پر بکثرت موجود تھے آہ آہ مومنین ایسے مولاے رحیم اور کریم پر کربلا مین پانی بند کیا خدا لعنت کرے کوفیان بیحیا اور شامیان پر دغا پر کہ روز عاشورہ اوس مظلوم کے ننھے ننھے بچے خالی کوزے ہاتہون مین لیے ہوے درخیمہ پر فریاد العطش العطش کی بلند کرتے تھے اور اون بچون پر بہی کسیکو رحم نہ آیا لیکن مومنین قربان وفاداری جناب عباس کہ جب اوس سقاے اہلبیت نے دیکھا کہ عنقریب ہے کہ میرے آقا کے ننھے ننھے بچے شدت تشنگی سے ہلاک ہوجائین پس اوس فرزند ساقی کوثر نے ایک کنوان کہودا جب وہ قریب پانی نکلنے کے پہونچا اوسوقت یہ خبر کوفیون کو ہوئی اون اشقیا نے آکر اوسے پاٹ دیا - راوی کہتا ہے کہ اسیطرح اوس شیر نے کئی کنوین کہودے مگر اوس گروہ بیدین نے آکر پاٹ دیے ایک کنوان اخیر مین پہر حضرت نے کہودا اور اوسمین پانی بہی نکلا [illegible] جب جناب عباس کنوان کہودنے لگتے تھے تو سب بچے خالی کوزے ہاتھون مین لیے ہو

[illegible]

بار بار فرماتی تہین کہ اے چچا اگر کچھ بہی پانی نکلا ہو تو مجھے دیدو کہ میرا دم لبونپر آگیا ہی اور کلیجہ سوز عطش سے بہنا جاتا ہی بس اس مرتبہ جو پانی نکلا تو جناب عباس نے ایک کوزہ بہر کر جناب سکینہ کو دیا مومنین ابہی اوس معصومہ نے پیا نہ تہا کہ اشقیا ننگی تلوارین لیے قریب آگئے بس کوزہ پانی کا لیے ہوے طرف خیمہ کے بہاگین - آہ آہ حضرات اوس بہاگنے مین پانون اوس نادان کا طناب خیمہ مین اولجہا بس وہ معصومہ زمین پر گر پڑی اور وہ کوزہ لوٹ گیا اور پانی سب اوسکا بہگیا - مومنین خدا کسی امیدوار کو مایوس نکرے بس وہ معصوم یہ دیکہکر زار زار روتی ہوئی اپنے پہوپہی کی خدمت مین گئین اور فرمایا کہ اے پہوپہی امان پانی ہاتہہ مین آکر جاتا رہا الغرض مومنین جب لشکر پانی سے سیراب ہوگیا اور اوس درخت کی میوہ سے آسودہ بلکہ راوی کہتا ہی کہ سب لشکر نے اوس درخت کی میوے سے اپنی خورجین اور توبڑے بہر لیے بس حضرت وہان سے روانہ ہوے اور جناب امام حسین علیہ السلام بہی ہمراہ اپنے پدر بزرگوار کے چلے راوی کہتا ہے کہ مین نے دیکہا کہ وہ درخت بہی اوس سردار جوانان بہشت کی ساتہہ روان ہوا یہ دیکہکر جناب امیر نے فرمایا کہ اے نور نظر اپنا عصا اوٹہا لو بس اوس جناب نے اپنی پدر بزرگوار کا جب یہ کلام سُنا بس اپنا دست مبارک اوسکی طرف دراز کیا فوراً وہ درخت پر ثمر پہر مانند اول کے عصا ہوگیا اصحاب نے یہ دیکہکر خدمت جناب امیر مین عرض کی کہ کیا فضیلت و کرامت رب العزت نے آپکی فرزند حسین کو عطا کی ہے جناب امیر نے یہ سُنکر فرمایا کہ ای اصحاب یہ ادنی ایک عطیہ خداوند تبارک و تعالی کا ہی اون عطیات سے کہ جو میرے فرزند حسین کو عطا کیے ہین

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ۵

خواہم بگویمت سخنے چند الفرات | درکربلا مباش تو خورسندہ ای فرات

[illegible]	[illegible]
آیا کسی نگفت ترا اندران زمین	عباس جاہ بہر چہ میکندی فرات
یا سن بگو کہ آہ شریر یار اہلبیت	آتش بجان ازچہ نیفگندی اے فرات

سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس ساتوین مین بیان پہونچنا جناب امیر المومنین کا صفین مین اور محاربہ کرنا معاویہ بیدین کے ساتھ دریا پر ۹

ہر کہ یار مرتضی اتصور اوست	ہر کہ باشد دشمنش مقہور اوست

احمد بن اعثم کوفی اور ابو حنیفہ دینوری نے روایت کی ہے کہ جب معاویہ علیہ الہاویہ روانگی
جناب سید اوصیا سے طرف صفین کے مطلع ہوا او سوقت اہالی شام اور روساے لشکر کو جمع
کر کے کہا کہ آگاہ ہو اے قوم کہ علی ابن ابیطالب مع ایک جماعت اہل حجاز اور بہادران عرب
اور انصار اور مہاجر کے تمہارے قلع اور قمع اور واسطے گرفتاری عیال تمہاری کے آئے ہین
اور ہرگز تمہارے خرد اور بزرگ پر رحم نکرینگے الغرض اسی قسم کے کلمات واہیات بیان کر کے
اون سب شیاطین کو جنگ امیر المومنین پر دلیر اور آمادہ کیا اور عمرو بن عاص اور مروان بن
حکم اور ذو الکلاع خمیری اور حوشب بن ذو الکلاع اور ابو الاعور اور جمیع سرداران شام کو
لیکر طرف صفین کے روانہ ہوا اور قبل ورود جنود مسعود داوس شیر رب ودود کے داخل صفین
ہوا اور سفیان بن عمرو اور ابو الاعور کو ساتھ دس ہزار نامردون کے دریا پر مقرر کیا کہ محافظت
پانی کی کرین یعنی لشکر ظفر پیکر ساقی کوثر کو دریا سے پانی نہ لینے دین حالانکہ خداوند کریم نے
تمام آب روے زمین کو مہر جناب فاطمہ مین دیا تھا اور سگ اور خوک جملہ مخلوق پر مباح کیا تھا
پس جب جناب امیر مع اپنی لشکر سعادت اثر کے صفین مین پہونچی اور مردان لشکر پانی لینے
دریا پر گئے تو اون بے حیاؤن نے ہمراہیان ساقی کوثر کو پانی نہ پینے دیا پس وہ تشنہ کام

[illegible] آخری [illegible] پس اوسو
فارس معرکہ جلاوت و تہور یعنی مالک اشتر نے عرض کی کہ

ہمہ آب را لشکر کفر و کین	بر بستہ است بر روی آب آفرین
بہ یزدان پرستان شدہ کار تنگ	نماندہ است ما را زمان درنگ
شود آب از آب تیغت سراب	سراب از تو گردد گوارندہ آب
چو آتش گراید دو گیتی بجوش	ز آب حسام تو گردد خموش
گوارا ز تو چشمۂ زندگے	ز تو زندگی راست پایندگے
ز تو آتش و آب را آبروے	درین خاک از بہر ما آب جوے

پس جب ساقی کوثر نے مالک اشتر سے یہ حال سُنا کہ تشنگی سے لشکر نہایت بیتاب ہے پس صعصعہ بن صوحان عبدی اور شبث بن ربعی کو کہ یہ دو امراے لشکر سے تھے معاویہ کے پاس بھیجا کہ مین تم سب گمراہوں کی ہدایت کے لیے آیا ہون اور تیری فوج نے اوس پانی کو کہ جسے خداوند عالم نے تمام مخلوق پر مباح کیا میرے لشکر پر بند کیا اور بندگان خدا تشنگی سے ہلاک ہوتے ہین اوس لعین بیدین نے حضرت کے پیام کا جواب دیا کہ جسطرح تمنے عثمان پر پانی بند کر کے پیاسا اوسے قتل کیا ہے اوسیطرح ہمنے آپ پر پانی بند کیا ہی اور محال ہے کہ اب ممکن ہو آپکو اس پانی سے لب تر کرنے دون جب یہ پیام اوس بد انجام کا شاہ لافتی کے پاس آیا حضرت نے مکرر اتمام حجت کے لیے آدمی بھیجا مگر اوس شقی کے دل پر پیام حضرت کا موثر نہوا اور آواز العطش کی حضرت کے لشکر سے بلند ہوئی۔ الغرض جب شب ہوئی تو وہ جناب اپنے لشکر نصرت اثر مین تنہا گشت فرماتے تھے ناگاہ حضرت کا گذر قبیلۂ مذحج کیطرف ہوا اوس قبیلہ مین ایک شخص شدت تشنگی سے نالے کر رہا تھا اور اشعار سوزناک پڑھتا تھا جب حضرت نے اوسکے اشعار سُنے اور اوسکی تشنگی سے مطلع ہوے دل بیقرار ہو گیا اور اپنے دلمین عہد کیا کہ صبح کو

نفس نفیس خود طرف دریا کے متوجہ ہون اور اون تشنہ کامون کو پانی سے سیراب کرین
آہ آہ حسنین کہان تھے جناب امیر روز عاشورہ جو دیکھتے بیتابی تشنگان کربلا کی کہ بچے
بچے شدت تشنگی سے ہلاک ہوتے تھے اور کسی بیحیا نے اون بچون پر بہی رحم نکیا الغرض صبح کو جناب
امیر نے دلیران سپاہ اور بہادران نصرت کو طلب کیا اور مالک اشتر اور اشعث بن قیس کو
اجازت دی کہ اب بزور شمشیر اس گروہ شریر سے پانی لو یہ سنکر مالک اور اشعث خیمہ سے
باہر آئے اور آواز دی کہ ایہا الناس جناب شاہ ذوالفقار نے اجازت دی ہی کہ اس
گروہ نابکار کو بضرب شمشیر آبدار دریا سے ہٹا دو اور پانی بہر لو بفور سنتے اس آواز کے دس ہزار
سوار جرار مالک کے پاس جمع ہوگئے پس مالک اور اشعث اوس گروہ اسوارون کو ہمراہ لیکر
دریا پر گئے اور مالک نے آواز دی کہ اے گروہ اشقیا اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتے ہو تو
دریا کے کنارے سے دور ہو ورنہ اس ترائی مین تمہارے خون کا دریا بہا ئینگے یہ سنکر ابوالاعور
کہ سردار نگہبانان کا تھا بولا کہ اے مالک ایک ایک دم توقف کرو کہ یہ فوج موافق تمہاری مقابلہ
کے نہین ہے مطلب اوس شقی کا یہ تھا کہ مین اور فوج کمک کے لیے بلا لون یہ فوج تمہاری
جمعیت سے کم ہی یہ سنکر مالک اشتر اور اشعث نے اپنے سرون کو برہنہ کر کے مثل شیر غضبناک
کے اوس گروہ سفاک پر حملہ کیا دونون بہادرون نے ایک آن واحد مین سیکڑون سر تن سے
اوڑا دیے اور ہر طرف کشتون کے پشتے لگا دیے ابو ہانی بن معمر کہتے ہین کہ مین اوسدن ہمراہ
رکاب مالک تھا درمیان لڑائی کے مین نے جو مالک کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ فرط تشنگی سے مالک
کی زبان منھ سے باہر نکلی ہوئی ہے میرے ساتھ تھوڑا پانی تھا مین اوسے لیکر قریب مالک
اشتر کے گیا اور کہا کہ اے مالک یہ پانی تھوڑا سا موجود ہی کہ اسکو پی لو تاکہ قوت لڑنے کی ہو
مالک نے مجھسے کہا کہ اے ابو ہانی بخدا جبتک سب مسلمان پانی سے سیراب نہونگے مین اپنے
لب ہرگز نہ تر کرونگا ابو ہانی کہتے ہین کہ عنقریب تہا کہ ابوالاعور معہ اپنے اوس گروہ شقاوت اثر

...معاویہ لعین نے عمرو عاص کو چہار ہزار نابکاروں کے
ساتھ اوسکی مدد کے لیے بھیجا جب عمرو وہان پہونچا اور نظر مالک کی عمرو پر پڑی کہا کہ اے عمرو مین
جانتا تھا کہ رای تیری صائب ہی لیکن معلوم ہوا کہ کینہ تیری تجھسے دانا تر ہے اے شقی تو جو یہ پانچ
پانچ ہزار اشقیا کو ہمراہ لیکر آیا ہی تیرے گمان مین یہ ہی کہ لشکر ساقی کوثر پیاسا رہیگا اور لشکر
معاویہ سیراب اوس شقی نے کہا کہ اے مالک ایک دم بھر کے بعد میری رائے کا حال تجھپر
ظاہر ہو جائیگا مالک یہ سنکر ہنسے اور شیرانہ ایک حملہ اوس شقی پر کیا اور ایک دم مین اوس شیر نے
بضرب شمشیر اون روباہوں کو متفرق کر دیا اور عمرو طرف معاویہ کے بھاگا اور ابو الاعور نے بھی
ساتھ جماعت باقیماندہ کے راہ فرار اختیار کی۔ راوی کہتا ہی کہ اونکے سوا جو کہ فی النار ہوے
کوئی ایسا نہ تھا کہ جو زخمی نہوا ہو پس دریا تصرف فوج نصرت موج جناب امیر مین آیا اور محقق
مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار اور جلاء العیون مین عبد اللہ بن قیس سے روایت کی ہی کہ عبد اللہ
کہتے ہین کہ مین صفین مین ہمراہ رکاب جناب بو تراب تھا دیکھا مین نے کہ جب معاویہ علیہ الہاویہ
نے ابو الاعور ستمگر کو مع دس ہزار سوار جرار کے نگہبان فرات کیا اور ہمراہیان جناب امیر پر تشنگی
نے تنگی کی اوسوقت جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ کہان ہے میرا پارہ جگر حسین جب مظلوم کربلا
اپنے بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوے پس فرمایا کہ اے نور عین آج لشکر میرا شدت تشنگی سے
ہلاک ہو رہا ہی اور میرا دل بھی اونکے تشنگی سے بیتاب ہی پس تم جا کر ان ملعونون کو نصیحت کرو
شاید تمہاری نصیحت سے یہ گمراہ راہ پر آجائین کہ تم فرزند رسول ہو اور جو نصیحت سود نہ بخشے تو
بضرب شمشیر آبدار اس گروہ کفار کو دریا سے بھگا کر پانی لاؤ پس جناب امام حسین نے عرض کی
کہ بالراس والعین اوسوقت اون جناب نے اپنے فرزند کو نزدیک بلایا

شہنشاہ فرزند خود خواند پیش		بمالید بر تارکش دست خویش	
بجوشش ببارست روشن تنش		در دو دست شد ... [illegible]	

چو خفتان نمش را ببر در کشید
جلو شمکہ در جوشن جوشن چو دید

بپوشید چون جوشن کارزار
بیاویختش در کمر ذو الفقار

سپر چونکہ بر دوش او جا گرفت
چو خورشید بر عرش ماوا گرفت

شدہ اشعاعش ببرج برہ
سراسیمہ خورشید چون شترہ

چو پوشید بر خود سلاح نبرد
علی از صف کربلا یاد کرد

خروشید مانند ابر بہار
جہان از خروشیدنش گشت زار

مومنین جب جناب امیر نے مظلوم کربلا کو مسلح اور مکمل اسلحہ حرب سے کر چکے اور مظلوم کربلا نے چاہا
کہ گھوڑے پر سوار ہون پس وہ جناب اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر زار زار مثل ابر نوبہار
رونے لگے - مومنین کیا عجب ہی کہ جناب امیر کو یاد آگیا ہو معرکہ کربلا کہ یہی فرزند میرا روز عاشور
جب بعد نماز ظہر اہلبیت سے رخصت ہوکر میدان کو روانہ ہوگا تو بکمال حسرت و یاس کبھی جانب
یمین اور کبھی جانب یسار دیکھکر کہیگا کہ اے عباس اور اے قاسم و اے علی اکبر کہان ہو کہ اسوقت حسین
کی رکاب نہین تھامتے اوسوقت میری بیٹی زینب آکر اپنے بھائی مظلوم کی رکاب تھامے گی - الغرض
مومنین جناب مظلوم کربلا گھوڑے پر سوار ہوکر فرات پر تشریف لائے اور ابو الاعور سے مخاطب ہو
فرمایا کہ تیرا دین اور مذہب کیا ہی اوس شقی نے عرض کی کہ ہم سب اہل اسلام ہین یہ سنکر حضرت
نے فرمایا کہ افسوس کہ تم مسلم ہو اور تمنے مومنین اور صالحین اور تابعان سید المرسلین پر پانی
حالانکہ شریعت رسول مین کافر پر بھی پانی بند کرنا روا نہین پس اوٹھاؤ آب دریا سے الگ
تاکہ فوج ہماری پانی بھر لے ابو الاعور لعین نے اوس شاہزادہ کونین سے کہا کہ ہمکو سعد
مقرر کیا ہی اور اوسکا حکم ہے کہ ایک قطرہ پانی کا لشکر علی ابن ابیطالب مین نجانے پائے بہت
کہ آپ پانی ہمسے پائینگے یہ سنکر اوس گوہر دریاے رحمت ایزدی کو غیض آگیا پس ذو الفقار
آتش بار کو علم کرکے اوس گروہ اشرار پر حملہ کیا اور اوس فرزند ساقی کوثر نے ایک چشم زدن مین

... سے بر ایک دوسرا دریا لہو کا بہادیا۔

گروہی ازان قوم برگشتہ بخت	رسیدان بہ دوزخ کشیدند رخت
گروہی نہادند رو در گریز	بشیران زرو بہ نیاید ستیز
بیک حملہ شیر شیر خداے	نماندہ ازان روبہان کس بجاے
ببوسید جبرئیل دست حسینؑ	بگفت آفرین خالق مشرقین

الغرض جب وہ اشقیاے باقیماندہ بھاگ گئے تو مظلوم کربلا کنار فرات تشریف لائے اور سب ہمراہیون کو آب فرات سے سیراب کیا اور دریا اہل اسلام کے تصرف مین آیا۔ الغرض مومنین جب یہ خبر فتح جناب ولایت مآب کو پہونچی تو اول تو وہ جناب خوش ہوے اور بعد اوسکے زار زار مثل ابر بہار کے رونے لگے جب اصحاب نے سبب رونے کا پوچھا تو حضرت نے ایک آہ سرد جگر پردرد سے کھینچکر فرمایا کہ آہ آہ آج تو میرا حسین اس فرات کے کنارے دشمنان دین پر فتحیاب ہوا اور تشنہ لبونکو سیراب کیا اور ایکدن اسی میرے فرزند پر اشقیاے امت آب و دانہ بند کرینگے اور روز عاشورہ تین دن کا بھوکا اور پیاسا شہید کرینگے یہ سنکر تمام اصحاب اور انصار حضرت کے بے اختیار نعرے مار مار کر رونے لگے القصہ جب دریاے فرات حضور مسعود جناب امیر کے قبضہ مین آیا تو مالک اشتر اور دوسرے سردارون نے حضرت کی خدمت مین عرض کی کہ یا حضرت اب ہم بھی ان بےحیاؤن کو پانی فرات سے نہ لینے دینگے جیسا کہ انہون نے ہمکو پیاس کی تکلیف دی اوسیطرح ہمبھی انکو تشنگی سے ہلاک کرینگے یہ سنکر جناب ساقی کوثر نے فرمایا کہ اے مالک مجھسے کبھی یہ امر گوارا نہوگا کہ مین انپر پانی بند کرون میری مروت سے یہ بات نہایت دور ہے آہ آہ مومنین حضرت نے تو کوفیون اور شامیون پر پانی بند کرنا منظور نکیا اور اون بےحیاؤن نے کربلا مین اوس امام کے فرزند پر پانی بند کیا حالانکہ اون بےحیاؤن نے اوس مظلوم کو مہمان بلایا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ

حضرت نے رخ جانب فرات کے کیا پس جو بیچارے نگہبان فرات تھے وہ سب سدراہ ہوئے پس
مظلوم کربلا نے اون سب کو بضرب ذوالفقار آبدار دریا سے بھگادیا اور مانند شیر کے داخل نہر
فرات ہوئے تو مومنین راوی کہتا ہے کہ حضرت نے گھوڑے سے جھک کر چلو مین پانی لیا اور ذوالجناح
کو دیکھا کہ پانی سے منھ اپنا اوٹھائے ہوئے تھا حضرت نے یہ دیکھکر اوس بے زبان سے فرمایا کہ
اے ذوالجناح تجھکو بھی تین دن سے پانی نہین ملا تو کیون پانی نہین پیتا مومنین جب ذوالجناح
نے یہ سنا تو اوس بے زبان نے منھ پھیر کر حضرت کے رخ کی جانب نگاہ کی اور آنکھون سے اوسکے
آنسو جاری ہوئے مومنین شاید ذوالجناح نے اپنی زبان مین حضرت سے یہ عرض کی ہو کہ اے
آقا میرے کیونکر یہ خانہ زاد آپکا پانی پیئے کہ آپکے ننھے ننھے بچے خیمہ مین پانی کے لیے تڑپ رہے ہین
یا یہ کہا ہو کہ یا حضرت اسی پانی کے لیے آپکے بھائی جناب عباس کے ہاتھ شانون سے کاٹے گئے
اور اسی پانی کے لیے آپکے شش ماہی فرزند جناب علی اصغر کی گردن پر تیر لگا اور وہ بچہ پیاسا جانب
کوثر روانہ ہوا یہ غلام کیونکر اس پانی کو پیئے یا مومنین اوس بے زبان وفادار کا اوس دم
یہ اشارا ہو کہ اے فرزند ساقی کوثر آپ بھی تو تین دن سے پیاسے ہین پہلے حضور اپنی پیاس
بجھائین تو بعد اوسکے یہ غلام بھی پیئے۔ آہ آہ مومنین اسی درمیان مین ایک لعین بے ادب نے
ایک تیر حضرت کے دہن مبارک پر مارا اور دوسرے بیحیا نے آواز دی کہ اے حسین آپ تو یہان
پانی پینے مین مشغول ہین اور وہان خیام اہلبیت کو اشقیا نے تاراج کیا اور اہلبیت کو اسیر کیا
قربان غیرت جناب سیدالشہدا پر جان نثار کرکی کہ جب اون جناب نے اوس شقی کا یہ کلام سنا
تو پانی ہاتھ سے پھینکر طرف خیمۂ اہلبیت کی روانہ ہوئے۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس آٹھوین مین بیان حرب محمد حنفیہ کا صفین مین اور ذکر مح
جناب سیّد الشہدا ساتھہ زرقا کے۔ ؎

قسم بخالق بے مثل اے گروہ انام
کہ بعد سید کونین حیدر ست امام

امام اوست که داند رموز منطق طیر
نه آنکه رہزن مردم شده دنیا بدوم

امام اوست که خلق جہان غلام وینند
نه آنکه از ہوس افتد بزیر پای غلام

من آن امام نخواہم که در خلا و ملا
برند تا به ابد مردمش به لعنت نام

حدیث عائشه بگذر و بیعت اجماع
چه اعتبار بقول زن و تعصب عام

خسی اگر بگزیند نقصان از جہل
مطیع او نتوان شد باعتبار عوام

سیاه حق و باطل چگونه فرق نہد
مقلدی که نداند حلال را ز حرام

اسیر جاه ضلالت کجا خبر دارد
که مبطلات کدام است واجبات کدام

بتاج شاه که خاموشیم ازان خوشتر
که ذکر خارجی و ناصبی کنم بدوام

مومنین معاویہ لعین نے باوجود اسکے کہ مناقب اور فضائل جناب امیر المومنین کے زبان صدق بیان جناب سید المرسلین سے اکثر سنے تھے مگر ہوس دنیا ایسی اوس شقی کے دل پر غالب ہوئی کہ سبکو بھولا دیا اور حدیث یا علی حربک حربی کو بھی فراموش کیا الغرض جب معاویہ لشکر شقاوت اثر کو لیکر مقابل مین اوس کنندہ در خیبر کے آیا پس جناب شیر خدا شاہ لافتی میدان جنگ مین تشریف لائے اوسوقت حریث غلام معاویہ حضرت کے برابر آیا اون جناب نے ایک ہی ضرب مین میان سقر ابوسفیان کے پاس پہونچایا بعد اوسکے حضرت نے معاویہ کو آواز دی کہ اوسگ ناپاک مین سالار عراق ہون خود میدان مین آیا اور تو اپنے تئین رئیس شام کہتا ہے پس تجھکو لازم ہی کہ میرے مقابل مین تو خود آوے اور بندگان خدا کا خون کیون اپنی گردن پر لیتا ہی معاویہ نے جب یہ کلام معجز نظام سنا لرز گیا پس عمرو بن عاص مردود سے بولا کہ علی مجھے میدان مین بلاتے ہین اور مجھے اگر کوئی تمام روی زمین کی حکومت دینے کا اقرار کرے تو بھی اون جناب کے مقابل مین نہ جاؤن یہ سنکر عمرو بن عاص نے علیہ اللعن

[illegible] وہان بلایا اور
بہت انعام دینے کا اوس سے وعدہ کیا کہ اگر تو جناب امیر کو قتل کریگا تو ہم تجھکو دینگے پس
معاویہ علیہ الہاویہ نے اپنا گھوڑا اور اسلحہ حرب اوس شقی ازلی کو دیا الغرض جب علیہ اللعنہ اون
جناب کے قریب پہونچا حضرت نے ذوالفقار برق بار کو علم کیا اور چاہا کہ اوس شقی کو بھی داخل
نار فرمائین کہ ابن مسعدہ نے فریاد کی کہ یا علی مین معاویہ نہین ہون اوسنے اپنا لباس
پہنا کر اور اپنے گھوڑے پر سوار کر کے مجھے آپکے مقابلہ مین بھیجا یا علی میرے اوپر رحم فرمائیے
اور میرے فرزندون کو یتیم اور میری عورتون کو بے شوہر نکیجیے حضرت کو اوسکی فریاد و زاری
پر رحم آگیا ذوالفقار کو روک کر فرمایا کہ دور ہو میرے سامنے سے پس جب وہ چلا گیا اوسکے بعد
بسر بن ارطاۃ آیا اور وہ بھی مثل اپنے یار اول کے اپنی جان سلامت لیگیا پھر کوئی حضرت
کے مقابلے مین نہ آیا جب جناب امیر علیہ السلام نے دیکھا کہ لشکر معاویہ سے میرے مقابلے مین
کوئی نہین نکلتا پس میدان رزم سے اپنی مقام پر تشریف لائے اوسوقت زبرقان بن بدر معاویہ
کی طرف سے میدان مین آیا اور یہ شقی بہت بڑا نامی پہلوان اور دلیر تھا زمانہ رسول مقبول مین
بعض مقام کا عامل رہا زمانہ خلافت عمر بن خطاب مین شام مین مامور ہوا تھا الغرض جب اوس
شقی نے مبارز طلب کیا اوسوقت جناب امام حسین علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کی خدمت مین
تشریف لائے اور عرض کی کہ اے پدر بزرگوار مجھکو اجازت ہو کہ مین اس شقی کے مقابل مین
جاؤن جناب امیر نے فرمایا کہ بہتر ہے جاؤ۔ مومنین جب جناب امیر علیہ السلام نے جناب سید الشہدا
کو اجازت دی چونکہ مظلوم کربلا بہ نسبت اپنی بھائیون کے کم سن تھے اور وہ شقی بڑے نامی
بہادرون مین تھا اسوجہ سے بھائی اون جناب کے جناب امام حسن اور محمد حنفیہ اور عون رونے
لگے اور جناب امام حسین ع سے لپٹ گئے اور کہا کہ جب تک ہم زندہ ہین کبھی تمکو جانے نہ دینگے
یہ کہکر جناب امیر نے اون سبکو تسکین دی اور فرمایا کہ خدا حافظ ہے جانے دو حسین کو آہ آہ مومنین

... اور ... خیمہ کربلا مین روز عاشورہ بعد ظہر کہ جب وہ جناب یکہ و تنہا
بیکس و بے یار و آشنا تین دن کے بھوکے اور پیاسے تیس ہزار اشقیا کے مقابلہ مین اور بروایتی چھ لاکھ
کے خیمہ گاہ سے روانہ ہوے کہ منع کرتے اپنے بھائی کو اور نجانے دیتے بلکہ اپنے مظلوم بھائی کے
عوض خود جاتے آہ آہ مومنین جو بھائی کہ کربلا مین ہمراہ اون جناب کے تھے مثل جناب
عباس اور حضرت عون وغیرہ کے وہ سب پہلے ہی فائز بدرجۂ شہادت ہو چکے تھے مومنین
صفین مین فقط ایک شخص کے مقابلہ مین وہ جناب جاتے تھے اور تین دن کے بھوکے
اور پیاسے بھی نہ تھے اور یہ بھی سبکو یقین تھا کہ وہ جناب اوس شقی پر فتحیاب ہونگے مگر
بھائیون کو گوارا نہ ہوا کہ وہ حضرت جائین اور اوس دن مظلوم کربلا تین دن کی بھوک اور
پیاس مین ایک جماعت کثیر کے مقابل مین جاتے تھے مومنین بہ نسبت مردون کے عورتین
نرم دل ہوتی ہین اور حوصلہ صبر و شکیبائی کا کم ہوتا ہی آہ آہ حضرات کیا حال ہوا ہوگا اوسوقت
جناب زینب خاتون اور ام کلثوم کا جبکہ اپنے بھائی کو تنہا طرف فوج اشقیا کے جاتے دیکھا ہوگا
اور یہ اون دونون معظمہ کو معلوم تھا کہ اب حضرت پھر میدان سے زندہ پلٹ کر نہ آئینگے
چنانچہ اون حضرت نے خود فرمایا تھا کہ اے بہن زینب یہ رخصت آخری ہی حسین کی تمسے
اب بھائی تمھارا پھر زندہ پلٹ کر میدان سے نہ آئیگا۔ القصہ جب جناب امام حسن صفین مین
زبرقان کے نزدیک پہونچے تو وہ شقی شوکت جلال اوس فرزند شیر ذو الجلال کا دیکھکر لرز گیا
اور اون جناب سے پوچھا کہ آپ کون ہین اور اسم مبارک آپکا کیا ہی پس جناب سید الشہدا
نے اوسکو اپنے حسب اور نسب سے مطلع فرمایا پس اوسنے عرض کی کہ اے شاہزادہ کونین اگر
میرے ہر اعضا پر آپکے سنان جانستان سے ہزار زخم پہونچین اوسوقت بھی کیا مجال ہی میری
کہ گستاخانہ مین آپکی طرف نگاہ اوٹھا کر دیکھون کیونکہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہی
کہ جناب رسولخدا آپکے لب و دندان کو بوسے دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ حسین سے ہون

اور حسین بھی ہے اسی مظلوم کربلا نے فرمایا [illegible] تو ہمارا ہی ہے اور میرے [illegible]
واقف ہے پس کیا وجہ ہے کہ ترجیح دی تو نے معاویہ کو اوپر میرے پدر کے زبرقان نے
عرض کی کہ اے شاہزادے میرے آپ اپنے پدر بزرگوار سے میری شفاعت خواہ ہوجیے مظلوم
کربلا نے اوسکی عرض قبول کی اور اوسکو اپنے ہمراہ اپنے پدر بزرگوار کی خدمت مین لیگئے اور
جناب امیر نے بپاس خاطر امام حسینؑ زبرقان کی خطا کو معاف کیا آہ آہ مومنین خدا لعنت
کرے کوفیان بیدین پر کہ باوجود اسکے کہ جانتے تھے کہ حسین فرزند جناب رسول الثقلین ہین
اور اوس جناب کے فضائل اور مناقب سے بھی بخوبی واقف تھے مگر کیسے کیسے ظلم اوس
مظلوم پر کیے اول تو اوس جناب کے سب عزیزون اور انصارون کو شہید کیا اور بعد اوسکے
اون جناب کو تین دن کا بھوکا اور پیاسا مثل گوسپند قربانی کے قفا سے ذبح کیا آہ آہ مومنین
اس ظلم پر بھی اکتفا نکی لاش پر گھوڑے دوڑائے سر اقدس کو نیزہ پر چڑھایا خیمہ لوٹ لیا
اور اہلبیتؑ کو اوس مظلوم کے سر برہنہ شتران بے کجاوہ پر سوار کرکے شہرون اور بازارون
مین پھرایا اور شیخ فخرالدین طریحی نے اپنی مقتل مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ابن
عباس کہتے ہین کہ مین صفین مین ہمراہ رکاب جناب ابو تراب تھا- دیکھا مین نے کہ ایکدن
صفین جانبین سے آراستہ ہوئین ہنوز کوئی مبارز جانبین سے میدان مین نہین نکلا تھا
کہ حضرت نے اپنے فرزند ارجمند محمد حنفیہ سے فرمایا کہ یا بنیّ شُدّ علی میمنۃ عسکر
معاویۃ یعنے اون جناب نے اپنے فرزند محمد حنفیہ کو طلب کیا اور فرمایا کہ اے فرزند حملہ کر تو اوپر
میمنہ لشکر معاویہ کے پس محمد حنفیہ مانند شیر غضبناک کے میمنہ لشکر معاویہ پر حملہ ور ہوئے اور
بضرب شمشیر آبدار اوس جمعیت کفار کو مثل گلۂ گوسپند کے متفرق کر دیا جب وہ شقی اوس سعید
ازلی کے سامنے سے فرار کر گئے تو محمد حنفیہ اپنے پدر بزرگوار کیخدمت مین حاضر ہوے اور عرض
کی کہ اے پدر بزرگوار تشنگی سے جان بلب ہون سوزش تشنگی میرے جگر کو کباب کیے دیتی ہے

... ہو حضرت یہ سنکر بیتاب ہوئے اور کسی اصحاب سے ارشاد کیا کہ جلد محمد کو
پانی پلاؤ پس جب پانی سامنے آیا محمد حنفیہ نے پانی پیا اور جو باقی رہا اوسکو اپنی زرہ پر
چھڑک لیا۔ راوی کہتا ہے فواللہ لقد رایت علق الدم من حلقۃ الدرع یعنے
بخدا مین نے جب غور سے دیکھا تو اوس شاہزادے کی زرہ کے حلقون سے قطرات خون ٹپک
رہے تھے یعنے کئی زخم تیر اور سنان کے اوس شیر بیشۂ شجاعت کے بدن مبارک پر لگے تھے پس حضرت
نے پھر ارشاد کیا کہ یا بنی شد علی میسرۃ عسکر معاویۃ یعنے اے نور نظر حملہ کر اوپر میسرۂ
لشکر معاویہ کے پس اوس شاہزادے نے بلاتوقف میسرۂ لشکر پر حملہ کیا اور اوس شیر نے اوس
گروہ فوج کو بھی مثل جراد المنتشر کے میدان سے پراگندہ کر دیا اور میدان جنگ کو لاشون سے بھر دیا
اور وہان سے مظفر و منصور اپنے پدر بزرگوار کی طرف مراجعت کی مگر اس مرتبہ بہت زخم کاری
اوس جناب کے جسم نازنین پر لگے جب جناب امیر کی خدمت مین پہونچے تو فریاد العطش العطش
کی بلند کی پھر حضرت نے پانی منگا دیا محمد نے کچھ پیا اور باقی آپ نے زرہ مین چھڑک لیا مومنین
یاد آگیا مجھے اس مقام پر مراجعت کرنا میدان جنگ سے ہمشکل پیمبر جناب علی اکبر کا خدمت مین
مظلوم کربلا کے آہ آہ مومنین راوی کہتا ہے کہ جب جناب علی اکبر نے اکثر ناریون کو بضرب شمشیر
برق بار داخل نار کیا پس وہ روباہ سیر اوس شیر دلاور کے سامنے سے بھاگ گئے پس علی اکبر مظلوم
کربلا کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ اے پدر نامور اور اے فرزند ساقی کوثر اسوقت
تشنگی سے جان بلب ہون اگر تھوڑا سا پانی پاؤن تو ابھی اس لشکر کو بھگا دون اور میری جان
بچ جائے آہ آہ مومنین کیا صدمہ ہوا ہوگا اوسوقت قلب مظلوم کربلا پر کہ جوان بیٹا تشنگی سے
ہلاک ہوا جاتا ہے اور حضرت پانی نہین پلا سکتے قربان جان ذاکر کی غیرت جناب سید الشہدا پر یہ تو
فرمایا کہ مظلوم پدر پانی کہان سے لائے ارشاد کیا کہ اے پارۂ جگر قربان ہو جان اس پدر کی
تیری تشنگی پر لو اپنی زبان میرے منھ مین دے تاکہ ...

شاید اٹہین یہ مقصد حضرت کا ہو کہ دیکہو اے علی اکبر حسین سے زیادہ پیاسا ہی غرض مومنین جب
علی اکبر نے اپنی زبان جناب مظلوم کربلا کے دہن مبارک مین دی فوراً کہینچ لی اور رو کر عرض کی
کہ آہ آہ اے بابا آپکا دہن تو میرے دہن سے بہی خشک زیادہ ہی القصہ مومنین ہنوز محمد حنفیہ
نے دم نہ لیا تہا کہ حضرت نے پہر ارشاد فرمایا کہ اے فرزند حملہ کر اوپر قلب لشکر معاویہ کے پس محمد
حنفیہ بموجب ارشاد قلب لشکر پر حملہ ور ہوے اور بہت سے سبارزان نامی کو فی النار کیا اور
تمام لشکر معاویہ کا تہ و بالا ہو گیا مگر مومنین اس مرتبہ محمد حنفیہ بہت زخمی ہوے اور کئی زخم
کاری اوس شاہزادے کے جسم نازنین پر لگے جب اودہر سے پلٹے اور اپنی پدر بزرگوار کے
خدمت مین پہونچے تو بے اختیار زار زار رونے لگے یہ دیکہکر جناب امیر نے اپنے فرزند کی پیشانی
پر بوسہ دیا اور فرمایا فداك ابوك فقد سررتني والله یا بنی بجهادك هذا بين يدي
فما يبكيك افرح ام جزع یعنے اے فرزند فدا تجہپر یہ باپ کہ بتحقیق تو نے مسرور کیا
مجہکو اس جہاد سے کہ کیا تو نے میری آنکہوں کے سامنے پس آیا یہ رونا تیرا خوشی کا ہی یا رنج
سے پس محمد نے رو کر عرض کی کہ اے پدر نامدار کیونکر نہ روؤن مین کہ آپ نے مجہکو دہن مرگ
مین بہیجا اور آپ ملاحظہ فرمائین کہ تمام بدن میرا زخموں سے چور ہے اے بابا ایک مرتبہ بہیجے
مجہے بہیجا اور مین گیا اور لڑا اور وہان سے زخمی پہرا اور دم بہر بہی آرام نہ لینے پایا کہ پہر آپ نے
بہیجا اسیطرح تین مرتبہ آپ نی مجہی کو بہیجا حالانکہ میرے بہائی حسن حسین بہی موجود تہے مگر
اونکو آپ نے اپنے پہلو سے نہ جدا کیا یہ سُنکر حضرت کی آنکہون مین آنسو بہر آئے اور فرمایا کہ
یا بنی انت ابني وهذان ابنا رسول الله یعنے ای فرزند تو میرا بیٹا ہی اور حسنین فرزند
رسول الثقلین ہین اور امانت رسول ہین کیونکر مین انکو مقام خوف اور ہلاکت مین بہیجون

اور مومنین اول روز جو امام حسین علیہ السلام کو پانی کے لیے فرات پر بہیجا تہا وہ خالی مصلحت سے
نہ تہا اوسدن حضرت کے ہمراہ اہل کوفہ بہی بہت تہے کیا عجب ہی کہ حضرت کا ایک یہ مقصد ہو

... ان کو کہ کربلا مین روز عاشورہ
... فرزند کے ساتھہ رعایت کرین یعنے پانی اوس مظلوم پر نہ بند کرین اور زبرقان سے
... کے لیے جو اجازت دی تھی تو اوسمین یہ مصلحت تھی کہ حضرت کو معلوم تھا کہ زبرقان
... فرزند سے ہدایت پاویگا ورنہ حضرت حسنینؑ کو جنگ کے لیے نہ بھیجتے بلکہ اون شاہزادون
... لڑائی مین حفاظت کرتے تھے جیسا کہ ابوحنیفہ دینوری سے روایت ہی کہ ایک دن صفین
... مین ایک جماعت منافقین نے لشکر معاویہ سے نکل کر چند تیر جناب امیر پر مارے اور اوسوقت
حسنینؑ حضرت کی یمین و یسار کھڑے تھے اون جناب نے دونون شاہزادون کے ہاتھ پکڑکر
... پشت مبارک کی جانب کر لیا کہ مبادا انکو تیر سے کوئی صدمہ نہ پہونچے آہ آہ مومنین جناب
... کو تو جناب رسولخدا سے شرم آتی تھی اسلیے حسنینؑ کو جنگ مین نہ بھیجتے تھے مگر کیا بیحیا تھی وہ
... کار کہ جسنے اپنے رسول کے نواسون پر ظلم و ستم کیے کبھی تو کسی شقی نے ران جناب امام حسنؑ پر
خنجر مارا اور کبھی پاے مبارک کو عصاے زہرآلود سے زخمی کیا اوس مظلوم کے جنازے پر
تیر مارے اور اونکے نانا کے روضہ مین دفن ہونے دیا اور امام حسین علیہ السلام کو کربلا مین
روز عاشورہ تین دن کا بھوکھا اور پیاسا ذبح کیا لاش پر گھوڑے دوڑا ئے سر اقدس پر پتھر
مارے۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس نوین فی بیان شہادت اویس قرنی اور شہادت ہاشم بن عتبہ اور عمار یاسر کا

آہ از دست جفای چرخ پیر ‏ ‏ ‏ ‏ ہست نالان درجہان خرد و کبیر
پس بدان را میکند مسند نشین ‏ ‏ ‏ ‏ نیکوان را میدہد جا در زمین
دشمن حق را طرب ہا میدہد ‏ ‏ ‏ ‏ غم بغم اہل ولا را میدہد

مومنین سخت ترین واقعہ وقایع صفین سے شہادت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی ہی حضرات

اور مراتب زہد وعبادت مین شہرۂ آفاق تھے کتاب مجالس المومنین مین تحریر ہی کہ
اویس رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ ھذہ اللیلۃ الرکوع اوس شب کو تا صبح ایک رکوع
بسر کرتے تھے اور جب شب دوسری ہوتی تہی تو کہتے تھے کہ ھذہ اللیلۃ السجود پس
شب کو تا صبح ایک سجدہ مین آخر کرتے تھے کسی شخص نے کہا کہ اے اویس کیونکر ایسی
دراز کو ایک حال پر گذرانتے ہو اوس عابد نے کہا کہ کاش ازل سے ابد تک ایک شب ہوتی
تا مین ایک سجدہ مین اوسی تمام کرتا مومنین جناب رسول نے اویس کی شان مین نفس الرحمن
اور حسن التابعین فرمایا ہی اور حضرت امام موسیٰ سے منقول ہے کہ قیامت مین ایک منادی
کی جانب سی ندا کریگا کہ کہان ہین حواری محمد بن عبداللہ کے کہ نہ توڑا عہد اوس میرے حبیب
پس حاضر ہونگے حضرت سلمان اور مقداد اور اباذر پس پہر دوبارا منادی ندا کریگا کہ کہان
حواری علی ابن ابیطالب کے کہ نہ توڑا عہد اوس میرے ولی کا اور اطاعت کی اوسکے حکم کی
اوسوقت عمرو بن حمق اور محمد بن ابی بکر اور میثم بن یحیی اور اویس قرنی حاضر ہونگے اور کتب
تواریخ مین لکھا ہی کہ جب غزوۂ احد مین دندان مبارک جناب رسولخدا کے سنگ جفای کفار
شہید ہوے اور یہ خبر اویس قرنی کو پہونچی تو اوس مومن دیندار نے ایک پتھر سے اپنے
توڑ ڈالے۔ الغرض کتاب حبیب السیر مین لکھا ہی کہ اویس کنارے فرات کے بیٹھے وضو
کہ اواز طبل کی کان مین آئی کسی سے پوچھا کہ یہ آواز طبل کی کہان سے آتی ہی اوسنے کہا
طبل سیاہ شاہ ولایت اسد اللہ الغالب جناب علی ابن ابیطالب کی ہے کہ وہ جناب معاویہ
کے لیے تشریف لیے جاتے ہین یہ سنکر اویس نے کہا کہ واللہ میرے نزدیک کوئی عبادت اس
نہین ہی کہ متابعت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی کرون یہ کہکر حضرت کی خدمت مین حاضر
اور ہمراہ حضرت کے وارد صفین ہوے اور بعضے اخبار سے ہی کہ جب حضرت مدینہ سے جانب

شریف لیجاتے تھے اوس زمانہ مین منزل ذیقار مین اون جناب کے ہمراہ رکاب ہوے
اور بحار الانوار مین لکھا ہو کہ حسن بن حسین قمی نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہو کہ اصبغ کہتا ہے
کہ مین خدمت امیر المومنین مین وقت غزوہ صفین کے حاضر تھا میرے سامنے وہان اون
جناب سے بیعت ایک کم سو آدمیون نے کی اوسوقت اون جناب نے ارشاد فرمایا کہ کہان ہے
تمام کرنے والا سو کا کہ تحقیق خبر دی تھی مجھے رسولخدا نے کہ یا علی صفین مین سو آدمی تمسے
بیعت کرینگے کہ ناگاہ ایک مرد قبائے ریشمی پہنے ہوے اور شمشیر گلے مین حمائل کیے اور ایک خلاغن
مخلاطی پتھرون سے بھرے ہوے حضرت کے قریب آیا اور عرض کی کہ اے بازوے رسول دست
ید الہی کو بڑھایئے تاکہ یہ غلام بیعت کرے پس حضرت نے پوچھا کہ تو کون ہے پس عرض کی
اوسنے کہ مین اویس قرنی ہون پس حضرت نے دست مبارک اوسکے جانب بڑھایا اور اوس مرد
دیندار نے بیعت کی اور اویس اخیار تابعین سے تھے مگر جناب رسول کیخدمت مین بوجہی نہ پہونچے
تھے ایک دن جناب رسول نے اصحاب سے فرمایا کہ بشارت دیتا ہون مین تم کو ایسے شخص کی نبی
امت سے کہ جو قیامت مین شفاعت کریگا مثل طائفہ ربیعہ وغیرہ کے الحاصل جب واقعہ صفین
مین محاربات صعب درمیان معاویہ بیدین اور جناب سید الوصیین کے واقع ہوے ایک دن
عبید اللہ بن عمر بن خطاب لشکر معاویہ سے میدان حرب مین آیا اور لشکر امیر خیبر گیر سے
عبد اللہ بن سوار عبدی اوسکے مقابل مین گئے اور ایک ہی ضرب شمشیر آبدار مین اوسکو اوسکی
گذشتگان کے پاس درک اسفل دوزخ مین پہونچایا معاویہ نے اوسکے فی النار ہونے سے
بہت جزع اور فزع کی دیرتک اوسکے غم مین باواز بلند رویا کیا اور لشکر شام مین اک شور رونے کا
بلند ہوا اور اشقی علم کہ حامل ہر علم کا ایک صاحب شوکت تھا آگے معاویہ کے لائے اور واسطے
عوض لینے خون عبید اللہ بن عمر خطاب لعن اللہ و العذاب کے تمام سوار اور پیادون نے رخ
طرف جنود مسعود حضرت امیر علیہ السلام کے کیا جب حضرت اس کیفیت سے مطلع ہوے تو صحابہ ہمراہی

لشکر ظفر پیکر کو طلب کیا اور اون اشقیا سے حکم جدال و قتال کا دیا الغرض اوس روز ایسا
ہنگامہ کارزار گرم ہوا کہ عرصۂ کارزار عرصۂ محشر کا نمونہ نظر آیا دریاے خون مثل جیحون کے
موجزن ہوا جامۂ حرب جو سیار زروان کے بدن مین تھا وہی کشتون کے لیے کفن ہوا ؏

بہر سو روان گشت بحری زخون	ہمہ کوہ و ہامون زخون لالہ گون
بخون ریختن برزدند آستین	یکے بہر دنیا یکے بہر دین
یکے را بسر شوق باغ جنان	یکے از متاع جہان شادمان

الغرض اوس دن دونون جانب کی فوج نے لڑائی مین اسقدر کوشش کی کہ آلات حرب سب ٹوٹ گئے اور نوبت اسکی پہونچی کہ مثل شیرون کے ایک دوسرے کو ہاتھ کے ناخونون سے اور دانتون سے زخمی کرتا تھا یحیی بن آدم نے عبدالرحمن بن ابی لیلی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ عین اوس ہنگامۂ گیرودار مین صف لشکر شام سے ایک شامی نکلا اور قریب لشکر اسلام آکر پوچھا کہ آیا اویس قرنی اس لشکر مین ہین کہا مین نے کہ ہان ۔ اوسنے کہا کہ سبحان اللہ جناب رسول ؐ سے سنا مین نے کہ وہ حضرت فرماتے تھے کہ اویس قرنی خیر التابعین سے ہے یہ کہکر وہ شامی ہماری صف مین آیا اور بعد اوسکے ہمراہیان معاویہ سے محاربہ کیا یہانتک درجۂ شہادت سے فائز ہوا حضرات اویس شرف خدمت جناب رسولخدا ؐ سے بھی مشرف نہوے تھے فقط اخلاص غائبانہ اون حضرت سے رکھتے تھے مگر وہ حضرت جو اوس فیدار کے حسن ارادت سے مطلع ہوے اور اوس مومن کے مدح و ثنا زبان معجز ترجمان سے بیان فرمائی اور مردم اطراف و جوانب نے سنی تو اسقدر آدمیون کو پاس اور لحاظ اویس قرنی کا تھا کہ جس لشکر مین اویس قرنی کو دیکھتے تھے اوس سے لڑنا جائز نجانتے تھے بلکہ اوس لشکر کو حق پر سمجھکر اوسمین شریک ہوکر مخالفین سے لڑتے تھے آہ آہ یہ مقام رونے اور سر پیٹنے کا ہے کہ جس رسول مقبول کے ایک محب کا یہ پاس اور لحاظ کرین اوسکے نواسے کو تین دن کا بھوکھا اور پیاسا مثل

[illegible] ذبح کرین اور وہ گلو اسکا جسکے گلوے نازنین کے بار بار وہ جناب
بوسے لیتے تھے اور فرماتے تھے الحسین منی و انا من الحسین اور مومنین اکثر اہل کوفہ اور
شام نے اپنے کانون سے سنا تھا اور حضرت کو مظلوم کربلا کے گلوے مبارک اور لب و دہن کے
بوسے لیتے بچشم خود دیکھا تھا اور جسکی شان مین سید انبیا بارہا فرماتے تھے کہ احب اللہ من
احب حسینا اوسکو روز عاشورہ رولا رولا کر شہید کیا اور وقت ذبح بھی ایک قطرہ پانی کا نہ دیا
القصہ مومنین اوسدن آتش حسرت ایسی شعلہ ور ہوئی کہ اوسکا شرارہ خرمن کاہکشان تک
پہونچا اور اثر کشتون کے دود آہ کا آجتک سینۂ ماہ پر عیان ہے مومنین محقق مجلسی علیہ الرحمہ نے
بحار الانوار مین لکھا ہے کہ عبد اللہ بن جعفر طیار نے ہمراہ ایک ہزار دلیران جرار کے اوس
گروہ نابکار پر حملہ کیا اور ایک جماعت کثیر کو درک اسفل نار مین پہونچایا عمرو بن عاص نے
جب اوس شیر بیشۂ شجاعت کی حرب و ضرب دیکھے پس بے اختیار آواز استغاثہ بلند کی
اوسوقت اویس قرنی خدمت شاہ ولایت مین حاضر ہوے اور اجازت جہاد کی چاہی حضرت
نے اوس باخدا کو آمادہ جہاد دیکھکر رخصت کیا پس اویس ساتھ ایک جماعت دلیران بیعہ کے
میدان کارزار مین آئے راوی کہتا ہے کہ اوسوقت اویس دو تلوارین حمائل کیے ہوئے تھے
ایک فلاخن بھری ہوے پتھرون سے ہاتھ مین تھے پس اوس شیر نے سنگ فلاخن سے
ہی سنگدلون کے دل اور جگر توڑے جب سنگ تمام ہو گئے اوسوقت شمشیر آبدار غلاف سے کھینچی

کشید از میان تیغ آتش فشان — همی تاخت بر لشکر شامیان
ز زنگار گون تیغ کرد آشکار — همی رنگ شنگرف در کارزار
بهر جا که تیغش شدی رہ سپر — نیاوردی جز فتح و نصرت خبر

[illegible]ن آخر کار اوس عاشق احمد مختار اور ناصر حیدر کرار نے اوس انبوہ کفار سے ایسے

ناصر امیر المومنین کی ٹوٹ گئین اوسوقت شامیان بیحیا نے اوس تیر کو چہار طرف سے گہیر لیا
اور نیزے اور شمشیرین مار کر زمین پر گرا دیا جب یہ خبر حضرت کو پہونچی تو حضرت خود بنفس نفیس
اویس کی بالین سر تشریف لائے اور اوس دیندار کو زخمون سے چور چور دیکھکر نہایت مغموم
اور محزون ہوئی اور لاش کو اوس مومن کامل کے اوٹھواکر میدان رزم سے باہر لائے
پس حضرت نے ساتھ ایک جماعت اصحاب کے اوس شہید راہ خدا پر نماز پڑھی اور خود بنفس نفیس
قبر مین دفن کیا اور کتاب اختصاص مین جابر بن یزید جعفی سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ غزوہ صفین مین شہادت پائی جناب علی ابن ابیطالب ع کی ساتھ
تین آدمیون نے تابعین سے کہ خبر دی تہی جناب رسولخدا نے اونکے بہشتی ہونے کی حالانکہ اون
حضرت کی خدمت مین شرفیاب نہوے تہے اول اویس قرنی اور دوسرے زید بن صوحان
اور تیسرے جندب الخیر آہ آہ مومنین سنا آپ نے حال اویس قرنی کا کہ جناب امیر علیہ السلام
کو کسقدر غلام نوازی اور عزت افزائے اپنے شیعون کی نسبت مدنظر تہی کہ وہ حضرت اویس کے
لاش کو خود تشریف لیجا کر اوٹھوا لائے اور نماز پڑہی اور دفن کیا مگر مومنین قربان غلام نوازی
اور لطف و رحمت مظلوم کربلا پر کہ کس حالت مین وہ جناب انصار کی لاش کو اوٹھا کر
لاتی تہے۔ راوی کہتا ہی کہ جب کوئی انصار حضرت کا گھوڑے سے زمین پر گرتا تہا اور آواز دیتا تہا
کہ یا اباعبد اللہ ادرکنی پس وہ جناب ذو الفقار حیدر کرار علم کر کے مانند شیر کے اوسکی لاش تک
پہونچتے تہے اور اون اشقیا کو بضرب ذو الفقار برق بار بہگا کر لاش کو اوٹھا لاتے تہے
کسی انصار کے سر کو وہ اشقیا کاٹنے نپائے اور یہی وجہ ہی مومنین حضرت کی زیادہ زخمی ہونے
کی کہ وہ جناب بہتر لڑائیان اوس فوج کثیر سے لڑے مگر آہ آہ مومنین اتنی مہلت اشقیا
نے اون جناب کو نہ دی کہ اپنے انصارون کی لاش پر نماز ادا کرتے اور دفن کرتے الحاصل
بعد شہادت اویس قرنی کے جناب امیر نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو کہ اوسدن علم

... اور ہاشم چونکہ حرب وضرب مین نہایت تیز اور چالاک تھی اسوجہ سے
اونکو سب مرقال کہتے تھے غرض ہاشم کو طلب کیا اور فرمایا کہ علم لیکر آگے بڑھو اور اس فوج
روسیاہ پر حملہ کرو سو منین ہاشم اوس دن ایک زرہ نہایت کشادہ پہنے تھے اور سر پر ایک کلاہ
بھی دہرے ہوے بغور استماع حکم امیر حسب عادت بلعجہ چالاکی اسپ پر سوار ہو کر میدان
مین آئے ع

چو ہاشم درآمد بمیدان جنگ	فضای جہان پیش او گشت تنگ
ز سم سمندش فلک شد تباہ	فرو رفت چرخ چہارم بچاہ

...س اوس شیر دشمن شکار نے ایک نعرہ جگر شگاف ایسا کیا کہ اون روباہو نکا دل ہل گیا
...ہ او سکے اوس فوج روسیاہ سے مبارز طلب کیا پس آواز اوس ماہ اوج شجاعت کی سنکر
...ب شامی کہ اوس فوج مین بڑا نامی تھا ہاشم کے مقابل مین آیا اور جناب امیرؑ کی نسبت
...م بد زبان پر لایا ہاشم نے نعرہ کیا کہ او نجس امیر المومنین اور وصی خیر المرسلین کے حق مین
ایسے کلام ناسزا زبان پر مت لا ورنہ عذاب خدا مین گرفتار ہوگا وہ شامی یہ سنکر بولا کہ مین نے
سنا ہی کہ تم سب نماز گذار نہین ہو پس کیونکر مین تم سبکو ناسزا نہ کہون ہاشم نے کہا کہ نعوذ
...للہ یہ کیا کہتا ہی کہ ہم مین کوئی شخص ایسا نہین ہے کہ جو عین وقت فضیلت پر نماز نہ پڑھتا
ہووے شامی علی ولی خدا اور بازوے جناب خیر الوریٰ ہین اور عالم کے امام اور پیشوا اور علی نے
اوسوقت جناب رسولخدا کے ساتھ نماز پڑھی کہ جب کوئی نماز کا نام بھی نہین جانتا تھا اسے
شخص تو ان شیاطین کے اغوا سے اپنے تئین ضلالت مین نہ ڈال جب اوس شامی نے
ہاشم سے یہ کلام صدق التیام سنا متعجب ہوا اور بولا کہ اے ہاشم قسم خداے عزوجل کی تم
سچ کہتے ہو اور مجھے امر دین مین نصیحت کرتے ہو پس اگر مین اس لشکر سے چلا اون اور توبہ

کہاکہ بلی هو الذی یقبل التوبة من عباده یعنے ہان وہ خدا رحیم ہے اور قبول کرتا ہے
توبہ اپنے بندے کی پس اوس شامی نے اپنے گھوڑے کو مہمیز کیا اور خدمت بابرکت جناب سید
اوصیا مین حاضر ہوا اور اپنی خطا کا عذر خواہ ہوا پس شاہ ولایت نے عذر اوسکا قبول فرمایا
مومنین یاد آیا مجھے اس مقام پر خطا بخشنا مظلوم کربلا کا روز عاشورہ راوی کہتا ہی کہ جب
روز عاشورہ شامیان روسیاہ اور کوفیان گمراہ قتل فرزند رسول پر آمادہ ہوے تو اوسوقت
حُر نے اپنے فرزند بکیر سے کہا کہ اے بیٹا ان بیحیاؤن نے قتل فرزند رسول پر مصمم کمر باندھی اور
واللہ جو اس مظلوم کے خون مین شریک ہوگا وہ تا ابد آتش دوزخ مین جلیگا افسوس
مجھسے بڑی خطا ہوئی اگر مین یہ جانتا تو ہرگز اوس مظلوم کو ایدہر نہ لاتا اور اے بیٹا فرزند
فاطمہ میرا محسن ہے ہرگز مین اپنے محسن پر ہاتھ نہ اوٹھاونگا بلکہ میرا قصد یہ ہی کہ مین اس مصیبت
مین جاکے اوسکی نصرت کرون اور اوس مظلوم پر جان اپنی نثار کرون بکیر نے جب یہ سنا
کہاکہ اے سید نامدار آپکی راے نہایت صائب ہی بسم اللہ اب دیر مناسب نہین پس حر نے
اپنے گھوڑے کو جولان کیا اور طرف لشکر جناب سید الشہدا کے روانہ ہوا یہ دیکھکر بیٹا اوسکا بھی
ہمراہ ہوا راوی کہتا ہے کہ اسطرح وہ دونون دلاور لشکر عمر سعد بد نہاد سے نکلے کہ سبکو گمان
ہوا کہ یہ دونون دلاور لڑنے کو جاتے ہین پس جب قریب حضرت کے لشکر کے پہونچے پس حُر
گھوڑے سے زمین پر کود پڑا اور ایک رومال سے اپنے ہاتھون کو باندھا اور جاکے مظلوم کربلا کے
قدمون پر سر رکھدیا فقال الحسین من انت قال الحر یا ابن رسول اللہ انا الذی منعتک من المسیر
وجعجعت بک الی کربلا پس جب امام حسینؑ نے سر اوسکا اپنے قدم مبارک پر دیکھا فرمایا کہ تو کون ہی
اور مقصود تیرا کیا ہی تب حُر نے روکے عرض کی کہ اے آقا یہ فدوی وہ مجرم ہی کہ جسنے آپکو کسی سمت
جانے نہ دیا تھا اور یہان گھیر کر لایا واللہ یا سیدی ما علمت ان القوم یبلغون فیک الی هذا
لمبلغ ولو علمت ... منی ... نفسی ...

... آپ ہی ظلم نہیں اے ابن [illegible]
بلکہ مجھکو گمان بھی اس ظلم وستم کا آپکی نسبت نہ تھا کیونکہ آپ تو فرزند رسول ہین کوئی کافر
بھی کسی مسلمان پر ایسا ظلم نہین کرتا پس اب امید وار ہون کہ یہ گنہگار اپنی گناہ کا معترف
ہے اور آپ شفیع روز محشر کے فرزند ہین اور خود بھی شافع امت جد ہین اس گنہگار کی خطا
معاف فرمائے اور یہان جو سزا چاہیے وہ مجھے دیجیے مگر آتش دوزخ سے اس اپنی غلام کو
آزاد کیجیے اور بعد عفو خطا کے اجازت جہاد عطا ہو کہ یہ غلام مع اپنے اس بیٹے کے آپ پر
نثار ہو قربان رحیمی مظلوم کربلا اوسکا یہ عجز اور انکسار دیکھکر بیتاب ہو گئے اور حر کے سر کو قدم اقدس
سے اوٹھاکر اپنے سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ اے بھائی تو کچھ غم نکر حسین کا دل تجھسے صاف ہے
اور مین نے تیری خطا معاف کی اور خداوند عالم بھی معاف فرمائے یہ فرماکر فرفعہ راسہ الی
السماء وقال اللہم ھذا عبدک وابن عبدک یتوب الیک وانت التواب الرحیم
پس سر طرف آسمان کے بلند کیا اور درگاہ خدا مین عرض کی کہ اے خداوند غفار یہ بندہ تیرا
اپنے گناہون سے منفعل اور شرمسار ہے اور عفو جرائم کا تجھسے طلبگار پس امیدوار ہون کہ تو یہ اسکی
قبول کر اور گناہون سے درگذر کہ تو تواب ہے اور رحیم الغرض مومنین وہ شامی تو جناب
امیر کی خدمت مین حاضر ہو کر تائب ہوا اور ہاشم اوسطرح میدان مین کھڑے رہے مگر کوئی
معاویہ لعین کے لشکر سے ہاشم کے مقابلہ کے لیے نہ نکلا اوسوقت اوس شیر نے خود اون روباہون پر
حملہ کیا اور بضرب شمشیر آبدار بہت سے نامیونکا نام صفحہ ہستی سے مٹادیا اور اکثر کو زخمی کیا پس جب
وہ فوج اوس شیر کے سامنے سے مثل روباہ کے بھاگ گئی اوسوقت وہ علمدار سید اوصیا پھر آکے
اپنے مقام پر کھڑا ہوا کہ ایکدم آرام لیکر پھر اون نامردون پر حملہ کرے ناگاہ مزہ بن مالک ہمدانی
نے اوس دلاور پر حملہ کیا ہاشم نے اوسکو بھی وار کرنے کی مہلت ندی ایک ایسی تلوار اوس ستمگار
کی گردن پر لگادی کہ سر اوسکا تن سے زمین پر گرا اسطرح [illegible]

اوسوقت ایک گروہ ضلالت پژدہ سوارون نے اوس یکہ تازعرصۂ شجاعت پر حملہ کیا۔ راوی کہتا ہے کہ ہاشم نے بہی اوسوقت حرب وضرب مین ایسے داد شجاعت اور مردانگی کی دی کہ ہر...
سے صدا احسنت اور مرحبا کی آتی تہی آخرکار وہ علمدار حیدر کرار فایز بدرجۂ علیۂ شہادت ہو...
احمد بن اعثم کوفی کہتے ہین کہ جب ہاشم زمین پر گرے تو اون بیحیاؤن نے چاہا کہ ہاشم کو...
کرین اور علم ظفر پرچم کو لیجائین اوسوقت شفیق بن ثور عبدی لشکر امیر المومنین سے با...
اور اون شاسیان بیدین پر حملہ کیا اور اوس شہید راہ خدا کو برہنہ نہونے دیا اور علم ہد...
پرچم کو اوٹھا لیا مومنین

ابیات

دو علمدار بخون خفت زجور اعدا — یک بصفین و دگر یک بصف کرب...
آن علمدار کہ غلطید بخون در صفین — بود در سلک غلامان علی آل...
آنکہ در کرب و بلا تشنہ زجان شستہ دست — بود بازوے حسین و خلف شیر خد...
آن علمدار کہ در پیش علی شد مقتول — دفن چون گنج سعادت بزمین شد...
وانکہ در پیش حسین ابن علی شد بیسر — ماند بے غسل و کفن لاش وی اند...
آہ صد آہ ازین چرخ پر آشوب و فتن — داد و فریاد ز ظلم فلک بے...

آہ آہ مومنین ہاشم کو جو صفین مین اشقیا نے قتل کیا تو جناب امیر نے مع اصحاب...
پڑہی اور دفن کیا اور حضرت عباس جب کربلا مین فایز بدرجۂ شہادت ہوے تو مومنی...
پڑھنا اور دفن کرنا تو ایکطرف اشقیا نے اتنی مہلت مظلوم کربلا کو نہ دی کہ لاش او...
برادر بجان برابر کی اوٹھا لاتے حضرت سب عزیزون کی لاش کو حضرت میدان سے جو...
لائے مگر اپنے عاشق صادق جناب عباس کی لاش کیا وجہ ہے جو نہ لائے آہ آہ مومنین...
محدثین نے یہ وجہ لکھی ہے کہ جناب عباس کے جسم اقدس پر اسقدر زخم لگے تہے کہ ثلث...

اوٹھانے کا قصد کرتے تھے وہ علیحدہ ہوا جاتا تھا یہ حال اپنے بھائی کا دیکھکر مظلوم کربلا
بے اختیار نعرے مار مار کر رونے لگے اور فرمایا کہ اے عباس حسین تیرے جسم پارہ پارہ کے صدقے
کیا وفاداری کی ہے تو نے اس مظلوم و غریب سے اے بھائی میرے بچون کی پیاس کے
لیے اپنا خون مثل پانی کے بہا دیا اور بعض نے یہ وجہ لکھی ہے کہ جب مظلوم کربلا روتے
ہوے جناب عباس کی لاش پر پہونچے تو رمقے جان باقی تھی آہ آہ قربان جان زار کی
غیرت جناب عباس پر جب حضرت نے چاہا کہ اپنے بھائی کو اوٹھا کر خیمہ مین لیجائین تو عباس
نے روکر فرمایا کہ اے آقا میرے اس غلام کو خیمہ مین نہ لیجائے کہ اس آپکے خادم کو سکینہ سے
خجالت ہوگی کیونکہ مین اوس سے وعدہ کرکے آیا تھا کہ تمھارے لیے پانی لینے جاتا ہون
مگر اے آقا میرے مین قضا سے مجبور ہوگیا۔ پس حضرت یہ سُنکے حضرت عباس کے اوس تن پارہ
پارہ سے لپٹ کر بہت روئے اور لاش کو اوسی مقام پر رہنے دیا فقط مشک اور علم خیمہ مین
لائے اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت کو عباس سے ایسی محبت تھی کہ سبکو رخصت
میدان کی دی مگر جناب عباس کو نہ رخصت کیا ایک راوی کہتا ہے کہ بعد شہادت حضرت
علی اکبر کے دونون بھائی باہم مثل دو شیر غضبناک کے فوج اشقیا پر حملہ ور ہوے اور ایک ہی
حملہ مین تمام فوج کو درہم و برہم کر دیا اوسوقت اون بیحیاؤن نے مشورہ کیا کہ اگر یہ دونون
شیر یکجا رہے تو لشکر مین ایک متنفس ان صفدرون کے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا لہذا انکو
آپس سے جدا کرنا چاہیے پس ایک غول مثل غولان راہزن کے جناب عباس کی طرف آیا
اور وہ بیحیا اوس شیر کو لڑتے ہوے طرف دریا کے لائے اور وہان دو شقی کمینگاہ مین بیٹھے تھے
آہ آہ مومنین کس زبان سے کہون ایک بیحیا نے کمینگاہ سے نکل کر عقب سے داہنے شانے

سے اوس شل نے پر بھی تلوار ماری وہ بھی ہاتھ کٹ گیا اوس جناب نے مشک کے تسمے کو دانتون سے پکڑا اور علم کو اون باقیماندہ ہاتھون سے اور لقبولے گردن کے سہارے سے روکا کہ اس اثنا مین ایک سنگدل نے ایک گرز فرق مبارک پر مارا کہ تا جبین سر اقدس شگافتہ ہوگیا اور ایک تیر مشک پر لگا پس یہ دیکھکر وہ اوس سقاے اہلبیت نے ایک آہ سرد جگر سے کھینچی اور زمین پر گر پڑے اور آواز دی کہ یا اخاہ اور کہتے ہیں کبھی جناب عباس نے حضرت کو بھائی نہین کہا سواے آقا اور مولا کے پس حضرت نے جب آواز جناب عباس کی سنی بیتاب ہوگئے اور وا اعباساہ کہکر دریا کی طرف دوڑے مگر اشقیا چارطرف سے اوس جناب پر ٹوٹ پڑے نہر تک حضرت کو جانے ندیا اور ایک راوی کہتا ہے کہ جب حضرت نے آواز اپنے بھائی عباس کی سُنی پس وا اعباساہ کہکر تلوار روک لی اور گھوڑے سے زمین پر اوتر پڑے اور گروہ اشقیا کو آواز دی کہ شمر کو بھیجو کہ میرا بھی سر کاٹ لے اب حسین کی زندگی کا لطف باقی نہ رہا۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس دسوین مین بیان شہادت کثیر السعادت عمار یاسر رحمۃ اللہ علیہ کا

ای باب حسین و حسن ای زوج بتول	وی ابن عم و وصی و داماد رسول
ای آنکہ قرار این شد از روز ازل	طاعات خدا است ولای تو حصول
حقا کہ رہ نجات اہلبیت و حب این	نبود بحقیقت بر ارباب عقول
گر تا بہ ابد کسے نماند طاعت	بے مہر تو در درگہ حق نیست قبول

مخفی نہ رہے کہ تمام اجلۂ اخیار اور کبار اصحاب رسول مختار اور حیدر کرار سے عمار یاسر ہین اور بہتر اور سرور شہداے صفین ہین مناقب اور فضائل اونکے ایسے نہین ہین کہ جو ان چند اوراق مین ثبت ہون اور باجماع فریقین ثابت ہے کہ جناب رسول خدا نے ساتھ چند صفتون کے

... بلکہ اون منقبات سے ایک یہ ہی کہ فرمایا جناب رسولخدا نے کہ یدور
الحق مع عمار یعنے حق عمار کے گرد پہرتا ہی یعنے عمار جس مقام پر ہون حق اونکے ساتھ ہے
اور کتاب خرائج مین روایت کی ہے ام سلمہ سے کہ عمار وقت بنائے مسجد رسول کے اینٹین
لاتے تھے اور حضرت رسول اونکے سینہ مین جو خاک لگ جاتی تھی اوسے اپنی دست مبارک
سے پاک کرتے تھے اور فرماتے تھے یا عمار تقتلك الفئة الباغية یعنے اے عمار قتل کریگا
تمکو ایک گروہ گمراہ اور دشمن خدا ورسول مومنین مع عمار مین حدیثین بہت ہین انشاء
اللہ تعالی اپنے محل پر بیان ہونگے الغرض مومنین جسدن کہ ہاشم دیندار فائز بدرجہ
شہادت ہوے اوسکی صبحکو معاویہ لعین نے اپنے تابعین کو جمع کیا اور کہا کہ تم سب نے
جو کوشش اور جانفشانی طلب خون خلیفہ مظلوم مین کہ جسکے لاش کئی دن گہورے پر پڑی
رہی ہے وہ مجہپر بخوبی روشن ہی خصوصا کل کے دن کہ اکثر تم لوگون کے بزرگ مارے گئے تھے
پس اب تمکو لازم ہے کہ صبر کرو تاکہ ثواب عقبی حاصل ہو اب تم مین سے ہر ایک شخص سے
دو مطلب میرے ہین ایک تو یہ کہ جسکو جو خواہش ہو وہ مجہسے بیان کرے یعنی اگر قسم
مال و زر سے یا جاگیر وغیرہ کی تمنا رکھتا ہو تو وہ بیان کرے کہ مین بقدر امکان اوسکی تمنا
کو پوری کرون اور دوسرے یہ کہ آج جنگ مین ایسی داد مردی اور شجاعت کی دو کہ میدان
رزم خون محبان اور ناصران علی سے گلرنگ ہو اوسوقت ایک جماعت نے تمام قبائل
سے کہا کہ اے معاویہ تو ہمین یقین کامل ہے کہ عقبی ہماری خراب ہوئی اور ثواب
آخرت سے محروم ہوے کیونکہ یہ بات ہمپر بخوبی ثابت ہی کہ حق طرف علی کے ہی اور تو باطل
پر ہے اور محاربہ علی کے ساتھ کرنا گویا لڑنا خدا اور رسول سے ہے مگر فقط بطمع دنیا یہ سب ہمنے
عذاب آخرت اپنی اوپر گوارا کیا اور تیرا ساتھ دیا پس ہمین انعامات زر و جاگیر سے کامیاب

جناب امیر کا لکھدیا اور سبنے زر قلب لیا اور سلو زر دیا الغرض جب اوس شقی ازلی کے
تقسیم کرنیکے خبر لشکر ظفر پیکر امیر مین پہونچے پس جو اون مین طالب دنیا تھے وہ سب
معاویہ کی طرف چلے گئے اور جن دلاورون کو خواہش عقبی تھی وہ ثابت قدم رہی
کیا مطابق ہے حال اصحاب سید الشہدا کا اصحاب جناب سید الاوصیا سے کہ جسطرح
اوسدن صفین مین جناب امیر کے لشکر سے طالبان دنیا چلے گئے اوسیطرح مومنین
عاشورہ کو جو طالب دنیا جناب سید الشہدا کے ساتھ تھے چلے گئے راوی کہتا ہی کہ
عاشورہ کو مظلوم کربلا نے سب اپنے ہمراہیون کو جمع کیا اور فرمایا کہ اے بھائیو
کہ لڑائی شروع ہوگی پس صبح کو جو میرے ساتھ ہوگا وہ قتل کیا جائیگا پس جسکا
وہ اس پردہ شب مین چلا جائے یہ سنکر جو کہ طالب زر تھے وہ سب چلے گئے مومنین
اصحاب اور انصار کہ باقی رہے حضرت نے اونسے بھی فرمایا کہ ایہا الناس مین تم
بخوشی اپنی بیعت سے نکالے دیتا ہون تم بھی چلے جاؤ میرے لیے اپنی تئین ورطہ
مین نہ ڈالو مجھے تنہا چھوڑدو یہ اشقیا فقط میرے خون کے پیاسے ہین یہ سنکر وہ
جان نثار رونے لگے اور سب نے عرض کی کہ یا مولا واللہ اگر ہزار جانیں خداوند عالم
عطا فرمائے تو آپکے قدم مبارک پر نثار کریں اے آقا اگر آج یہ غلام آپکو ان دشمن
تنہا چھوڑکر چلے جائین تو قیامت مین آپکے جد بزرگوار اور پدر نامدار کو کیا منھ دکھ
الحاصل جب وہ منافقین بیدین لشکر امیر سے نکل گئے اوسوقت منذر بن جعفہ
اور عمار یاسر خدمت امیر خیبر گیر مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ اے مولا اے دو
اسوقت جو بعضے مردم ضعیف الاعتقاد ہمارے لشکر سے بطمع مال و زر معاویہ کی
گئے اسوجہ سے مبادا کسیطرح کا غبار ملال آئینہ خاطر اقدس پر آئے پس ہم سب
جان نثاری کے لیے بدل حاضر ہین اور ہمکو یقین کامل ہے کہ ہمارے

... بجا لائین حضرت

م صد آفت لتیام اون سالکان راہ ولا کا سنکر اون سب کو دعاے خیر دے اور خوشدل

ے پس فوج جانبین کی مہیاے کارزار ہوے اور جنگ عظیم اور کارزار سخت اوس دن

طی ہوئی میدان رزم صداے بزن بگیر سے نمونۂ عرصۂ قیامت تھا جسطرف نگاہ پڑتی تھی

ہر کشتون کے انبار نظر آتے تھے مگر تیران دشمن شکار زود گذشت سے ہاتھ نہ اوٹھاتے تھے

میں وہ یوم سہ شنبہ تھا مگر کتب تواریخ مین تاریخ اور مہینے کا حال نہین لکھا ہے

عمار یاسر کی عمر اوس زمانے مین چورانوے برس کی تھی ۔ ع

بشش سال کم بود عمرش ز صد	ولی گشت چو پاے عمر ابد
ببرگ گلش موے کافور رنگ	کمان قد خم شدہ را خدنگ
نہال قدش سروے از باغ دین	ولے خم ز بار غم مومنین
ببازار دین شد طلبگار سود	سر و بر بیار است از داغ وجود
بدستش یکے نیزہ همچو شهاب	کہ بیتاب از تاب او آفتاب
برزم یلان جنگ آغاز کرد	بباغ جنان میل پرواز کرد

ں عمار اسلحۂ جنگ سے مسلح اور مکمل ہوکر خدمت امیر مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ

ے مولا میرے جسروز کے جناب رسولخدا نے مجھے خبر دی تھی وہ آج کا دن ہے پس اون حبیب

ں خانہ زاد کو دیجیے کہ یہ جان نثار اپنی جان کو آپکے قدم ہدایت توام پر فدا کرے حضرت

یر اوسوقت اشتر سواری رسول پر سوار تھے یہ سنکر زمین پر کود پڑے اور اپنے ہاتھ عمار

گردن مین حمائل کیے اور فرمایا کہ یا ابا الیقضان خدا تمکو خیر دے اپنی جانب سے

اپنے رسول کیطرف سے اور فرمایا کہ اے عمار عجب برادر تھا تو میرا اور کیا اچھا مصاحب تھا

حضرت رونے لگے اور بہت سے کلام عمار سے کیے اور عمار نے جو حضرت ... عرض کیں

حاصل کرکے رُخ بجانب سپاہ امیر کیا اور کہا کہ آگاہ ہوا اے ناصران دین یہ علم کہ جو معاویہ کے لشکر مین ہین انسے تین مرتبہ مین ہمراہ جناب رسول مختار کے لڑا ہون اور اب اسوقت چوتھی مرتبہ پھر انسے لڑنے جاتا ہون پس تم مین سے جسکو بہشت کی سیر کا شوق ہو وہ میرے ساتھ آوے یہ کہکر گھوڑے کو طرف میدان کے جولان کیا مومنین عمار کل سواران لشکر حیدر کرار کے سردار تھے عمار کا یہ کلام سنکر ایک جماعت سواروں کے ہمراہ ہوئی پس عمار نے قریب صف کفار جاکر گھوڑے کو روکا اور یہ رجز پڑھا

نحن قتلناکم علی تنزیله	الیوم نقتلکم علی تاویله
ضرباً یزیل الهام عن مقیله	ویذهل الخلیل عن خلیله

جب لشکر معاویہ نے عمار یاسر کو رجز پڑھتے ہوے دیکھا نہایت مضطر ہوے اور وجہ اونکے اضطرار کی یہ تھی کہ اون سبنے سنا تھا کہ جناب رسول مختار نے حق مین عمار کے فرمایا کہ تقتلك الفئة الباغیة یعنے تجھکو قتل کریگا ایک گروہ باغی گمراہ اسوجہ سے عمار کے ساتھ جنگ مکروہ جانتے تھے پس سب نے کہا کہ حاشا ہم عمار کے ساتھ محاربہ نکرینگے اور عمار کے خون مین اپنا ہاتھ نہ بھرینگے عمرو بن عاص نے جب دیکھا کہ عمار سے لڑنے مین انکار ہے پس صف لشکر سے آگے بڑھا اور پکارا کہ اے عمار جب خلیفۂ مظلوم عثمان نے قتل کیا اوسوقت تم کہان تھے عمار نے کہا کہ مدینہ مین پھر عمرو نے پوچھا کہ علی نے قتل کیا عثمان کو عمار نے کہا کہ نہین بلکہ خدا نے قتل کیا پھر عمرو نے کہا کہ اے عمار تم اوس جماعت سے ہو کہ جسنے عثمان کو قتل کیا عمار نے کہا کہ ہان اوس جماعت مین تھا مین اور اب اوس جماعت مین ہون کہ تمھارے ساتھ جنگ کرتا ہون عمرو نے یہ سنکر کہا کہ اے اہل شام ... عثمان کے قتل کا اقرار کرتے ہین ... عمار نے یہ سنکر فرمایا کہ اے پسر ...

...وا کہنا ہی استعجاب اوس کو آہ کیسے فرعون نے ہی کہ جب حضرت موسی اوسکے سامنے تہا اور
...صفت قدرت اور وحدانیت خداوند عالم کے بیان کرتے تہے تو اوسوقت فرعون اپنی تابعین
...سے کہتا تہا الاتستمعون یعنی سنتے ہو تم الغرض عمرو نے اس دست آویز سے اہل شام
...کو جنگ عمار پر دلیر کیا اور معاویہ ایک تہیلی زر سرخ سے بہر کے کرسی پر بیٹہا اور بولا کہ جو شخص
...عمار کو قتل کریگا وہ یہ کیسہ زر سرخ کا پاویگا اور ادہر عمار لشکر معاویہ پر حملہ در ہوے اور
یہ اشعار زبان حال سے پڑہتے تہے

ابیات

...پیمانۂ عشقم من و از بادۂ شوق	آنچنان مست کہ از کس نبود تشویشم
...ساقیا مے بقدح ریز کہ از ہمت اوست	دشمن از ہست ہزاران نبود اندیشم

...القصہ عمار نامدار نے علاوہ کفاران غیر مشہور کے اٹہارہ مبارزان نامی اور شہرۂ آفاق
...کو داخل سقر کیا اور میدان وغا کو ایک طرفۃ العین مین لاشہاے نجس اہل شام
...سے بہر دیا ہر طرف نہر خون کی جاری ہی اور فوج شام مین اوس ضرغام دین کے حسام سے
...شور و صداے آہ و زاری تہی لیکن اس حرب و ضرب مین کئی زخم اوس ناصر امیر المومنین
...کے بدن پر لگے اور ابو عادیۂ جہنی اور بقولے جبیر سکونی نے ایک نیزہ پہلو پر مارا پس بوجہ
...زخمون کے ضعف اوس دیندار پر غالب ہوا اوسوقت وہ مومن پاک طرف اپنی لشکر کے
...آیا اور تشنگی نے اوس تشنۂ جام شہادت پر غلبہ کیا پس پانی کی خواہش کی یہ دیکہکر غلام
...عمار کا کہ راشد نام تہا دوڑ کر ایک جام بہرا ہوا دودہ اور پانی سے لایا اور اپنے آقاے
...نامدار کو دیا۔ مومنین جب عمار واسطے جنگ کے گئے تہے تو پیاسے نہ تہے مگر چند زخمون کے
...صدمے سے اسقدر پیاس نے غلبہ کیا کہ بیتاب ہوگئے قربان جان زائر کے اوس مظلوم کی
...پیاس پر کہ جسکے بدن نازنین پر ایک ہزار اور نو سے اکاون زخم تہے اور تین دن سے پانی

کو جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے قوم مین تمہارے نبی کا نواسہ ہون اور مین

پیاسا ہون ایک جام پانی مجھے دو کہ اب شدت سوز عطش سے میرا جگر کباب ہوا

آہ آہ مومنین خدا لعنت کرے اون بیحیاؤن پر کہ عوض پانی پلانے کے اوس

تشنہ کام پر تیرون کا مینھ برساتے تھے الغرض مومنین عمار نے جب جام مین وہ دودھ

ملا ہوا دیکھا تو کہا کہ صدق یا رسول اللہ یعنے میرے نبی نے جو فرمایا تھا وہ

آیا کہ تیرا رزق آخر طعام دنیا سے دودھ اور پانی ملا ہوا ہوگا یہ کہکر اوس دودھ

کو پیا مگر مومنین وہ سب پہلو کے زخم کی طرف سے باہر نکل آیا پس عمار دیندار گھوڑے

زمین پر گرے اور کہا کہ اے یاران میرا سلام آخر میرے آقا کو پہونچاؤ اور میری جانب

عرض کرو کہ اس غلام کی لاش کو لیجائیں اور سم اسپان کفار سے پامال نہونے دیں

کفار میرے بدن پر سے میرے اسلحہ جنگ نہ اوتارنے پائیں اور اسی لباس خون

مجھے دفن فرمائیں تا روز قیامت اسی لباس خون آلودہ کو پہنے ہوے خداوند عالم

سامنے جاؤن اور اپنے خون کا پسر ابوسفیان سے دادخواہ ہون مومنین جب

اوس دیندار کا حضرت نے سُنا تو روتے ہوے خود تشریف لائے اور اوس اپنی

لاش کو اوٹھا لیگئے پامال نہونے دیا اور اوسپر نماز پڑھکر بموجب وصیت اوسی لباس

خون آلودہ مین دفن کیا آہ آہ مومنین یہ مقام سر پیٹنے اور خاک اوڑانے کا ہے

نے ایک اپنے شیعہ اور محب کے لاش کو نہ پامال ہونے دیا کہان تھے جناب

کہ اپنے پارۂ جگر مظلوم کربلا کی لاش کو پامالی سے بچاتے مومنین فضہ کنیز جناب

سے روایت ہی فضہ کہتی ہین کہ جب امام حسینؑ کو اشقیاے امت نے شہید کیا

ہوی خیمہ گاہ سے باہر آئے ناگاہ دیکھا مین نے کہ ایک شقی زار زار کھڑا رو رہا

[illegible] مضمون نے بھی رولایا

اوسمین لکھا تھا کہ اے عمر سعد جب امام حسینؑ کے قتل سے فارغ ہونا تو اونکی لاش کو
گھوڑون سے پامال کرنا یہ سُنکر مین بیتاب ہوگیا مجھے یہ خیال آیا کہ جب لاش پر اوس
مظلوم کے گھوڑے دوڑائے جائینگے تو کیسا صدمہ روح جناب رسالت مآب کو ہوگا فضہ کہتی
ہین کہ مین یہ سُنکر اپنا سینہ و سر پیٹ کر بے اختیار رونے لگی ناگاہ عمر سعد نے حکم دیا کہ سوار
کہان ہین جلد آئین اور لاش امام حسین کو پامال کرین یہ سُنکر اسوار عجب جمع ہوے
تا کہ لاش کو اوس مظلوم کی پامال کرین اوسوقت رسالہ حر عمر سعد کے پاس آیا اور کہا
کہ اے امیر آب کیا تیرا ارادہ ہی تو نے سید پر پانی بند کیا ہم خاموش رہی اور اوسکے سب
عزیزون کو شہید کیا اوسدم بھی ہم کچھ نہ بولے بعد اوسکے ہمارے نبی کے نواسے کو تین دن
کا بھوکا پیاسا ذبح کیا تب بھی ہمنے کچھ نکہا اب تو چاہتا ہے کہ لاشون کو پامال کرے
پس اب ہم ہرگز اس امر کے متحمل نہونگے کیونکہ اون لاشون مین حُر کی بھی لاش ہے
یہ غیر ممکن ہے کہ ہمارے سردار کی لاش ہمارے سامنے پامال ہو مومنین جب رسالہ حُر
نے بگڑ کے یہ کلام کیے تو وہ شقی ڈر گیا کہ ایسا نہو کہ فساد برپا ہو پس اوس بیحیا نے کہا
کہ اچھا تم حُر کے لاش کو علاحدہ کرلو یہ سنکے حرملہ بن کاہل نے کہا کہ اے امیر حبیب ابن
مظاہر میرا ہم قوم ہے پس یہ مروت سے دور ہی کہ میرے سامنے حبیب کی لاش پامال ہو
وہ شقی بولا کہ تو بھی حبیب کی لاش کو لاشون سے نکال لے بعد اوسکے شمر نے عباس
کی لاش کے لیے سفارش کی کہ وہ میرا بھانجہ ہے الغرض مومنین ہر لاش کے لیے ایک
شخص آکر ساعی ہوتا تھا اور وہ شقی کہتا تھا کہ اچھا اس لاش کو علاحدہ کرو مگر آہ آہ
مومنین قربان بیکسی مظلوم کربلا پر جان زار کی کہ اوس جناب کی لاش کے لیے کوئی
[illegible]

چیب کیا اور کہا کہ ہائے اب تیری نانا جانی یہ لاش تیری [illegible] ہے قصد ہے یہ جواہر ناتما
کیونکر تمھاری لاش کو پامالی سے بچائے کبھی بقیع کی جانب منھ کرکے چلاتی تھین کہ اے
امان کیا قبر مین سوتی ہو جلد اوٹھو کہ تمھارے پیارے فرزند کی لاش پامال ہوا چاہتی ہے
کبھی رسولخدا کو پکارتی تھین کہ اے نانا جلد اپنے نواسے کی خبر لو کہ اب اشقیا لاش کے پامال
کرنے کے لیے آتے ہین جبکہ فضہ نے جناب زینب کو بہت بیقرار دیکھا عرض کی کہ اے
شاہزادے میرے اس مقام پر ایک شیر رہتا ہے اگر آپ ارشاد کرین تو اوس سے جا کے
کہون شاید وہی اس بلا کو رد کرے اور اس مصیبت مین ہم بیکسون کی مدد کرے حضرت زینب
نے کہا کہ اے فضہ پوچھنے کی کیا احتیاج ہے بلکہ تو میری طرف سے کہنا کہ شیر خدا کی بیٹی نے
تجھسے کہا ہے کہ اے شیر اسوقت تو ہی ہم غریبون کی مدد کر کہ اسوقت ہم بیکسون کا سوا خدا کے
کوئی معین اور مددگار نہین ہے اگر تو اسوقت آکے میرے مظلوم بھائی کی لاش کو پامالی
سے بچالیگا تو مین تیرے بلائین لونگی اور تمام عمر دعائین دونگی غرض مومنین فضہ گئین
دیکھا کہ شیر سو رہا ہے حضرت فضہ نے رو کر آواز دی کہ اے شیر تو آرام سے سوتا ہے اور دنیا مین
اسوقت محشر برپا ہے اے شیر خاندان رسالت تباہ ہو گیا جناب شیر خدا کا بیٹا تین دن کا
بھوکھا پیاسا کنارے فرات کے ذبح کیا گیا اب اشقیا اوس مذبوح قفا کی لاش کو پامال کیا
چاہتے ہین تو چل کے اوس مظلوم کی لاش کو پامالی سے بچالے مجھکو جناب فاطمہ کی بیٹی
نے تیرے پاس بھیجا ہے اور منت کہا ہے کہ اے شیر للہ ہم بیکسون پر رحم کر کہ اسوقت ہمارا
کوئی مددگار نہین مومنین جب اوس شیر نے فضہ سے یہ کلام جانگزا سنا بے اختیار نعرہ مارتا ہوا
طرف قتلگاہ کے چلا جب وہان پہونچا تو ہر لاش کے قریب جاتا تھا اور اوسکو سونگھتا تھا
جب مظلوم کربلا کی لاش پر پہونچا اور اوسے سونگھا بے اختیار ایک نعرہ مار کر لاش کے پہلو
[illegible]

سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس گیارہوین مین بیان واقعۂ لیلة الہریر اور انجام کار صفین کا

راوی کہتا ہی کہ آخر کار نوبت کارزار صفین کی شب کو پہونچی اور اوس شب کو لیلة الہریر اسوجہ سے کہتے ہین کہ آواز قعقعۂ اسلحہ حرب کی اول شب سی تا صبح اوسوقت تک آئی کہ جسوقت شدت سرما سے کتے نالہ کرتے ہین اور ہریر ماخوذ ہے ہریر سے کہ ہریر بمعنی آواز سگ کے ہین کہ شدت سرما سے نالہ کرتا ہی اور صاحب نہایہ کہتے ہین کہ جو جنگ صعب کہ شب کو واقع ہوتی ہے اوس شب کو لیلة الہریر کہتے ہین اور زمانہ مین کوئی واقعہ اس واقعہ سی صعب تر نہین واقع ہوا۔ ابیات

تعالی اللہ شبے چو روز محشر — کہ مہر از بیم برنامد زخاور
سراسر تیرہ چون گیسوے دلدار — پریشان ہمچو زلف و طرۂ یار
غم افزا تر شبے از شام ہجران — نہ آغازش عیان بودی نہ پایان
شبے خونریز تر از چشم فتان — دران ہر گوشہ صد فتنہ پنہان
فلک سرگشتہ آن شب ہمچو مجنون — زمین چون روی لیلی گشتہ گلگون
زبس خاک از زمین بر آسمان بود — ہمہ سیار و ثابت بی نشان بود
دران شب شاہ مردان حیدر یزدان — علی مرتضی تاویل قرآن
خدا را ہر نفس از جان ہمی خواند — بسے اللہ اکبر بر زبان راند
بہر تکبیر بر افگند بر خاک — دلاور پہلوانے چست و چالاک
بقولے انچہ تیغش ریختی خون — ز پانصد سیزدہ تن بود افزون

ہوئی بلکہ ساعت بساعت ترقی رہی آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ سوار گہوڑون سے
اور ایک دوسرے کا باہم گریبان پکڑے ہوئے تلوار اور خنجر مارتے تھے میدان کارزار
کا دریا بہتا تہا جو زمین پر گرا پہر نہ اوٹھ سکا تاریخ ابن اعثم کوفی مین لکہا ہے کہ اوس
چھتیس ہزار آدمی قتل ہوے اور صاحب روضة الصفا نے کتاب مناہج
سے روایت کی ہے کہ تینتیس ہزار آدمی مارے گئے اور کتاب مستقصی مین
کہ دن کو قبل لیلة الہریر کے ستر ہزار آدمی لشکر حق اور باطل کے قتل ہوے
دوسرے روز ظہر تک ہنگامہ کارزار گرم رہا ایک دوسرے کو وار کی مہلت ندیتا
خیبر گیر بہی اسپ جناب رسول پر کہ جسکا نام ریاح تہا سوار مانند شاہباز گرسنہ
گروہ عصافیر شعار پر بار بار حملہ کرتے تھے نظم

چو شیر خدا کرد عزم نبرد	برآمد بر اسپ ہامون نورد
کدام اسپ اسپ رسول امین	کہ نامش ریاح امد از شاہ دین
فرشتہ بدیدار و مردم بمہر	زمانہ برفتار و اختر بچہر
بہ تک زود خیز و بره دور بین	بجنبش سپہر و براس زمین
بجیحون چو ماہی بگردون چو ماه	بچستی کمان و بہ تندی نگاہ
و دمش گرد ابر از ہوا رو فتہ	سمش مغز کہ در زمین کوفتہ

مومنین کتاب معجم کبیر مین ابو سعید سمنانی سے روایت ہے کہ معاویہ نے کہا کہ اس
کو نوسے مردان نامی بلکہ کچھ زیادہ فقط جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل
پس مین نہایت مضطر ہوا اوسوقت مین نے چاہا کہ مین ابن عباس سے کہون کہ
امیر کی خدمت مین عرض کرو کہ حضرت میری خطا کو معاف کرین اور مجھے اجازت د

... اور بار روم کیطرف چلا جاؤن وہان کسی جزیرے مین قیام کرون مگر اوسوقت
ے دو بتین یاد آگئین پس مین نے اپنے دلکو تشفی دی اور بحار الانوار مین ہے کہ
ہے کرا قریب تھا کہ کل شامیون کے بقا کا روز مبدل شام فنا سے ہوا وسوقت معاویہ لعین
ہایت مضطر ہوا پس عمرو بن عاص سے اوس شقی نے کہا کہ عنقریب ہے کہ ہمارا اسباب کا
ین اگر تمام ہو پس اب کوئی حیلہ ایسا تجویز کر کہ جو ہم مین سے زندہ رہین اونکے تو جانین بچین
ے کہا کہ مین نے نہایت عمدہ ایک حیلہ اس دن کے لیے سوچ رکھا تھا وہ یہ ہے کہ تو جسقدر
ہمارے لشکر مین ہین اونکو نیزون کی نوکون پر رکھوا کے بلند کر اور سب فریاد کرین
درمیان صف کے کھڑا ہو کر باواز بلند کہہ کہ ایہا الناس یہ کلام خدا ہے اور مین اسکو ساتھ
لایا ہون اور جو کہ اسمین لکھا ہے مین بموجب اوسکے تمسے سلوک کرونگا پس جسوقت
دیکھینگے پھر اہل عراق کبھی تجھسے نہ لڑینگے اور علی کا کہنا پھر ہرگز خیال مین نہ لائینگے سوا اسکے
صورت جان بچنے کی نہین ہے جب اوس شقی نے یہ راے اپنی ظاہر کی سب نے
پسند کیا پس اون سب بیچارون نے سب اپنی لشکر کے قرآن اونکو نوک نیزہ پر بلند
یاد کی اور معاویہ بھی بموجب اوسکی تعلیم کے کاربند ہوا پس اشعث اور جملہ منافقین
خدمت مین آئے اور عرض کی کہ جو آپ اکثر فرماتے تھے کہ جو کتاب خدا مین ہے مین
سکے انکے ساتھ عمل مین لاؤنگا اب یہ سب وہی بات کہتے ہین حضرت نے فرمایا
ث دیکھ ہرگز انکے فریب مین نہ آ یہ سب اپنی جانین بچانے کے لیے یہ فریب
اگر تم سب نے یہ کیا تو بڑا رخنہ اسلام مین پڑ جائیگا اوس شقی نے کہا کہ استغفراللہ
ہو سکتا کہ ہم کتاب خدا کا پاس و لحاظ نکرین حضرت نے فرمایا کہ اے اشعث
صامت ہے تو مین قرآن ناطق ...

دنیا پرستون نے اون جناب [illegible]

ہوا۔ مومنین حدیث قدسی انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی دلالت
اس بات پر کرتی ہے کہ کلام خدا اور عترت اون جناب کی بمنزلہ جسم اور روح کے ہین کہ ایک دوسرے
سے جدا نہونگی تا روز قیامت اور جسطرح قرآن کے چند نام ہین مثل اسکے کہ فرقان بھی کہتے ہین
اسیطرح کلام ناطق کے بھی چند نام ہین چنانچہ جناب امیر نے بارہا فرمایا کہ انا فاروق الاعظم
جیسا کہ خدا نے وصف قرآن صامت مین فرمایا وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة
للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا اور کلام ناطق مین بھی اسیطرح ہے جیسا کہ زیارت حضرت
امیر مین وارد ہے کہ نعمة للمومنین ونقمة للکافرین اور ہر ایک ائمہ اطہار علیہم السلام بھی
اسیطرح ہین جیسا کہ خون جناب سید الشہدا مظلوم کربلا کا درد ہے واسطے منافق کے اور دوا ہے
واسطے محب اور مومن کے مثل اسکے یہودیہ کے آنکھ پر ایک قطرہ گرا اوسکی آنکھ روشن ہو
گئی اور یزید لعین کی ران پر گرا زخم پڑگیا۔ مومنین حکایت یہودیہ کی اسطرح پر ہے کہ ایک یہو
دی تھا مدینہ منورہ مین اوسکے ایک دختر تھی نابینا اور زمین گیر دونون ہاتھ اوسکے شل اور عارضہ
جذام سے تمام بدن مین زخم پڑے ہوے وہ یہودی ایکدن اوس لڑکی کو اپنے باغ مین
چھوڑ کر کسی ضرورت کو کہین چلا گیا تھا اوس شب کو اوسکا آنا نہوا وہ لڑکی تمام شب
تنہائی پر رویا کی مومنین قربان تنہائی جناب فاطمہ صغرا کہ تمام کنبہ کے فراق مین
رویا کرتی تھین کوئی مردون مین تشفی دینے والا باقی نہ تھا القصہ وہ لڑکی تمام شب
باپ کی یاد مین رویا کی جب صبح ہوئی قسمت عند السحر بکاء الطیر یعنے صبح کو ایک
طائر کے رونے کی آواز سنی مومنین اوسکی آواز دردناک سے بیتاب ہوگئے جسطرح سے
اوسنے اپنے تئین اوس درخت کے نیچے پہونچایا جسپر وہ جانور بیٹھا روتا تھا خصوصا جناب
جانور روتا تھا اوسیقدر یہ لڑکی اوسکے ساتھ روتی تھی ناگاہ ایک قطرہ خون کا اوس

... اوسکی آنکھ ... کھل گئی یہ ابھی متحیر تھی کہ دوسرا قطرہ
اوسکی دوسری آنکھ مین گرا وہ بھی آنکھ اوسکی روشن ہو گئی کہ ایک قطرہ اوسکی ایک ہاتھ پر گرا
وہ ہاتھ بھی اچھا ہو گیا پس پہر تو جو قطرہ ٹپکتا تھا اوسکو ہاتھ مین لیکر اپنے بدن پر ملتی تھی
پس مومنین وہ سب زخم اوسکے اچھے ہو گئے اور رنگ اوسکا مثل انار کے دانے کے نکل آیا
اس درمیان مین باپ اوسکا باغ مین آیا دیکھا اوسنے کہ ایک لڑکی نہایت حسین باغ مین
پھرتی ہے اوسنے پوچھا کہ اے لڑکی مین ابنی ایک بیٹی یہان چھوڑ گیا تھا وہ کہان گئی
اوسمین تو طاقت اوٹھنے کی بھی نہ تھی اوس لڑکی نے کہا کہ اے پدر مین ہون تیری بیٹی
اوسنے پوچھا کہ پھر تو اچھی کیونکر ہوئی وہ لڑکی رونے لگی اور کہا کہ اے پدر ایک جانور
فلان درخت پر بیٹھا روتا ہی نہین معلوم کہ کس شہید مظلوم کے خون مین وہ لوٹا ہی کہ اوسکے
پرون سے خون کے قطرے جو میرے اوپر گرے اوسکی برکت سے مین اچھی ہو گئی مومنین بمجرد
اس کلام کے سننے کے اوس یہودی کو غش آگیا جب غش سے افاقہ ہوا تو اوس لڑکی کے
ساتھ اوس درخت کے نیچے آیا دیکھا کہ وہ جانور خون مین آلودہ بے اختیار رو رہا ہی اور اپنی
زبان مین نوحہ و فریاد کرتا ہے پس یہودی نے کہا کہ اے جانور تجھے قسم دیتا ہون مین اوسکی
جسنے تجھکو پیدا کیا ہی اور قسم دیتا ہون اوس مظلوم کی کہ جسکے غم مین تو نالان ہی کہ یہ کس
مظلوم کے خون مین تو ڈوبا ہوا ہے مجھے تو اوسکا نام بتا اوسنے کہا اے یہودی ہم چند جانور ظہر
کے وقت ایک درخت پر بیٹھے باہم ذکر آب و دانے کا کرتے تھے کہ ناگاہ ایک جانور خون مین
بھرا ہوا آیا اور بولا کہ وا ے ہو تمپر اے جانورو کہ تم سب سایہ مین بیٹھے ہوے ذکر آب و دانے کا
کرتے ہو اور افسوس ہے کہ تمکو یہ خبر نہین کہ فرزند رسول الثقلین یعنے امام حسین کی لاش
تپتی ہوئی زمین پر پڑی ہے اور اوس مظلوم کو اشقیاے امت نے تین دن کا بھوکھا اور
پیاسا شہید کیا اور سر کو اوسکے کاٹ کر نوک نیزے پر چڑھایا اور اہلبیت کی اوسکے ...

ہندستان ترک و دیلم نے سفید کے سر برہنہ عام کو سنتے آئی یہودی وہ [illegible] کی ہماری
اس خبر کے سننے سے سیل بکنج والم ہوئی اور شور و نوحہ کرتے ہوئے طرف صحراے کربلا کی اوڑے
جب وہان پہونچے تو دیکھا ہمنے کہ وہ فخر سلیمان سر کو کٹائے ہوئے خاک اور خون مین
غلطان زمین گرم پر سوتا ہی پس ہم سبنے آپ کو اوس لاش پر گرا دیا اور نوحہ و شیون کرنے
لگے کہ ہاے اے فرزند فاطمہ اور اے پارہ جگر علی مرتضیٰ تو تین دن کا بھوکھا اور پیاسا [illegible]
ہوا پس سب جانور اوس مظلوم کے خون مین لوٹے اور ایک جانور ہر شہر کی طرف روانہ [illegible]
کہ اپنے آقا اور مولا کی شہادت کی خبر سبکو پہونچا دین یہ سُنکر وہ یہودی اپنا سینہ اور سر پیٹ [illegible]
بہت رویا اور مسلمان ہوگیا اور پانسو یہودی اور اوسکے قبیلہ کے اس معجزے کو سُنکر داخل [illegible]
ہوے اور اسیطرح مومنین خاک تربت مظلوم کربلا مومن کے لیے ہر مرض کے واسطے شفا [illegible]
اور دشمن کے حق مین درد لا دوا اور اسیطرح اوس جناب کی مصیبت پر رونے والون [illegible]
آنکھ کا آنسو مومن کے لیے وسیلہ نجات کا ہی اور دشمن کے حق مین مُشدد عذاب درکا [illegible]
حضرت خداوند عالم نے مدح کلام اللہ صامت مین فرمایا ہی کہ لا یمسہ الا المطہرون
یعنے نہ مس کرو تم اوسکو مگر با طہارت جیسا کہ معصوم بھی بلا وضو تلاوت قرآن نہین کر [illegible]
اسیطرح مومنین کلام ناطق کے بدرجۂ اولا تعظیم اور حُرمت کرنا چاہیے جیسا کہ جناب [illegible]
سے منقول ہے کہ جناب رسولخدا نام علی ابن ابیطالب کا بے وضو نہین لیتے مومنین [illegible]
زبان سے کہون کہ جس جناب کا نام حضرت رسولخدا بے وضو نہ لیتے اوسکے حق مین [illegible]
منبر کلام ناسزا کہتے تھے خدا لعنت کرے اون ملعونون پر اور حضرات بحار الانوار مین [illegible]
کہ عثمان اول خلفاے بنی امیہ سے ہی اوس شقی نے قرآن کو جمع کیا نصف [illegible]
آگ سے جلا دیا اور نصف کو پانی مین دھویا لیکن

بیت

ہمتا لی اگر کلام خدا را آب شست	چون شد پدید مست بدرد شر [illegible]

[illegible]

کے ساتھ بیحرمتی کی اور وہ یہ ہی آہ آہ مومنین مقام سر پیٹنے اور خاک اوڑانے کا ہی راوی کہتا ہی کہ مین نے دیکھا کہ سر اطہر فرزند رسول یزید کے سامنے ایک طشت طلائی مین دھرا ہوا تھا اور خود شطرنج مین مشغول تھا جب حریف پر غالب آتا تھا تو یہ شعر پڑھتا تھا ع

مضے فی غفلۃ عمری کذلک یذہب الباقی	وناولہا الا یا ایہا الساقی
ترجمہ گذری عمر میری غفلت مین اسطرح باقی عمر گذر جاویگی	گردش مین لا تو اے ساقی پیالہ کو اور مملو کر تو اوسے پیالہ کو شراب سے

اور یہ شعر پڑھکر تین پیالے شراب کے پیتا تھا - آہ آہ مومنین خدا لعنت کرے اوس بے دین پر کہ درد اوسکے جس لگن مین سر اقدس رکھا ہوا تھا اوسمین ڈالتا تھا حضرات یہ وہ سر اطہر ہے کہ جسکو جناب رسول خدا اپنے سینہ سے لگاتے تھے اور جانور تک اس سر اقدس کی تعظیم کرتے تھے جیسا کہ منقول ہے کہ ملازمان یزید نے ایک جانور کو سکھایا تھا کہ روز جشن اوس جانور کو بھی لاتے تھے اور ایک طشت مین گلاب اور ایک مین مشک اور عنبر بھر کر دہرتے تھے جب یزید پلید اوس جانور کو آواز دیتا تھا تو وہ پہلے گلاب مین غوطہ مار کے مشک اور عنبر مین لوٹتا تھا پھر جب دوسری آواز دیتا تھا تو وہ جانور سر یزید پر جا کے اوڑتا تھا اور وہ گلاب اور مشک و عنبر اوسکے اوپر چھڑکتا تھا اوسوقت وہ لعین فخریہ سب سے کہتا تھا کہ دیکھو مین ایسا تھا امام ہون کہ جانور تک میری اطاعت کرتے ہین پس حسب معمول اوس جانور کو بھی اوس جشن مین لائے کہ جو سر امام اور اہلبیت علیہم السلام کے آنے کی خوشی مین کیا تھا اور لا کے سامنے کھڑے ہوئے کہ ناگاہ مومنین شمر لعین سر اطہر امام انام کو لیے ہوئے قریب تخت یزید پلید کے آیا اور اوس سر اقدس کو نذر دیکر بولا کہ اے یزید بھر دے میرے اسپ کو نقرہ اور طلا سے کہ تیری خوشی کے لیے قتل کیا اوس شقی نے اوس شخص کو جو بہترین خلق تھا ماں اور باپ کی

[illegible] حضرات اوس شقی ازلی نے اوس سر اقدس کو ایک طشت طلائی مین تخت کے نیچے [illegible]

رکھتا تھا اور کہتا تھا کہ کیا خوب لب و دندان تمہارے تھے یا حسین آہ آہ مومنین یہ لب و دندان
تھے کہ جنکو جناب رسولخدا مانند نیشکر کے چوستے تھے بعد اوسکے مومنین اپنی شان و شوکت دکھانے
کے لیے اوس جانور کو آواز دی پس وہ جانور اپنے مقام سے اوڑا اور اوس گلاب مین
غوطہ مارا پھر مشک و عنبر مین لوٹا پس پھر یزید نے دوسری آواز دی مگر وہ جانور اپنی جگہ سے
نہ ہلا اور بار بار مظلوم کربلا کے سر کیطرف دیکھتا تھا کہ پھر اوس بھیانے آواز دی پس وہ
جانور اوڑا لیکن مومنین یزید کیطرف تو نگیا سر اقدس مظلوم کربلا کیطرف آیا اور گرد اوس
سر خون آلودہ کے پھرتا تھا اور مشک و عنبر چھڑکتا تھا اور اپنی زبان مین نوحہ و شور کرتا
رہتا تھا آخر بیتاب ہو کر سر اطہر پر گر پڑا پھر تھوڑی دیر کے بعد اوڑ کے دیوار پر بیٹھا پھر
وہان سے نوحہ و شور کرتا ہوا طرف صحرا کے اوڑ گیا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس بارہوین مین بیان خروج خوارج اور ذکر حرب نہروان کا

جرمم آنجا که لنگر انداز ند	گردش از چرخ اخضر اندازد
بحر عصیانم از بجوش آید	شور در ہفت کشور اندازد
آسمان از گناه من ہر روز	طرح سد سکندر اندازد
با چنین جرم خوشدلم که خدا	کار محشر بحیدر اندازد
بسر انگشت قدرت الٰہی	بیخ کفر از زمین بر اندازد
آنکه بیجکش از کند پرواز	جبرئیل امین پر اندازد
گر مزین بنام او نشود	خویش را سکه از زر اندازد
چون کشد شعله برق شمشیرش	رعشه بر مہر خاور اندازد
یا علی تیغ تست آنکه بدہر	ہر که گردن کشد سر اندازد

[illegible]	[illegible] خیبر اندازد
میرسد قدرت ترا گر لوۓ	طرح افلاک دیگر اندازد
از نہیب تو در صف ہیجا	تیغ فولاد جوہر اندازد
پیشتر زانکہ باب دشمن تو	نطفہ در بطن مادر اندازد
آسمان طالعش کند جوزا	تا کہ تیغش دو پیکر اندازد
سر حق آگہا ملک خدما	حق عدوۓ ترا بر اندازد
شکوۂ ہشت خصلتی کہ زبان	بجنابت سخن در اندازد
فلک سفلہ الفداۓ تو من	دست رد بر ہنر در اندازد
رنج تجرید بر مسیح نہد	جل زر بفت بر خر اندازد
ہما مشت استخوان بخشد	بمگس شہد و شکر اندازد
حکم کن تا سپہر برگردد	با قضا طرح دیگر اندازد

نا چاہیے کہ جب طلیق بن معاویہ زندلق نے بتعلیم عمرو بن عاص ابلیس قران سب
کے جمع کر کے نیزون مین بند ہوا کر بلند کرواۓ اور پناہ چاہی اور اوس فکر کے
اک تفرقہ عظیم لشکر جناب امیر علیہ السلام مین واقع ہوا اور آخر کار بحکم حکمین مصالحہ
یا اور موسی اشعری اور عمرو بن عاص مکار حکمین قرار پاۓ اور حضرت نے بجبر و قہر
ر مکروہ کو گوارا کیا پس اول موسی اشعری منبر پر گۓ کہ یہ جناب امیر کی جانب سے مصلح
ۓ تھے انگشتری کو اپنی اونگلی سے نکال کر کہا کہ ایہا الناس مین نے جناب امیرؑ کو
فت سے خارج کیا کہ جس طرح سے یہ انگشتری اونگلی سے نکال دی یہ کہکر منبر سے اوتر آۓ
عمرو بن عاص مکار منبر پر گیا اور ایک اونگلی مین انگشتری کو پہنکر کہا کہ حضرات
[illegible]

[illegible]

قبلہ دین اور ہادی شرع متین سے نقض بیعت کرکے اک بت پرست لعین سے جا

ملی خداوند عالم اون بیحیاؤن پر لعنت کرے اور ہمیشہ عذاب شدید مین گرفتار رکھے

جہانا جفا و ستم تا بچند	دہی تا یکے زہر بر جاے قند
چہ کارے تو تخمے کہ خواہی درود	ازین کشتن و زین درودن چہ سود
یکے را بنانے دہی احتیاج	یکے را دہی مسند و تخت و تاج
یکے را رسانی بچرخ برین	یکے را دہی جا بزیر زمین
بجان پروری ظالمے بدگہر	کہ در خون کشی خسرو دادگر

مومنین خوارج اوس جماعت کو کہتے ہین کہ جس جماعت نے اول حضرت سے بیعت

صفین مین حضرت کے ساتھ شریک محاربہ رہے اور بعد اوسکے حضرت پر خروج کیا

کی بیعت توڑکر عمرو عاص اور معاویہ پلید سے جاکے ملے اور حضرت کے سب سیلے کر

اور کہتے علی ابن ابیطالبؑ نے صلحنامہ سے خطاب امیر المومنین نکالڈالا حکمین

معاذ اللہ مرتد ہوگئے اور وہ جناب اون سبکو نصیحت کرتے تھے مگر اونکے دلون

تھے آخرکار نوبت قتال و جدال کی پہونچی پس وہ جماعت نہروان مین ضرب شمشیر

سے داخل سقر ہوے اور اس طایفے کو مارقین کہتے ہین اسلیے کہ مارق کے

کے ہین اور مہتر اور سردار خوارج کا عبد اللہ وہب تمیمی اور حرقوص بن زہیر

ذو الثدیہ بھی کہتے تھے اور عبد اللہ بن کوا اور شبث بن ربعی تمیمی تھا اور

اپنا عبد اللہ بن کواے لشکری کو قرار دیا اور باہم یہ عہد کیا کہ جب علی

تو امر خلافت شوری پر منحصر کیا جاے جب حضرت اون ملاعنہ کے قصد سے

[illegible] کے بھیجا کہ تم جاکے اونکو نصیحت کرو وہ سب

حرفیتی
یعنی

ب نصیحت فرمائی پس ایک گروہ نے ہدایت قبول کی اور وہ حضرت کے ہمراہ ہو
ت نے وہان سے طرف کوفے کے مراجعت کی اور وہ سب بیدین نہروان کی طرف روانہ
ے اور کتاب بحار الانوار مین مبرد سے روایت کی ہے کہ جب خوارج نہروان مین پہونچے
شرح انحال قبیحہ اونکی یہ ہے کہ ایک مرد مسلمان اور ایک نصرانی سے ملاقی ہوے
سلمان کو تو کافر سمجھکے قتل کیا اور نصرانی کو زندہ چھوڑ دیا اور وصیت کی کہ تو دین عیسی پر
رہنا اور عبداللہ بن حباب کو دیکھا کہ وہ اپنی گردن مین قرآن حمائل کیے ہوے
و الاغ پر سوار تھا اور زوجہ کو بھی اپنے ساتھ سوار کیے ہوے تھا اوس سے کہا کہ یہ
تیری گردن مین حمائل ہے اسکا حکم ہے کہ ہم تجھکو قتل کرین یہ کہکر اوس بیگناہ کو قتل کیا
ور اوسکی زوجہ حاملہ تھی اوسکا شکم چاک کرکے بچے کو نکالا اور زمین پر دے مارا مومنین
تاب بحار الانوار مین لکھا ہے کہ جب حضرت امیر قتل عبداللہ سے مطلع ہوے پس واسطے
فع اوس گروہ ملاعنہ کے تشریف لیگئے اور اوس گروہ بیدین سے دوچار ہوے تو حضرت نے
وچھا کہ قاتل عبداللہ کون ہے سب خوارج نے بالاتفاق جواب دیا کہ ہم ہین اوسوقت حضرت
ارشاد کیا گروہ جداگانہ بیان کرو کہ قاتل کون ہے پس فرقہ فرقہ جداگانہ باواز بلند پکارا
قاتل عبداللہ ہم ہین اوسوقت حضرت نے فرمایا کہ قسم ہے خدائے عزوجل کی کہ اگر تمام
ل جہان اقرار قتل عبداللہ کا کرین اور مجھکو قدرت اونکی قتل کی حاصل ہو تو مین سبکو
قتل کرون مومنین یہ مقام غور اور تامل کا ہے کہ حضرت ایک اپنے محب کے قتل سے کسقدر دل
تنگ ہوے تھے کہ فرمایا اگر تمام عالم اقرار قتل عبداللہ کا کرتا اور مجھے اونکی قتل پر قدرت ہوتی تو
قتل کرتا آہ آہ مومنین کیا صدمہ ہوا ہوگا اون جناب کو روز عاشورہ کہ اٹھارہ جوانان رعنا کہ
... جناب کی اولاد و اقارب سے قتل ہوے اور قربان صبر مظلوم

حضرات عبداللہ بن جناب فقط ایک مومن موحد تھا نہ عزیز مگر اوسکے خون کا عوض

امیر نے ایک جماعت کثیر سے لیا ایسا غم اوسکے قتل کا اون جناب کو ہوا تھا اور ا

عبداللہ بن حسن کو اشقیا نے مظلوم کربلا کے آغوش مین قتل کیا اور جناب عبدا

شیرخوار اوس جناب کو حرملہ بن کاہل نے تیر سے قتل کیا اور وہ بچہ حضرت کے ہاتھ

شراب کوثر راہی جنت ہوا مگر حضرت نے اُف تک نہ کی القصہ مومنین بالاتفاق جملہ

لکھا ہی کہ جب جناب امیر احوال اعمال قبائح خوارج سے مطلع ہوے پس حضرت

بن مرہ عبدی کو واسطے خبرگیری کے طرف خوارج کے روانہ فرمایا کہ حقیقت حال کو

دریافت کرکے عرض ہمارا مین پہونچاوے صاحب روضۃ الاحباب کہتے ہین کہ

حارث وہان پہونچے اوس جماعت نے اونکو بھی قتل کیا یہ خبر اون جناب کو پہونچی

تو سلاے لشکر ظفر پیکر نے عرض کی کہ اے مولا اس حالت مین صبر و تحمل کرنا اور انکی

تنبیہ سے ہاتھ کھینچنا اور واسطے دفع معاویہ اور شامیون کے نہ مشغول ہونا مصلح

دور ہی اور اس قسم کے بہت سے کلام اصحاب نے کئے پس اصحاب کی اس راے

درمیان حضرت جبروت کی بھی راے عالم آراے اس امر پر قرار پائی کہ واسطے استیصا

طرف نہروان کے چلنا چاہیے مومنین بحار الانوار اور فصول المہمہ اور تاریخ ابن

کوفی مین علاوہ انکے اور دوسری کتابون معتبرہ مین لکھا ہی کہ جب شاہ ولایت

لشکر خوارج کے پہونچے یعنے خوارج سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر اوسوقت عبداللہ

اور ابو ایوب انصاری کو بھیجا کہ تم جاکے خوارج کو نصیحت کرو شاید یہ گروہ گمراہ ہدایت

وہ دونون بزرگوار تشریف لیگئے اور بہت نصیحت مشفقانہ کی مگر مفید نہوئی پس جنا

شاہ ولایت براے اتمام حجت خود بنفس نفیس تشریف لیگئے

... دن جنگ آرائی ہوئے ...

خوارج زیکسو گشتند صف	سپاه شہ دین ز دیگر طرف
دو لشکر نگویم دو دریاے خون	ز بسیاری فوج انجم فزون
نہ پوینده را بر زمین پاے بود	نہ پرنده را در ہوا جاے بود
دران ہین صحراے گردون شکوه	حصاری شده از فوج و لشکر چو کوه
عجب ور است ... آن حصار	ز پولاد بر بستہ پرده غبار

...ی کہتا ہی کہ اول جس شخص نے سپاه خوارج سے تلوار غلاف سے نکالی عروه بن ادیہ تھا
نہروان سے جو نو آدمی جان سلامت لیگئے اونمین سے ایک یہ بھی تھا اور زمانہ خلافت
معاویہ مین زنده رہا جب معاویہ داخل بصره ہوا پس ایک دن زیاد نے عروه سے سوال
کیا کہ کیا کہتا ہی تو حق علی مین وه شقی ازلی بولا کہ ابتداے خلافت مین حق پر تھے مگر
بعد تحکیم حکمین پر راضی ہوے میل اونکا طرف کفر کے ہوگیا یہ سنکر زیاد نے معاویہ سے
حال کیا عروه نے اوسکو بہت گالیان دین پس زیاد نے اپنا حال پوچھا عروه نے کہا تم
حرامزاده ہے اور دعوی کرتا ہی کہ ابو سفیان کا بیٹا ہون اور تو گنہگار خدا و رسول ہے
زیاد نے یہ سنکر اوسکے قتل کا حکم دیا بعد اوسکے قتل ہونے کے اوسکے غلام سے حال عروه کا
پوچھا غلام نے کہا کہ مختصر حال اوسکا یہ ہی کہ جبتک وه زنده رہا کبھی دن کو مین نے اوسکو
کھانا نہین کھلایا یعنے صایم الدوام تھا اور شب کو کبھی اوسکے لیے فرش خواب نہین بچھایا
تمام شب عبادت کرتا تھا مومنین سنا آپنے یہ حکایت عروه بن ادیہ لعین کی دلیل
ہے اس بات پر کہ رضاے خدا اور بہره یاب ہونا فیوض ربانی سے منحصر زیادتی صیام و

اور دنیا مین محبت آل کا یہ صلہ ملا کہ جملہ شیخ وشاب اور بزرگان دین کے جانب سے
خطاب بابی انتم وامی کا ہوا تفصیل اس حکایت کی یہ ہی کہ روایت معتبر
ہے کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام نے منزل شراف سے کوچ فرمایا تو اثنائے
قریب ظہر کے حضرت کے ہمراہیون مین سے ایک شخص نے صدائے تکبیر بلند کی حضرت
تکبیر سُنکر فرمایا کہ بیشک خداوند عالم بزرگ تر ہی تمام عالم سے مگر اے شخص اسوقت
تیری تکبیر کا کیا ہی اوسنے عرض کی کہ یا مولا اس خادم کو سامنے سے درخت خرما نظر آئے
کہ وہ علامت آبادی کی ہے اصحاب نے یہ سُنکر عرض کی کہ یا حضرت اکثر ادہر
گذر ہوا مگر ہمنے درخت خرمے کے اس راہ مین نہین دیکھے حضرت نے ارشاد فرمایا
تم بہی غور سے دیکھو جب اصحاب نے اوسطرف نظر کی تو دیکھکر کہنے لگے کہ یا مولا
ہوتا ہے کہ کچھ سوار اسطرف آتے ہین اونکے نیزون کی نوکین بلکہ گھوڑون کے کان
دیتے ہین اون جناب نے اونکے قول کی تصدیق کی اور فرمایا کہ قسم بخدا
بہی یہی معلوم ہوتا ہی لیکن کوئی جگہ اس مقام پر ایسی نہین نظر آتی ہی کہ
جائے امن قرار دین اصحاب نے عرض کی یہ جو سامنے سنگریزون کی بلندی
اگر قبل اونکے پہونچنے کے ہم وہان پہونچ جائین تو البتہ ہم اونسے باطمینان
ہین پس حضرت نے اوس پہاڑی کیطرف توجہ فرمائی کہ اس اثنا مین پیشرو
نظر آنے لگے پس حضرت نے شاہ راہ کو چھوڑ دیا اور دوسری راہ اختیار کی
اونکے پہونچنے کی حضرت نزدیک پہاڑی کے پہونچ گئے پس جب حضرت اوس
اہل حرم نصب کر چکے اور سب اوتر چکے تو دیکھا کہ حُر مع ہزار سوارون سا

جب اون رحیم ابن رحیم کا بیتاب ہو لیا اور آنکھون مین اشک بھر آئے
ن آپ نے فرمایا کہ اے بھائی عباس یہ سب بندگان خدا پیاس سے جان بلب ہین
لہذا انکو پانی پلاؤ کہ یہ کار ثواب ہی یہ سنکر حضرت کے سب عزیز اور اقارب اور انصار
مشکین لیکر لشکر حر مین داخل ہوئے اور اون سب سوارون کو سیراب کیا جب وہ
سب سیراب ہو گئے اوسوقت جناب عباس سے فرمایا کہ اے بھائی گھوڑون کی بھی
پیاس کی شدت سے زبانین منھ سے نکلی ہوئی ہین ان بے زبانون کو بھی پانی پلا دو
مومنین راویون نے اس مقام پر لکھا ہی کہ جب جناب عباس نے یہ ارشاد اپنے بھائی کا
سنا تو حضرت کیخدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی یا مولا اس غلام کو حضور کے حکم مین
کچھ عذر نہین ہے مگر مین نے سنا ہی کہ اس منزل مین پانی کم ہے اور حضور کے ہمراہ چھوٹے چھوٹے
بچے ہین اسکا مجھے خیال ہے جب حضرت نے یہ سنا فرمایا کہ اے بھائی میرے بچون کا خدا
حافظ ہے تم ان بے زبانون کو بھی پانی پلا دو آہ آہ مومنین ایسے مولا پر اشقیا نے کربلا مین پانی
بند کیا کہ جسکو حیوانون کا پیاسا رہنا بھی گوارا نہوا ہرچند وہ مظلوم اوس عالم بیکسی مین ایک ایک سے
کہتا تھا کہ اے قوم مین تمہارے نبی کا نواسا ہون ایک جام پانی کا مجھے پلا دو کہ سوز تشنگی سے
جگر کباب ہو رہا ہے مگر مومنین وہ ملعون عوض مین جواب اور پانی دینے کے تیر اوس
مظلوم کو مارتے تھے الحاصل جناب عباس نے سب گھوڑون کو بھی پانی سے سیراب کیا
جب گھوڑے بھی پانی سے سیراب ہو چکے تو حضرت نے فرمایا کہ اے حر آیا تو میری نصرت
کو آیا ہی حر نے عرض کی یا ابن رسول اللہ مین بقصد نصرت نہین حاضر ہوا ہون بلکہ بحکم
ابن زیاد آیا ہون اوسنے حکم دیا ہے کہ جس مقام پر تجھے حضرت ملین بس توکسیطرح جانے نہ دینا
انکو اپنی ہمراہ لانا حضرت نے جب یہ سنا فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پس

اصحاب آمادہ نماز ہیں اور حُر کی ...
تو علاحدہ اپنے لشکر مین نماز پڑہیگا حُر نے عرض کی کہ اے فرزند رسول غلام کی کیا مجال ہے
کہ امام زمان کے سامنے علاحدہ نماز پڑھے بلکہ مین بھی حضرت کے ساتھ نماز پڑہونگا پس
حضرت نے دونون لشکرون کو نماز پڑہائی بعد اوسکے پھر داخل خیمہ ہوئے بعد اوسکے پھر
حضرت تشریف لائے اور عصر کی نماز پڑہائی جب نماز سے فارغ ہوئے پس لشکر حُر کیطرف
مخاطب ہوکر فرمایا کہ ایہا الناس مین خود نہین اسطرف آیا ہون بلکہ جب نامۂ و پیام تم
نے میری طلب مین گئے تب مین نے اسطرف کا قصد کیا پس اگر تم میرے آنے سے ناراض
ہو تو بیان کرو کہ مین قصد آگے بڑھنے کا نکرون یہین سے پھر جاؤن حُر نے یہ سُنکر عرض کی
مجھے اس نامۂ و پیام کی مطلق خبر نہین مجھکو ابن زیاد نے فقط یہ حکم دیا ہے کہ جہان تجھسے
حسین سے ملاقات ہو تو اونکو کسی طرف جانے نہ دینا میرے پاس لانا حضرت نے جب یہ
ابن زیاد کی سُنی تو فرمایا کہ فرزند شیر خدا سے کب ہو سکتا ہی کہ تیرے ساتھ قید ہو کر اوس
شقی کے پاس چلے اس ذلت کی جانے سے مرنا بہتر ہے بعد اوسکے اپنے رفقا سے فرمایا
سوار ہو اور چلو پس جناب عباس نے سب اہلبیت کو اونٹون پر سوار کیا اور سب عزیز
رفقا بھی گھورون پر سوار ہوئے اور حضرت بھی زیب بخش پشت ذوالجناح ہوئے
کہ گھوڑا بڑہائین پس حُر نے حضرت کے گھوڑے کی باگ پر ہاتھ ڈالدیا حضرت نے یہ دیکھ
کہ اے حُر مان تیری تیرے ماتم مین بیٹھے کیا ارادہ تیرا ہے بومنین حُر نے جب اپنی مان
حضرت کی زبان مبارک سے سُنا فرط غصہ سے کانپنے لگا اور عرض کی کہ یا حضرت اگر اور کوئی
مان ذکر اسطرح زبان پر لاتا تو مین بھی اوسکی مان کا ذکر اسطرح سے کرتا۔ ولکن واللہ
من ذکر امک من سبیل الا باحسن ما نقدر علیہ لیکن ذکر آپکی والدہ ماجدہ کا کہ وہ مخدومۂ
ہین سوائے مدح و ثنا کے اور درود کے اور کسطرح نہین لے سکتا یہ سُنکر حضرت نے فرمایا کہ

حضرت نے فرمایا کہ اے حر بخدا اے عز و جل مین تیرے ساتھ ابن زیاد کے پاس
...نگا آخرکار جب حر مجبور ہوا تو عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ اگر یہ امر آپکو نہین منظور ہے
ایسی راہ اختیار کرین کہ نہ وہ کوفی کو جاتی ہو اور نہ مدینہ کو راوی کہتا ہے کہ حضرت نے
...کو حر کے قبول فرمایا پس حضرت نے قادسیہ سے جانب یسار میل فرمایا اور حر بھی
...ہمراہ ہوا الغرض حضرت تیسری محرم کو داخل کربلا ہوے اور بعد اوسکے کوفی سے
...فوج آنے لگی پس پھر تو عمر سعد لعین بھی آیا اور حضرت زغۂ اعدا مین گھر گیے اور
...تاریخ سے پانی بھی اوس جناب پر بند ہوگیا آہ آہ مومنین صبح عاشور تو قیامت
...لشکر اعدا مین صف بندی ہوئی اور کسی نے حرمت آل رسول خدا کی رعایت نہ کی
...فرزند رسول کے کمر باندھی مگر حر یہ دیکھکر عمر سعد بدنہاد کے پاس آیا اور کہا کہ اے
...کیا تو فرزند رسول کو قتل کریگا اوس شقی نے کہا کہ ای واللہ پس حر یہ سنکر اپنے مقام پر
...مگر مومنین حر شدت غضب اور خوف نار سے مانند بید کے کانپتا تھا مہاجر بن اوس
...کہا کہ اے حر تو حسین سے لڑنے جاتا ہے حر نے جواب نہ دیا پھر اوسنے کہا کہ اے حر مین
...شجاعان کوفہ سے جانتا تھا مگر آج تیرا کیا حال ہے بلکہ حر نے کہا کہ اے مہاجر جو تو سمجھا ہے
...نہین کہ خوف جان سے میرا یہ حال ہے بلکہ مین تولتا ہون اپنے نفس کو نار اور جنت
...مہاجر اسوقت نار اور جنت دونون پیش نظر ہین اگر ابن زیاد کی اطاعت کرتا ہون تو
...سقر مین جلونگا اور جو امام حسین علیہ السلام کی نصرت کرون تو جنت مین عیش کرونگا
...اختار علی الجنۃ شیئا نہ اختیار کرونگا اور جنت کے کوئی شے یہ کہکر جانب
...کربلا گھوڑا اپنا جولان کیا اور جب قریب پہونچا گھوڑے سے کود پڑا اور ہاتھون کو اپنے
... جب حر کو ... اپنی طرف آتے دیکھا

روتا ہوا دوڑا اور حضرت کے قدم مبارک پر آپکو گرا دیا مظلوم کربلا نے او
سینہ سے لگالیا پس حُر نے عرض کی کہ اے مولا میرے خطا معاف کیجئے
غلام آپکا اگر پیشتر جانتا کہ یہ اشقیا آپکے قتل کے درپے ہین تو ہرگز آپکو ادہر نہ
اب اس غلام کی خطا معاف ہو اور میدان کی اجازت ملے حضرت نے فرمایا کہ اے
جسوقت تو نے ادہر آنے کا قصد کیا تھا اوسیوقت خداوند عالم نے تیرا گناہ بخشدیا
مین نے بھی مگر اے حُر تو اب میرا مہمان ہے کیونکر تجھے مرنے کی اجازت دون لیکن
حسین تجھسے نہایت محجوب ہی کیا تیری دعوت کرے اے بھائی تجھے تو میرا حال
ہے کہ دو دن سے میرے ننھے ننھے بچے پانی کے لیے ترس رہے ہین خصوصاً میرے
فرزند علی اصغر کا تشنگی سے یہ حال ہے کہ گہوارے مین مثل مچھلی کے تڑپ رہا ہے
یہ سنکر بہت روئے اور حضرت سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور فوج شام پر حملہ
غلام حیدر کرار نے ہر طرف کوفیون اور شامیون کے سرون کا انبار کردیا اور میدان
کو لاشون سے بہر دیا یہ دیکھکر تمام فوج نے ملکر اوس شیر کو چارون طرف سے گہیر
کو اوس یکہ تاز عرصہ شجاعت کے پی کر ڈالا۔ مومنین پہر تو حُر وفادار پر نیزے پر نیزے
خنجر اور تلوار پر تلوار پڑنے لگی تمام بدن حُر کا تیغون سے چور ہو گیا آخرکار حُر نامدار
سے زمین پر گرا اور آواز دی کہ یا ابا عبد اللہ ادرکنی مومنین جب آواز حر کو مظلو
سُنے روتے ہوئے طرف مقتل کے دوڑے راوی کہتا ہے کہ جب حضرت حُر کی لاش
حُر کے بالین پر بیٹھ گئے اور حُر کے سر کو اپنے زانوے مبارک پر رکھ لیا اور فرمایا کہ
کھول کہ حسینؑ آیا ہے پس حُر نے حضرت کی آواز سُنکر آنکھین کھولدین اور اپنے سر کو
امام حسینؑ

... فی الاطفال کہو جاری ہی اور آپ قبا سے جناب سکینہ
... ہین یہ غلام چاہتا ہے کہ میرا خون نجس اوسمین نہ لگے آہ آہ مومنین یہ مقام سر پیٹنے
... اور رلانے کا ہی کیا صدمہ ہوا ہوگا روح حر پر کہ وہی قبا طہر کی وقت اوس جناب کے
... ن سے تر ہوئی اور تلوارون سے پرزے پرزے ہو گئے اور تیرون نے اور نیزون کی نوکون
... سیکڑون سوراخ ہو گئے تھے جیسا کہ راوی کہتا ہی کہ جب اسباب لوٹ کا یزید کے سامنے کہولا
... ایک جامہ اوسنے دیکہا کہ تمام پرزے پرزے ہی اور سیکڑون سوراخ اوسمین پڑے ہین یزید پلید
... نے پوچہا کہ یہ جامہ کسکا ہی اوسنے کہا کہ یہ جامہ حسین کا ہی وہ شقی بولا کہ ابہی پہنے جلدے تر
... دعوی امامت کا کرتے تھے یہ سنکے شمر بیحیا نے کہا کہ اے امیر واللہ جب امام حسینؑ اس
... پہنکر میدان مین آئے تھے تو کہین پہٹا نہ تہا یہ سب خنجر اور تلوارون سے پرزے پرزے
... اور یہ سوراخ سب نیزون اور تیرون کے ہین الغرض جب مظلوم کربلا نے حر سے یہ سنا
... رونے لگے اور فرمایا کہ اے مہمان میرے تجہے تو یہ خیال ہے مگر اے بہائی جب مین اپنے
... جوان کی لاش اوٹھاونگا تو یہی قبا اوسکے خون مین سب تر ہو جائیگی اور جب میرے
... نے فرزند کی گردن میرے ہاتہون پر تیر سے زخمی ہوگی اوسکے لہو سے بہرے گی علاوہ اسکی
... ی قبا کو اشقیا تلوارون سے پرزے پرزے کرینگے یہ فرماکر حضرت نے رومال جناب فاطمہ
... کے گلوے مبارک مین بندہا تہا کہولکر حر کے گلے کے زخم پر باندہ دیا بس خون بند ہو گیا
... وقت اپنے مولا کی دیکہکر مسکراتا ہوا جنت کو روانہ ہوا القصہ مومنین جب جناب امام
... ہی کر چلے تو علم ہدایت پرچم کو ابو ایوب انصاری کی تفویض کیا اور فرمایا
... دونون لشکر کے کہڑا ہوا اور باواز بلند سیاہ خوا ...

سے سرزد ہوئی اوس عقیدہ

کماص کا اوس سے سرزد ہوئی پس سیاہ خوارج مین تفرقہ

جگہ حسب ارشاد سید الوصیین ابو ایوب نے یہ ندا دی پس سیاہ خوارج مین تفرق

بعضے تو علم کے نیچے چلے آئے اور بہت آدمی کوفے کو راہی ہوے اور بہت سے مداین

نے فقط چار ہزار خوارج عبد اللہ وہب راسبی کے ساتھ رہگئے اوسوقت جناب امیر

لشکر سے فرمایا کہ تم سب ابھی خاموش کھڑے رہو کوئی شخص ادہر سے مبادرت نکرے

جب خوارج نے دیکھا کہ کوئی اودہر سے نہین نکلتا انبزعم ناقص مین سمجھے کہ یہ

سے خائف ہین پس ایک مرتبہ چارون ہزار خوارج نے قلب لشکر امیر خیبر گیر پر حملہ کیا

لشکر اسلام نے درمیان جگہ دیکر چہار طرف سے اونکو گہیر لیا اور ایک ایک کو بضرب شمشیر

دار البوار کے بہیجنا شروع کیا مومنین ایک شخص خوارج سے اخنس نامی کہ صفین مین

رکاب جناب امیر المومنین کے تہا اور حضرت کی جانب سے میدان رزم مین خوب لڑا

شجاعت مین اوسکا دور دور شہرہ تہا اوسوقت حضرت کے سامنے آیا اور اپنی شجاعت

کرنے لگا حضرت نے ایک اشارہ ذو الفقار سے اوسکو فی النار کیا پس حرقوص بن

خوارج سے تہا اوسنے دیکھا کہ حضرت میدان مین تنہا کھڑے ہین یہ دیکھکر اوسنے اپنی

اس حالت کو مغتنمات سے معلوم کرکے اپنے گھوڑے کو طرف اوس شہسوار یکہ تاز عرصہ

جولان کیا جب قریب پہونچا حضرت نے ایسی ایک ضرب ذو الفقار کی اوس نابکار

ماری کہ نصف خود اور نصف سر اوسکا دہڑ سے زمین پر گرا پس بیٹا عم حرقوص کا

مالک بن نصاح تہا وہ مشتاق دوزخ حضرت کے مقابل ہوا حضرت نے اوسکو

برابر مین آیا ہی پس ہین سپرد مالک دوزخ کیا جب مالک بھی سپرد مالک فرمایا کہ

عیسیٰ خوارج تہا میدان مین آیا اور فریاد کی کہ

...تھی جس مکان میں بنا تھا وہان چلا گیا اور جناب عباس
...بزرگوار کو مکان پر لائے اور اوس زخم کے معالجہ مین مشغول ہوئے
...ن جناب عباس سعد بن مسعود کے مکان پر تشریف لیے جاتے تھے راہ مین
...جناب عباس اوسکو دیکھکر فرط غضب سے کانپنے لگے پس وہ عصا اوس شقی سے
...لے لیا اوس بچیا کو مارا کہ وہ ملعون اوسیوقت داخل سقر ہوا جب یہ خبر سعد بن
...اوس دیندار نے لاش کو اوس ناری کے آگ مین جلادیا۔ مومنین جناب عباس اپنے
...ے دشمن کو زندہ نہ دیکھ سکے فوراً اوسکو قتل کیا آہ آہ مومنین کہان تھے جناب امام
...ر اپنے اوس عاشق بھائی کے قاتل کو سزا دیتے اور کیا حال ہوتا اون جناب کا جو
...کو دونون ہاتھ کٹے ہوے خاک و خون مین آلودہ نہر کے کنارے مانند شیر کے لوٹتے ہو۔

سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس چوتھی مین بیان اون ظلم و ستم کا جو کہ جعدہ ملعونہ کے ہاتھ اون جناب پر گذرے اور ذکر زہر دینا اوس ملعونہ کا اونجناب کا

مومنین معاویہ لعین نے جب اوس میزبان مہمان کے قتل ہونے کا حال سنا چندروز سکوت
اختیار کیا بعد چند روز کے پھر فرزند حیدر کرار کے قتل کا درپے ہوا پس ایک شیشہ زہر ہلاہل
کا مروان علیہ اللعن کے پاس بھیجا کہ وہ شقی حاکم مدینہ تھا اور لکھا کہ جعدہ بنت اشعث کہ
امام حسن کے ازواج مین سے ہے اوسکے ذریعہ سے تھوڑا زہر امام حسن کا فرزند زہرا کو دے
وہ ملعون اس فکر مین پڑا ایکدن الیسونیہ نامی ایک عورت کہ زنان مدینہ مین بڑی
...اور مکارہ تھی اوسکے مکان پر آئی مروان نے پوچھا کہ اے الیسونیہ تو جناب امام حسن کے مکان
...کبھی جاتی ہے ...

ایک مدت سے ... کر ...
عقد کر لیگا اور تو ہمیشہ بعیش و عشرت رہیگی الغرض الیسونیہ گئی اور جعدہ ملعونہ کو ...
اوس امام مظلوم کے قتل پر آمادہ اور راضی کیا پس مروان علیہ اللعن نے وہ زہر اوس ...
کے پاس بھیجا پس جب شب بست و ہفتم ماہ صفر کی آئی پس وہ ملعونہ اوس شیشہ سے ...
زہر لیکر آخر شب کو جس حجرہ میں وہ جناب سوتے تھے وہاں آئی اور حضرت کے بالائے سر طاق میں ...
کوزہ پانی سے بھرا ہوا سر بمہر رکھا ہوا تھا پس اوس زہر کو کپڑے پر رکھکر او ...
اور وہ زہر اوس کوزے کے پانی میں گرا پس جب اوس شقیہ نے دیکھا کہ مطلب ...
حاصل ہوا پس اپنے مکان کو پلٹ گئی اور منتظر اس بات کی ہوئی کہ دیکھوں کیا فریاد ...
... ہوتی ہے مومنین چونکہ قبل اسکے کئی مرتبہ اشقیا نے اون جناب کو زہر دیا ...
... حرارت کیوجہ سے حضرت پر پیاس کا غلبہ رہتا تھا سو جسے حضرت ایک کوزہ ...
... سر طاق میں رکھوا لیا کرتے تھے جب حضرت کی آنکھ بوجہ تشنگی کے کھل جاتی ...
اوس کوزے سے قدرے پانی نوش فرماتے تھے آہ آہ مومنین اوس شب کو بھی حضرت ...
... نے جو غلبہ کیا پس اوسکو اوٹھا کر پانی نوش فرمایا بمجرد پانی پینے کے ایک آہ سرد دل ...
کھینچی اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون آہ آہ یہ کیسا پانی تھا کہ بمجرد پینے کے میرے جگر کے ...

چہ آب بود کزو تا گلو نمودم تر — گلوے خشک مرا پارہ کرد تا بجگر
چہ آب بود کہ آتش بہ پیکرم انداخت — چہ آب بود کہ از یک دو قطرہ کارم ساخت
چہ آب بود کہ افروخت شعلہ بر جانم — چہ آب بود کہ شد برق بر گلستانم

یہ فرما کر حضرت نے ایسی ایک فریاد کی کہ جسکی صدا سے سب اہلبیت خواب سے چونک پڑے ...
کی بہنیں بیٹیاں سب آ کے حضرت کے گرد جمع ہوئیں اور فریاد کرنے لگیں خصوصاً جناب ...

[illegible] بزرگوار کے غم مین [illegible] اضطراری کی بیماری کا اثر ہوئی تھی کہ دوسرے غم [illegible]
کیا پس جب حضرت زینب کے رونے کی آواز اون جناب کے گوش مبارک مین پہونچی حضرت نے
سر اوٹھا کر فرمایا کہ اے بہن میرے بھائی حسین کو جلد بلاؤ پس جناب زینب نے آدمی بھیجکر
جناب امام حسین کو بلا بھیجا اون جناب نے جب حال اپنے برادر بزرگوار کا سنا پا برہنہ گریہ
اور وا اخاہ وا اخاہ کے نعرے مارتے ہوے دوڑے - مومنین غمخواری مظلوم کربلا حاصل
کیجئے کہ جو بھائی یا بہن کسی رنج و مصیبت مین اوس جناب کو یاد کرتا تھا مظلوم کربلا
پہونچتے تھے لیکن روز عاشورہ بعد ظہر وہ جناب یکہ و تنہا زخموں سے چور چور خیمہ کے
سامنے کھڑے ہوئے فریاد کرتے تھے اور کوئی اوس جناب کی مدد کو نہ پہونچتا تھا مگر زہرا
البتہ اوس مظلوم کے قلب کو تسلی دینے کے لیے آتے تھے الغرض جب وہ جناب اپنے
[illegible] کی خدمت مین آئے اور اپنے بھائی کو مثل ماہی بے آب کے بستر خواب پر تڑپتے دیکھا بیتاب
ہو کر دوڑ کر اپنے بھائی سے لپٹ گئے اور عرض کی کہ اے بھائی یہ کیا حال ہے حضرت نے
مظلوم کربلا کے سینہ سے لگا کر فرمایا کہ اے برادر ابھی مین نے اپنے نانا جناب رسولخدا اور اپنے
[illegible] علی مرتضی اور اپنی والدہ فاطمہ زہرا کو خواب مین دیکھا کہ بہشت مین خوش رفتار ہین مجھے بلا
[illegible] نے فرمایا کہ اے فرزند میرے تو نے اشقیاے امت کے ہاتھ سے بڑے ظلم دیکھے اب غم نہ کھا کل
تو میرے پاس ہوگا پس اے بھائی یہ خواب دیکھکر میری آنکھ کھل گئی پیاس کا مجھ پر غلبہ
[illegible] نے کوزہ اوٹھا کر پانی پیا اے بھائی بمجرد پانی پینے کے میرے جگر کے ٹکڑے ہوگئے
وہ جناب درد جگر سے مثل ماہی بے آب کے تڑپنے لگے - **ابیات**

[illegible] ز سوز جگر می نشست بر زانو — گہے بخاک چو ماہی فتادہ بر پہلو
[illegible] چو طفل بآغوش خواہران میرفت — گہے ز درد بدوش برادران میرفت

...ے زرد چو عقرب ... مار گزم خروش ...

آہ آہ مومنین قربان شیعون کی مظلومی اور غربت امام رضا ؑ غریب پر راوی کہتا ہے کہ
جب ماموں رشید نے جناب امام رضائے غریب کو زہر دیا تو وہ مظلوم یکہ و تنہا کبھی تو
زمین پر مثل ماہی آب کے تڑپتے تھے اور کبھی دیوار سے پشت لگا کر بیٹھتے تھے اور خون جگر
لختے اور جگر کے ٹکڑے منھ سے اوگلتے تھے نہ بہنین اون جناب کی تھین کہ سر اپنے بھائی کا زانو
پر دہرتیں نہ بھائی وہان تھا کہ جو اون جناب کو اپنی آغوش مین لیکر بٹھاتا نہ بیٹیان تھین
جو اس مظلوم کی خدمت کرتیں نہ فرزند آپکے جناب امام محمد تقی علیہ السلام وہان تھے
جو اس عالم بیکسی اور غربت مین اپنے پدر بزرگوار کے کام آتے ؏

ادا ہرش کہ زینب ؑ وار	تن برادر خود را چو جان گشتہ بکار
ورد کس با درو نے	ورا ے زہر شد در زمانہ دلجو
ستار غصہ غمخوارش	نبود غیر غم بیکسی پرستارش

مین جب صبح ہوئی تو تمام جسم اطہر جناب امام حسن کا سبز ہو گیا جناب امام
اپنے برادر بزرگوار سے لپٹ گئے اور رو کر عرض کی کہ اے برادر آپکا بدن اطہر سبز
یا حضرت نے فرمایا کہ آج صداقت حدیث شب معراج کی ظاہر ہوئی اے بھائی
نے بیان فرمایا تھا کہ جب مین شب معراج داخل بہشت عنبر سرشت ہوا تو ایک طرف
کہ دو مکان نہایت عمدہ اور نفیس بنے ہوئے ہین ایک زمرد سبز کا اور دوسرا یاقوت
پوچھا کہ ای جبرئیل یہ مکان کسکے ہین جبرئیل ؑ نے مجھسے کہا کہ یا رسول اللہ یہ دونون
ار حسنین علیہم السلام کے ہین پہر نانا نے پوچھا کہ یہ دونون مختلف رنگ کے کیون
رنگ کیون نہین ہین جبرئیل یہ سنکر چپ ہو گئے پہر نانا نے بتکرار جبرئیل سے سبب

چسان حدیث کنم قصهٔ مصیبت شاه	حکایت الم و بیشمار
چسان بیان کنم این داستان شورانگیز	که دیده آمده زان

سنکر نانا نے فرمایا کہ اے جبرئیل تمکو قسم دیتا ہون مین اوس خداے عالم کی [illegible]
طلب اس راز نہان سے مجھے آگاہ کرو کہ اسوقت دل میرا بیتاب ہے پس جبرئیل [illegible]
رسول اللہ وہ قصر کہ سبز ہے وہ آپکے پارۂ جگر حسنؑ کا ہے اور باعث اوسکے سبز ہو [illegible]
بعد آپکی وفات کے اشقیاے امت اوس امام کو زہر سے شہید کرینگے پس تمام [illegible]
[illegible] کا زہر کی تاثیر سے سبز ہو جائیگا اور قصر سرخ یاقوت کا آپکے نور عین امام حسینؑ [illegible]
اوسکے سرخ ہونے کا سبب یہ ہے کہ اشقیاے امت اوس مظلوم کو تین دن کا بھوکا [illegible]
[illegible] گوسپند قربانی کے روز عاشورہ کربلا مین ذبح کرینگے اور ایک ہزار نو سو پچاس [illegible]
نیزے اور شمشیر اور خنجر اور پتھر کے اوس امام تشنہ کام کے تن اطہر پر لگینگے آہ آہ وہ مظلوم [illegible]
[illegible] تک اپنے خون مین ڈوب جائیگا اور بعد شہادت کے اوس مظلوم کے سر کو نوک نیزہ [illegible]
[illegible] اور اہلبیت کو اوسکے قید کرکے مثل بندیان ترک و دیلم کے سر برہنہ شہرون اور بازارون مین تشہیر [illegible]

طپان بلجۂ خون میشود تن چاکش	سنان بیداد این خود می نہد سر پاکش
[illegible] نقش زخنجر بیداد پارہ پارہ شود	فزون جراحت کاریش از ستارہ شود
دہد ز تشنہ لبی جان کنار نہر فرات	بجا لتے کہ بگرید برو جماد و نبات

[illegible] جب یہ حال پر ملال جناب امام حسنؑ نے بیان کیا اوسوقت اہلبیت نہایت [illegible]
[illegible] بپا ہوا اور مظلوم کربلا بھی اپنی مظلومی اور غربت پر بے اختیار رونے لگے پس [illegible]
[illegible] وسکو ارشاد بصبر فرمایا اور اپنے بھائی کے سر کو اپنی سینہ سے لگا کر خود بھی رونے لگے [illegible]
[illegible] اوس جناب کو ہچکی شروع ہوئی - آہ آہ مومنین کس زبان سے عرض کرون [illegible]

ٹکڑے جگر کے طشت مین گرتے تھے جب اون ٹکڑون کو چپ

آہ آہ ... دیتے تھے بس وہ جناب یہ دیکھکر فرماتے تھے کہ مین جانتا ہون کہ مجھکو زہر دیا ہے

جب ناہی ناہی ... بھی واقف ہون یہ سنکر جناب امام حسینؑ نے پوچھا کہ اے برادر کسپر آپکا گمان

زمین پر جو لایا ... اے حسینؑ تم اسلیے پوچھتے ہو تاکہ اوسے قتل کرو مظلوم کربلا نے عرض کی

پوچھتے ... اونجناب یہ سنکر جناب امام حسن نے فرمایا کہ اے قوت بازو میرے میرا اوسکا معاملہ خدا

پیر ... ہار ... پروردگار کریگا اور اسکے انتقام کے لیے وہ منتقم حقیقی بس ہے مومنین

اے جھوٹ ... معاف ... ہون کے حلم اور مروت اوس امام پر کہ اپنے قاتل کا بھی قتل اور رسوا ہونا گوارا

کا ... کرے اوس امت جفاکار پر کہ جسنے ایسے امام کو زہر سے شہید کیا۔ مومنین ایک

اور بیار ... روایت ہے کہ جناب امام حسن نے اسما کو بلا بھیجا جب وہ ملعونہ آئی تو حضرت نے خلوت مجلس

... شقیہ ملعونہ تنہا رہگئی تو حضرت نے فرمایا کہ اے محتالہ جفاکار اور اے یار بدشعار

... کی دیکھی تو نے حسن سے کہ جسکے عوض مین ایک زنا زیادہ کے لیے تو نے زہر دیا

ازچہ گشتہ جفت شیطان رجیم	ازچہ اطفال مرا کردی یتیم
بگینہ ہرگز کسے یاری کشد	ہمچو حسن یاری وفادار کشد
دارم امید از خدائی ذو المنن	کہ نیابی تو مراد خویشتن

... سنکر حضرت نے اوسے دعاے بد دی اور منھ اوسکی طرف سے پھیر لیا اور فرمایا کہ دور

... کہ دو ... مومنین کتاب سرور الشیعہ مین مرقوم ہے کہ مروان علیہ اللعن نے بعد شہادت

پوچھا کہ ... امام حسینؑ کے اوس شقیہ کو معاویہ کے پاس بھیجدیا جب اسما ملعونہ

اور ... یہ نے کہا کہ دور ہو میرے سامنے سے تو نے حسن ابن علی کے ساتھ کیا وفا کی

رنگ ... اوسکو چند آدمیون کے ہمراہ جزیرہ نیل کو

کو لیجا کر اوس جزیرہ مین ڈالدیا پھر کسیکو اوس شقیہ کا حال نہ معلوم ہوا کہ
ہوکر فی النار ہوئی۔ اور اکثر روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ معاویہ نے حکم قتل
زمین نے اوس ملعونہ کو قتل کیا۔ الغرض مومنین جب اوس جناب نے
سامنے سے ہٹا دیا پھر سب اہلبیت حضرت کے قریب جمع ہوکر اور طشت مین
دیکھکر زار زار رونے لگے مگر مومنین جناب زینب خاتون کبھی تو اون ٹکڑون کو
دیکھتی تھین اور کبھی اپنے بھائی کے سر کو اپنے سینہ سے لگا کر وا اخاہ واخاہ کے
کبھی فرماتی تھین کہ اے بھائی کاش زینب آجکے دن اندھی ہوتی کہ تمکو اس
نہ دیکھتی سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس پانچوین مین بیان وصایا اور مواعظ اون جناب کا

این چه ماتم که بنی نوحه گر است	دست اندوه علی را بسر است
این چه ماتم که دگر فاطمه را	آه جانسوز بگردون شرر است
این چه ماتم که حسین ابن علی	غمش از خلق جهان بیشتر است
غرّهٔ شهر محرم شده دور	لیک نزدیک بشهر صفر است

اے تلخکامان زہر ہلاہل نامرادی اور اے جرعہ کشان بادۂ ناشادی واسطے فضیلت
حسن کے اون جناب کی غم مین رونے کا ثواب اور فضیلت تعزیہ داری کے
کتاب امالی مین شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ
ایکدن جناب رسولخدا مسجد مین رونق افروز تھے ناگاہ جناب امام حسن مسجد مین داخل
حضرت کی نگاہ اوس نیر سپہر امامت پر پڑی فرمایا کہ آ اے فرزند میرے پس جب وہ نونہال
قریب حضرت کے آیا حضرت نے انکو زانوے مبارک پر بٹھالیا اور فرمایا کہ حسن مجھ سے

ے زمین حسن ...
فرمایا کہ اے ... اس میرے فرزند کو اشقیا زہر سے قتل کرینگے از راہ دشمنی اور عداوت
آہ آہ ... ے پس تمام ... ر ملائکہ آسمان اوسکے غم مین روینگے اور مرغان ہوا اور ماہیان در
... ہی آنکھیں ... باری ہونگے اور اے اصحاب جو شخص کہ اس میرے نور عین کے غم مین گر
پس ... روسکی اوسدن کہ جسدن تمام آنکھین روینگی اور جو قلب کہ میرے اس
جگر ... ون ہوگا پس بخدا نہ محزون ہوگا وہ قلب اوسدن کہ جسدن سب قا
... ر جو شخص کہ میرے اس فرزند کی زیارت کے لیے آئیگا نہ لغزش کرینگے روز
محشر ... صراط پر اور خدا واجب کریگا اوسکے اوپر بہشت اور تمام گناہ آئندہ اور گ
پس مومنین بکا کرو اوس امام مظلوم پر کہ جسکو اشقیاے امت نے ایک
سے زہر نہ دیا اور ظلم پر ظلم اور ستم پر ستم کیا کسی بیجانے زہر دیا کسی نے ران
ہر اور کسی کو ظاہر اور باطن نے پاے مبارک کو اوس مظلوم کی عصاے آہنی
زی دیا کتاب بحار الانوار مین جنادہ بن امیہ سے روایت ہی کہ کہا اوسنے کہ مین اوس جا
... زہر کی شدت سے بیتاب تہے خدمت اقدس مین حاضر ہوا دیکھا مینے کہ ایک طشت
سامنے رکھا ہوا تھا اوسمین وہ جناب خون کے لختے دہن مبارک سے اوگلتے تہے اور
ٹکڑے جگر کے نکلتے تہے مینے یہ دیکھکر عرض کی کہ اے مولا میرے آپ اسکا علاج کیون نہ
فرمایا کہ اے جنادہ مرگ کا کیا علاج کروں مین سنا ہی مینے اپنے نانا سے کہ اولاد علی
... ہونگے مدینہ کہ کوئی زہر سے قتل ہوگا اور کوئی تلوار اور خنجر سے پس مینے عرض کی کہ
کچھ وعظ فرمائیے پس اون جناب نے فرمایا کہ اے جنادہ مستعد رہ اپنے سفر پر اور تحصیل کر
... مرگ کے اے جنادہ تو طلب کرتا ہی دنیا کو اور مرگ تیری طلب مین ہی اے جنادہ
... اوسکے عتاب الغرض

[illegible] واعلیاه کا شور بلند کیا مومنین کلینی نے جناب امام محمد باقر ع
[illegible] سے جب زمانہ وفات کا قریب آیا پس حضرت نے اپنی بھائی جناب اباجع[illegible]
[illegible] جناب تشریف لائے تو حضرت نے فرمایا کہ اے بھائی چند وصیتیں کرتے [illegible]
[illegible] و اے بھائی ایک تو وصیت میری یہ ہے کہ جب مین اس عالم فانی سے کوچ
[illegible] رحلت کرون تو مجھکو تم اپنے ہاتھ سے غسل و کفن دینا اور نماز جنازہ پڑھنا اور
[illegible] میرے نانا کے روضہ مین لیجانا تا مین اون جناب کی مرقد منورہ کی [illegible]
[illegible] گر وہ مرقد منورہ کے بجز البقیع مین لیجاکے دفن کرنا علیہ السلام
[illegible] وقت عایشہ ملعونہ کے ہاتھ سے مجھپر گذرینگے وہ خلائق پر ظاہر ہونگے آئے
[illegible] سے لکھا ہے کہ اون جناب نے وصیت کی کہ مجھکو میرے جد کی قبر اطہر [illegible] بھائی کے
[illegible] کہ حضرت نے وصیت ظاہری یہ کی ہو واسطے ظاہر ہونے کے
[illegible] وصیت حقیقی بقیع کے دفن کی فرمائی ہو بعد اس وصیت کے حضرت
[illegible] اور عبداللہ کو طلب کیا جب وہ شاہزادے روتے ہوئے نزدیک آئے
[illegible] اپنے جگر کو سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ اے جان پدر اور اے یتیمان در[illegible]
[illegible] مظلوم پر نہایت شاق ہے لیکن قضائے الہی سے انسان کو [illegible]
[illegible] کے لیے ایک دن یہ راہ درپیش ہے اور ہر ذیحیات کا تیغ اجل سے [illegible] ہو تو مجھے
[illegible] میرے بعد میرے تم اپنے چچا مظلوم کربلا کی [illegible] جناب رسولخدا
[illegible] غمخوار اور پرستار ہو لیکن اے پیارو میرے اب تم اپنے ہاتھ کو میری ہاتھ
[illegible] دیکھنا تو اپنے سرون کو اپنے عموی نامدار کے قدم [illegible] ہاتھ کو فشار دونگا پس جناب
[illegible]

[illegible]

ای مرگ کہ اے جادہ تو | مرا ہمچو جان در تن اند
[illegible] جان نثار تو اند

ہمہ نازنیچہ ور زد دوش من اند
دم جنگ [illegible] وان حصار تو اند

[illegible]

چہ آیتن ہر دو تاب و توان بشکنم	چہ تاب و توان بلکہ جان بشکنم
چو قربان شوند این دل و جان من	برائی حسن گشت قربان من

[illegible]ہ آہ اے بھائی قربان تیری مظلومی و بیکسی کے کہ حسن علیہ السلام تو آج تیرے ہاتھ سے
غسل اور کفن پائیگا اور دفن ہوگا مگر اے بھائی تیری لاش زمین گرم کربلا پر بی غسل و
کفن تمازت آفتاب مین پڑی رہیگی یہ فرماکر وہ جناب بہت روئے بعد اوسکے اپنے عیال کو اور
بھائیون کو بھی حضرت کے سپرد کیا بعد اوسکے ایک ایک اہلبیت کو انہی حضرت نے وداع کیا اور
فرمایا کہ استودعکم اللہ واقرء علیکم السلام یعنی ای اہلبیت اور ای برادران اور خواہران مین تم
سبکو خدا کے سپرد کرتا ہون اور یہ میرا سلام آخری ہے تمہ بعد اوسکے جناب امام حسین علیہ السلام
سے فرمایا کہ اے برادر مین تمسے امید رکھتا ہون کہ اگر ان سب سے کوئی خطا بھی وقوع مین آئے
تو تم میری خاطر سے معاف کرنا اور اوسکا انتقام انسے نہ لینا یہ فرماکر منھ اپنا اونہی بھائی کے
[illegible] بعد فرمایا کہ بس اب [illegible] تمسے جدا ہوتا ہی بعد اوسکے رخ طرف بہنون اور
بھائیون کے کرکے فرمایا کہ اب تمسے بھی رخصت ہوتا ہون آہ ای مومنین جب حضرت نے یہ فرمایا
پس جناب زینب خاتون اور ام کلثوم نے اپنا منھ پیٹ لیا اوسوقت اہلبیت مین ایک قیامت
برپا ہوئی کہ آواز نالہ و شیون کی گوش کروبیان تک پہونچی۔ مومنین ابن طاؤس رحمۃ اللہ نے
اور دوسرے راویون نے روایت کی ہے کہ جب آثار وفات جناب امام حسن پر ظاہر ہوئے اور جناب
[illegible]ب سلطان کربلا نے فرمایا کہ اے برادر مین چاہتا ہون کہ جسوقت مرگ آپ پر وارد ہو تو مجھے
[illegible] حال سے اطلاع ہو جناب امام حسن نے فرمایا کہ اے برادر مینی اپنے جد جناب رسولخدا سے
سنا ہے کہ ہم اہلبیت کے تن مین جبتک روح رہیگی عقل زائل نہوگی اب تم اپنے ہاتھ کو میری ہاتھ
[illegible] جب ملک تا قبض ارواح مجھسے ملاقی ہوگا تو مین تمہارے ہاتھ کو [illegible]

سقف خانہ کے تری ایک آہ حضرت نے کھینچی اور مظلوم کربلا کے ہاتھ کو فشار دیا پس مظلوم کربلا نے اپنا
گوش مبارک اونجناب کی دہن کے پاس لیگئے پس سنا کہ وہ جناب فرماتے ہین کہ اے حسین مجکو [illegible]
مجھسے کہتے ہین ابشر فان اللہ عنک راض وجدک شافع یعنی بشارت ہو تمکو اے حسین کہ
خداوند جلیل تمسے راضی ہی اور جد بزرگوار تمہارے شفیع روز جزا ہین پس فرمایا اشہد ان لا الہ
الا اللہ و اشہد ان محمد الرسول اللہ واشہد ان ابی وصیہ و خلیفتہ پس پاے مبارک جانب قبلہ دراز
کئے اور دست مبارک سمت آسمان کیجانب اشارہ کیا اور باواز فصیح فرمایا بالتوفیق [illegible]
مقدس اونجناب کی طرف گلشن آباد جنت کے پرواز کرگئی

چو این ملاحظہ کردند آن بلاکیشان | نماند صبر و عمامہ بر سر [illegible]
تمام وا حسنا وا محمدا گویان | زدند چاک گریبان [illegible]
خصوص حضرت زینب کہ دل بخون تر بود | زخواہران ہمہ بیتابیش فزون [illegible]
[illegible] بر سر آن لاش سید الشہدا | فگندہ شال بگردن بچشم خون [illegible]
خطاب کرد بآن لاش کاے برادر جان | مرا فگندہ بگریہ تو رفتی سوے [illegible]
[illegible] محیہ بس زدست کلک قضا | نشد بروز ازل ثبت [illegible]

مومنین عجب طرح کا محشر اوسوقت بیت الشرف اہلبیت مین برپا ہوا کوئی وا ابتاہ وا [illegible]
جان کہتا تھا اور کوئی وا اخاہ وا اخاہ کے نعرے مارتا تھا اور روتا تھا کوئی بی بی [illegible]
اے بھائی اب یہ خواہر ناشاد کہان آپکو پائیگی کوئی کہتی تہی کہ اب یہ چاند سی تصویر خاک
نیچے چھپ جائیگی کوئی کہتے تہی کہ ہاے اے والی [illegible] اب یہ بیوہ ان ننہے ننہے بچون کی کیسے
بسر [illegible] کریگی ایک طرف جناب عباس علم آہ بلند کیے ہوے ہاتھ سینہ پر مارکر وا اخاہ کہ
رہے تہے ایک جانب جناب عون اور محمد آنکھون سے سیل خون بہارہی تھے غرض
[illegible]

...ران دروازہ تمام شیعہ اور اصحاب حضرت کے فرط فریاد و بکا سے غش ہوئے تھے مگر مومنین قربان
...ن شیعون کی مظلومی اور غربت مظلوم کربلا پر کہ بعد شہادت کے اون جناب کی لاش پر بجز
...ران ہوا اور جانوران صحرا کے کوئی لاش پر رونے والا نہ تھا آہ آہ مومنین انصاف کیجے
...ون اوس مظلوم کی لاش پر روتا عزیز اور انصار سب پہلے ہی حضرت کے سامنے فائز درجہ
...شہادت ہو چکے تھے پس رونے والون مین فقط مردون مین ایک جناب سید الساجدین
...اور عورتون مین اہلبیت اوس جناب کی اونکو اشقیا مثل بندیان ترک و دیلم کے یقید کر کے شام کو
...تھے پس اب اور کون تھا جو اوس جناب کی لاش پر روتا - ابیات

...شتہ گیسیر بوتراب وا ویلا +	نبود گریہ کنندہ مگر طیور ہوا +
...زندگان ہمہ خون جگر ز غم خوردند	ز نعرہ ہاے خود آرام قدسیان بردند
...یان جن ہمہ زیر زمین بشیون و شین	صدا بلند نمودند وا امام حسین
...نش بکشادند حوریان سر خویش	ز شور ماتم شان قلب فاطمہ شد ریش

سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس ساتوین مین بیان دفن ہونے جناب امام حسن علیہ السلام کا

...ان کشتہ زہر ستم ایدل نہال	کر بیان ماتم او تا حلقہ ماند است لال
...الش ہر چہ ہر کس گفت بود افزون ازان	آہ کز دوران رسیدش آفت عین الکمال
...باغ امامت نونہال بارور	بُد بگلزار خلافت گلبنی با اعتدال
...بیداد سرو قامتش از پا فگند	شد گل رویش ز تاراج حوادث پائمال
...نش چہرہ از ناخن غم ریز ریز	مہر را در ماتمش پر جان محزون صد ملال

کہ اونھنے کہا کہ ایک دن جناب رسولخدا نماز عشا کے لیے تشریف لائے جناب
آغوش مبارک مین تھے حضرت نے اوس اپنے پارۂ جگر کو آغوش سے
نماز ہوے جبکہ حضرت سجدے مین تشریف لیگئے تو جناب امام حسنؑ حضرت
ہوے پس حضرت نے سجدے کو طول دیا جب حضرت نماز سے فارغ ہو ک
یا حضرت آج آپنے سجدے کو بہت طول دیا کیا درمیان سجدے کے کوئی
وحی نازل ہوئی تھی حضرت نے ارشاد کیا ان دو مین سے کوئی بات نہ تھی
گیا تو میرا فرزند حسن میری پشت پر سوار ہوا پس مکروہ معلوم ہوا مجھے یہ امر ک
میرے فرزند کا دل رنجیدہ ہو لہذا مین نے سجدے کو طول دیا جب وہ
سر اوٹھایا اور مومنین اکثر کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ جب حضرت نے
فوراً جبریل نازل ہوے کہ اے رسول جبتک کہ حسن تمہاری پشت سے
اور بعض محدثین نے اس حدیث کو بنسبت جناب امام حسینؑ کے لکھ
حدیثون کا ایک ہی کیونکہ مرتبے اور بزرگی مین دونون شاہزادے
سر پیٹنے اور خاک اوڑانے کا ہے کہ جن شاہزادون کا یہ مرتبہ پیش خدا و رسول
جو پشت رسول پر سوار ہوے تو حکم خدا پہونچا کہ اے حبیب میرے ابھی
ہمکو حسینؑ کی دلشکنی منظور نہین ہے آہ آہ اشقیاے امت نے اونہین دونون
ظلم کیے کہ جناب امام حسن کو زہر سے شہید کیا اور تابوت پر اوس جناب کی
روضہ مین دفن نہونے دیا اور جناب امام حسینؑ کو عین سجدۂ خدا مین تیغ
تشنہ لب گوسپند قربانی کے قفا سے ذبح کیا الغرض مومنین کتاب عیون
علم الہدی نے لکھا ہے کہ جب مروان بن حکم ملعون کو خبر ہوئی کہ جناب امام

حسین اپنے بہائی کو روضہ رسولخدا مین دفن کیا چاہتے ہین اگر یہ امر وقوع مین آیا تو شرف
بزرگی جاتی رہیگی اور شقیقہ نے یہ سنکر کہا کہ پیراے مروان تدبیر اسکی کیا ہے مروان نے
استر یہا موجود ہی تو اسپر سوار ہوئیں وہ استر سے کود پڑا اور عایشہ کو اوسپر سوار کیا حالانکہ
رسولخدا نے منع فرمایا تھا کہ عورتین زین پر مثل مردون کے نہ سوار ہون اور قبل
اسکے کوئی عورت اہل اسلام سے زین پر نہ سوار ہوئی تھی موجد اس بدعت کی بھی عایشہ
... اوسپر سوار کرکے لیگیا اور مردم کو تحریص اور ترغیب دیتا تھا اور نیز محاربہ اور
امام حسین کے عباس کہتے ہین کہ جب جنازہ جناب امام حسن کا قریب روضہ
کے پہونچا تو دیکھا مینے کہ تمام بنی امیہ اور فرزندان عثمان علیہ اللعن یہ آواز بلند
حسن ابن علی کو حضرت کے روضہ مین ہرگز دفن ہونے دینگے کیونکر ہو سکتا ہی کہ عثمان
... سے بقیعہ مین دفن ہوا اور حسن ابن علی حضرت کے روضہ مین کہ ایک مرتبہ دیکھا
... ایک استر پر سوار اور تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوے کہتی ہے کہ ای قوم جبتک
... پر باقی ہے ہرگز نہ گوارا کرونگی کہ حسن کو یہان دفن کرین اور احترام رسولخدا
... جناب سید الشہدا نے فرمایا کہ اے عایشہ تونے ہتک حرمت رسولخدا کی کہ دفن
... کو وہان کہ جسکو وہ جناب دوست رکھتے تھے افسوس ہی کہ اگر بھائی میرے مجھے
... جنگ و جدال کے لیے اذن دیتے تو اسی مقام پر دفن کرتا اور تیری ناک کو اس
زمین مین رگڑتا لیکن محمد حنفیہ نے کہا کہ اے عایشہ

شعر

... و لو عشت تفیلت	لک التسع عن الثمن و فی الکل تصرفت

... مین تو اونٹ پر سوار ہو کر میرے پدر بزرگوار کے مقابلہ مین آئی اور آج استر پر چڑہ کر
... فرزند رسولخدا سے جنگ پر آمادہ ہی اور جو بعد اسکے زندہ رہیگی تو ... پر بھی چڑہیگی

اور آپ مجھسے دور ہیں اور مزار اقدس آپکا قریب ہے ۵

غریب واطراف البیوت تحوطہ		الا کل من تحت التراب غریب

یعنے ای بھائی آپ غریب ہین حالانکہ گرد آپکے ہمارے سب گھر ہین اسلئے کہ جو شخص
خاک کے ہے وہ غریب ہے ۵

فلیس حریب ما اصیب بماله		ولکن لمن واری اخاہ جریب

یعنے اے بھائی جراحت دیدہ وہ شخص نہین کہ جسکو مال سے اوسکے کوئی ضرر ہو -
زخم وہ شخص رکھتا ہے کہ جسکا بھائی نیچے خاک کے ہو اور وہ زندہ - مومنین جناب
امام حسینؑ اور اہل مدینہ مفارقت جناب امام حسنؑ مین اپنے قلب کو تسکین د
زیارت مرقد اون جناب سے یعنے جب اونجناب کی مفارقت مین زیادہ بیچین
تھے تو اون جناب کی مرقد پر جاکے زیارت اونجناب کی پڑھتے تھے پس قلب
تسکین ہوتی تھی - آہ آہ قربان جان ہم شیعون کی غربت مظلوم کربلا پر کہ مر
اونجناب کا عزیزون اور دوستون سے اتنی فاصلہ پر واقع ہوا کہ زیارت قبر
دشوار تھی جیساکہ کتاب قرب الاسناد مین جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے
ہے کہ زیادہ تر باعث اندوہ وملال اہل مدینہ اور بنی ہاشم کا غم مظلوم کربلا
کہ اون جناب کی قبر کی زیارت سے بھی محرومی حاصل تھی الغرض مومنین بعد ا
پڑھنے اور گریہ وزاری بسیار کے وہ جناب مع اپنے اور بھائیون اور اولا
وہان سے امام مسموم اور مظلوم کے گھر مین تشریف لائے اور اپنی بہنون
جناب امام حسن کے پاس بیٹھکر مشغول بگریہ ہوے اوسوقت اہلبیت
زاری سے اوس خانہ صاحب مین اک محشر برپا تھا - مومنین جناب

…ا پھوپھی جناب زینب خاتون اور ام کلثوم اور انکی بہنوں سب کے داخل مدینہ منورہ ہوے تو
…ی کوئی گروہ تو خانۂ ویران جناب سید الشہدا میں جناب بیمار کربلا کے پاس جاتا تھا اور
…ریاد کرتا تھا اور کوئی جماعت خانۂ جناب عباس میں جاتی تھی اور ام البنین کو پرسا
…ی اور روتی تھی اور کوئی خانۂ جناب عبد اللہ فرزند جعفر طیار میں اور کوئی خانۂ ام لیلی
…اور کوئی خانۂ جناب امام حسن میں اور کوئی خانۂ جناب مسلم میں اور کوئی اون گھروں میں
…مرد مظلوم کربلا کے ساتھ شہید ہوکر تھے جاتی تھے اور سروں کو پیٹ کر خاک اڑاتے تھے
…مومنین مدینہ میں اوس دن کوئی ایسا گھر نہ تھا کہ جسمیں ماتم نہ برپا تھا کسی طرف سے آہ و دردا سینا…
…ی اور کسی گھر سے واقا سماہ کی فریاد تا فلک جاتی تھی اور کسی گھر میں واکرباہ کا شور
…ا غرض ایک گھر سے دوسرے گھر میں نوحہ و ماتم دوچند تھا راوی کہتا ہے کہ روضۂ جناب
…میں ایسا ماتم برپا تھا کہ مرقد اون جناب کا ہلتا تھا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
اللهم ارزقنا شفاعة الحسن والحسین مجتبی سید الکونین و نور عینی الثقلین

باب آٹھوین میں بیان بعض فضائل جناب حسن مجتبی علیہ السلام کا

…فضائل اون جناب کی حیز تحریر اور تقریر سے باہر ہیں مگر اس مقام پر
چند فضائل تیمنا و تبرکا لکھے جاتے ہیں ع

ز رومی چہ گنتی وصف کرامات حسن	تا بد نشمار خرق عادات حسن
تا بود بد ہیرہ ہیچکس نگذشتہ	بے معجزہ یکنفس ز اوقات حسن

…علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے کتاب بحار میں اور شیخ رجب برسی نے کتاب مشارق الانوار میں
…تفسیر علی بن ابراہیم میں ذیل تفسیر فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر میں حسین بن
…محمد سکین سے اور اونسے عبد الملک بن ہارون سے اور اونسے جناب امام ناطق حضرت

محاربۂ سخت واقع ہوا اور یہ خبر سلطان روم کو پہونچی کہ ایک بزرگوار کوفہ اور ایک مرد
محاربۂ عظیم ہو رہا ہی سلطان نے کہا کہ دونون کے وصف بیان کرو تا معلوم کرون کہ کون
حق پر ہے اور کون باطل پر پس اون لوگون نے بیان کیا سلطان نے کہا کہ مرد کوفہ حق
اور مرد شام باطل پر بعد اوسکے اوسنے ایک نامہ جناب امیر علیہ السلام کیخدمت مین لکھا کہ
اپنے کسی فرزند کو میرے پاس روانہ فرمایئے مین اوس شاہزادے سے چند سوالات
تاکہ مجہپر ظاہر ہو کہ خلافت کسکا حق ہے اور اسی مضمون کا ایک نامہ معاویہ کو بھی بھیجا
نے یزید پلید کو روانہ کیا اور جناب امیر نے جناب امام حسنؑ کو جب جناب امام حسن سلطان
کے دربار مین تشریف لیگئے اور یزید بھی گیا تو اوس وقت یزید لباس زرتار پہنے ہوئے
جب قریب گیا تو سر سلطان پر بوسہ دیا اور سلام کر کے سلطان کے بائین جانب بیٹھ
اور جناب امام حسن رنگ سپید پہنے ہوے تھے جب قریب پہونچے فرمایا کہ حمد کرتا ہو
عز و جل کا کہ نہین کیا مجھکو نصرانی اور یہودی اور مجوسی اور نہ پوجنے والا افتاب او
اور گاؤ اور بت کا اور نہ کیا مجھکو مشرکین سے تبارک اللہ رب العرش العظیم و
رب العالمین یہ فرماکر کمال حشمت اور وقار کے ساتھ سلطان روم کے داہنی جانب
مسند ہوے اور سر مبارک جھکائے ہوے بیٹھے رہے کسی جانب نظر نہ کی سلطان نے
دونون جانب نگاہ کی سمجھا کہ کسکی جانب حق ہے بعد اوسکے یزید کو سامنے بلا
ارکان دولت کو دیا کہ وہ تین ہزار تیرہ صندوق جو تصاویر کے خزانہ مین
انکو جلد لاؤ یہ سنکر خزانچی اون صندوقون کو لایا پس سلطان روم نے ایک
کھولکر اوسمین سے تصویرین نکالین اور یزید کو دکھلائین اور پوچھا کہ بیان کر
تصویرین ہین ۔ مومنین وہ سب تصویرین حضرت آدم سے تا اوسدم جسقدر نبی

کیا پس سوال کیا سلطان نے کہ بیان کر ارواحین مومنین کی کس مقام پر رہتی ہین
کفار کی کس جگہہ رہتی ہین اسکا جواب بہی یزید سے نہو سکا الغرض جب سلطان نے دیکہا
کہ یہ کسی سوال کا جواب نہین دیسکتا فقط بار حماقت اور جہالت سے لدا ہوا ایک گدہا ہے
پس وہ تصویرین جناب امام حسن علیہ السلام کے معاینہ سے گذرانین حضرت نے ا
ایک تصویر کو دیکہکر بتانا شروع کیا کہ یہ فلان پیمبر کی تصویر ہے اور یہ فلان کی اور سلطان روم
تصدیق کرتا جاتا تہا کہ آپ صحیح فرماتے ہین پس آخر مین ایک تصویر اوسنے دیکہائی حضرت نے
جب اوس تصویر کو دیکہا تو بہت روئے جب اوسنے سبب رونے کا پوچہا فرمایا کہ یہ میرے
نانا جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ کی تصویر ہے مجہکو اسوقت میرے نانا یاد آئے یہ وجہہ ہے
میرے رونے کی پس اوصیاؤن کی تصویرین اوسنے دکہلائین اونکو بہی حضرت نے بتایا
پہر بادشاہون کی تصویرین پیش کین حضرت نے فرمایا کہ یہ تصویرین بادشاہون کی ہین بعد
اوسکے پوچہا سلطان نے کہ وہ سات چیزین کونسی ہین کہ جنکو حق تعالے نے بلا رحم مادر کے
پیدا کیا آپ نے فرمایا اول حضرت آدم ہین اور دوسرے حوا اور تیسرے گوسفند ابراہیم اور
چوتہے ناقہ صالح اور پانچوین مار یعنے عصاے حضرت موسی اور چہٹا ابلیس لعین اور ساتوان
کوا کہ جسنے قابیل ہابیل کو دفن کی تدبیر بتائی پس سوال کیا اوسنے کہ ارشاد ہو ارواحین مومنین
کس مقام پر رہتی ہین حضرت نے فرمایا کہ وادی السلام مین کہ وہ صحرا پشت نجف کی واقع
ہے اور محشور ہونگے نزدیک صخرہ بیت المقدس کے اور وہی عرش اولی ہے پہر پوچہا اوسنے
کہ ارواح کفار کہان پر رہتی ہین فرمایا کہ وادی حضرموت مین کہ عقب یمن ہے اور محشور ہونگے
روز دم نزدیک صخرہ بیت المقدس کے لیکن اہل بہشت جانب راست صخرہ سے محشور ہونگے

کہ فرمایا فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر یہ سنکر سلطان روم نے ہدیے
ظاہر و باطن اسکو علم کہتے ہین اور اس علم کو نہین جانتا ہر کوئی مگر نبی یا وصی اور
اہلبیت طاہرین سید المرسلین ہین پس بہت سے ہدایا اور تحف حضرت کے ہمراہ
لکھی جناب امیر علیہ السلام کو بیشک آپ وصی رسول ہین اور خلافت آپکا حق
ہے معاویہ لعین اور جہاد کیجئے اس شقی ازلی پر کہ یہ کافر ہے مومنین سنتا آپ
اپنے ...کرون پر بھی یہ امر ثابت تھا کہ جناب امیر حق پر ہین پس خدا لعنت کرے اون
...کہ مجبور ... جناب کا حق غصب کیا اور دروازہ اوس عرش مقام کا آگ سے جلایا اور
جناب ... یزید ... گردن مین رسّی باندھکر مسجد مین لائے اور ایک فرزند کو اوس امام کے
شہید کیا ... اور ایک کو روز عاشورہ کربلا مین تین روز کا بھوکا اور پیاسا مثل گوسفند
قربانی قفا سے ذبح کیا اور بیٹیون کو اوس جناب کے سر برہنہ شتران بے کجاوہ پر سوار
مثل بندیان اہل ترک و دیلم کے شہرون اور بازارون مین تشہیر کیا۔ مومنین بحار الانوار
ارشاد مین دیلمی ... نے ابراہیم رافعی سے اور اوسنے اپنے باپ سے اور اوسنے اپنے پدر سے
روایت کی ہے کہ ایک سال مین حج کو جاتا تھا دیکھا مین نے کہ جناب امام حسن اور
امام حسین دونون بزرگوار پیادہ حج کو تشریف لیجاتے تھے پس مین دیکھتا تھا کہ جس
گروہ کی طرف سے وہ شاہزادہ گذرتے تھے پس وہ سب اپنے اپنے مرکب سے
زمین پر کود پڑتے تھے اور تعظیم بجالاتے تھے اور وہ سب بھی پیادہ با حضرت کے
ہو لیتے تھے پس اہل قافلہ نے سعد وقاص سے کہا کہ ان دونون فرزند رسول کے ایک
چلنے سے ہم سبکو نہایت اذیت ہے تم ہماری جانب سے عرض کرو کہ حضرت بھی سواریان پر
چلین پس سعد نے اون سبکی اون شاہزادون سے عرض کیا فرمایا کہ اے سعد ہم نے
... سفر مین عہد کیا ہے کہ ہم اہل پیادہ اپنے معبود کے گھر کو جائین مگر یہ کیا ...

... او لی اہلبیت پر لیے ... دن اوس مظلوم کو مع سب عزیزون اور انصارون
کے شہید کیا اور جناب امام زین العابدین کو ساربان کے اونٹون کا بنایا اور
... دربار قوالی مین پیادہ پا لیگیا۔ ... راوی کہتا ہے
جناب امام حسن نے راہ خدا مین ... حتی کہ ایک
... ی اور ایک نعلین بھی دیدی ... مین
... سے کہا کہ ایک سال جناب امام ... جناب
... جعفر طیار حج کو تشریف لیے جاتے ... ن
... راہ مین گم ہوگئے تھے ... دوسری ...

لیا
سجا
بت
ی سناو مرا
صوت
دوسری نیمو کی
اہن زرگو

بھوکے اور پیاسے ہوے اثنائے راہ مین دیکھا کہ ایک جانب صحرا مین ایک خیمہ
... نصب ہی اور اوسمین ایک زن پیر بیٹھی ہے وہ جناب اوسکے پاس تشریف
... مین ضعیفہ سے فرمایا کہ ہم پیاسے ہین اوسنے عرض کی کہ یہ جو سامنے گوسفند
کا دودھ دوہکر پی لیجیے لیس اون دونو بزرگوارون نے اوسکا دودھ پیا
... سے ضعیفہ ہم بھوکے بھی ہین اوسنے عرض کی کہ میرے بھی ایک گوسفند
... ے مجھکو دو لیس مین تمھین گوشت پکادون غرض اون شاہزادون نے
ضعیفہ کو دیا لیس اوسنے گوشت پکایا جب گوشت پک کے تیار ہوا

ہین جب اودہر سے مراجعت کرین تو اوسوقت تو مدینہ مین ہمارے پاس آنا۔ چند
روز کے بعد وہ ضعیفہ تنگدست ہوئی پس وہ مدینہ مین آئی۔ راہ مین جناب امام حسن کی
نظر اوس [illegible] پر پڑی حضرت نے پہچانا پس حضرت اوسکو اپنے ہمراہ مکان پر لائے
اور ہزار گوسفند آپنے اوسکو عنایت فرمائے بعد ایک آدمی اوسکے ہمراہ کرکے جناب
امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین بھیجا مظلوم کربلا نے بھی مثل اپنے بھائی کے
ہزار گوسفند عنایت کیے آپ نے ایک آدمی ساتھ کرکے حضرت عبد اللہ ابن جعفر
کے پاس بھیجا اونہون نے بھی ہزار گوسفند اوسکو دین۔ مومنین وہ ان تینون بزرگوارون
کے جود [illegible] غنی ہوگئی۔ آہ آہ مومنین اون بزرگوارون کے عیال و اطفال
اہل [illegible] نے ایسے ظلم کیے کہ کوئی کافر کے عیال اور اطفال پر بھی ظلم نہین
ہے [illegible] کو اون بزرگوارون کے سر برہنہ شتران بے کجاوہ پر سوار کرکے شہر
اور بازار [illegible] پھرایا اور اطفال کو کھانے و پانی سے محروم رکھا جب وہ یتیم
روتے تھے تو وہ [illegible] مارتے تھے۔ [illegible]
[illegible] الا لعنة اللہ علی القوم الظالمین [illegible]

تمام شد

اطلاع - کاپی رائٹ اسکا محفوظ ہے کوئی صاحب
قصد طبع نکرین عوض نفع نقصان نہ اوٹھائین

[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۲	زائر	بزائر	الضاً	۱۲	گو	کو	۶۱	۱۴	بہ لطافہ الحیل	بہ لطایف الحیل
۴	۱۲	جسن	بعین	الضاً	۱۴	گو	کہ	۶۲	۹	پای بہ پیش	پا بہ پیش
[illegible]	۶	سومنین	سورخین	۴۵	۴	قوت بازو	قوت بازو کے	۶۴	۲	شاہدان	شاہدین
۹	۷	گیا	کی	۴۷	۴	زبانش	زبانش	الضاً	۴	کہ طی السجل	کطی السجل
الضاً	۱۰	جبرئیل	جبرعیلی	الضاً	۷	البیت	ببیت	۶۶	۷	کا م	کا
الضاً	۱۸	اور	اوس	۴۸	۲	خنخبر	خنجر	۶۸	۱۳	شدت بیاس	بیاس کے شدت
الضاً	[illegible]	شہرونسے	شیرونسے	۴۹	۳	نیایند	بیابید	۷۰	۱۲	ختم ماب	ختیج ماب
۲۹	[illegible]	اوبر	اوسپر	۵۰	۷	حضرت	خضر زینب	۷۱	۱۸	غلبہ دردحم	غلبہ در دشتم من
[illegible]	۲	کی	نی	۵۲	۱۸	اور	دُر	۷۵	۱۹	حارں	حارث
[illegible]	۱۹	بران	بان	۵۳	۲	والوتورالموتور	والوترالموتور	۷۶	۴	لیاً	الضاً
[illegible]	۱	ازین	گزین	۵۳	۱۹	عزی ستا	غزی ستائے	۷۷	۱۱	سجا	سجاع
الضاً	۶	اکون	اگذرہ	۵۴	۴	گہرسے	گرگسے	۷۷	۱۳	بن سنا و مرا	تیغ و سنان مرا
[illegible]	۱۸	بگیرد	بگیرد	۵۵	۱	حمور	جمہود	۷۸	۱۳	عبری نمودی در صور	ایک جبری نمودی کی صورت
۲۵	۱۹	خزرج	خزرج	الضاً	۲	جیون	جیو	۷۹	۱	روز حیدر	روز حیدر
۲۶	۶	حملہ	حملہ	الضاً	۲۰	آدیزان	اندرہ	۸۰	[illegible]	ہیکال	میکال
۲۷	۱	بہ آتش	بسر با	۵۶	۸	عیبیہ	عتبہ	۸۰	۱۱	گراجنکر	گراہنک کے
۲۸	۲۰	اب شیر	آب تیر	الضاً	۸	منی اسد	بنی اسد	۸۱	۱۷	در ہا سنت بیر	دہ ہیئے پر
[illegible]	۹	زبردست	زبردست	الضاً	۱۰	اخرواوی	اخردادی	[illegible]	۷	جناب حیدر کرار	جناب حیدر کرار سے
[illegible]	۱	حضرت نی	حضرت	۵۷	۷	ناچار	نابکارہ	[illegible]	۱۸	اوس کناری	اوس کنار سے
[illegible]	۱۱	عرض کیا	عرض کے	الضاً	۹	فہری	فہری	۸۲	۵	صدمہ و تعجب	صدمہ و تعب
[illegible]	۱۶	بایاران	بلایاران	۵۸	۶	دوبارہ	دوبارہ	الضاً	۸	ہشتہ کند تشنہ کام	شہد انتہ تشنہ کام

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ان کیسلون	ان کیسلونی
ایضاً	۷	خرمن شرر	خرمن اشتر	ایضاً	۱۸	بوسید	بوشید	۱۸۱	۱۰	ازدست	بردست
۸۸	[illegible]	دمیدن	دمسیدم	ایضاً	۱۹	آپ نی	اپنی	۱۸۵	۱۲	انی زدید باس	آنی زدیدہ با
۸۹	۲	ستیز کار	تیز کار	۱۲۸	۱۱	جایئں	جایئ	۱۸۸	۱۳	لیے جاتی کہ فخر	لیے جاتی ہوں کہ فخر
۹۱	۱۹	شہید	شہدا	ایضاً	۱۲	سمجھائیں	سمجھائی	ایضاً	۱۶	دس	قدس
۹۵	۵	داخلہ	داخل	۱۲۹	۱۰	زینب	زینت	۱۸۹	۳	پردہ وارد	پردہ دا
۹۸	۴	بی بول	بی بدیل	ایضاً	۱۳۱	سوری	سوزی	ایضاً	۱۲	اون جناب شیریں	وہ جناب بیت
۱۰۱	۲	تا محمد	یا محمد	ایضاً	۱۸	تا بانش گرو	با آتش گرو	۱۹۳	۴	شہدین	شیرین
ایضاً	۸	ہر آئینہ	ہر آئنہ	۱۳۰	۲	تار بود	تار پود	۱۹۵	۱۰	اسنیے	ان
ایضاً	۹	انزدم	زاندم	ایضاً	۱۴	مبالغہ	مبالیعہ	۱۹۶	۴	سرعابر	بیر ابد
[illegible]	غلط	زنعتاد عباس بید دست علی در سیان		۱۳۱	۱۳	سیری	کہ	۲۰۰	۹	حکمات	کلمات
	صحیح	لجاد سر زمین پے بصرت تیغ علم گر		ایضاً	۱۴	زیت	زیب	۲۰۱	۵	اگرددم	اگردو
ایضاً	۱۹	زدنو	زبیم تو	۱۴۰	۱	تورا	ترا	۲۰۶	۱۳	شبست	سیں اسن
۱۰۲	۹	آرو	رُو	ایضاً	۱	بہای	برای	۲۱۰	۸	اہر عنان	اہر بینان
۱۰۴	۵	بر ہماری	بر باری تست	۱۴۳	۷	شور حیبر النسا	شور خیر النسا	ایضاً	۱۲	نسخہ	نسنجہ
ایضاً	۷	اد فہم	فتم	ایضاً	۱۵	شوز	سور	۲۱۱	۵	خلافت	خلاف
۱۰۸	۱۱	گشت دمو	گردہ مو	ایضاً	۱۱	خپان را	حبان را	ایضاً	۶	اوس	اون
۱۰۹	۱۹			۱۴۶	۱	اب یہ	اب یہ خادم	ایضاً	۱۵	بی بصیرت	بی بصیر
۱۱۳	۵	ایا تہا	بلا پایا	ایضاً	۳	اوس رادی	اوس حاجت رائے	۲۱۶	۳	عود	عمود
۱۱۵	۱۲	لیز بلی	مالی لیز	۱۴۸	۱۷	دربارہ	درنارہ	۲۲۷	۹	کنیش	کین تنیش
۱۱۷	۴	جو جبیں	جو بینی	۱۵۲	۵	نجلت قاطع	حجت قاطع	۲۳۰	۱۴	گشتہ	تشنہ
۱۱۸	۴	توقعی کے	توقف کیا	۱۵۰	۱۷	بدندان گزید	بدندان گزید	۲۳۱	۱۱	تبر دستیے	تیز دستیے
۱۲۶	۵	او سنیے	روشنیے	۱۱۹	۱۹	ان یوزون	ان یوزون لکم	۲۳۴	۵	شر برسے	شر بیر

۳۶۱	۱۳	وہ شفقی	اور شفقی نے	۳۸۶	۲	والطراف البلوت	واطراف البیوت
الضیاً	۱۶	بکرچی	بکرچہ کے	الضیاً	۵	مااصیب	اصیب ما
۳۶۵	۱۱	نصرب تیر	بضرب تیر	الضیاً	۵	لمن داری	لمن واری
۳۶۷	۱	کہتے ہی	کہتے ہیں	۳۸۹	۱	نہ کیا	نکھا
الضیاً	۱۲	ایک نازیبا زدہ	ایک ناز زدہ	۳۸۹	۱۶	اور وہ ہی	اور وہی
۳۷۵	۳	وہ توجناب	تو وہ جناب	۳۹۱	۵	تیسرے دن	اور
۳۷۸	۳	عمزدہ	غمزدہ				
الضیاً	۵	بجنگ گ	بجنگ گرگ				
۳۷۹	۳	کہ حسن علیہ السلام تو	کہ حسنؑ تو				
الضیاً	۹	جب نقش کھلک قا ادا	جب نقش کھلک قا ادا				
۳۸۰	۱۳	غیر	غیر				
الضیاً	۱۴	بربا	برپا				
۳۸۱	۱۴	کسر	کسر				
۳۸۳	۱۴	دوست کہتی تھی	دوست ہا کہتی تھی				
الضیاً	۱۶	عن الشمن	عن الثمن				
[illegible]	۷	معظمہ بحبا	معظمہ بحنا				
۳۸۶	۱۷	اکی تعنت	اکی ساتعنت				
[illegible]	۱۹	والمنار	والمراز				
۳۸۶	۲	والطراف البلوت	واطراف البیوت				

[illegible]		ہاتھان	[illegible]	۲۸۹	۱۳	قرآن تو تکلو	قرآنو تکلو	۳۴۷	۲	چیوپارہ	چیوپارہ پارہ
۲۴۳	۳	بتن کوس کا	نین دن کا	۲۹۰	۴	فرمان	فرقان	۳۳۹	۱۴	دہم	دہیم
الضاً	۱۷	مثل الذی نہم	مثل الذی تعی نہم	۲۹۲	۱۴	بدرہ حصہ اول	بدرہ حصہ اولی				
۲۴۵	۱۷	آخر دین	ناصر دین	الضاً	۱۵	نیین لیتی	نیین لیتے تھی				
۲۴۸	۶	ایت	درروایت	۲۹۳	۵	ینا شبر لساتی	ینی ھب آلمساتی	۳۴۳	۱۴	نین	عین
الضاً	۱۶	[illegible]	لیا	۲۹۵	۵	دو بیک	دو بیکر	۳۴۶	۸	انبیار	انبتیار
۲۴۹	۱۴	سرسی	سرسبی	۲۹۸	۲	بن جناب	بن حباب	۳۴۹	۷	کام بدل	کام بدن بدل
الضاً	۱۹	کانو	کانومن ابانناعجبا	الضاً	۹	عرض ہمان	عرض خدیجہ ہما بستان	الضاً	۷	دبنیدارئی	دبندار کے
۲۵۰	۱۲	علی و	علی اکبر	۳۰۵	۱۹	یہ کہیکہ	یہ کہہ	۳۵۱	۱۹	قربان زارکے	قربان جان زارکے
۲۵۴	۳	بجانبا	بجانبت	۳۰۶	۲	سرزد ہوگا	سرزد ہوگا	۳۵۲	۱۱	اندوہ	انکوہ
الضاً	۷	متصور	منصور	۳۰۷	۵	معلوم ہونا	معلوم ہوتا ہے	الضاً	۱۲	از بسر آید	از بسبر آمد
۲۵۶	۱۱	ایک یکدم	یکدم	۳۰۸	۱۲	فردانتخاب	فرد و انتخاب	۳۵۳	۱۹	اتی ارد	ابی ارد
۲۵۹	۱۱	النسی	تیسی	۳۰۹	۹	ثوات ہشتم سپہر	ثوابت ہشتم سپہر	الضاً	۱۱	ایک	ایک روایت
الضاً	۶	مجہسے	ہے	۳۱۱	۹	شخص کہ یہ دیکھو	شخص کے دیکھنے	۳۵۴	۱۷	اجنبی	اجتبیٰ
۲۶۰	۵	نگدز	نگدیہ	۳۱۳	۱۰	توسوی	توشوی	۳۵۶	۶	سرت سام	سرت شام
۲۶۵	۳	من حلقہ للارع	بخوچہ للادرع	۳۱۵	۱۱	موخین	مورخین	الضاً	۱۰	رازت	زارت
۲۷۸	۵	شقای	سقای	۳۱۷	۱۳	کہ بریدہ	کہ بُریدہ	۳۵۷	۲۰	راضم	راضیم
الضاً	۱۷	نانز	نماید	۳۲۲	۸	زمعراج	لمعراج	۳۵۸	۱۴	شست	شُست
۲۸۱	۵	رود گشت	زود گشت	۳۲۳	۱۰	جاہ مطلق	جاہ مطلق	الضاً	۱۸	بدرست کین	بدشت کین
الضاً	۸	جیو پای	جیو پای	۳۲	۴	ساتھ	ساتھ کے	۳۶۱	۳	خودکش	خودکس
الضاً	۱۱	ازدراغ	ازدرع	الضاً	۲۰	تحفہ شمشیر	تحفہ شمشیر	الضاً	۶	کارگر	کارگر
۲۸۲	۱	ابن اعثم کوفی	ابن اعثم کوفی	۳۲۶	۸	مرتجھنیز	میرے تجھنیز	۳۶۳	۵	پای مبارک بر	پای مبارک
۲۸۳	۱	سامنے تھا	سامنے تھی	الضاً	۲۰	ارشدن	ارشدمن	۳۶۴	۱۳	وہ شقی نی	اوس شقی نی

چہاردہ معصوم۔

۲۸۔ تحفہ جواریہ اردو در ادعیہ مسائل ضروریہ تمام سال

۲۹۔ مرثیہ و سلام تماشا فصیح جلد اول ۱۰ مرثیہ ۱۲ سلام

۲ مخمس۔

۳۰۔ جلد سوم فصیح ۔ ۲۳ مرثیہ ۴ مخمس ۲ سلام ۔ ۱۸/

۳۱۔ تاریخ دکہن از مولانا میرزا عباس شیروانی

موسوم بہ چار چمن۔ ۴/

۳۲۔ اخلاق احمدی اس کتاب مین مفصل طور پر مضامین

تہذیب اخلاق کو اردو مین لکہا ہے۔ ۱۰/

۳۳۔ مظہر قدس در میلاد سرور کائنات زبان اردو نہایت سلیس ۲/

۳۴۔ حد تحقیق بمشرب سنی از مولوی وحید الدین خان صاحب انزادہ

۳۵۔ تنقید الکلام فی احوال شارع الاسلام مع محصول ۴/

۳۶۔ دیوان نسیم معروف باسم تاریخی نظم معطر۔ ۱۰/

۳۷۔ مثنوی تغیر عفت اردو با تصویرات بطرز طلسم الفت۔ ۴/

۳۸۔ مصائب الشہداء ترجمہ اردو ماتمکدہ۔ مع محصول

۳۹۔ ابجد نجوم۔ ۱/

۴۰۔ ہدایۃ المومنین الی اصول الدین ترجمہ رسالہ شیخ

طوسی علیہ الرحمہ۔ ۱/

نہر المصائب در دو جلد۔ ۱/

شفاء الصدور والکروب ترجمہ اردو حیات القلوب باب ۱۲

۴۱۔ غلبہ حیدری ترجمہ اردو حملہ حیدری

جنگ خیبر

عین البکا بطور جمیل مجلس نثر و نظم اردو زبان

مراثی میر انیس چہاپہ نولکشور۔ ۳/

مراثی مرزا دبیر چہاپہ نولکشور۔

مراثی مونس چہاپہ نولکشور۔

مراثی دلگیر چہاپہ نولکشور

مراثی عشق چہاپہ نولکشور

ترجمہ اردو تحفہ در طہارت و صلوۃ و صوم ۴/

درۃ المصائب

واقعہ ماتم جلد چہارم مجموعہ مرثیہ و سلام و رباعیات

نواب محمد رضا خان صاحب متخلص بہ رضا۔

حدیقہ ماتم جلد پنجم مجموعہ مرثیہ و سلام و رباعیات۔ رضا

براہین غم مجموعہ مرثیہ ہائے میر تعشق صاحب

عشق صاحب لکہنوی مرحوم دو جلد۔

دفتر غم جلد دوم ۳۳ مرثیہ سوز۔

ایضاً جلد سوم مرثیہ سوز بزبان بہاکہ۔

مجموعہ مرثیہ ضمیر چہاپہ نولکشور۔ ۱۴/

بیاض ماتم مجموعہ نوحہ جات سلسلہ دار

بیاض نوحہ مسمی بہ رونق ماتم۔ ۳/

بیاض نوحہ مسمی مرقع ماتم۔ ۱/

بیاض نوحہ مسمی گنجینہ ماتم۔

بیاض نوحہ مسمی گلدستہ ماتم۔ ۱/

بیاض نوحہ مسمی اسرار ماتم کامل۔